باقیاتِ و نادرات

فیض احمد فیض

ڈاکٹر سید تقی عابدی

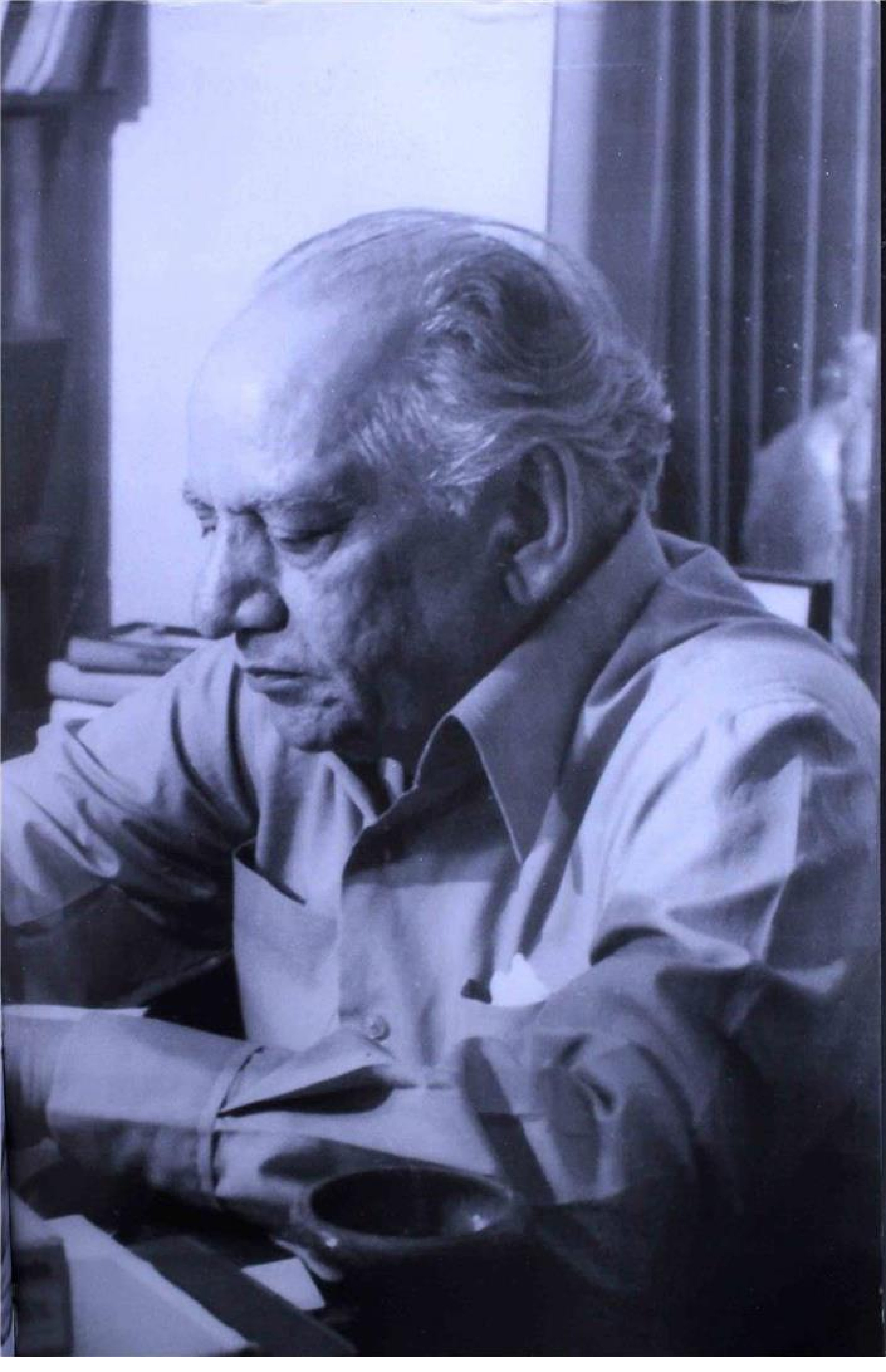

باقیاتِ و نادرات

فیضؔ احمد فیضؔ

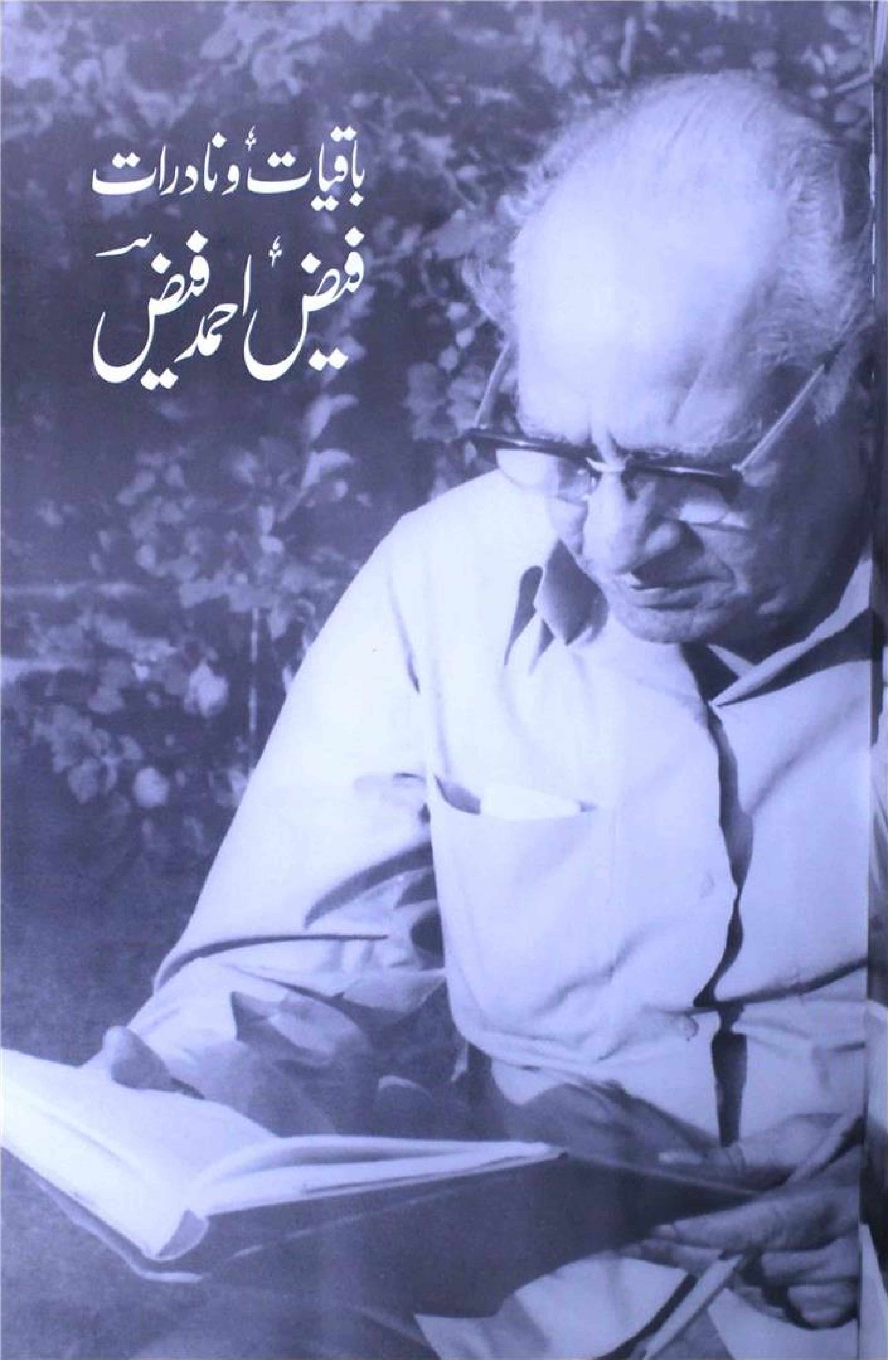

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ/تصاویر ناشر کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی بھی وضع یا جلد میں
کلی یا جزوی، منتخب یا مکرر اشاعت یا بصورت فوٹو کاپی، ریکارڈنگ، الیکٹرانک،
مکینیکل یا ویب سائٹ اپ لوڈنگ کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

مہتمم اعلیٰ: شاہد حمید

ناشر: گگن شاہد • امر شاہد

تزئین و آرائش: امر شاہد

U
851.092
F14B

First Published in hardback in Pakistan
by Gagan Shahid & Amar Shahid, Book Corner in 2019

ISBN: 978-969-662-220-8

All rights reserved.
No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means, without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

Sale Center:
Book Corner Showroom
Opposite Iqbal Library, Book Street, Jhelum, Pakistan
00 92 544 278051 00 92 314 4440882
bookcornershowroom bookcornerjhelum
info@bookcorner.com.pk www.bookcorner.com.pk

Printed at:
Fine Printers, Lahore, Pakistan.

BOOK CORNER
Jhelum (Pakistan)

فیض کی یادگاریں

سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی

کے نام

Faiz with Alys,
and daughters Salima and Moneeza,
Lahore, 1962.

فہرست

□ مقدمہ ۹
□ فیض احمد فیض — زندگی نامہ ۱۱
□ لینن امن ایوارڈ ۳۷
□ فیض اور بینک کریڈٹ کارڈ ۵۳
□ فیض کی کتابوں کے سرورق ۵۴
□ باقیاتِ فیض ۵۷
باقیات کے تحقیقی نکات ۵۹
فیض کا غیر مدون کلام ۶۱
مجلّہ ''راوی'' میں فیض احمد فیض کی ابتدائی تصانیف ۶۷
□ فیض — ہندوستان میں ۷۷
□ فیض — یورپ میں ۹۷
فیض پر اعتراضات کے جواب ۹۸
□ فیض — کینیڈا اور امریکہ میں ۱۰۹
فیض احمد فیض صاحب سے ایک غیر ادبی انٹرویو ۱۱۱
□ فیض — تصاویر میں ۱۱۹
□ فیض اور صادقین ۲۰۷
□ بخطِ فیض ۲۲۹

خطوط	۲۴۷
فیض کے خطوط ایلس کے نام	۲۴۹
ایلس کے خطوط فیض کے نام	۲۵۷
فیض کے خطوط سلیمہ ہاشمی کے نام	۲۹۱
فیض کے خطوط منیزہ ہاشمی کے نام	۲۹۴
فیض کے خطوط نواسے اور نواسیوں کے نام	۳۱۳
فیض کے خطوط سکندر علی وجد کے نام	۳۲۴
فیض کے خطوط محمد ایوب اولیاء کے نام	۳۲۶
فیض کے خطوط احمد سلیم کے نام	۳۲۷
متفرق خطوط	۳۳۱
فیض کے خطوط سے ہمیں کیا ملا؟	۳۴۵
فیض کی صحت اور بیماریاں (خطوط کی روشنی میں)	۳۵۳
فیض کا دوران جس نفسیاتی تجزیہ نہیں کیا گیا	۳۵۶
فیض کا آخری وقت	۳۵۹
تعزیتی خطوط	۳۶۵
تعزیتی ٹیلی گرافس	۳۸۳
عقیدت نامے	۳۸۹
''فیض فہمی'' کی تقاریب	۳۹۳

اس کتاب میں شامل ڈاکٹر سید تقی عابدی کے مضامین

فیض احمد فیض — زندگی نامہ	۱۱
فیض اور بینک کریڈٹ کارڈ	۵۳
باقیات کے تحقیقی نکات	۵۹
فیض کا غیر مدوّن کلام	۶۱
فیض — ہندوستان میں	۷۷
فیض کے خطوط سے ہمیں کیا ملا؟	۳۴۵
فیض کی صحت اور بیماریاں (خطوط کی روشنی میں)	۳۵۳
فیض کا دوران جس نفسیاتی تجزیہ نہیں کیا گیا	۳۵۶
فیض کا آخری وقت	۳۵۹

مُقدّمہ

سچ تو یہ ہے کہ کسی بھی شاعر کی باقیات کامل ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ خود شاعر کو اس کا مکمل علم نہیں رہتا کہ اس نے اپنے شعری سفر میں کب اور کہاں کیا کیا کھویا ہے۔ یہاں ہم اس رُوداد کو ذیل کے تضمینی مصرعے میں بیان کر سکتے ہیں:

'یہ باقیات ابھی ناتمام ہے شاید'

اسی لیے اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت کچھ نہ کچھ نئی تخلیقی تصنیف ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ فیض احمد فیض اگرچہ ایک ممتاز، معروف، مستند فطری شاعر تھے مگر اُردو کے دوسرے بڑے شاعروں کی نسبت کم گو تھے۔ فیض کے مجموعی اشعار کی تعداد دو ہزار سے بھی کم ہے جبکہ اُردو کہکشاں میں بعض ایسے بھی شاعر ہیں جن کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ کے قریب یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ فیض کے پہلے مجموعے ''نقشِ فریادی'' کی اشاعت کے بعد ان کے دوستوں اور پرستاروں کو ان کے کلام کا انتظار رہتا تھا چنانچہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی تخلیقی فن پارہ منظرِ عام پر آئے اور آنکھوں سے اوجھل رہے۔ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ چند مصرعوں کو بعد میں حذف کر دیا گیا اور چند مصرعوں کا اضافہ بھی کیا گیا جن کی نشاندہی ہم نے باقیات کے چند نکات اور غیر مدوّن کلام کے ذیل کی ہے۔ خود فیض نے کہا تھا کہ انہوں نے اپنا ابتدائی کلام اپنے مجموعوں میں شامل نہیں کیا، چنانچہ وہ صرف بعض اخباروں اور رسالوں کی نذر ہو کر رہ گیا۔ ہم نے فیض کے ابتدائی کلام کو جو ''راوی'' میگزین میں شائع ہوا، باقیات میں شامل کیا ہے۔ ہم نے باقیات میں ان تمام نکات کی طرف اشارہ کر کے وہ کلام جس میں کچھ ترمیم اور تنسیخ کی گئی ہے پیش کیا ہے، جو اگرچہ زیادہ نہیں مگر اہمیت کا حامل ہے۔ ہم نے اپنے چند مضامین جو باقیات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں، فیض کے متعلقات کے طور پر اس میں شامل کیے ہیں۔

فیض چونکہ ہمہ جہت شخصیت تھے اس لیے ان کی کئی جہات میں عمدہ تخلیقی تحریریں تھیں مگر ہمیں تلاش کرنے پر بھی کچھ تحریریں حاصل نہ ہوئیں اور ہمیں ان کے لیے مزید انتظار کرنا بے سود لگا چنانچہ پاکستان ٹائمز، ادبِ لطیف اور لیل و نہار کراچی کے اداریے جو مرزا ظفر الحسن مرتب کر رہے تھے دستیاب نہ ہو سکے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ رزمیہ نظم جو جیل میں لکھنے کی خواہش کر رہے تھے وہ لکھی گئی یا نہیں۔ ''Pillers of Community'' کا جو نصف ترجمہ کر لیا تھا اس کا پتہ نہیں ملتا اور اسی طرح کئی دوسری تحریریں، ایک دو فلم کی اسکرپٹ کے اشارے تو ملتے ہیں لیکن اصلی تحریر نہیں ملتی۔ ہم نے اپنے مضمون ''اے بسا آرزو کہ خاک شد'' مطبوعہ ''فیض فہمی'' میں ان تخلیقوں اور تحریروں کا مفصل ذکر کیا ہے۔ شاید مستقبل میں فیض کے محققین اور فیض شناسوں تک آئندہ کبھی ان کی رسیدگی ہو سکے۔

یہاں سب سے پہلے خصوصی طور پر ہم محترمہ سلیمہ ہاشمی، محترمہ منیزہ ہاشمی اور ڈاکٹر علی مدیح ہاشمی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خطوط کے ہمراہ اسناد مدارک اور ضروری نادر تصاویر بھیجیں جسے ہم نے اس باوقار صحیفہ کا جزو کیا۔ ہم ڈاکٹر بیدار بخت، ڈاکٹر بیدار مجید، جناب ایوب اولیاء، ڈاکٹر ضیاء الدین شکیب، جناب لطیف اویسی اور جناب سجاد حیدر کے ممنون ہیں جنہوں نے خطوط کے ساتھ تصاویر بھی مرحمت کیں۔ ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق جناب سلمان احمد ہیں جو صادقین فاؤنڈیشن کے روحِ رواں ہیں۔ فیض فاؤنڈیشن کی انچارج محترمہ یمین زاہرہ صاحبہ اور سمیرا خلیل صاحبہ کی کوششوں سے ہمیں اس پراجیکٹ میں مدد ہوئی، ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ "**باقیاتِ ونادراتِ فیضؔ احمد فیضؔ**" کا بیان مکمل نہ ہوگا اگر ہم **بک کارنر** جو اس دورِ حاضر میں جہلم سے دُنیائے اُردو ادب میں اپنی شناخت کی خوشبو بکھیر چکا ہے، کا ذکر نہ کریں۔ جناب امر شاہد اور گگن شاہد نے دن رات محنت اور دلجوئی سے اپنی ادبی اور ثقافتی تہذیبی صلاحیتوں کے ساتھ جو طباعت کی فن کاری کے کرشمے دکھائے ہیں ہماری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔

آخیر میں خواہش مند ہوں اگر کچھ مطالب رہ گئے ہیں تو ضرور مطلع کریں اور ہماری کوتاہیوں کو درگزر کریں۔

خیر اندیش

سیّد تقی عابدی

ٹورانٹو (کینیڈا)

taqiabedi@rogers.com

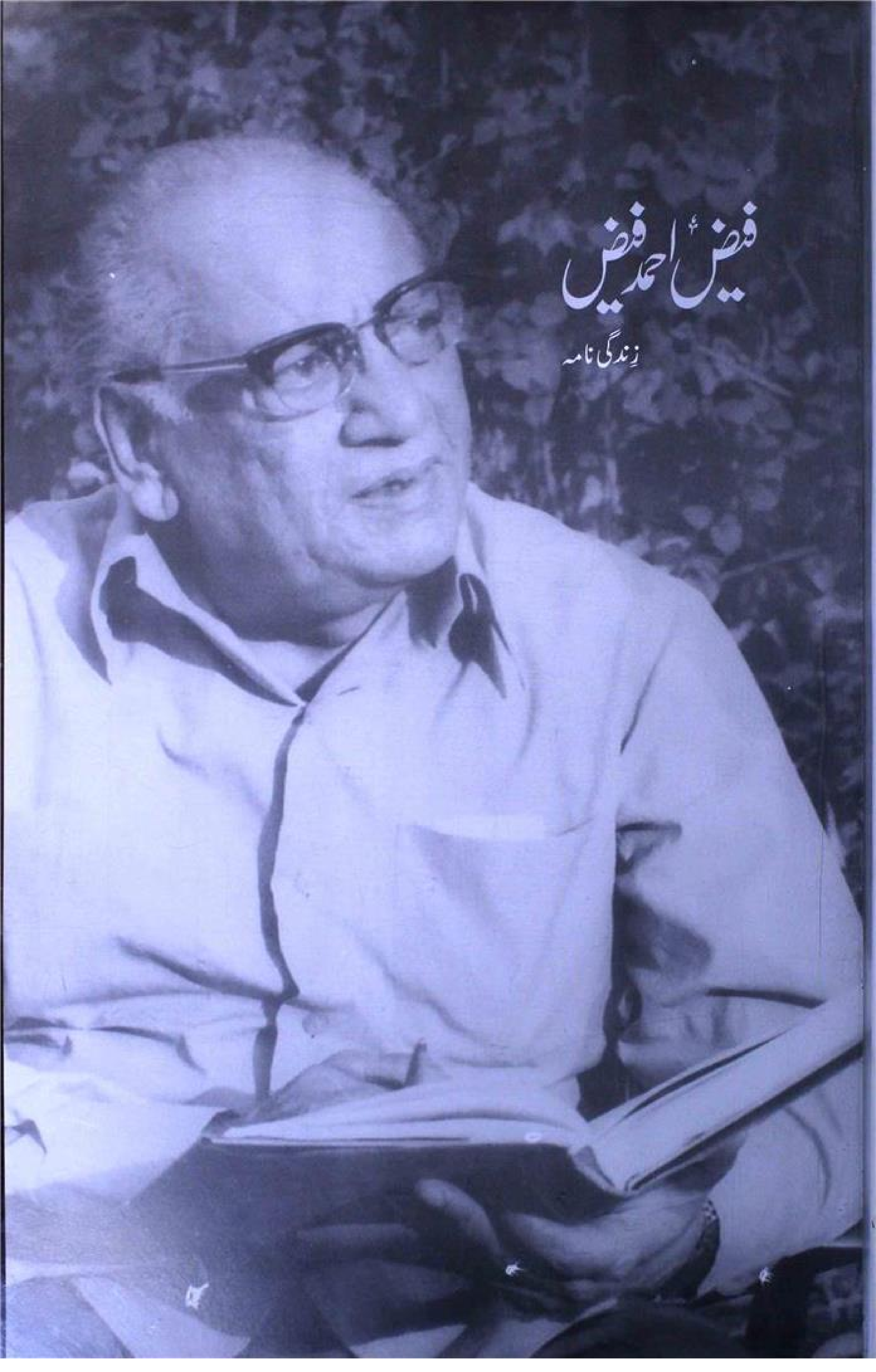
فیضؔ احمد فیضؔ
زِندگی نامہ

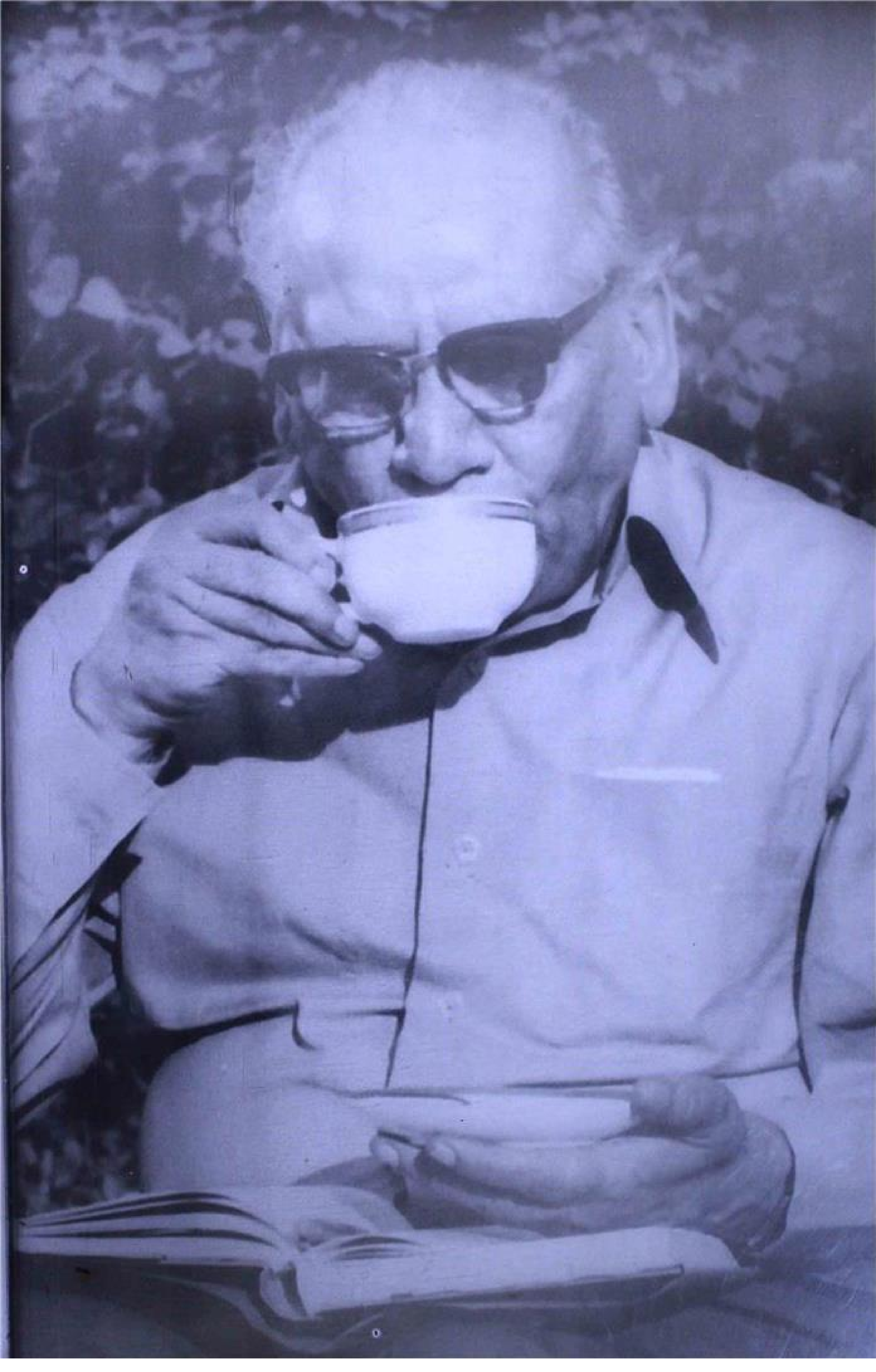

نام: فیض احمد خان

ادبی نام: فیض احمد فیضؔ

پیدائش: 13 فروری 1911ء.........فیضؔ ایک نامہ مورخہ 16 اپریل 1965ء میں اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں: "تاریخ پیدائش سکول کے کاغذات میں 7 جنوری 1911ء اور کہیں 7 جنوری 1912ء درج ہے۔ میں نے حال ہی میں ایک دوست سے فرمائش کی تھی کہ وہ سیالکوٹ کے دفتر بلدیہ سے پیدائش کے اندراجات ریکارڈ دیکھ کر صحیح تاریخ معلوم کرنے کی کوشش کریں، اُن کی تحقیق کے مطابق بلدیہ کے کاغذات میں 13 فروری 1911ء تاریخ پیدائش درج ہے۔

مقام پیدائش: قصبہ کالا قادر ضلع سیالکوٹ۔

والد: خاں بہادر سلطان محمد خان بیرسٹر، میر منشی عبدالرحمٰن والی افغانستان۔ سابق سفیر دولت افغانستان، لندن۔

چودھری سلطان محمد خان، فیض احمد فیضؔ کے والد سیالکوٹ کے مشہور بیرسٹر تھے۔ علم و ادب سے بچپن سے لگاؤ تھا۔ علامہ اقبالؔ، سر عبدالقادر، ڈاکٹر ضیاءُ الدین، علامہ سید سلیمان ندوی اور دیگر ادبی شخصیتوں کی صحبت نے اُن کے ادبی ذوق کو نکھارا تھا وہ علی گڑھ یونیورسٹی کورٹ کے ممبر، انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے صدر اور انجمن حمایت الاسلام کی انتظامیہ کے سرگرم رکن تھے۔ اُن کی مشہور تصانیف ہیں افغانستان کے دستوری قوانین اور امیر عبدالرحمٰن کی سوانح عمری، جو انگریزی میں ہے۔

چودھری سلطان محمد خان نے خاندانی پیشہ زراعت کو چھوڑ کر فارسی، عربی اور انگریزی میں دستگاہ حاصل کی۔ افغانستان کے سرکاری وفد کی پیشکش پر لاہور سے کابل گئے جہاں والی افغانستان عبدالرحمٰن نے چیف سیکریٹری اور پھر سفیر بنا کر لندن روانہ کیا۔ لندن کے قیام کے دوران آپ نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ یہاں آپ کی علامہ اقبالؔ سے ملاقات ہوئی۔ خان بہادر لندن میں تین سال گزارنے کے بعد افغانستان واپس ہوئے جہاں آپ نے ایک وزیرزادی سے شادی کی لیکن حکومتی سازشوں سے جان بچا کر راتوں رات افغانستان کو ترک کر دیا۔ دوران سفر آپ کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ سیالکوٹ پہنچ کر بیرسٹر کی حیثیت سے نئی زندگی کا آغاز کیا اور یہاں دو شادیاں کیں جن سے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چودھری صاحب کا 1931ء میں انتقال ہو گیا۔

والدہ کا نام: سلطان فاطمہ۔

بھائی بہن: حاجی طفیل احمد، میجر عنایت احمد، بشیر احمد، بیگم شجاع الدین، بیگم حمید، بیگم نجیب اللہ خاں، بیگم اعظم علی، رشیدہ سلطانہ۔

ابتدائی اور اعلیٰ تعلیم: 1915ء میں چار برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنا شروع کیا۔ 1916ء میں ابراہیم سیالکوٹی کے مکتب گئے اور عربی اور فارسی کی تعلیم شروع کی۔ 1921ء میں سیالکوٹ کے سکاچ مشن ہائی سکول کی چوتھی جماعت میں داخل ہوئے اور امتیازی کامیابی حاصل کی۔ 1927ء میں فرسٹ ڈویژن میں میٹرک پاس کیا۔ 1929ء میں مرے کالج سیالکوٹ سے فرسٹ ڈویژن میں انٹرمیڈیٹ پاس کیا۔ اسی دوران علامہ اقبالؔ کے اُستاد شمس العلما مولوی میر حسن سے باقاعدہ فارسی اور عربی میں تعلیم حاصل کی۔ 1931ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے اور عربی میں بی۔اے آنرز کے امتحانات پاس کیے۔ 1933ء میں گورنمنٹ کالج سے انگریزی میں ایم۔اے کیا۔ 1934ء میں اورینٹل کالج لاہور سے عربی میں ایم۔اے کیا اور فرسٹ ڈویژن حاصل کی۔

مشاغل: 1935ء سے 1940ء تک ایم اے او کالج امرتسر میں انگریزی کے لیکچرر کے فرائض انجام دیے۔ 1940ء سے 1942ء تک ہیلی کالج آف کامرس میں انگریزی کی تعلیم دیتے رہے۔ 1942ء سے 1947ء تک فوج میں مشغول بکار رہے۔ 1942ء میں بحیثیت کیپٹن فوج میں ملازم ہوئے۔ فوج کے شعبہ تعلقات عامہ میں مصروف رہے۔ 1943ء میں میجر کے عہدہ پر ترقی دی گئی۔ 1944ء میں لیفٹیننٹ کرنل کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ 1947ء میں فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے کر لاہور واپس ہوئے۔ 1959ء سے 1962ء تک پاکستان آرٹ کونسل کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ 1964ء میں عبداللہ ہارون کالج کراچی کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ 1965ء میں محکمہ اطلاعات و نشریات میں بطور اعزازی مشیر خدمات انجام دیں۔ 1972ء میں قومی ادبی اکادمی پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔ 1978ء میں ایفرو ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس کے نمائندہ اور اخبار لوٹس کے مدیر بنے۔

ازدواجی زندگی: 28 اکتوبر 1941ء کو لندن نژاد خاتون مس ایلس جارج سے اسلامی شرع کے مطابق عقد نکاح ہوا۔ ایلس، بیگم دین محمد تاثیر کی حقیقی بہن تھیں۔ شادی سری نگر کشمیر میں ہوئی، شیخ محمد عبداللہ نے نکاح پڑھا۔ فیضؔ کی والدہ نے ایلس فیضؔ کا

اسلامی نام کلثوم رکھا۔ فیض نے اپنے مجموعہ ''دستِ صبا'' کا انتساب کلثوم کے نام کیا ہے۔

شادی کی شرائط: یہ معاہدہ 28 اکتوبر 1941 کو فیض احمد ساکن سیالکوٹ (ہونے والا شوہر) اور ایلس کیتھرین جارج (ہونے والی زوجہ) متوطن لندن کے درمیان طے پایا جن کی عنقریب شادی ہونے والی ہے۔ اس کی شرائط حسب ذیل ہیں:

1) اس معاہدے کے تحت دونوں میں طے پایا کہ چوں کہ دونوں مسلمان ہیں، اس لیے ان کی شادی مسلم شریعت کے مطابق ہو۔

2) اس معاہدے کی رُو سے اور متذکرہ شادی کے پیشِ نظر فیض احمد فیض اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ ایلس کیتھرین جارج سے شادی ہو جانے کے بعد فیض احمد کسی صورت میں بھی کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کریں گے۔

3) اس معاہدے کے مطابق اور متذکرہ شادی کے پیشِ نظر فیض احمد اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ وہ اسلامی قانون کے تحت طلاق کا حق ایلس کیتھرین جارج کو منتقل کرتے ہیں۔

4) اس معاہدے کے تحت اور اسلامی قانون کی رُو سے مہر کی رقم پانچ ہزار روپے مقرر کی گئی ہے جو شادی ہو جانے کے بعد فیض احمد ایلس کیتھرین جارج کو ادا کریں گے۔

دستخط

جی ایم صادق — فیض احمد

نور حسین — لیکچرر ہیلی کالج آف کامرس، لاہور

مرزا ظفر الحسن فیض کی شادی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''براتیوں میں جوش ملیح آبادی اور مجازؔ مرحوم بھی شامل تھے۔ فیض کے مالی حالات اتنے سقیم تھے کہ وہ اپنے لیے کپڑے بھی نہ سلوا سکے۔ صرف ایلس کے لیے ایک انگوٹھی خرید سکے کیوں کہ ایلس نے صرف یہی خواہش کی تھی کہ انھیں شادی میں انگوٹھی ضرور پہنائی جائے۔ متفرق اخراجات کے لیے فیض کو میاں افتخار الدین مرحوم سے تین سو روپے قرض لینے پڑے تھے۔ نکاح نامے پر فیض اور ایلس کے دستخطوں کے ساتھ شیخ محمد عبداللہ، جی ایم صادق، ڈاکٹر تاثیر اور نور حسین کے دستخط ہیں جو ان دنوں سری نگر میں ہیلتھ انسپکٹر تھے۔ بیگم تاثیر کے بھی دستخط ہیں جو ایلس کی سگی بہن ہیں۔ نکاح سے پہلے طرفین میں ایک تحریری معاہدہ ہوا جو اس معاہدے کی نقل ہے جو علامہ اقبال نے ڈاکٹر اور بیگم تاثیر کی شادی کے سلسلے میں انگریزی میں مرتب کیا تھا۔ ڈاکٹر تاثیر کا نکاح بھی علامہ اقبال نے پڑھایا تھا۔

یہاں ہم امرتا پریتم کے انٹرویو کا وہ حصہ درج کرتے ہیں جو ایلس فیض سے شادی کے بارے میں ہے:

امرتا: ایلس! کیا فیض صاحب سے تمھاری پہلی ملاقات تمھارے ہی دیس انگلستان میں ہوئی تھی؟

ایلس: نہیں، میری بہن ہندوستان میں بیاہی تھی، ڈاکٹر تاثیر کے ساتھ۔ وہ دونوں لندن میں ملے تھے، البتہ 1938ء میں اپنی بہن سے ملنے ہندوستان آئی تھی۔

امرتا: تو ہندوستان کو تم نے فیض کے رُوپ میں دیکھا۔

ایلس: ہاں، امرتسر میں ملی تھی۔ امرتسر ہندوستان بن گیا اور ہندوستان فیض۔

امرتا: تم اُردو نہیں جانتی تھیں، پھر فیض کی شاعری سے عشق کیوں کر ہُوا؟

ایلس: امرتا جی بات تو یہ ہے کہ میں آج تک فیض کی شاعری کی گہرائی کو نہیں جان سکی۔ ذرا سا زبان کو سمجھ لینا اور بات ہے، لیکن پوری تہذیب کو جاننا اور بات ہے۔

امرتا: تب فیض شاعر سے نہیں ایک شخصیت سے پیار کیا تھا؟

ایلس: ہاں، لیکن ویسے تو شاعری شخصیت کا ایک حصّہ ہوتی ہے کیوں کہ ایک شاعر کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہوتی ہے اس لیے بھی اس کا بہت کچھ جاننا ہوتا ہے اور میں نے جانا۔

امرتا: ملنے سے کتنے عرصہ بعد شادی کی منزل آئی۔

ایلس: تقریباً دو سال بعد۔ اور یہ انتظار اس لیے تھا کہ فیض کے والدین سے منظوری چاہیے تھی، کیوں کہ ایک خوش گوار ماحول کے بغیر ہم شادی نہیں کر سکتے تھے۔

امرتا: شادی کی رسم کہاں ادا کی گئی؟

ایلس: کشمیر میں۔ مہاراجا کشمیر نے اپنا گرمیوں کا محل ہمیں نکاح کی رسم کے لیے دیا تھا اور شیخ عبداللہ نے نکاح کی رسم ادا کی تھی۔

امرتا: کیا بارات لاہور سے آئی تھی؟

ایلس: ہاں۔ تین آدمیوں کی بارات تھی۔ ایک فیض، دُوسرے اُن کے بڑے بھائی اور تیسرے اُن کے دوست نعیم...... جب تینوں آ گئے تو میں نے فیض صاحب سے پہلی بات پوچھی، ''بیاہ کی انگوٹھی لے کر آئے ہو کہ نہیں؟'' فیض نے کہا، ''انگوٹھی بھی لے کر آیا ہوں، ساڑی بھی''۔ میں حیران ہو گئی کہ فیض نے انگوٹھی کا سائز کہاں سے لیا ہے۔ پوچھنے پر کہنے لگے، ''میں اپنے سائز پر لے آیا تھا''۔

امرتا: فیض جان گئے ہوں گے کہ دل مل جائیں تو انگلیاں بھی ضرور مل جاتی ہیں۔ اچھا ایلس! یہ بتاؤ کہ نکاح کے وقت مشاعرہ بھی ہُوا تھا۔

ایلس: ہاں، ہُوا تھا۔ پہلے کھانا شیخ عبداللہ اور اُن کی بیوی کے ساتھ کھایا، پھر مشاعرہ ہُوا، مجازؔ اور جوشؔ ملیح آبادی بھی تھے۔

امرتا: فیض کے رشتہ داروں سے مُلاقات کب ہوئی؟

ایلس: کشمیر میں تین دن ٹھہر کر ہم لاہور آ گئے۔ وہاں دعوتِ ولیمہ کی گئی۔

امرتا: یہ تو ہندوؤں کے مکلاوے کی رسم ہوتی ہے۔

ایلس: ہاں کچھ ایسا ہی ہے۔ لڑکے والوں کی طرف سے یہ دعوت کی جاتی ہے۔

امرتا: ساس کی بزرگانہ دُعائیں کیسے لیں؟

ایلس: سر جھکا کر گھونگھٹ نکال کر۔

امرتا: ایمان سے، سچ! گھونگھٹ اُٹھانے کی رسم بھی ہوئی تھی؟

ایلس: ہاں امرتا! چاندی کے روپوں کی سلامی ملی تھی۔

امرتا: ساس صاحبہ نے تمھارا نام نہیں تبدیل کیا؟

ایلس: کیا تھا، اور انھوں نے میرا نام کلثوم رکھا تھا، لیکن مجھے پسند نہیں آیا۔

امرتا: اُردو زبان کب سیکھی؟

ایلس: گھر میں فیض کے بھتیجے سے، اُن کو انگریزی سکھائی اور اُن سے اُردو سیکھی۔

امرتا: اُس وقت تک فیض کا پہلا مجموعہ ''نقشِ فریادی'' چھپ چکا تھا؟

ایلس: ہاں، شاید ایک سال پہلے چھپا تھا۔

امرتا: فیض نے اپنے پہلے عشق کی داستان سُنائی تھی جس کے متعلق "نقش فریادی" کی نظمیں لکھی تھیں؟

ایلس: ہاں امرتا! وہ بھی اور اُس کے بعد کی دوستیاں بھی۔ لیکن کچھ بھی میری زندگی پر اثر انداز نہیں ہُوا۔ فیض ایک چٹان ہے اپنے آپ میں۔ فیض کی وفا اپنے ساتھ ہے، کاغذ اور قلم کے ساتھ ہے۔

امرتا: یہ سچ ہے، جس کی وفا اپنے ساتھ ہو، اپنے کردار کے ساتھ ہو، اپنی تخلیق کے ساتھ ہو اُس جیسا وفادار کون ہو سکتا ہے۔

ایلس: سینتیس برس گزر گئے ہماری شادی کو۔

امرتا: پورب اور پچھم کا یہ ملاپ کیسا رہا؟

ایلس: یہ ضرور کہہ سکتی ہُوں کہ دو مختلف علیحدہ علیحدہ سرزمینوں کے مرد و زن جب شادی کرتے ہیں تو میرا خیال ہے مرد کے لیے عورت کے دیس میں رہنا آسان نہیں لیکن عوت اپنے مرد کے دیس میں رہ سکتی ہے۔ نئی دھرتی، نئے ماحول کو اپنانے کی اس میں توانائی ہوتی ہے۔ مختلف تہذیب کے لوگوں کی شادی آسان بات نہیں۔

امرتا: تمھارے دو بچے ہیں۔

ایلس: دو لڑکیاں۔ سلیمہ اور منیزہ۔ سلیمہ مصورہ ہے اور منیزہ ٹی وی پروڈیوسر، دونوں نے دو پنجابی بھائیوں کے ساتھ شادی کی ہے، اس لیے اکٹھی رہتی ہیں اپنی ساس کے ساتھ۔

اولاد: دو لڑکیاں۔ بڑی بیٹی سلیمہ 1942ء میں پیدا ہوئی۔ چھوٹی بیٹی منیزہ 1945ء میں پیدا ہوئی۔

بیماری اور وفات: فیض شدید سگریٹ نوشی کرتے تھے۔ موروثی یا جینیٹک طور پر دل کی بیماری کا حال اُن کے والد اور بڑے بھائی طفیل کی ناگہانی اموات سے معلوم ہوتا ہے، چناں چہ 1966ء میں ہارٹ اٹیک ہُوا۔ برونکائیٹس، کمزوری قلب اور دمہ نے فیض کو کمزور اور قریب المرگ کر دیا تھا۔ افتخار عارف کے نام ایک خط میں کسی رات کو دمہ کے شدید حملے کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ انھیں bronchitis، emplysema، ضعفِ قلبی کے ساتھ ساتھ قلب کا دمہ بھی تھا جس کا نتیجہ غالباً نفس تنگی اور نمونیا پر تمام ہوا۔ 18 نومبر 1984ء کی رات کو ہسپتال میں داخل کیا گیا، پوری کوشش کے باوجود 20 نومبر 1984ء بروز منگل دن میں ایک بج کر بیس منٹ پر میو ہسپتال لاہور کے ایسٹ میڈیکل وارڈ میں فیض کا انتقال ہو گیا۔

مشاغل اور خدمات

صحافت: 1938ء سے 1939ء تک ادب لطیف کے مدیر رہے۔ 1947ء سے 1958ء تک پروگریسو پیپرز لمیٹڈ کے تحت شایع ہونے والے روزنامہ پاکستان ٹائمز، روزنامہ امروز او ہفت روزہ لیل و نہار کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

1978ء سے 1984ء افرو ایشیائی سہ ماہی مجلہ لوٹس بیروت کے مدیر اعلیٰ رہے۔

سماجی خدمات: 1936ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کے قیام میں سجاد ظہیر، محمود الظفر، رشید جہاں، ہاجرہ بیگم، ملک راج آنند اور دوسری تعلیم یافتہ شخصیات کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔ 1947ء سے 1951ء تک حکومت پنجاب لیبر ایڈوائزری کمیٹی کے سرپرست رہے۔ 1951ء میں پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کے صدر بنے۔ 1948ء سے 1970ء تک رُکن ایگزیکٹو کونسل عالمی امن کونسل رہے۔ 1958ء سے آخری عُمر تک افرو ایشیائی ادبی انجمن کے بنیادی رُکن رہے۔ 1950ء کے بعد سے ایرانی عوام، فلسطینی عوام اور افریقی عوام کی آزادی کی تحریک سے جُڑے رہے۔

اعزازات: 1942ء میں فوجی ملازمت کے دوران ایم بی ای (M.B.E) کا خطاب ملا۔ 1962ء میں لینن انعام دیا گیا۔ فیض پہلے ایشیائی شاعر تھے جنھیں یہ اعزاز دیا گیا۔ 1976ء میں ادبی افرو ایشیائی لوٹس انعام دیا گیا۔

قید و تنہائی: فیض نے 9 مارچ 1951ء سے 6 اپریل 1955ء تک لیاقت علی خان کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش میں چار سال ایک ماہ اور گیارہ دن کی قید کاٹی۔ یہ سازش راولپنڈی سازش مقدمہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ پہلے تین مہینے قید تنہائی کی سزا ہوئی جس میں سختی کہ انھیں اپنے بیوی بچوں سے ملنے کی اجازت نہ تھی، انھیں قلم اور کاغذ بھی استعمال کرنے کی اجازت نہ تھی۔ فیض کی بہت سی نظمیں جو "زندان نامہ" میں ہیں اسی قید کے زمانے میں اُنھوں نے منٹگمری سنٹرل جیل اور لاہور سنٹرل جیل میں قیام کے دوران لکھیں۔ فیض 1958ء میں سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار ہوئے اور 1959ء میں رہا کیے گئے۔ یہ دور ایوب خان کی ڈکٹیٹر شپ کا دور تھا۔

سفر و سیاحت: فیض نے اپنی زندگی میں کئی ملکوں کا دورہ کیا، بعض مقامات پر طویل عرصے کے لیے مقیم ہوئے۔ مختلف سیاسی اور ادبی انجمنوں سے ارتباط رکھا، کئی یونیورسٹیوں میں توسیعی لیکچرز دیے اور کئی کانفرنسوں اور جلسوں میں شرکت کی جن کی فہرست کافی طویل ہے۔ 1948ء میں ٹریڈ یونین فیڈریشن کے نائب صدر اور مزدوروں کے نمایندے کی حیثیت سے سان فرانسسکو اور 1949ء میں جنیوا میں شرکت کی، اسی طرح 1958ء میں تاشقند اور 1962ء سے 1964ء تک انگلستان میں قیام کیا۔ فیض نے روس کے تقریباً سب بڑے اور مشہور علاقوں کا دورہ کیا۔ وہ سیلون، کیوبا، مصر، لبنان، الجیریا، کینیڈا اور متعدد یورپی ملکوں کے مشاعروں، مباحثوں، کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے۔ اُردو ادب کا یہ وہ بڑا شاعر ہے جو ملک اور بیرون ملک دونوں مقامات پر محفلیں سجاتا رہا۔

شاعری: 1928ء میں اخوان الصفا کے مشاعرہ میں فیض نے جو پہلی غزل پڑھی، اُس کا پہلا شعر یہ تھا:

لب بند ہیں ساقی مری آنکھوں کو پلا دے

وہ جام جو منت کشِ صہبا نہیں ہوتا

ابتدائی نمونہ: فیض کی پہلی نظم "میرے معصوم قاتل" 1929ء میں گورنمنٹ کالج لاہور کے رسالہ "راوی" میں شایع ہوئی۔ یہ نظم نایاب ہے۔

شاگردی: فیض نے باقاعدہ کسی کی شاگردی اختیار نہ کی۔ ایک سوال کے جواب میں فیض نے کہا: "میں نے اپنے ذوق و وجدان کو رہبر اور خود تنقیدی و خود احتسابی کو شعار بنا کر ہمیشہ اپنے کلام پر نظر ثانی کی۔ اس کے علاوہ چند مخلص اور قریبی احباب سے جن میں ایم۔ ڈی تاثیر، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، مولانا چراغ حسن حسرت، پطرس بخاری اور کرنل مجید ملک بطور خاص قابلِ ذکر ہیں، مشورے کرتا رہا"۔ البتہ یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ فیض کے معنوی اساتذہ میں حماسہ کے شعرا، امراء القیس، حافظ، میر، سودا، انیس، غالب، نظیر، اقبال، حسرت کے علاوہ انگریزی شعرا میں شیکسپیئر، شیلے، براؤننگ اور کیٹس قابلِ ذکر ہیں۔ اقبال کے پیام مشرق کے انتخاب کے منظوم ترجمے میں فیض صوفی تبسم اور کرنل مجید کی مدد کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

شعر گوئی:

فیضؔ کہتے ہیں: ''جب دسویں جماعت میں پہنچے تو ہم نے بھی تک بندی شروع کر دی اور ایک دو مشاعروں میں شعر پڑھ دیے۔ منشی سراج دین نے ہم سے کہا: ''میاں ٹھیک ہے تم بہت تلاش سے شعر کہتے ہو۔ مگر یہ کام چھوڑ دو۔ ابھی تو تم پڑھو لکھو اور جب تمھارے دل و دماغ میں پختگی آ جائے تب یہ کام کرنا۔ اس وقت یہ تضیع اوقات ہے''۔ ہم نے شعر کہنا ترک کر دیا۔ جب ہم مرے کالج سیالکوٹ میں داخل ہوئے اور وہاں پروفیسر یوسف سلیم چشتی اُردو پڑھانے آئے جو اقبالؒ کے مفسّر بھی ہیں تو انھوں نے مشاعرے کی طرح ڈالی اور کہا: ''طرح پر شعر کہو''۔ ہم نے کچھ شعر کہے اور ہمیں داد ملی۔ چشتی صاحب نے منشی سراج دین کے بالکل خلاف مشورہ دیا اور کہا: ''فوراً اس طرف توجّہ کرو، شاید تم کسی دن شاعر ہو جاؤ گے''۔ مجھے یاد ہے ہم مستی دروازے کے اندر رہتے تھے۔ ہمارا گھر بالائی سطح پر تھا۔ نیچے بدرو بہتی تھی۔ چھوٹا سا ایک چمن بھی تھا۔ چار طرف باغات تھے۔ ایک رات چاند نکلا ہُوا تھا چاندنی، بدرو اور ارد گرد کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پڑ رہی تھی۔ چاندنی اور سایے یہ سب مل کر کچھ عجیب پُر اسرار منظر بن گئے تھے۔ چاند کی عنایت سے منظر کی بدوضعی چھپ گئی تھی اور کچھ عجیب ہی قسم کا حُسن پیدا ہو گیا تھا، جسے مَیں نے لکھنے کی کوشش بھی کی ہے۔ ایک آدھ نظم میں منظر کشی کی ہے جب شہر کی گلیوں، محلوں اور کٹڑیوں میں کبھی دوپہر کے وقت کبھی شام کے وقت کچھ اس قسم کا رُوپ آ جاتا ہے جیسے معلوم ہو کوئی پرستان ہے۔ ''نیم شب، چاند، خود فراموشی، بام و در خامشی کے بوجھ سے چُور'' وغیرہ وغیرہ اُسی زمانے سے متعلق ہیں۔

اساتذہ

الف) گھر پر والد سُلطان محمد خان کی تربیت کے علاوہ خطوط نویسی اور اخباروں کی خواندگی نے مثبت اثر چھوڑا۔ بڑی بہنوں اور گھر کی تہذیب یافتہ خواتین نے گہرا تہذیبی اور ثقافتی اثر چھوڑا جس کا ذکر فیضؔ نے مختلف مقامات پر کیا ہے۔

ب) مکتب کے اُستاد ابراہیم سیالکوٹی سے اُردو، فارسی اور عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

ج) کالج کے اساتذہ میں شمس العلما میر حسن سے عربی اور یوسف سلیم چشتی سے اُردو پڑھی۔

د) درسی اساتذہ میں صُوفی تبسّم، محمد شفیع اور احمد شاہ (پطرس) بخاری شامل ہیں۔

ہ) ادبی اور شعری اساتذہ میں دین محمد تاثیر، مولانا سالک، چراغ حسن حسرت، کرنل مجید ملک اور پنڈت ہری چند اختر قابلِ ذکر ہیں۔

مُطالعہ: فیضؔ نے اعلیٰ تعلیم اور اُستادی کے دوران جم کر مُطالعہ کیا۔ فیضؔ کے بہ مُوجب انھیں بچپن سے مُطالعہ کا شوق تھا، چناں چہ وہ اکثر ناول اور کہانیوں کی کتابیں چھپ کر پڑھتے تھے۔ والد کے کہنے پر انگریزی کتابوں کا مُطالعہ شُروع کیا۔ فیضؔ کا یہ مُطالعہ اُن کے قید و بند اور پردیس میں اقامت کے دوران جاری رہا۔ فیضؔ اُردو ادب کے علاوہ دُنیائے ادب کے ممتاز اور انقلابی ادیبوں اور شاعروں کی تصانیف کا بغور مُطالعہ کرتے تھے۔ اُن کے مُطالعہ میں ادب، سائنس، فلسفہ، سیاسیات، نفسیات، تاریخ اور مذہب وغیرہ شامل تھے۔ فیضؔ ایک من علم سے سو من تخلیق کا کام لیتے تھے۔ فیضؔ کے ادبی مضامین جو ''میزان'' میں موجُود ہیں اُن کے ادبی، ثقافتی اور ترقّی پسند نظریہ پر اُن کی گہری واقفیت کی دلیلیں ہیں۔ فیضؔ کا مُطالعہ کتابی مُطالعہ سے زیادہ مجلسی اور مُشاہداتی مُطالعہ تھا۔ لاہور کے تین چار گھر جن میں صوفی تبسّم، تاثیر اور پطرس بُخاری وغیرہ محفلیں سجاتے تھے علم و حکمت کی یونی ورسٹیاں سمجھی جاتی تھیں جہاں علم و دانش کے خزانے لُٹائے جاتے اور اُس علمی دولت کو لُوٹنے والوں میں فیضؔ بھی شامل تھے۔

تصانیف

شعری مجموعے: ''نقشِ فریادی'' 1941ء، ''دستِ صبا'' 1952ء، ''زنداں نامہ'' 1956ء، ''دستِ تہِ سنگ'' 1965ء، ''سرِ وادیِ سینا'' 1971ء، ''شامِ شہرِ یاراں'' 1978ء، ''میرے دل میرے مسافر'' 1981ء، ''سارے سخن ہمارے (کُلیات) 1983ء، نسخہ ہائے وفا (کُلیات) 1984ء۔

نثری مجموعے: ''میزان'' تنقیدی مضامین 1962ء، ''صلیبیں میرے دریچے میں'' (خطوط) 1971ء، ''متاعِ لوح و قلم'' 1973ء، ''مہ و سالِ آشنائی'' 1980ء، ''انتخاب پیامِ مشرق'' 1979ء، ''سفر نامہ کیوبا'' 1973ء، ''ہماری قومی ثقافت'' 1976ء۔

ڈراما نگاری: فیضؔ جوانی میں ناٹک دیکھتے تھے، چناں چہ کچھ ڈرامے لاہور ریڈیو سے نشر ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے: (1) ''ذی احباب'' 1930ء میں ''راوی'' میں شائع ہُوا۔ (2) شکست 1931ء کی کوشش تھا۔ (3) سانپ کی چھتری۔ (4) ''ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے'' اور (5) ''پرائیویٹ سیکریٹری'' لاہور ریڈیو سے نشر ہوئے۔ یہ ڈرامے ''متاعِ لوح و قلم'' میں موجُود ہیں۔ دو اور ڈرامے ''توہینِ عدالت'' اور ''پنجابی ڈراما'' بہ قول مرزا ظفر الحسن تلاش کے باوجُود مل نہ سکے۔

فلمی وابستگی: فیضؔ نے دو فلموں کے گانے اور مکالمے لکھے جو ''جاگو ہُوا سویرا'' اور ''دُور ہے سُکھ کا دیس'' ہیں۔

ترجمہ: ''پوئٹری بائی فیضؔ'' 1957ء میں وی جی کیرنن نے فیضؔ کی شاعری کے انتخاب کا ترجمہ کیا، جو فیضؔ پر انگریزی میں پہلی کتاب ہے۔

Faiz Ahmed Faiz , as the Editor of
'Pakistan Times' and 'Imroze', Lahore, 1948.

Faiz in Lahore, 1951.

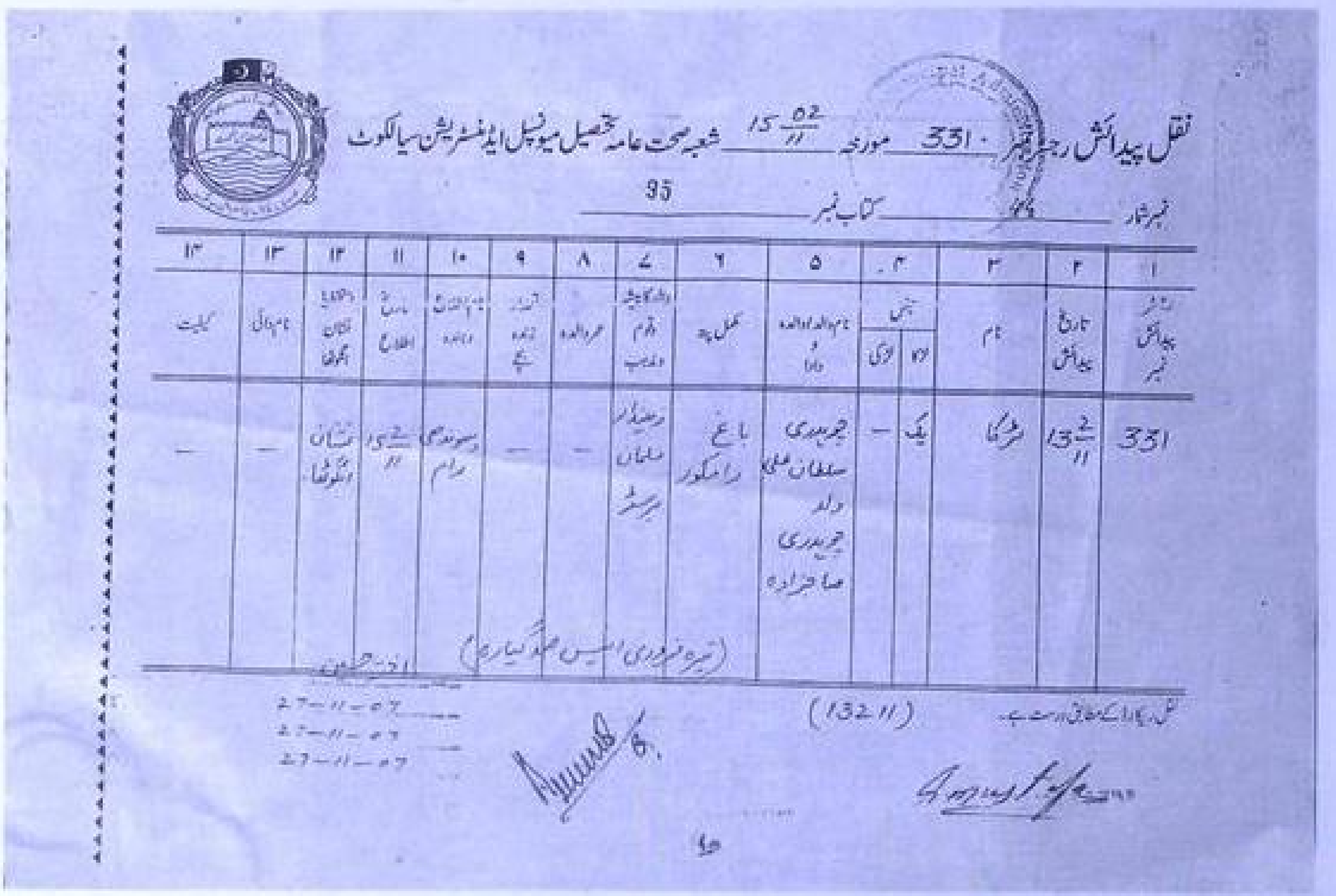

نقل پیدائش رجسٹر نمبر 331 مورخہ 15/2/11 شعبہ صحت عامہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سیالکوٹ

نمبر شمار 46 کتاب نمبر 35

۱	۲	۳	۴		۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
رجسٹر پیدائش نمبر	تاریخ پیدائش	نام	جنس		نام والد/والدہ و دادا	مکمل پتہ	ذات کاروبار قوم مذہب	عمر والدہ	زندہ بچے	نام و پتہ اطلاع دہندہ	تاریخ اطلاع	نشان انگوٹھا	نام محرر	کیفیت
			لڑکا	لڑکی										
331	13/2/11	لڑکا	ایک	—	چوہدری سلطان علی ولد چوہدری صاحبزادہ	باغ دانکور	زمیندار سلطان بیرسٹر	—	—	مسمی درام	15/2/11	نشان انگوٹھا	—	—

(تیرہ فروری انیس صد گیارہ)

(13.2.11)

نقل ریکارڈ کے مطابق درست ہے۔

27-11-07

27-11-07

27-11-07

Faiz's Birth Certificate

Muhammad Asif Bhalli

Advocate High Court
M.A. Political Science
M.A. Journalism
Bachelor of Laws

Ref. ______ Date 30/11/07

محترمہ سلیمہ ہاشمی صاحبہ

سلام و رحمت۔ آپ کا "مادری زبان" میں لکھا ہوا خط جو ٹی سی ایس کے ذریعے آج موصول ہو گیا ہے۔ میں نے 27/11/07 کو فیض صاحب کا برتھ سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا۔ رجسٹر میں فیض صاحب کے والد گرامی کا نام چوہدری سلطان محمد کے بجائے چوہدری سلطان علی تحریر تھا۔ لہٰذا نقل اسی کے مطابق ہی لی ہے۔ تاہم دادا کا نام درست ہے۔ اور والد صاحب کا پیشہ بیرسٹر درست تحریر ہے۔ فیض صاحب کی ولادت 15/2/1911 کو درج کروائی گئی تھی۔ اس سرٹیفکیٹ کو آئندہ کسی رسالے یا کتاب میں شائع بھی کروایا جا سکتا ہے اور ایسا شاید پہلی دفعہ ہو۔ مرے کالج سے ریکارڈ کی تلاش میں رہوں۔ آپ گورنمنٹ کالج لاہور سے ریکارڈ حاصل کر لیں کیونکہ اسی وقت فیض صاحب کا رہائشی پتا کیا درج کروایا گیا۔ میں ابھی تک سیالکوٹ میں اس مکان تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکا جہاں فیض صاحب پیدا ہوئے تھے۔ آپ سے رابطہ میں رہوں گا۔ آپ بھی یاد رکھیے گا۔ والسلام

0333-8669897

محمد آصف بھلی

To Salima Hashmi from Muhammad Asif Bhalli

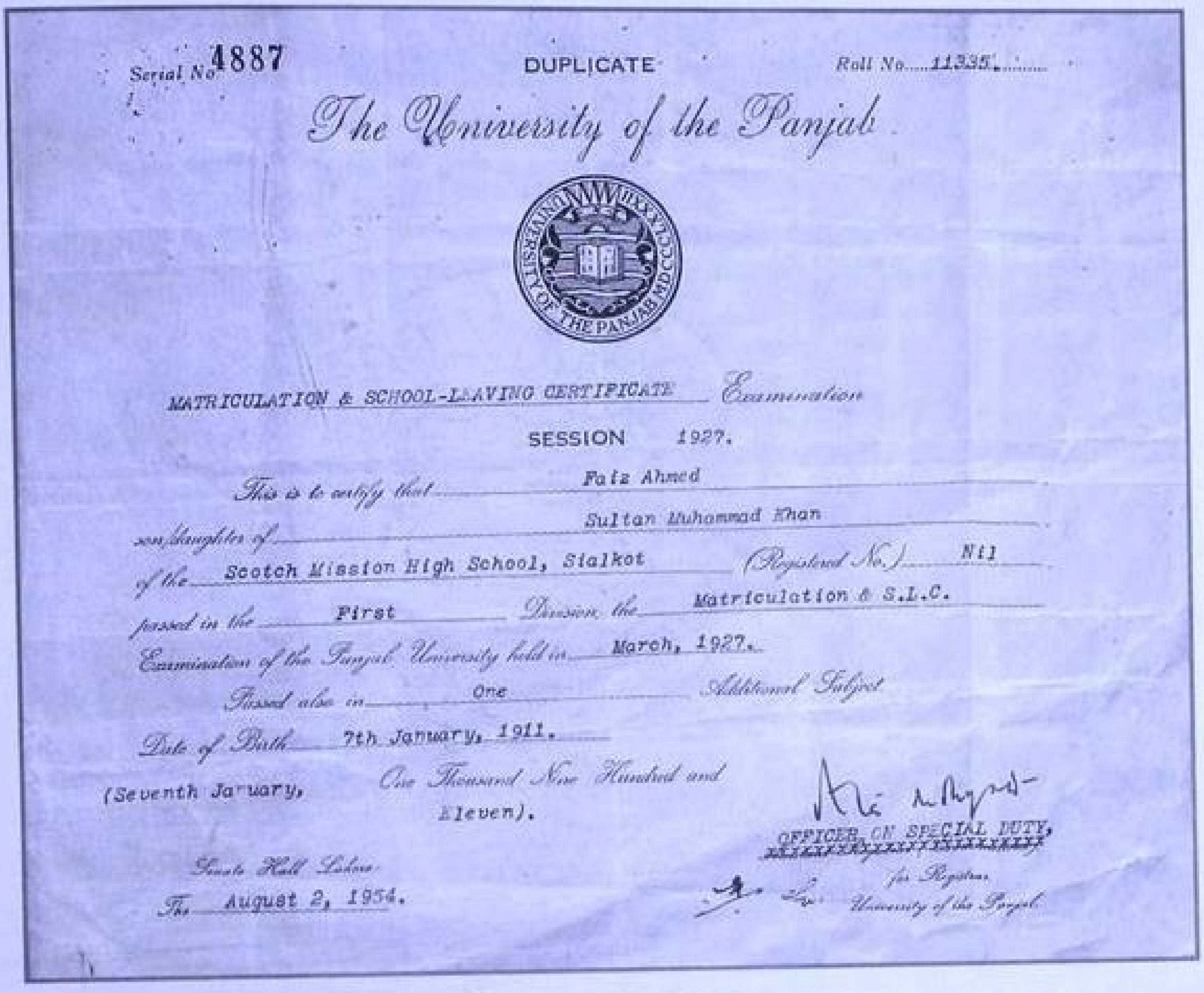

Serial No. 4887 DUPLICATE Roll No. 11335.

The University of the Panjab

MATRICULATION & SCHOOL-LEAVING CERTIFICATE Examination

SESSION 1927.

This is to certify that Faiz Ahmed

son/daughter of Sultan Muhammad Khan

of the Scotch Mission High School, Sialkot (Registered No.) Nil

passed in the First Division the Matriculation & S.L.C.

Examination of the Panjab University held in March, 1927.

Passed also in One Additional Subject

Date of Birth 7th January, 1911.

(Seventh January, One Thousand Nine Hundred and Eleven).

OFFICER ON SPECIAL DUTY,

for Registrar,

University of the Panjab.

Senate Hall Lahore

The August 2, 1954.

Faiz's Matriculation Certificate

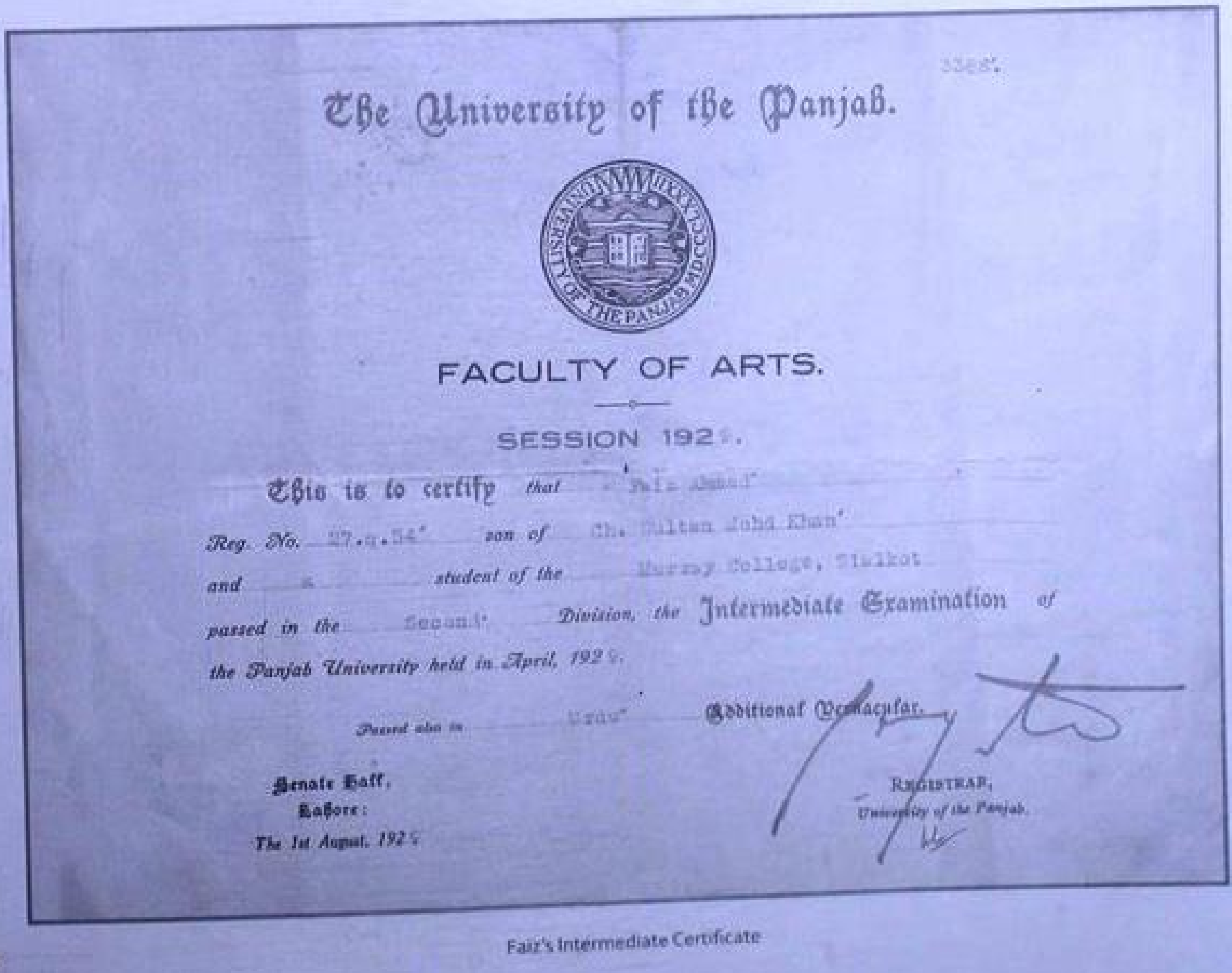

3388.

The University of the Panjab.

FACULTY OF ARTS.

SESSION 192[illegible].

This is to certify that Faiz Ahmed

Reg. No. 27.9.54 son of Ch. Sultan Mohd Khan

and [illegible] student of the Murray College, Sialkot

passed in the Second Division, the Intermediate Examination of the Panjab University held in April, 192[illegible].

Passed also in Urdu Additional Vernacular.

Senate Hall, Lahore: The 1st August, 192[illegible]

REGISTRAR, University of the Panjab.

Faiz's Intermediate Certificate

Faiz Ahmad took an M.A. in English Literature in the last Examination held in May & secured a second division success. This was very creditable as the standard was as high if not higher than in preceding years.

I understand Faiz Ahmad is anxious to enter upon an educational career. While with us he did very good work in this subject & read papers before the College Literary Circle. He has always impressed me as an earnest & [illegible] student & with a good all round critical equipment in his subject.

From what I hear of him & from what I know of him I should consider that given proper encouragement & opportunity he should make a competent & efficient interpreter of his subject. I have no hesitation in confidently recommending him to those authorities with whom his future career may be concerned.

[signature] M.A. Oxon
Sen. Professor of English

Govt. College,
Lahore.
27. IV. 33.

I have known Mr. Faiz Ahmad B.A. for the last four years as a member of my Tutorial Group. He passed his Matriculation in 1927 in the First Division and his Intermediate in 1929 in the Second Division. He then joined this College in 1929 in the Third year class and passed his B.A. with Honours in Arabic in 1931, getting a very high II class with 285 marks. He did very well in the House Examinations, securing the First Prize in Arabic Honours and high positions in his other subjects. After passing his B.A. he joined the Fifth year class in English and stood First in the class in the Annual Exam. held in April, 1932.

Faiz Ahmad is a quiet and unassuming young man with pleasant manners and a good moral character. He has a taste for languages, knows good English, good Arabic and good [illegible] and composes decent [illegible] couplets. He is honest, diligent, capable and careful and I would strongly recommend him for a responsible post in Govt. service or elsewhere.

I wish him well.

[signature]
M.A., LL.B., P.E.S.
Tutor.

P.S. He is now taking the M.A. Examination in English and I expect him to pass creditably.
G.S.

Appreciation Letter From Professor for Outstanding Performance in Graduation
Oriental College, Lahore, 1933

The University of the Pa[...]

ORIENTAL COLLEGE, LAHORE.

Dated 27th October *1934*.

This is to certify that Mr.Faz - Muhammad M.A.studied with me for his M.A.Arabi in 1933-34,as a student of the Oriental - College. Previous to that he had attended the Honours Classes in Arabic in 1929-31 as a student of the Government College,Lahore.

Mr.Fez Muhammad has had a distinguished College career. He took his B.A. in the 2nd Class (with Honours in Arabic), his M.A.(English) in the 2nd Class,and ~~has~~ his M.A.(Arabic) in the Ist Class. He won several distinctions in the Government College.

Apart from his intellectual attainments,Fez Muhammad has a gentlemanly bearing and agreeable manners. All his teacher praise his conduct in and outside the Class-room.

His father,the late Khan Bahadur Chaudhari Sultan Muhammad Khan B.A.,Bar-at-Law had a distinguished career in Afghanistan and the Punjab. I wish Fez Muhammad an equally distinguished career.

Muhammad Shafi

VICE-PRINCIPAL,
&
UNIVERSITY PROFESSOR OF ARABIC,
ORIENTAL COLLEGE,LAHORE.

Appreciation Letter From the Vice Principal, Oriental College, 1934.

New Delhi.

1st January 1946.

Now that active hostilities are ended, we can for the first time since 1939 start the New Year with the hope of using it to repair some of the damage caused by war and to begin the building of a new world.

I take this opportunity of thanking everyone who has worked during the war on the staff of War Department, Military Finance, Naval, General and Air Headquarters for the devoted work they have rendered. It has been a record of long and inconvenient hours, and ungrudging personal sacrifice, which all may feel with pride has contributed something to the winning of the war.

This brings you my thanks for all you have done and my good wishes for the New Year.

C. J. Auchinleck

General

Lt.Colonel. FAIZ AHMED FAIZ.

Appreciation Letter from General to Lt. Col. Faiz Ahmed Faiz after World War II

New Delhi, 1946

ASSOCIATE MEMBER

THE FOREIGN PRESS ASSOCIATION IN LONDON

11 CARLTON HOUSE TERRACE Tel. WHI 0445

Valid until December 31st 1963

Name : Mr. Faiz Ahmad FAIZ

Signature :

Hon. Treasurer :

London Press Membership, 1963.

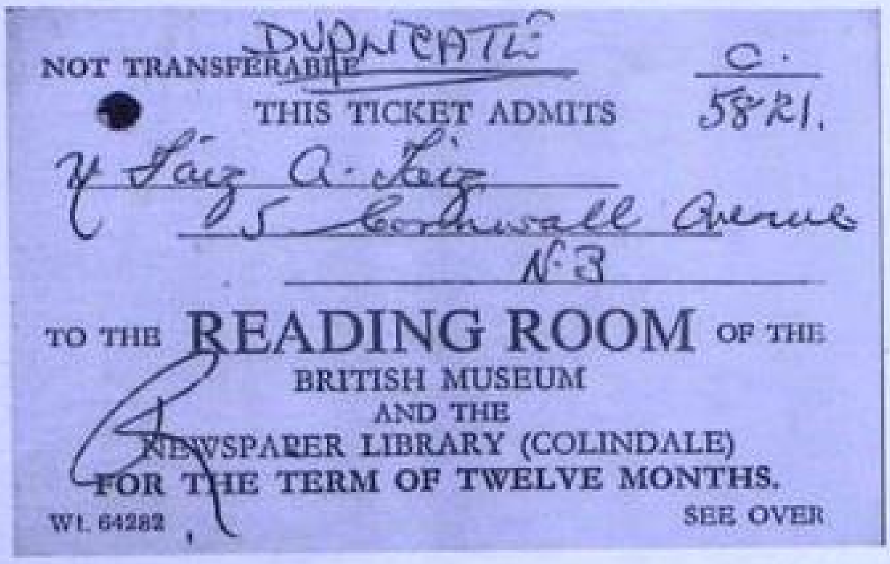

NOT TRANSFERABLE DUPLICATE C. 5821.

THIS TICKET ADMITS

Mr. Faiz A. Faiz

5 Cornwall Avenue

N. 3

TO THE READING ROOM OF THE BRITISH MUSEUM AND THE NEWSPAPER LIBRARY (COLINDALE) FOR THE TERM OF TWELVE MONTHS.

Wt. 64282 SEE OVER

Honorary Ticket, British Museum, London, 1963.

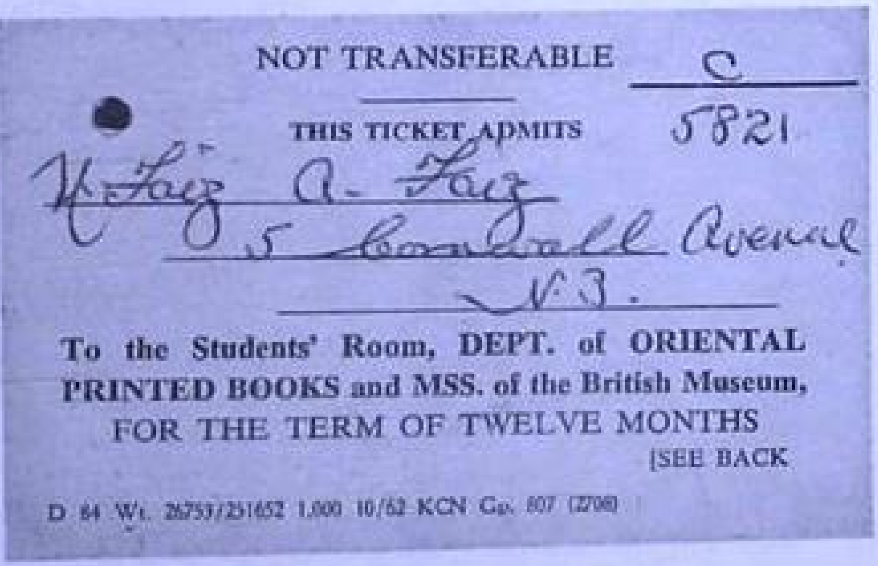

NOT TRANSFERABLE C 5821

THIS TICKET ADMITS

Mr. Faiz A. Faiz

5 Cornwall Avenue

N. 3.

To the Students' Room, DEPT. of ORIENTAL PRINTED BOOKS and MSS. of the British Museum, FOR THE TERM OF TWELVE MONTHS

[SEE BACK

D 64 Wt. 26753/251652 1,000 10/52 KCN Gp. 807 (2708)

Honorary Ticket, British Museum, London, 1964.

Pakistan Defence Services Officers Co-operative Housing Society, Ltd. KARACHI-4

Membership No. 2136

(to be quoted in all communications.

Member's name (in Block Capitals)

FAIZ AHMAD FAIZ

Rank Major

Member's signature

Hony. Secretary - Commodore, PN

PAK DEF. SERVS. OFFS. CO-OP. HOUSING SOCIETY LTD

Membership Card of Defence Services, 1965.

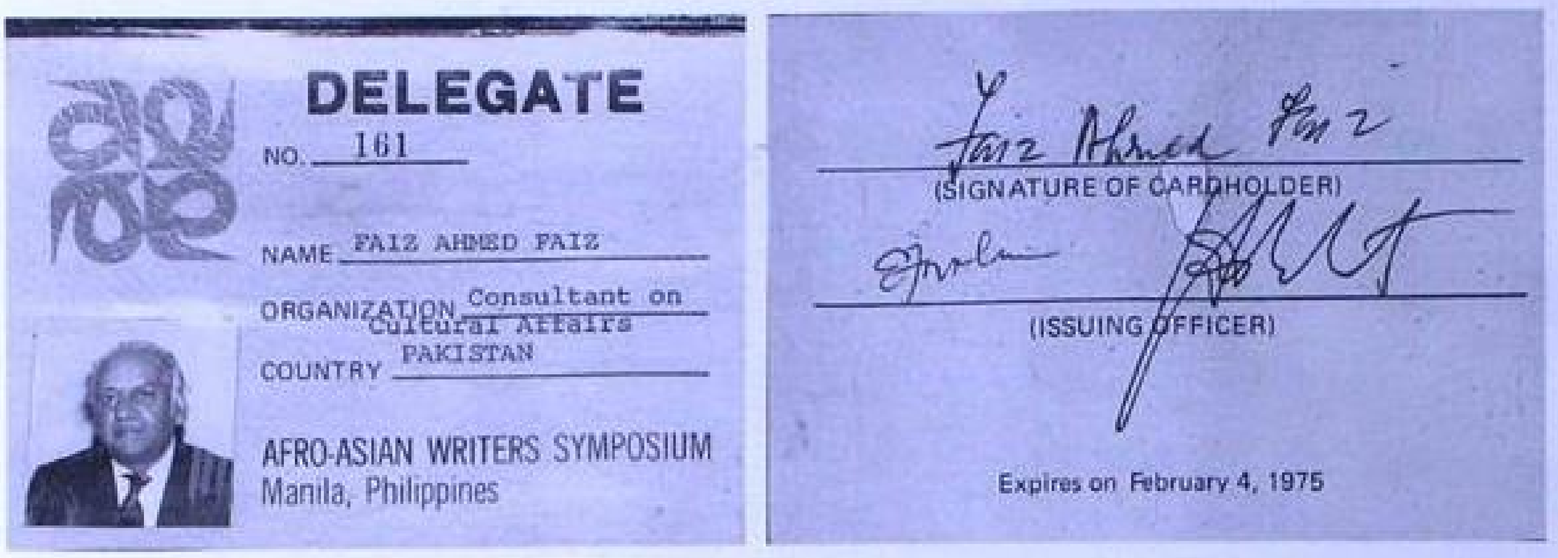
DELEGATE

NO. 161

NAME FAIZ AHMED FAIZ

ORGANIZATION Consultant on Cultural Affairs

COUNTRY PAKISTAN

AFRO-ASIAN WRITERS SYMPOSIUM
Manila, Philippines

Faiz Ahmed Faiz
(SIGNATURE OF CARDHOLDER)

(ISSUING OFFICER)

Expires on February 4, 1975

Delegate for Afro-Asian Writers' Symposium from Consultant on Cultural Affairs, 1975.

Validité de séjour jusqu'au
Nom FAYEZ
Prénom Ahmed
Père K.B. Sultan Khan
Mère Fatima
Nat. باكستانية
Naiss. 1911
Prof.
Fam. Mariée
Pass. AJ 567037
Date 3/6/76
Lieu Lahore
Sang
Signature

الجمهورية اللبنانية
وزارة الداخلية
المديرية العامة للأمن العام
SURETÉ GÉNÉRALE
جواز اقامة
Permis de séjour

En cas de changement de lieu de résidence, avertir le département des étrangers dans un délai de sept jours.

Permit Card For Residency at State of Lebanon, 1976.

ПРОПУСК № 12800
Фаиз Ахмад Фаиз
В ДЕНЬ 60-й годовщины ВЕЛИКОЙ ОКТЯБРЬСКОЙ СОЦИАЛИСТИЧЕСКОЙ РЕВОЛЮЦИИ
7 ноября 1977 года
ЛЕВАЯ ТРИБУНА 4
60 ЛЕТ ВЕЛИКОМУ ОКТЯБРЮ!

ВИЗА К
№ 028340
Служебная
въездная-выездная
Пакистана
Фаиз
Ахмад Фаиз
11.01.1911 муж.
одна
на 10-й кинофестиваль
Москва
10. 07. 77
14. 07. 77
06. 07. 77
778598
ВЫЕЗД

Cards From Russia, 1977.

TUNIS AIR
1994040088742 5
FAIEZ / AHMED
199 4040088742 5
01 SEP 84

Air Ticket, Tunis, 1984.

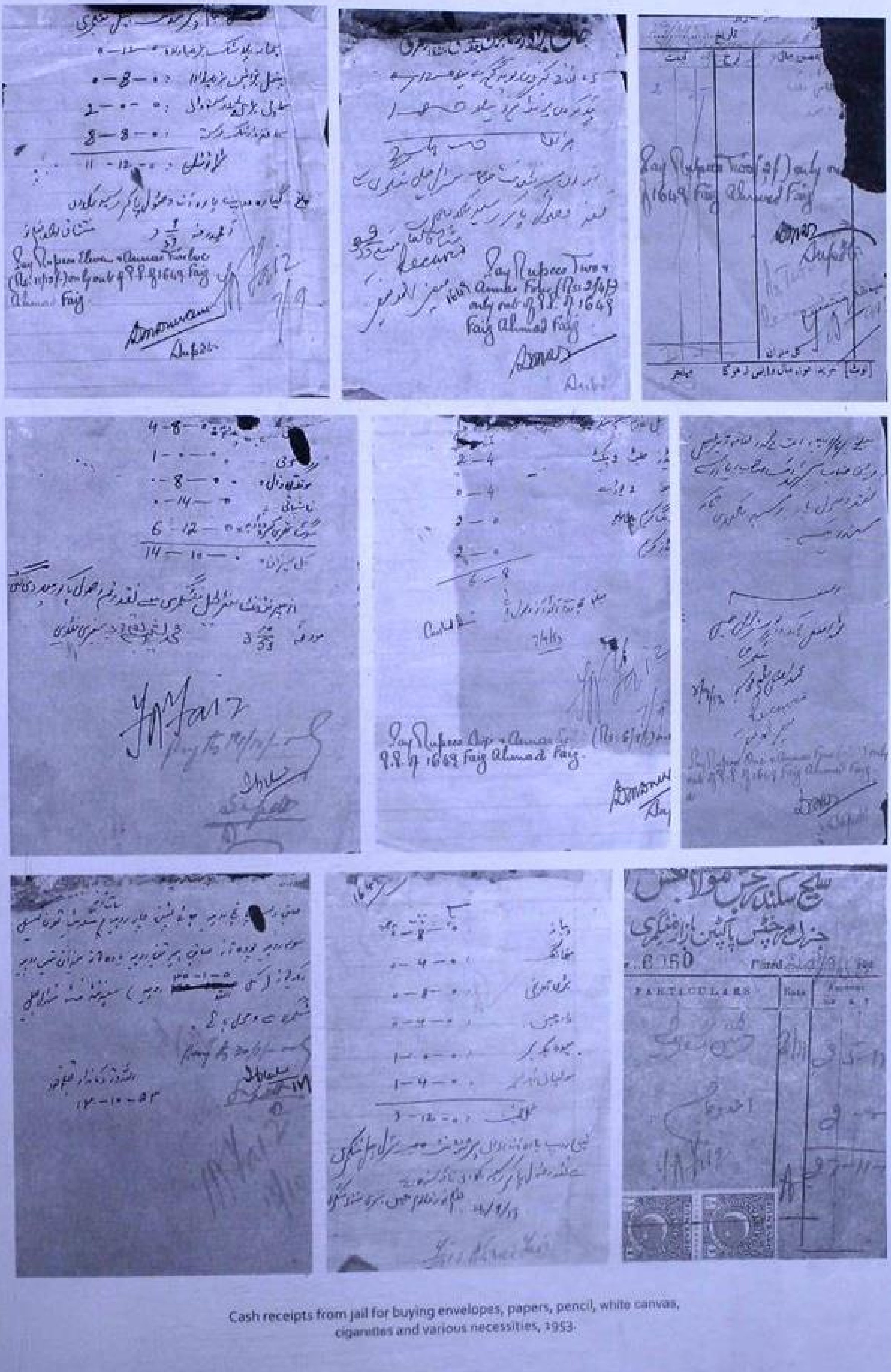

Cash receipts from jail for buying envelopes, papers, pencil, white canvas, cigarettes and various necessities, 1953.

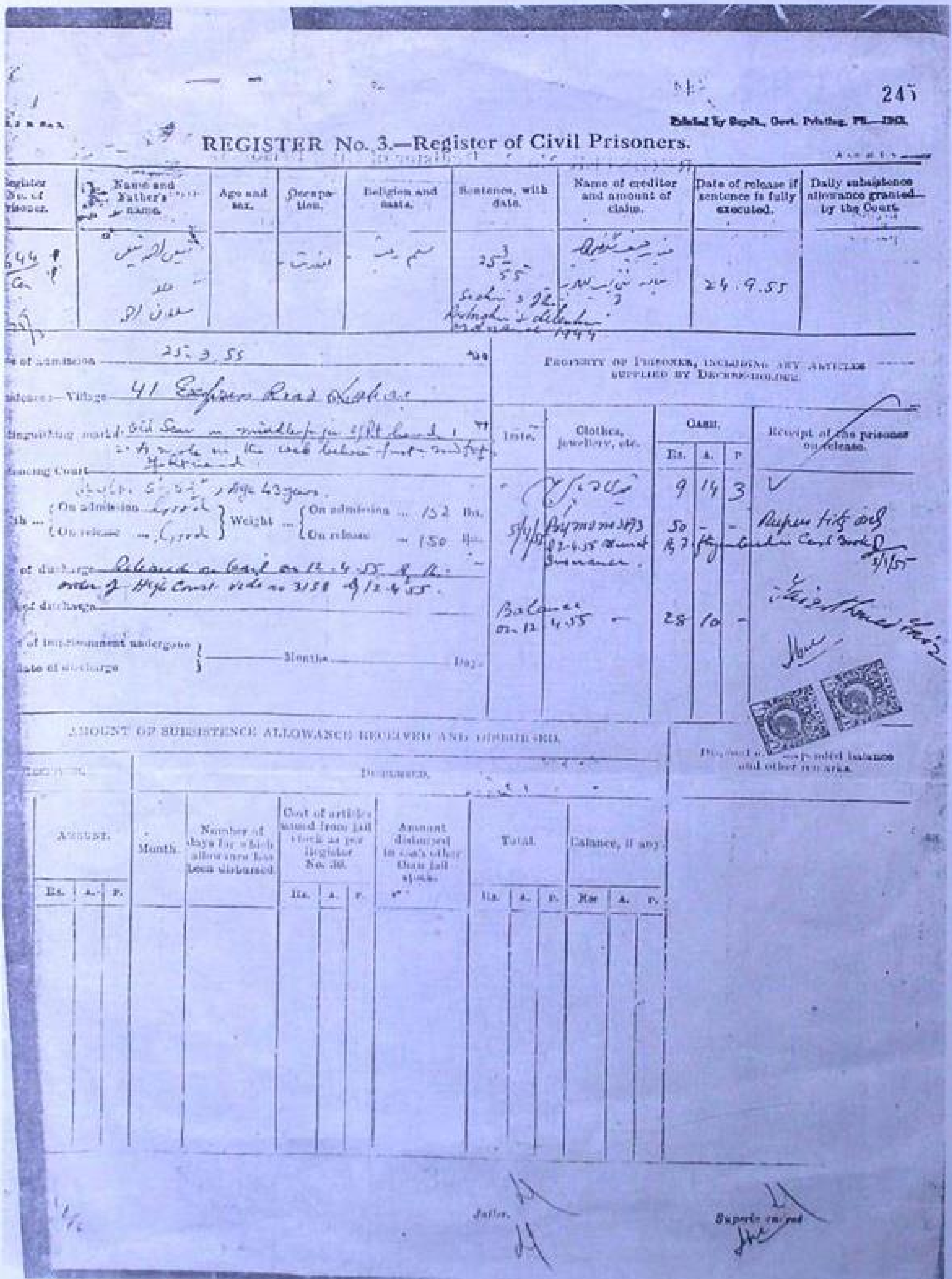

245

Printed by Supdt., Govt. Printing, Pb.—1943.

REGISTER No. 3.—Register of Civil Prisoners.

Register No. of Prisoner.	Name and Father's name.	Age and sex.	Occupation.	Religion and caste.	Sentence, with date.	Name of creditor and amount of claim.	Date of release if sentence is fully executed.	Daily subsistence allowance granted by the Court.
644	[illegible]		[illegible]	[illegible]	25-3-55	[illegible]	24.9.55	

Date of admission 25.3.55

Residence—Village 41 Empress Road Lahore

Distinguishing marks Old scar in middle of left hand; a mole on the neck below front right ear

Sentencing Court

Age 43 years.

Health … On admission Good; On release … Good

Weight … On admission … 152 lbs.; On release … 150 lbs.

Date of discharge Released on bail on 12.4.55 by the order of High Court vide no 3138 of 12.4.55.

Period of imprisonment undergone … Months … Days

PROPERTY OF PRISONER, INCLUDING ANY ARTICLES SUPPLIED BY DECREE-HOLDER.

Date.	Clothes, jewellery, etc.	Cash Rs.	A.	P.	Receipt of the prisoner on release.
	[illegible]	9	14	3	✓
5/4/55	By m.o. no 3473	50	–	–	Rupees fifty only
	12.4.55 Amount Insurance	6	7		
	Balance on 12.4.55	28	10	–	Faiz Ahmed Faiz

AMOUNT OF SUBSISTENCE ALLOWANCE RECEIVED AND DISBURSED.

Received Amount Rs.	A.	P.	Month.	Number of days for which allowance has been disbursed.	Cost of articles issued from jail stock as per Register No. 30. Rs.	A.	P.	Amount disbursed in cash other than jail stock.	Total Rs.	A.	P.	Balance, if any Rs.	A.	P.

Disposal of unexpended balance and other remarks.

Jailor. Superintendent.

Jail Record Lahore for Faiz Ahmed Faiz, 1955.

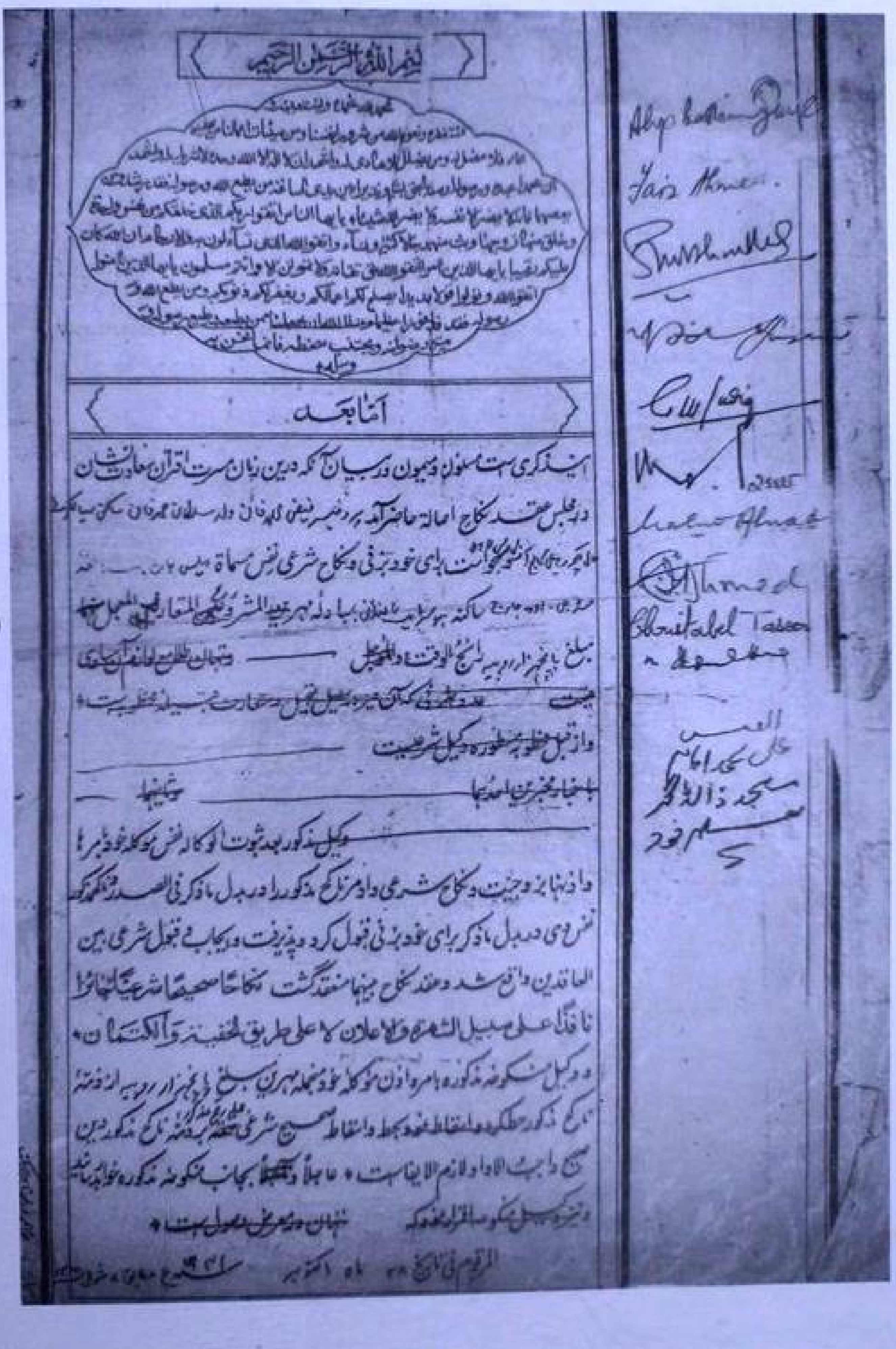
بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد

Faiz Ahmed

Faiz and Alys Nikahnama, 1941.

AGREEMENT

This agreement made the 28th day of October 1941 between Faiz Ahmed of Sialkot (the intended husband) of the first part, and Alys Catherine George of London (the intended wife) of the second part; whereas a marriage is shortly intended to be solemnized between the said Faiz Ahmed and Alys Catherine George, and upon the treaty of the said marriage it was agreed that the agreement hereinafter appearing should be duly executed; now this deed witnesseth as follows:-

1. In pursuance of the said agreement and inconsideration of the said marriage, the said Faiz Ahmed with approbation of the said Alys Catherine George agrees that the parties to this agreement being Muslims shall contract the intended marriage inaccordance with Muslim Shariat.

2. In pursuance of the said agreement and in consideration of the said marriage, the said Faiz Ahmed agrees that during the continuance of his marriage with the said Alys Catherine George the said Faiz Ahmed shall not contract any other marriage with any other woman of whatsoever pursuasion. (Thus the said ~~as~~ marriage will be monogamous).

3. In pursuance of the said agreement and in consideration of the said marriage the said Faiz Ahmed agrees todelegate his right of divorce under Muslim Law ~~upon~~ to the said Alys Catherine George.

4. That the dower (Mehr) claimable by Alys Catherine George from Faiz Ahmed under this contract and under MuslimLaw upon the solemnization of the marriage shall be Rs. Five Thousand, (all of it to be paid promptly) Faiz Ahmed.

In witness whereof the said Faiz Ahmed has hereto set his hand at Srinagar this 28th Day of October, 1941

Faiz Ahmed

First above written

Lecturer Hailey College of Commerce Lahore.

Alys Catherine George

Second above written

Witness No.1 [illegible]

Witness No.11. [illegible]

Witness No.111. [illegible]

Marriage Certificate

Faiz Ghar, Model Town, Lahore
Display of memorabilia related to Faiz Ahmed Faiz

Faiz Ahmed Faiz two piece suit, Faiz Ghar, Lahore

Medals, Honors and Membership Cards
Faiz Ghar, Lahore

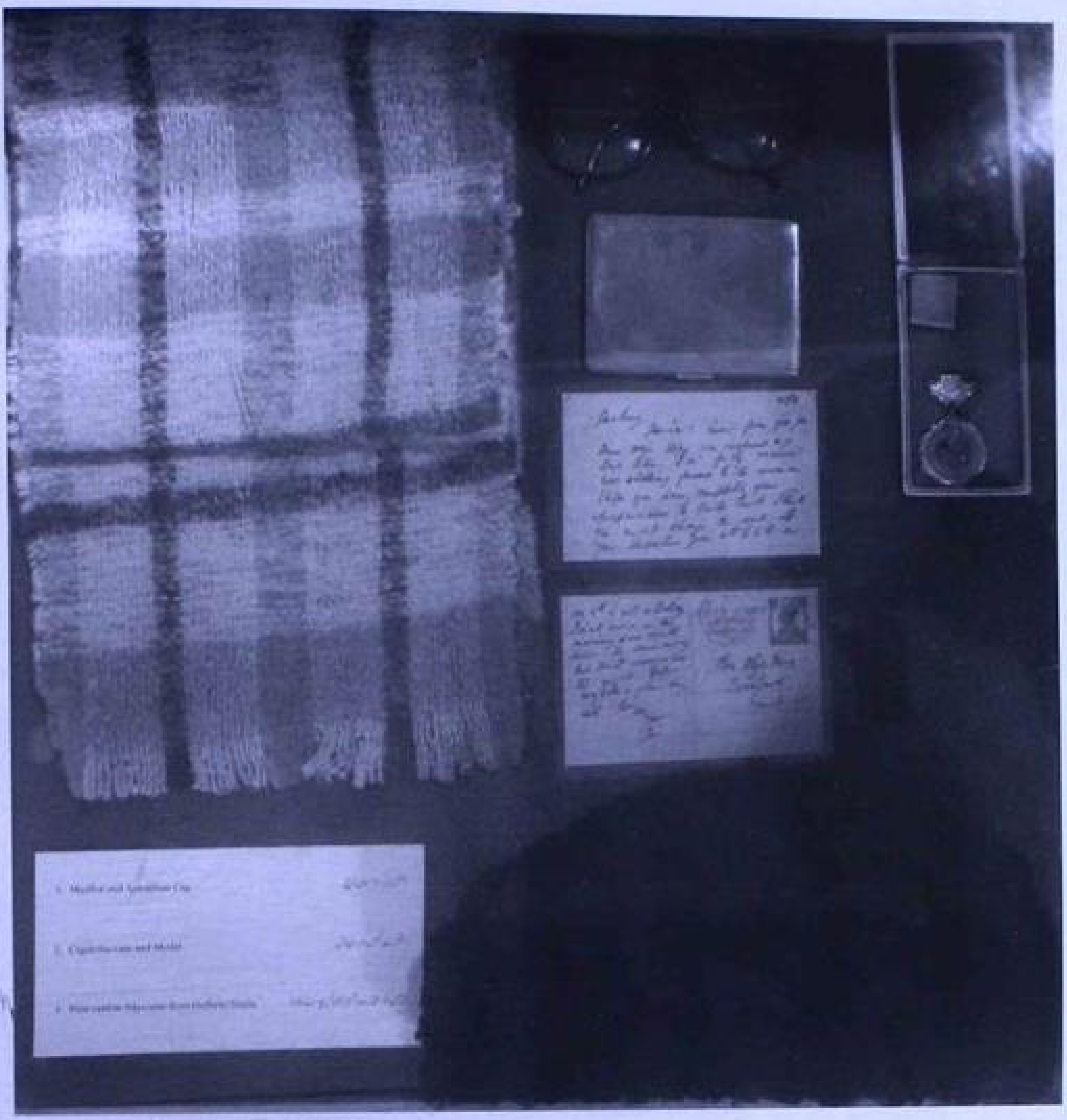

Muffler, Glasses, Astrakhan Cap, Cigarette case and medal and post cards
Faiz Ghar, Lahore

Medals, Honors and Membership Cards
Faiz Ghar, Lahore

Medal of Sultan Muhammad Khan
(Father of Faiz Ahmed Faiz)

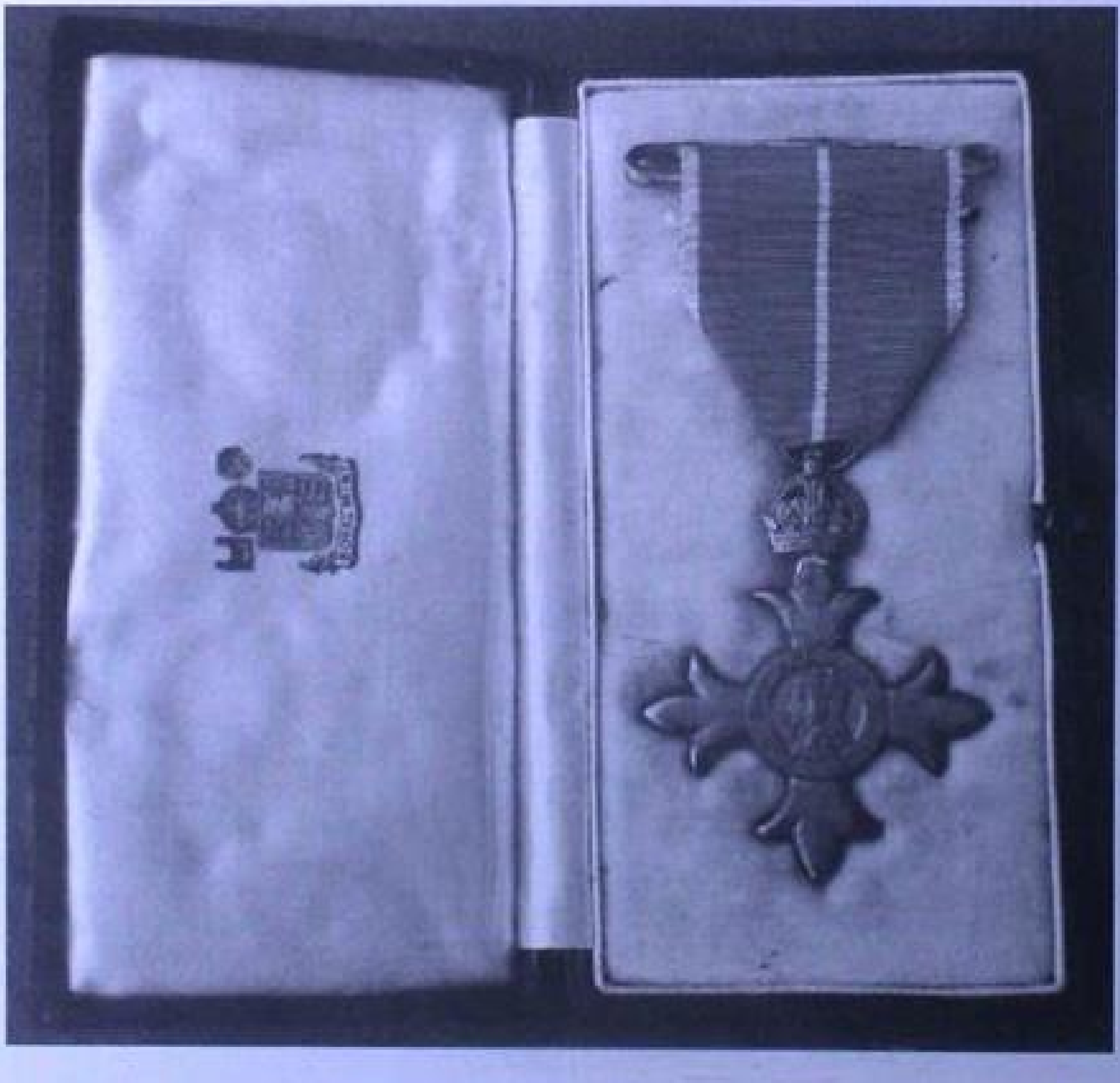

Faiz's MBE (Member of the Most Excellent Order of the British Empire)
awarded for meritorious service during the World War II.

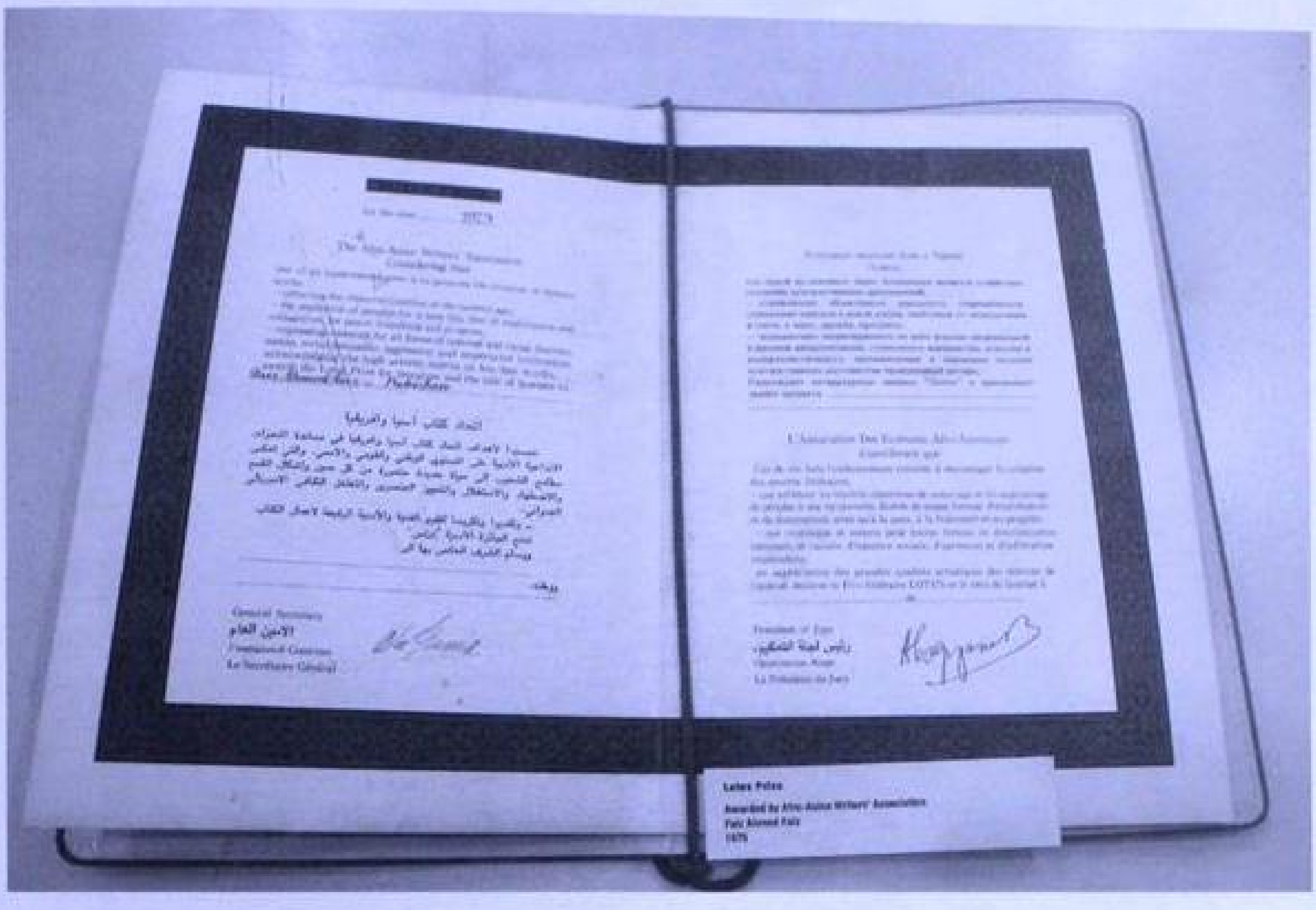

Lotus Prize, Awarded by Afro-Asian Writers' Association
Faiz Ahmed Faiz
1975

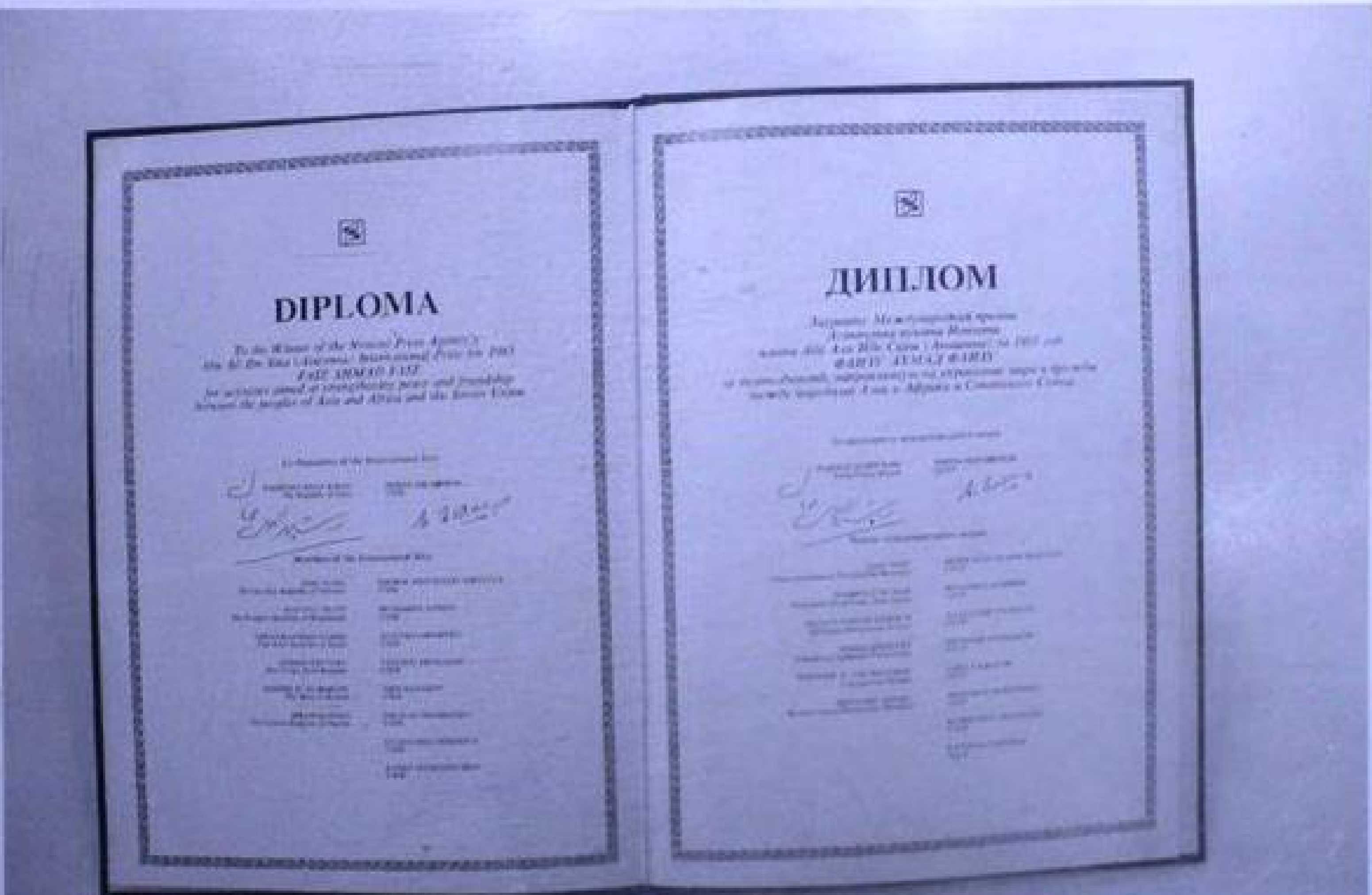

Abu Ali ibn Sina (Avicenna) International Award
Faiz Ahmed Faiz
1985

Nishan-i-Imtiaz

Posthumous
1989

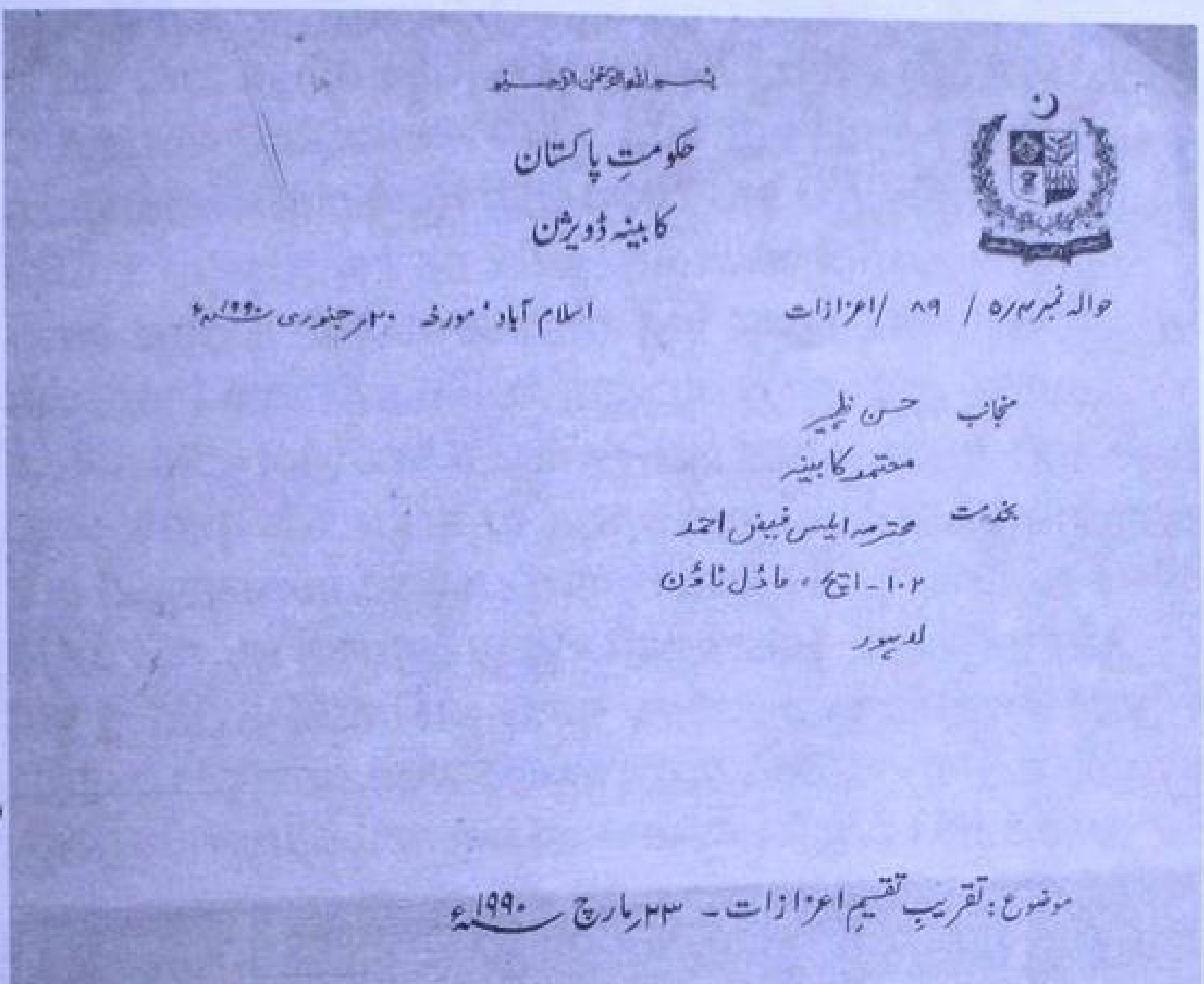

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکومتِ پاکستان

کابینہ ڈویژن

حوالہ نمبر ۴/۵/ ۸۹ /اعزازات

اسلام آباد، مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۹۰ء

منجانب حسن ظہیر

معتمد کابینہ

بخدمت محترمہ ایلس فیض احمد

۱۰۲-ایچ، ماڈل ٹاؤن

لاہور

موضوع: تقریبِ تقسیمِ اعزازات - ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء

۱۴ اگست ۱۹۸۹ء کو یومِ آزادی کے مبارک موقع پر صدرِ پاکستان نے آپ کے مرحوم شوہر جناب فیض احمد فیض کو "نشانِ امتیاز" کا قومی اعزاز بعد از وفات مرحمت فرمایا تھا۔ اس ضمن میں ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کو یومِ پاکستان کے موقع پر ایوانِ صدر، اسلام آباد میں تقسیمِ اعزازات کی تقریب منعقد ہوگی۔ اور صدرِ پاکستان آپ کو "نشانِ امتیاز" کا اعزاز پیش کریں گے۔

۲- تقریب کی ریہرسل ایک روز قبل یعنی ۲۲ مارچ ۱۹۹۰ء کو سہ پہر کے وقت ایوانِ صدر، اسلام آباد میں منعقد ہوگی۔ تقریب اور ریہرسل کا تفصیلی پروگرام آپ کو انشاء اللہ مناسب وقت پر ارسال کر دیا جائے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ ۲۲ مارچ ۱۹۹۰ء کی صبح تک آپ اسلام آباد پہنچ جائیں تاکہ آپ ریہرسل میں مقررہ وقت پر شریک ہو سکیں۔ روانگی سے قبل اپنی آمد کی اطلاع اور رہائش کا مکمل پتہ براہِ مہربانی کابینہ ڈویژن کو بذریعہ ڈاک یا مندرجہ ذیل فون نمبروں پر مطلع فرمائیں۔

سیکشن افسر (اعزازات) ۸۱۰۸۳۹ (دفتر)

ڈپٹی اسسٹنٹ ۸۱۶۲۱۱ (دفتر ۲۴ گھنٹے)

Citation conferred posthumously, 1990.

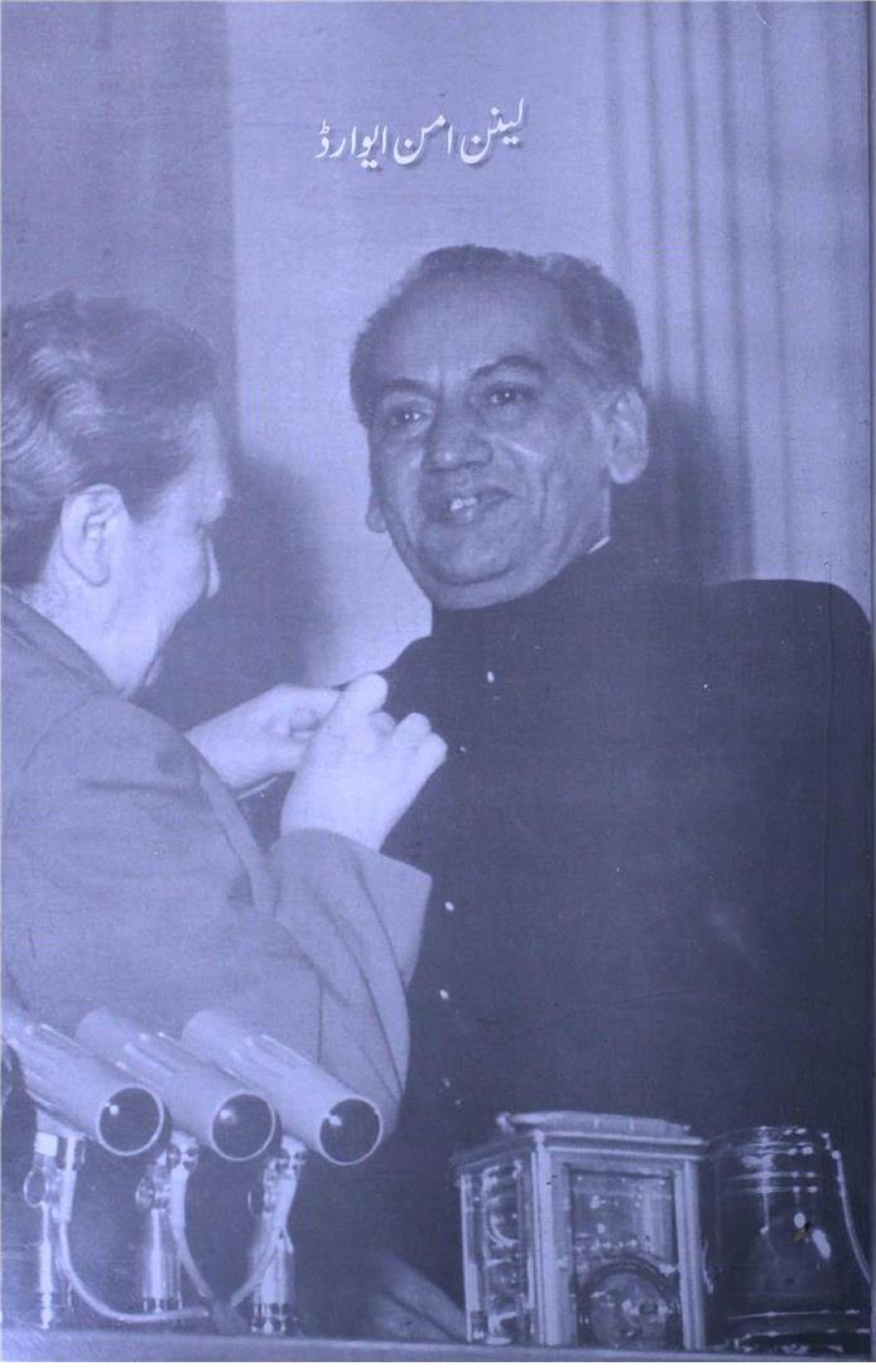
لینن امن ایوارڈ

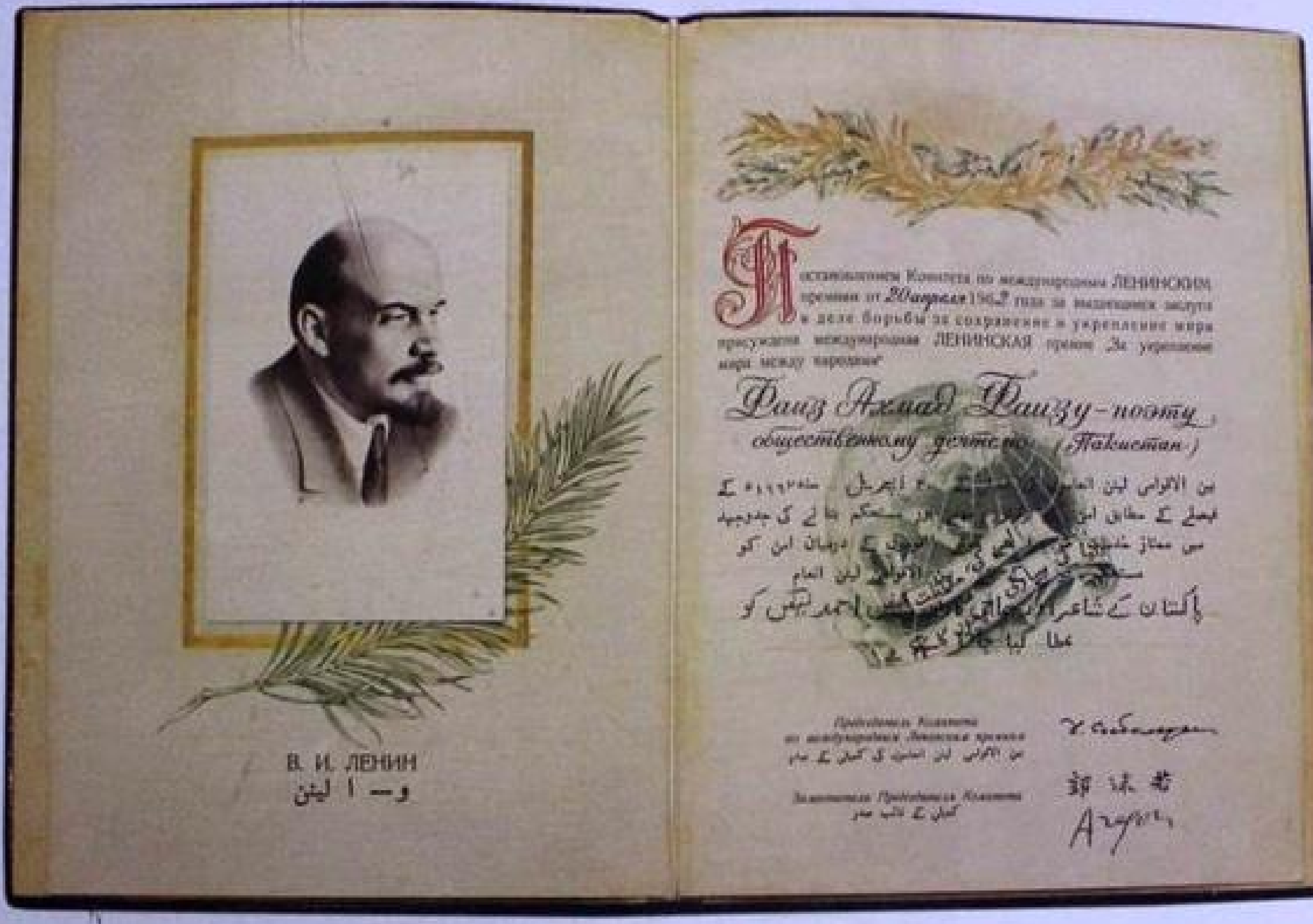

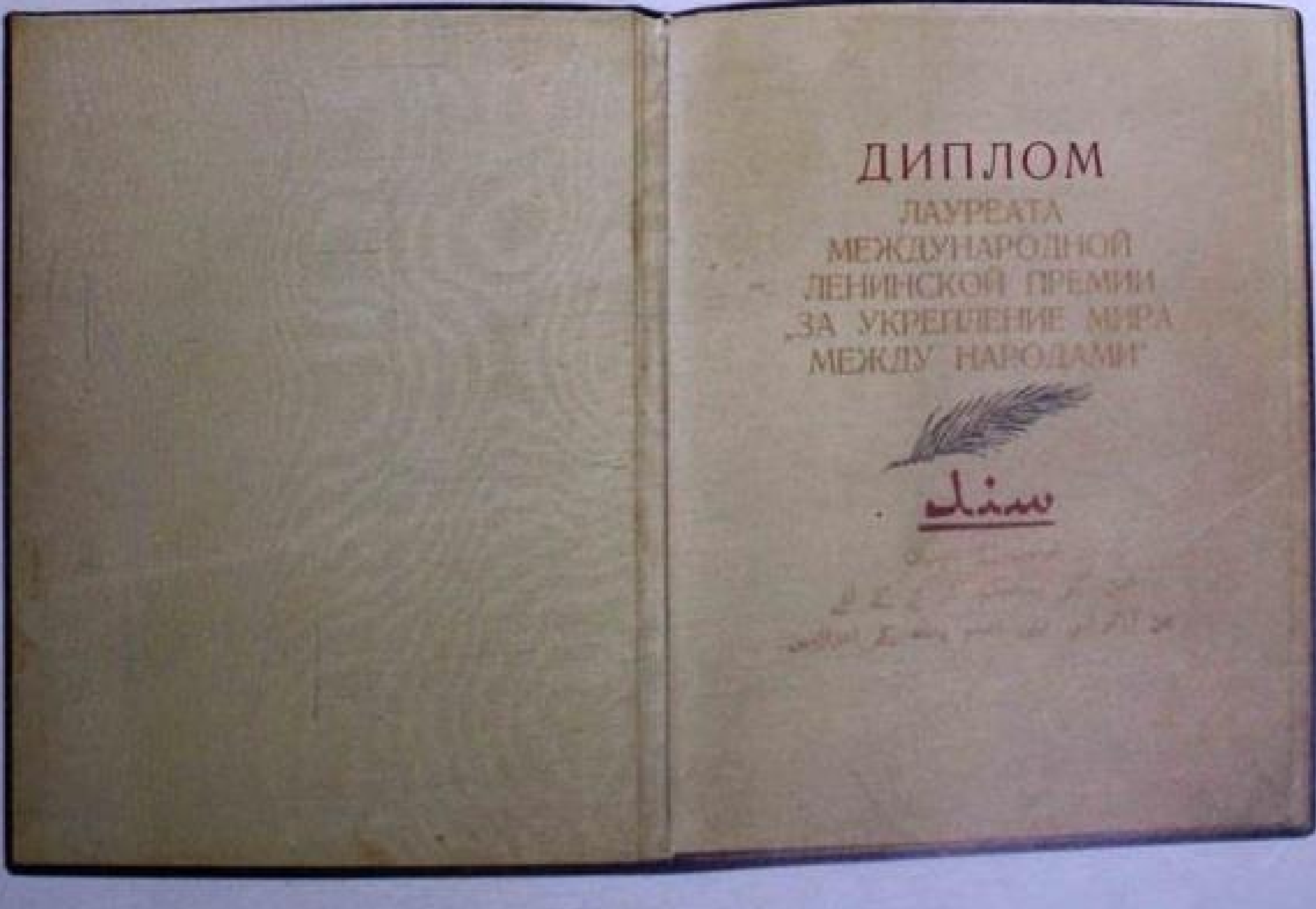

Lenin Peace Prize
Faiz Ahmed Faiz
1962

Faiz Ahmed Faiz receiving Lenin Peace Prize from Prof. Keiblton, Moscow, 1962.

After the Lenin Peace Prize ceremony, Faiz Ahmed Faiz standing with professors, writers, and his daughter, Salima, Moscow, 1962

فیض احمد فیض، ماسکو میں لینن امن انعام تمغہ عطا ہونے کے بعد
پروفیسر اسکوبلتسن، صدر بین الاقوامی لینن امن انعام کمیٹی
جنہوں نے اس تقریب پر صدارت کی

تقریر

فیض صاحب کی تقریر جو انہوں نے ماسکو میں بین الاقوامی لینن امن انعام کی پرشکوہ تقریب کے موقع پر اُردو زبان میں کی

محترم اراکین مجلس صدارت، خواتین وحضرات!

الفاظ کی تحقیق وترتیب شاعر اور ادیب کا پیشہ ہے۔لیکن زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آتے ہیں جب یہ قدرت کلام جواب دے جاتی ہے۔آج عجز بیان کا ایسا ہی مرحلہ مجھے درپیش ہے۔ایسے کوئی الفاظ میرے ذہن میں نہیں آ رہے،جن میں اپنی عزت افزائی کے لیے لینن پرائز کمیٹی، سوویت یونین کے مختلف اداروں، دوستوں اور سب خواتین اور حضرات کا شکریہ خاطر خواہ طور سے ادا کر سکوں۔لینن امن انعام کی عظمت تو اسی ایک بات سے واضح ہے کہ اس سے لینن کا محترم نام اور مقدس لفظ وابستہ ہے۔لینن جو دور حاضر میں انسانی حریت کا سب سے بزرگ علمبردار ہے اور امن جو انسانی زندگی اور اس زندگی کے حسن وخوبی کی شرط اول ہے۔مجھے اپنی تحریر وعمل میں ایسا کوئی کام نظر نہیں آتا جو اس عظیم اعزاز کے شایان شان ہو۔لیکن اس عزت بخشی کی ایک وجہ ضرور ذہن میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس تمنا اور آدرش کے ساتھ مجھے اور میرے ساتھیوں کو وابستگی رہی ہے یعنی امن اور آزادی کی تمنا وہ بجائے خود اتنی عظیم ہے کہ اس واسطے سے ان کے حقیر اور ادنیٰ کارکن بھی عزت واکرام کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

یوں تو ذہنی طور سے مجنون اور جرائم پیشہ لوگوں کے علاوہ بھی مانتے ہیں کہ امن اور آزادی بہت حسین اور تابناک چیز ہے اور سبھی تصور کر سکتے ہیں کہ امن گندم کے کھیت ہیں اور سفیدے کے درخت، دلہن کا آنچل ہے اور بچوں کے ہنستے ہوئے ہاتھ، شاعر کا قلم ہے اور مصور کا موئے قلم اور آزادی ان سب صفات کی ضامن اور غلامی ان سب خوبیوں کی قاتل ہے جو انسان اور حیوان میں تمیز کرتی ہے۔یعنی شعور اور ذہانت، انصاف اور صداقت، وقار اور شجاعت، نیکی اور رواداری۔اس لیے بظاہر امن اور آزادی کے حصول اور تکمیل کے متعلق ہوشمند انسانوں میں اختلاف کی گنجائش نہ ہونا چاہیے لیکن بدقسمتی سے یوں نہیں ہے کہ انسانیت کی ابتدا سے اب تک ہر عہد اور ہر دور میں متضاد عوامل اور قوتیں برسر عمل اور برسر پیکار رہی ہیں۔یہ قوتیں ہیں تخریب وتعمیر، ترقی اور زوال، روشنی اور تیرگی، انسان دوستی اور انصاف دشمنی کی قوتیں۔یہی صورت آج بھی ہے اور اسی نوعیت کی کشمکش آج بھی جاری ہے۔لیکن ساتھ ہی ساتھ آج کل انسانی مسائل اور گزشتہ دور کی انسانی الجھنوں میں کئی نوعیتوں سے بھی فرق ہے۔دور حاضر میں جنگ سے دو قبیلوں کا باہمی خون خرابہ مراد نہیں ہے۔نہ آج کل امن سے خون خرابے کا خاتمہ مراد ہے۔آج کل جنگ اور امن کے معنی ہیں ابن آدم کی بقا اور فنا، بقا اور فنا ان دو الفاظ پر انسانی تاریخ کے خاتمے یا تسلسل کا دارومدار ہے۔انھیں پر انسانوں کی سرزمین کی آبادی اور بربادی کا انحصار ہے۔یہ پہلا فرق ہے۔دوسرا فرق یہ ہے کہ اب سے پہلے انسانوں کو فطرت کے ذخائر پر اتنی دسترس اور پیداوار کے ذرائع پر اتنی قدرت نہ تھی کہ ہر گروہ اور برادری کی ضرورتیں پوری طرح سے تسکین پا سکتیں۔اس لیے آپس میں چھین جھپٹ اور لوٹ مار کا کچھ نہ کچھ جواز بھی موجود ہے، لیکن اب یہ صورت نہیں ہے۔انسانی عقل، سائنس اور صنعت کی بدولت اس منزل پر پہنچ چکی ہے کہ جس میں سب تن بخوبی پل سکتے ہیں اور سبھی جھولیاں بھر سکتی ہیں۔بشرطیکہ قدرت کے یہ بے بہا ذخائر، پیداوار کے یہ بے اندازہ خرمن، بعض اجارہ داروں اور مخصوص طبقوں کی تسکین ہوس کے لیے نہیں، بلکہ جملہ انسانوں کی بہبود کے لیے کام میں لائے جائیں۔اور عقل اور سائنس اور صنعت کی کل ایجادیں اور صلاحیتیں تخریب کی بجائے تعمیری منصوبوں میں صرف ہوں۔لیکن یہ جبھی ممکن ہے کہ انسانی معاشرے میں ان مقاصد سے مطابقت پیدا ہو اور انسانی معاشرے کے ڈھانچے کی بنائیں ہوں، استحصال اور اجارہ داری کے بجائے انصاف، برابری، آزادی اور اجتماعی خوشحالی میں اٹھائی جائیں۔اب یہ ذہنی اور خیالی بات نہیں، عملی کام ہے۔اس عمل میں امن کی جدوجہد اور آزادی کی حدیں آپس میں مل جاتی ہیں۔اس لیے کہ امن کے دوست اور دشمن اور آزادی کے دوست اور دشمن ایک ہی قبیلے کے لوگ، ایک ہی نوع کی قوتیں ہیں۔ایک طرف وہ سامراجی قوتیں ہیں جن کے مفاد، جن کے اجارے جبر اور حسد کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے اور جنہیں ان اجاروں کے تحفظ کے لیے پوری انسانیت کی بھینٹ بھی قبول ہے۔دوسری طرف وہ طاقتیں ہیں جنہیں بنکوں اور کمپنیوں کی نسبت انسانوں کی جان زیادہ عزیز ہے۔جنہیں دوسروں پر حکم چلانے کے بجائے آپس میں ہاتھ بٹانے اور ساتھ مل کر کام کرنے میں زیادہ لطف آتا ہے۔سیاست واخلاق، ادب اور فن، روزمرہ زندگی، غرض کئی محاذوں پر کئی صورتوں میں تعمیر اور تخریب انسان دوستی اور انسان دشمنی کی یہ چپقلش جاری ہے۔آزادی پسند اور امن پسند لوگوں کے لیے ان میں سے ہر محاذ اور ہر صورت پر توجہ دینا ضروری ہے۔مثال کے طور پر سامراجی اور غیر سامراجی قوتوں کی لازمی کشمکش کے علاوہ بدقسمتی سے بعض ایسے ممالک میں بھی شدید اختلافات موجود ہیں، جنہیں حال ہی میں آزادی ملی۔ایسے اختلافات ہمارے ملک پاکستان اور ہمارے سب سے قریبی ہمسایہ ہندوستان میں موجود ہیں۔بعض عرب ہمسایہ ممالک میں اور بعض افریقی حکومتوں میں موجود ہیں۔ظاہر ہے کہ ان کے اختلافات سے وہی طاقتیں فائدہ اٹھا سکتی ہیں جو امن عالم اور انسانی برادری کی دوستی اور یگانگت کو پسند نہیں کرتیں۔اس لیے صلح پسند اور امن دوست صفوں میں ان اختلافات کے منصفانہ حل پر غور وفکر اور اس حل میں امداد دینا بھی لازم ہے۔

اب سے کچھ دن پہلے جب سوویت فضاؤں کا تازہ کارنامہ ہر طرف دنیا میں گونج رہا تھا تو مجھے بار بار خیال آتا رہا کہ آج کل جب ہم ستاروں کی دنیا میں بیٹھ کر اپنی ہی دنیا کا نظارہ کر سکتے ہیں تو چھوٹی چھوٹی کینگیاں، خود غرضیاں، یہ زمین کے چند ٹکڑوں کو بانٹنے کی کوششیں اور انسانوں کی چند ٹولیوں پر اپنا سکہ چلانے کی خواہش کیسی بعید از عقل باتیں ہیں۔اب جبکہ ساری کائنات کے راستے ہم پر کشادہ ہو گئے ہیں۔ساری دنیا کے خزینے انسانی بس میں آ سکتے ہیں، تو کیا انسانوں میں ذی شعور، منصف مزاج اور دیانت دار لوگوں کی اتنی تعداد موجود نہیں ہے جو سب کو منوا سکے کہ یہ جنگی اڈے سمیٹ لو۔یہ بم اور راکٹ، توپیں، بندوقیں سمندر میں غرق کر دو اور ایک دوسرے پر قبضہ جمانے کی بجائے سب مل کر تسخیر کائنات کو چلو۔جہاں جگہ کی کوئی تنگی نہیں ہے، جہاں کسی کو کسی سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے، جہاں لامحدود فضائیں ہیں اور ان گنت دنیائیں۔مجھے یقین ہے کہ سب رکاوٹوں اور مشکلوں کے باوجود ہم لوگ اپنی انسانی برادری سے یہ بات منوا کر رہیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ انسانیت جس نے اپنے دشمنوں سے آج تک کبھی ہار نہیں کھائی اب بھی فتح یاب ہو کر رہے گی۔اور آخر کار جنگ ونفرت اور ظلم وکدورت کے بجائے ہماری باہمی زندگی کی بنا وہی ٹھہرے گی، جس کی تلقین اب سے بہت پہلے فارسی شاعر حافظ نے کی تھی:

خلل پذیر بود ہر بنا کہ می بینی
مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

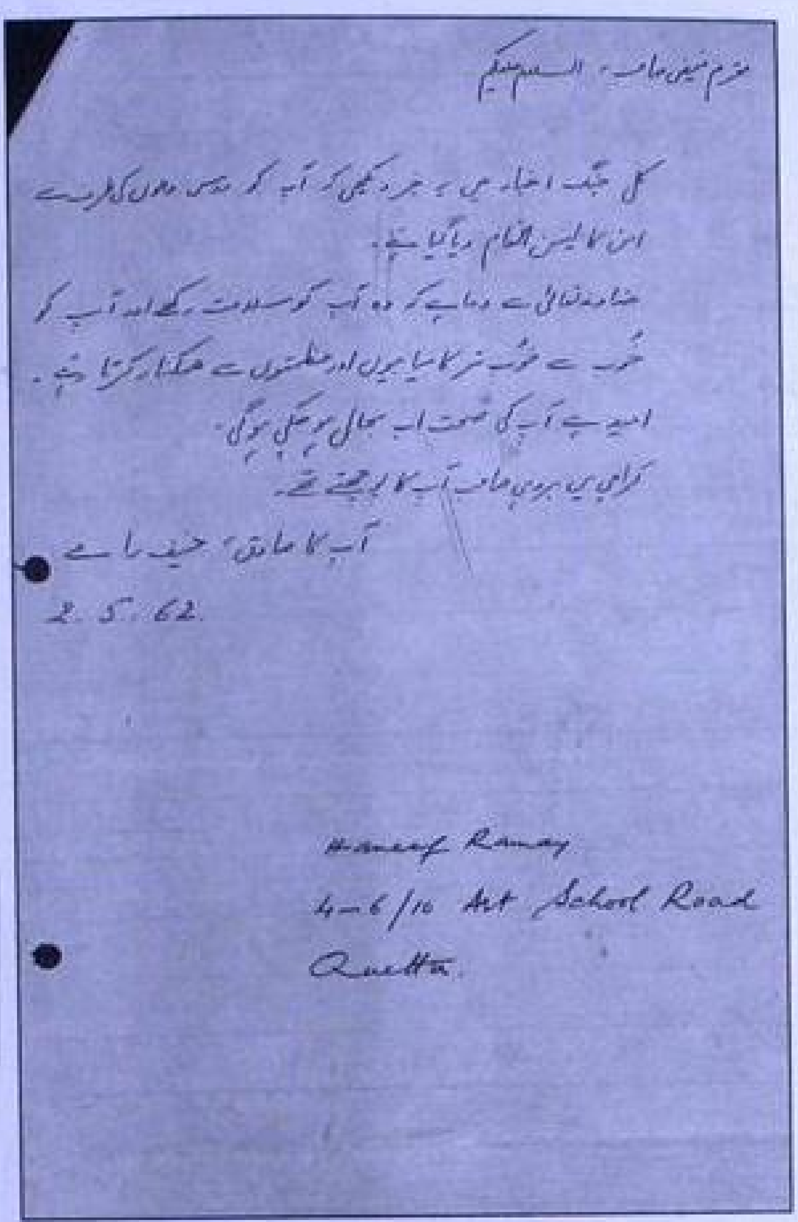

محترم فیض صاحب - السلام علیکم

کل جنگ اخبار میں یہ خبر دیکھی کہ آپ کو روس والوں کی طرف سے امن کا لینن انعام دیا گیا ہے۔

خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو سلامت رکھے اور آپ کو

امید ہے آپ کی صحت اب سنبھل چکی ہوگی۔

آپ کا صادق حنیف رامے

2. 5. 62.

Haneef Ramay

4-6/10 Art School Road

Quetta.

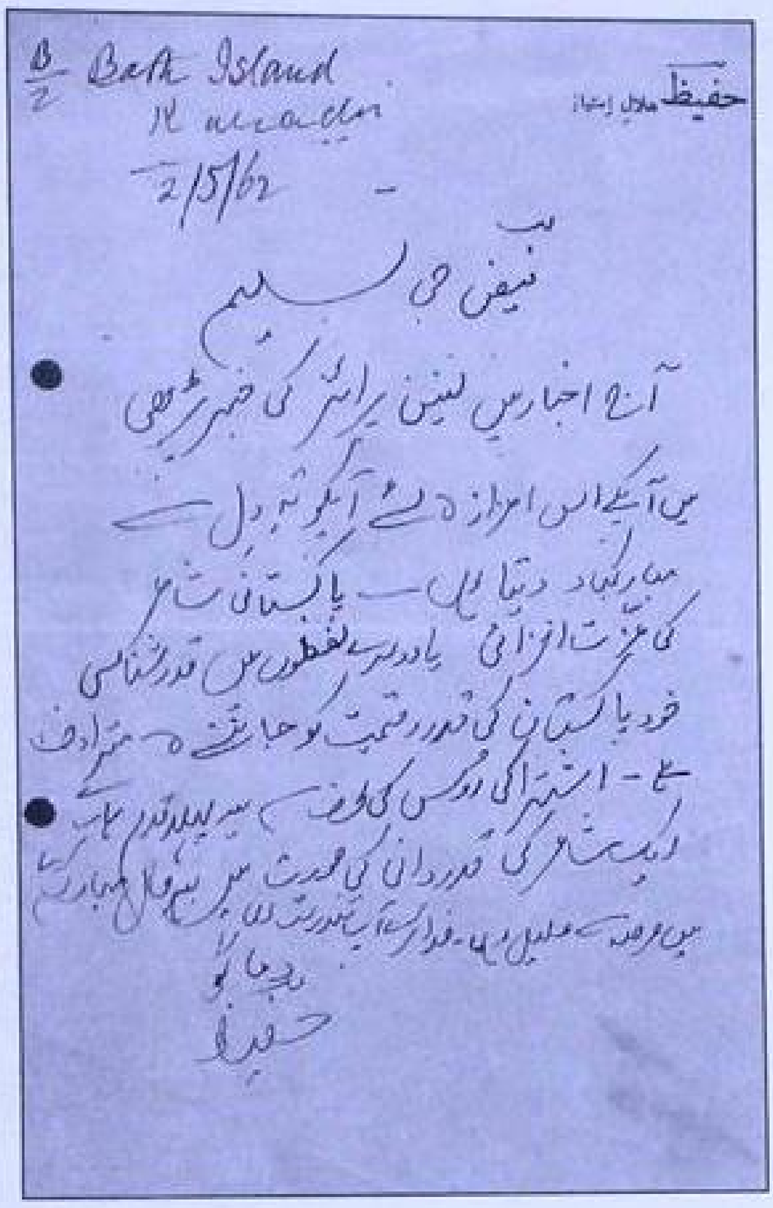

B/2 Bath Island

حفیظ جالندھری

2/5/62

فیض جی تسلیم

آج اخبار میں لینن پرائز کی خبر پڑھی

میں آپکو اس اعزاز کے لیے دل سے

مبارکباد دیتا ہوں ۔ پاکستانی شاعر

حفیظ

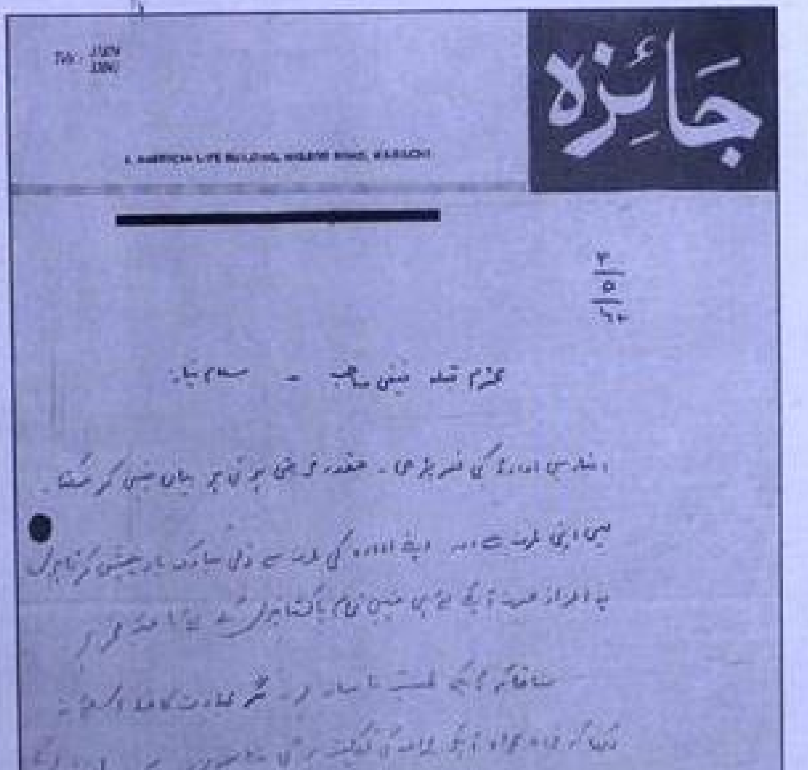

جائزہ

محترم قبلہ فیض صاحب - سلام نیاز

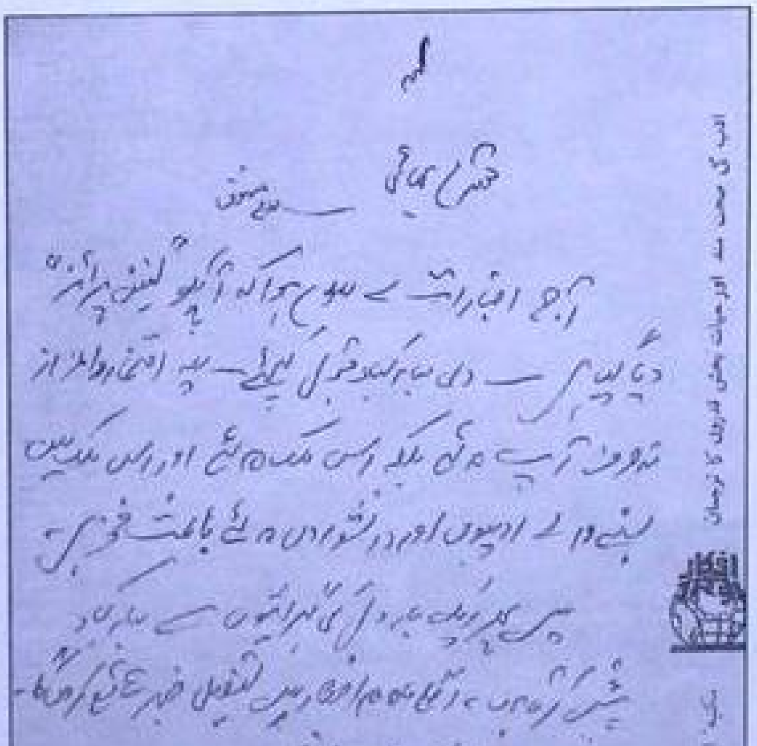

حضرت بھائی

آج اخبارات سے معلوم ہوا کہ آپکو لینن پرائز دیا گیا ہے

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

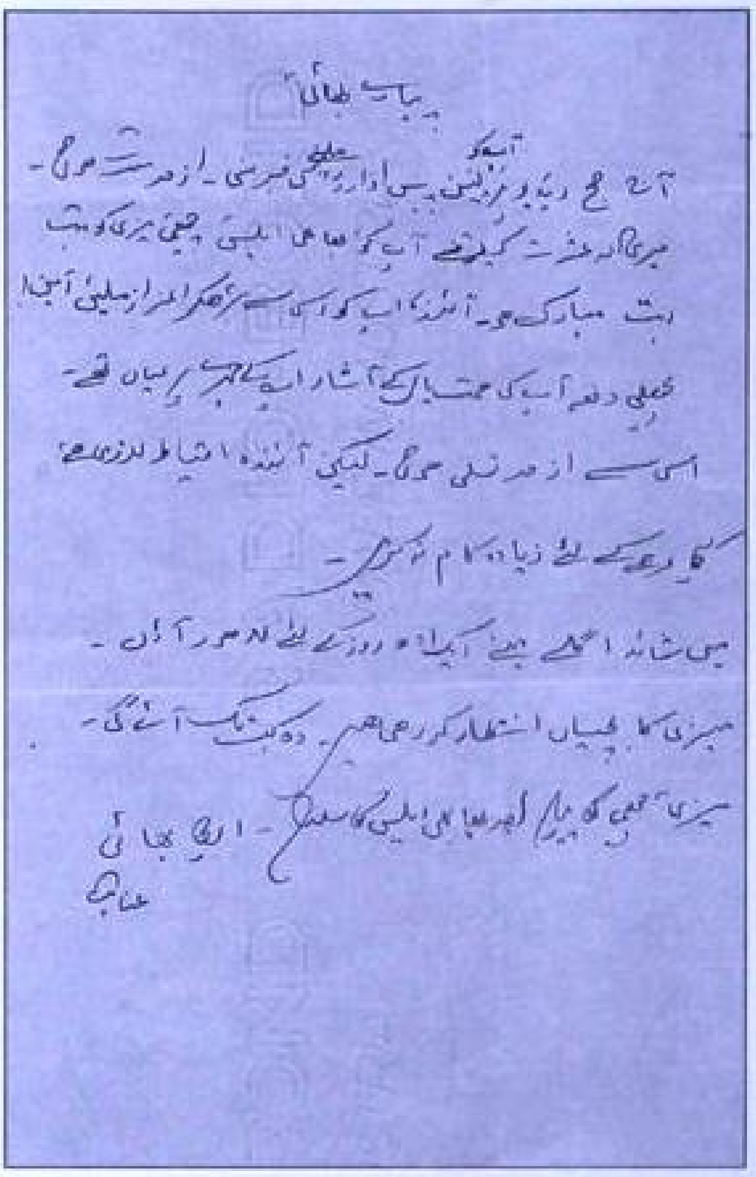

پیارے بھائی

آج ہی ریڈیو پر لینن پیس ایوارڈ کی خبر سنی۔ از حد مسرت ہوئی۔ [illegible]

[illegible]

آپکا بھائی

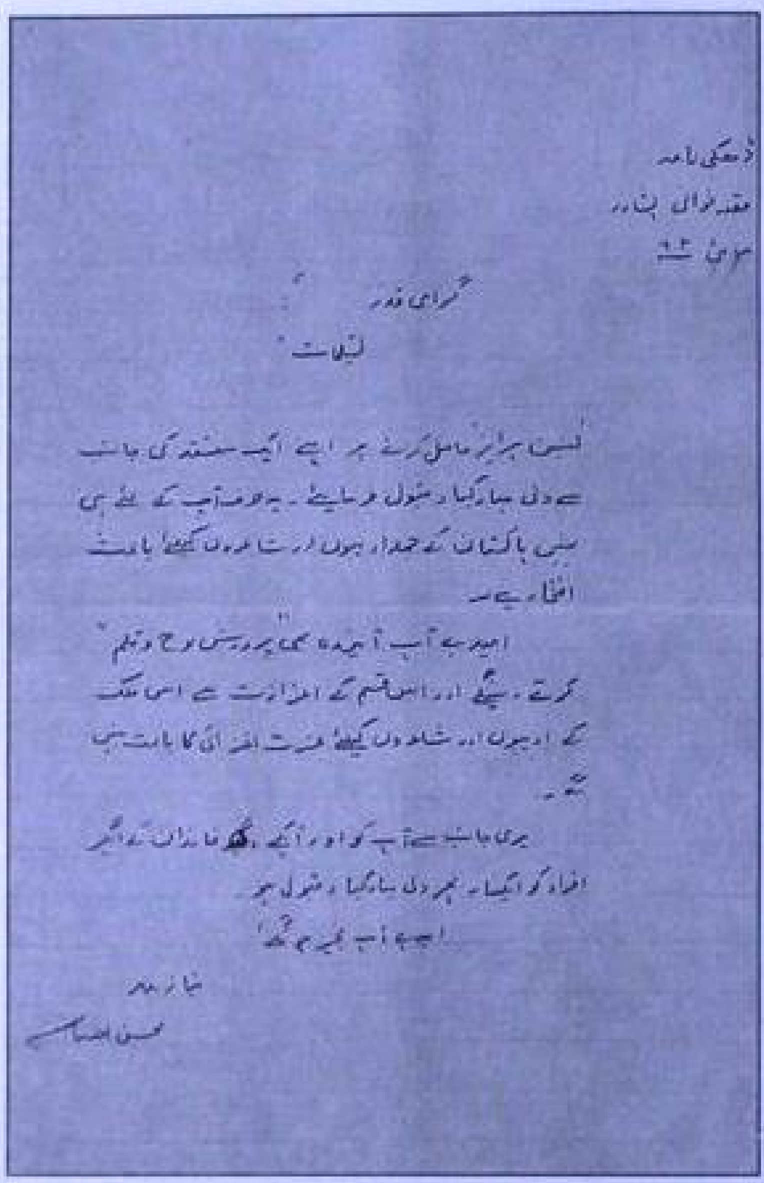

گرامی قدر

تسلیمات

لینن پرائز حاصل کرنے پر اپنے ایک معتقد کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ یہ اعزاز آپ کے لئے ہی نہیں پاکستان کے ہر ادیب اور شاعر کیلئے باعث افتخار ہے۔

امید ہے آپ آئندہ بھی [illegible] لوح و قلم کرتے رہیں گے اور اس قسم کے اعزازات سے اس ملک کے ادیبوں اور شاعروں کیلئے عزت افزائی کا باعث بنیں گے۔

میری جانب سے آپ کو اور آپکے خاندان کے دیگر افراد کو [illegible] مبارکباد قبول ہو۔

امید ہے آپ بخیر ہوں گے۔

نیازمند

محسن احسان

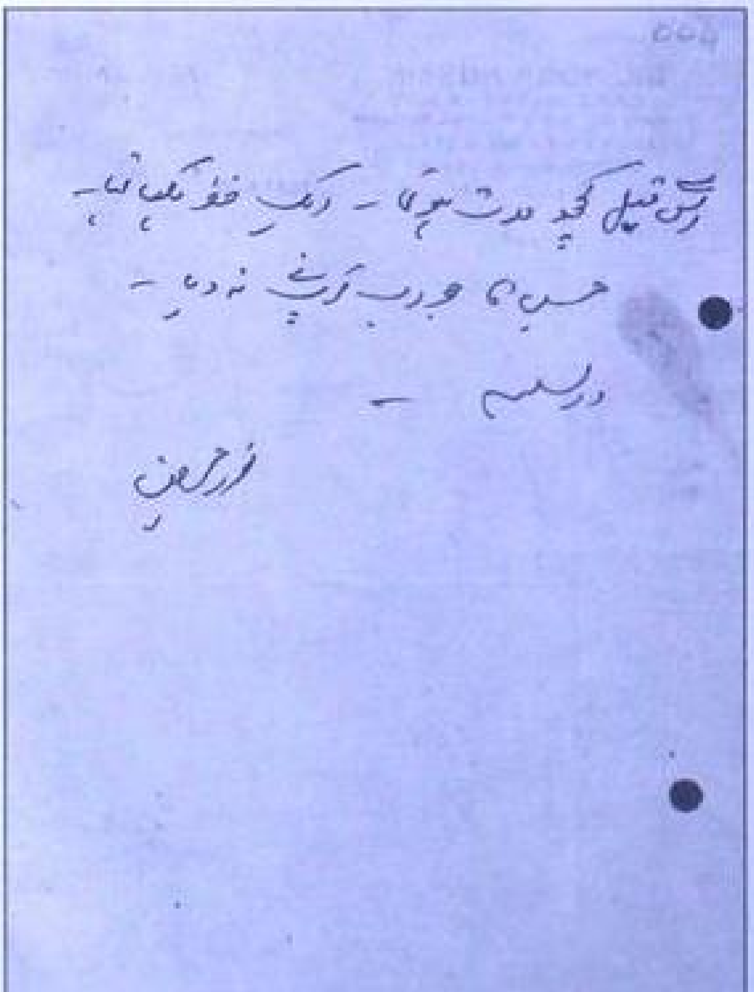

[illegible]

والسلام

نور حسین

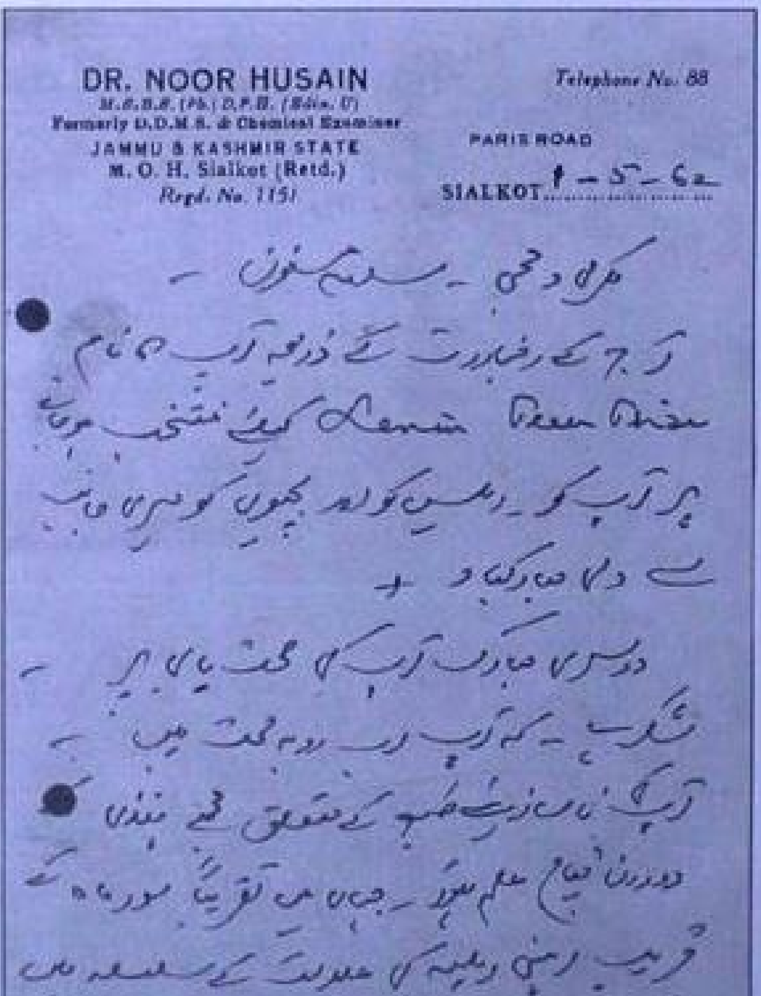

DR. NOOR HUSAIN
M.B.B.S. (Pb.) D.P.H. (Edin. U)
Formerly D.D.M.S. & Chemical Examiner
JAMMU & KASHMIR STATE
M. O. H. Sialkot (Retd.)
Regd. No. 1151

Telephone No. 88

PARIS ROAD

SIALKOT 4-5-62

مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم۔

آج کے اخبارات کے ذریعہ آپ کا نام Lenin Peace Prize کیلئے منتخب ہونے پر آپ کو [illegible] دلی مبارکباد [illegible]

[illegible]

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

Telegrams:

Telephone No. 67995

Habib Bank Limited

حبیب بنک لمیٹڈ

WAPDA Branch
Munshi Chambers, Lake Road
LAHORE (W. Pakistan)

1.5.62

Dear Apa Jan.

This gives me immense pleasure to write to you & to convey my heartiest felicitations on Mr Faiz's winning Lenin Peace Prize. This is an honour not only for the family but for whole of the nation. In fact the qualities that he is endowed with should fetch him even more credits & honours.

Telephone No. 67995

Habib Bank Limited

حبیب بنک لمیٹڈ

WAPDA Branch
Munshi Chambers, Lake Road
LAHORE (W. Pakistan)

Please convey to him my sincere feelings of happiness & joy.

Thanking you,

Sincerely yours,
G. L. [illegible]
Manager,
Habib Bank Ltd,
Wapda Branch
Lahore.

Central Museum
Lahore.

Dated: 1.5.62.

My dear Faiz Sahib.

My wife and I were so happy to read this morning in the papers the announcement of the Award of Lenin Peace Prize conferred on you. It is really an honour to the country and to the Urdu literature. Kindly accept our heartiest congratulations for this. May you live long with health and prosperity to contribute more and more to the cause of humanity!

With kindest regards and ever best wishes.

Yours sincerely,
Malik Shams

Mr. Faiz Ahmed Faiz,
Secretary, Pakistan Arts Council,
Lahore.

NOOR MEENAR PICTURES
MOTION PICTURES PRODUCERS

Asif Building
McLEOD ROAD
LAHORE 1.5.1962

Ref. No.

Dear Sir,

I offer my heartiest Congratulation for the Grand Prize of Lenin awarded to you in appreciation of work you have done for the peace.

Yours
Ghulam Mohammad Mirza

To

Mr. Faiz Ahmad Faiz
C/o Art Council
(Alhamra)
The Mall, Lahore.

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

DHORONARO
SIND
2.5.62

بخدمت قبلہ فیض صاحب

آداب

لینن پرائز ملنے پر آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں ملک کے تمام ترقی پسند لوگوں کو اس سے ضرور خوشی ہوگی۔

یہ پرائز امن کا ہے امید ہے کہ جناب کی ساری جد و جہد اس مقصد کے لئے ہوگی

دعائیں آپکے ساتھ ہیں۔ میرا ساتھی اسحاق روشن۔ اگر کہیں ظفرہ ملیں تو میرا سلام عرض کر دیں۔

آپکا

میر محمد تالپور

Memo from Zafarullah Poshni

اے حضرتِ کامل۔

مبارکبادیاں!

"تم جہاں پہنچے کامیاب آئے"

پوشنی

2/5/62

KARACHI

سوم مئی ۱۹۶۲

فیض صاحب۔ تسلیم

آپ کو "لینن امن انعام" ملنا ہم سب کی سربلندی کا باعث ہے۔ شاید ذریعہ نجات بھی ثابت ہو۔

"سخن دلنواز، جان پرسوز" آپ پر صادق آتا ہے ____

خدا آپ کو سلامت رکھے۔ ہر ایک معتقد کہ کہ ایک محفل میں دیوانوں اور فرزانوں دونوں کا فقدان ہے۔

نیازمند

اقبال [illegible]

۳۰۷/۴ [illegible] چوک

سکھر

جناب گرامی [illegible]

"امن پرائز" کی خبر [illegible]

[illegible]

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

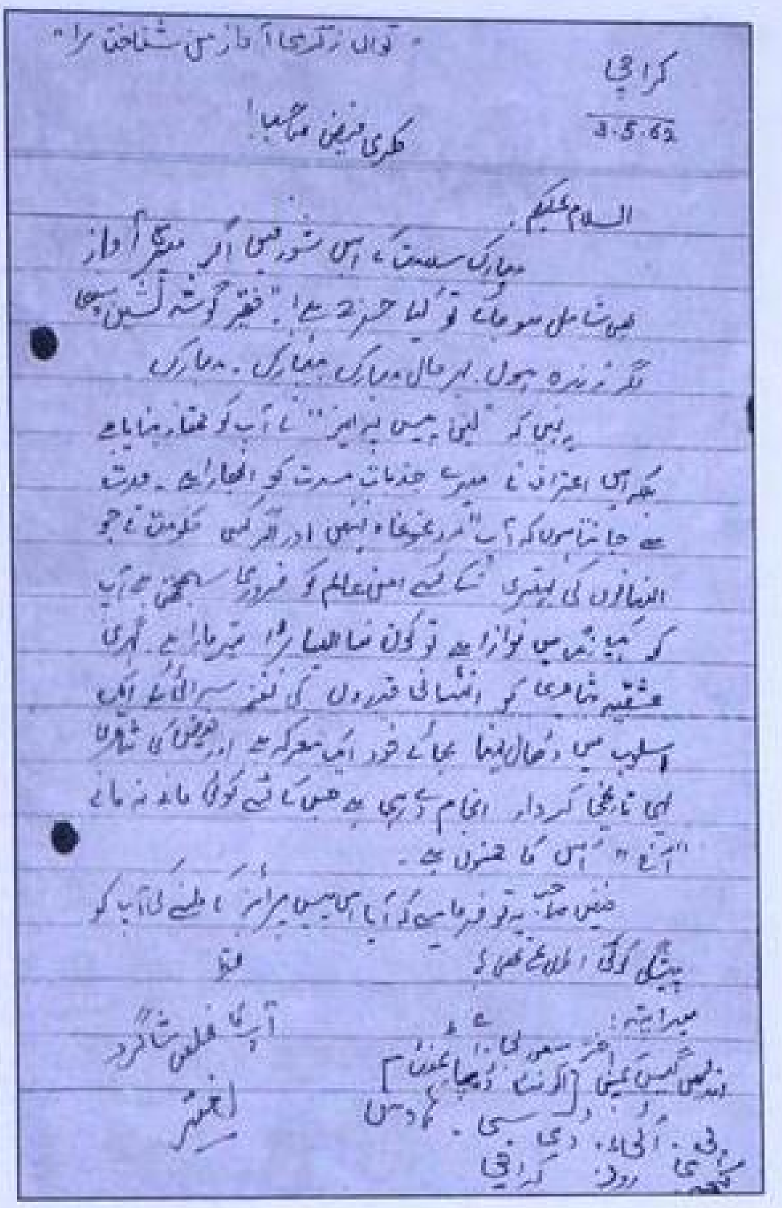

"تو اں زندگی آغاز ہی شناخت مرا"

کراچی
3.5.62

مکرمی فیض صاحب!

السلام علیکم

مبارک سلامت۔ یہ خوشخبری اور معتبر آواز
میں شامل ہو جائے تو کیا حرج ہے! "فقیر گوشہ نشیں ہیں"
مگر زندہ ہوں۔ بہرحال مبارک مبارک۔ مبارک
یہ ہیں کہ "لینن پیس پرائز" کا آپ کو عطا ہونا ہے
بلکہ اس اعزاز نے میرے جذبات مسرت کو ابھارا ہے۔ حقیقت
یہ جانتا ہوں کہ آپ [illegible] اور [illegible] حکومتوں نے جو
انسانوں کی بہتری کے لئے امن عالم کو ضروری سمجھتی ہے آپ
کو جو اس میں نوازا ہے تو کون [illegible]
[illegible] شاعری کو انسانی قدروں کی [illegible]
اسلوب میں ڈھال دینا بجائے خود ایک معرکہ ہے اور فیض کی شاعری
اسی تاریخی کردار [illegible]
[illegible] کا حصہ ہے۔
فیض صاحب [illegible] "لینن پیس پرائز" ملنے کی آپ کو
پیشگی [illegible]

آپ کا قلبی شاگرد
اصغر

میرا پتہ:
[illegible]
[illegible] روڈ۔ کراچی

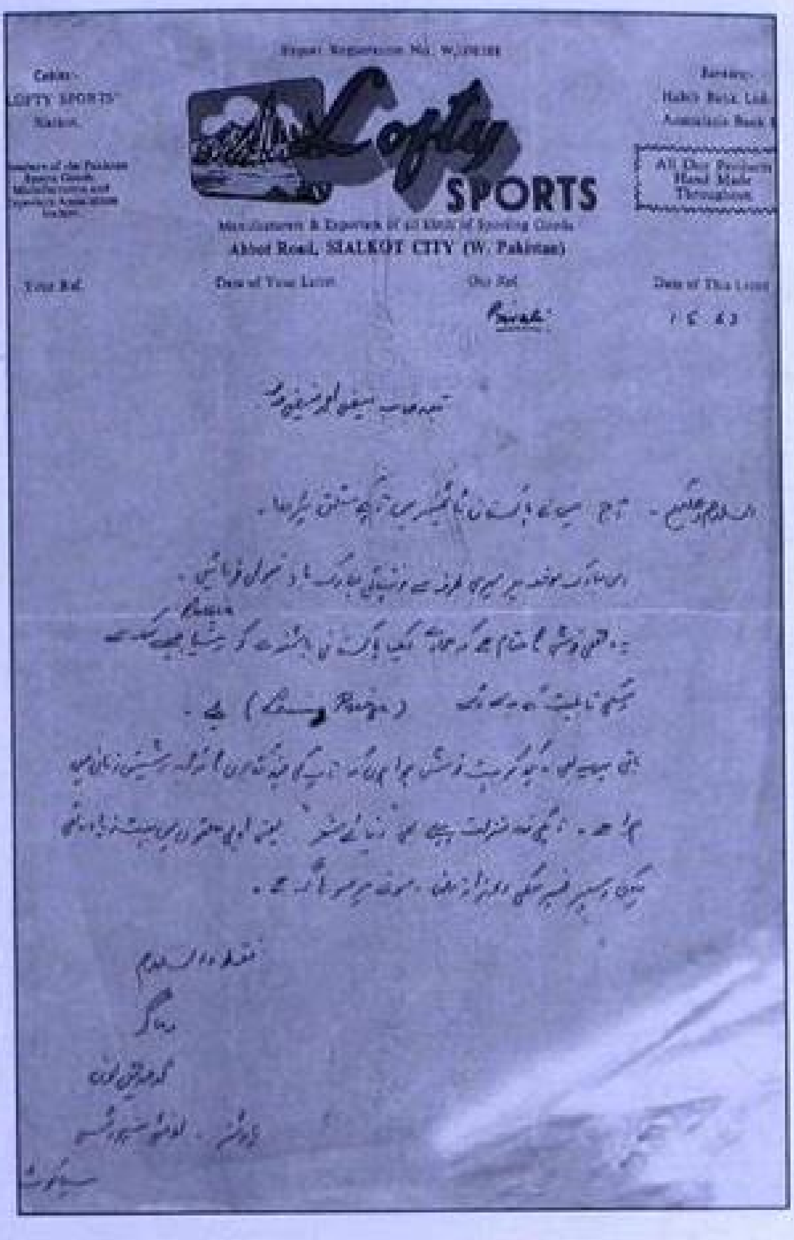

Export Registration No. W/[illegible]

Cable: "LOFTY SPORTS" Sialkot.

Member of the Pakistan Sports Goods Manufacturers and Exporters Association Sialkot.

Lofty SPORTS

Manufacturers & Exporters of all kinds of Sporting Goods

Abbot Road, SIALKOT CITY (W. Pakistan)

Bankers: Habib Bank Ltd. Australasia Bank [illegible]

All Our Products Hand Made Throughout

Your Ref. | Date of Your Letter | Our Ref. | Date of This Letter 1.5.62

[illegible]

السلام علیکم۔ آج [illegible]
[illegible]
[illegible] (Lenin Prize) ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]

والسلام
[illegible]
[illegible]
[illegible] لوفٹی سپورٹس
سیالکوٹ

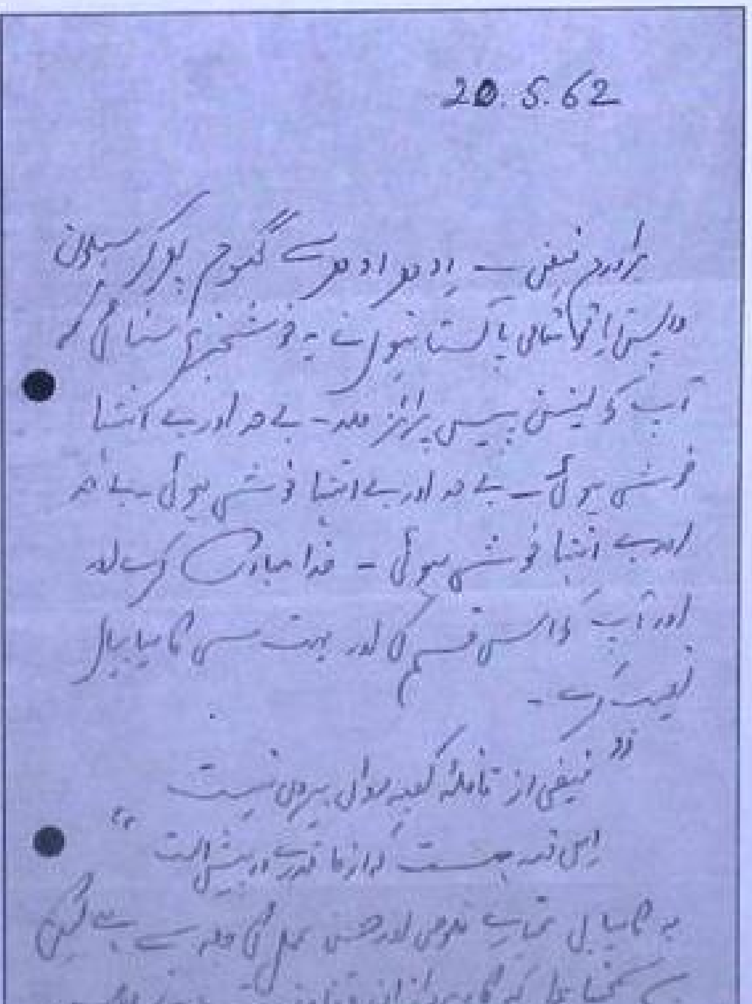

20.5.62

برادر فیض — ادھر ادھر سے گھوم پھر کر [illegible]
واپس [illegible] یہ خوشخبری سنا کہ
آپ کو لینن پیس پرائز ملا — بے حد اور بے انتہا
خوشی ہوئی — بے حد اور بے انتہا خوشی ہوئی — بے حد
اور بے انتہا خوشی ہوئی — خدا مبارک کرے اور
اور آپ کو اس قسم کی اور بہت سی کامیابیاں
نصیب کرے۔

فیضی از قافلۂ کعبہ روان بیرون نیست
این قدر ہست کہ از قافلہ در پیش افتاد

یہ کامیابی تمہارے خلوص اور حسن عمل کی وجہ سے ہے لیکن
[illegible]
[illegible]

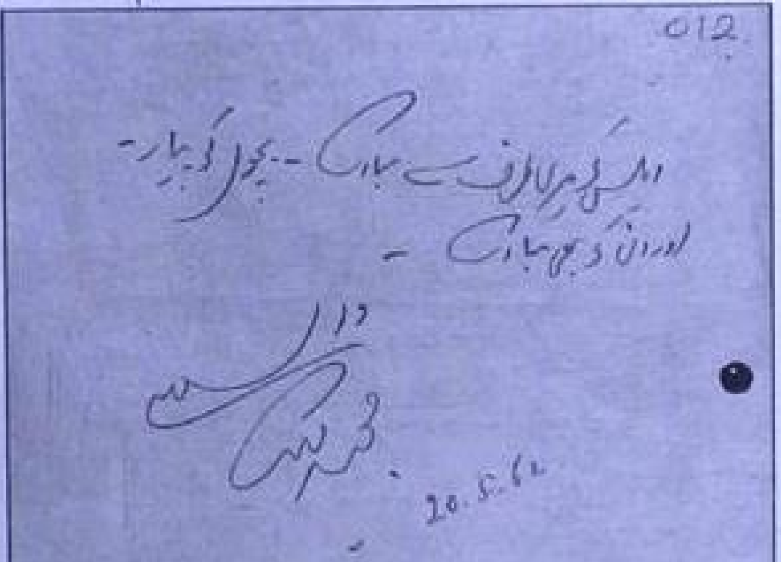

012

اس کی میری طرف سے مبارک۔ بچوں کو پیار۔
اور ان کو بھی مبارک۔

[illegible]

20.5.62

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

Telephones: 842077 / 4322 — Cables: "Pakistimes" LAHORE

THE PAKISTAN TIMES

Published Simultaneously from Lahore and Rawalpindi

Editorial Department

LAHORE : Pakistan

Office
9 a.m.

My dear Faiz Sahib,

We are so happy — so terribly happy — to have read the wonderful news in the paper this morning. You have brought us — your country — a great honour — an honour you so richly deserved.

Only yesterday evening, I was reading some of your poems to Nowsa and at the back of my mind, I began wondering how long would it take for the outside world to recognise this genius of Pakistan, this fighter for peace and freedom. Strangely enough, I did not yet know that my wish had already been fulfilled, the prayer granted.

Telephones: 842077 / 4322 — Cables: "Pakistimes" LAHORE

THE PAKISTAN TIMES

Published Simultaneously from Lahore and Rawalpindi

Editorial Department

LAHORE : Pakistan

May I greet you with a few lines of Tagore,

"With whose blessing
has the Dawn crossed the night ...
For your coronation ..."

তোমার অভিষেক তরে
[illegible] ...

Warmest regards,

Sincerely yours

Mohammad Ali

THE ZOOLOGY SOCIETY

UNIVERSITY OF KARACHI

President: Dr. M. A. H. Qadri, Ph.D., D.Sc. (Lond.) F.Z.S. (Kiel), F.R.E.S., F.Z.S.

Vice President: Fraz Ahmad

General Secretary: Khalil A. Siddiqui

Joint Secretaries: Nasiruddin Ahmed, Manjulal ... Ahmad

GRE 40/457 Nazimabad
KARACHI-5 Dated 2nd May 62

Dear Faiz Sahib,

Accept my heartiest congratulations for the glorious distinction you have earned by being awarded Lenin Peace Prize this year. This award I believe as you have pointed out is more significant in its recognition of role of Pakistani intelligentsia for world peace, rather than an appreciation of the merits of an individual. The struggle which started in the very midst of "Naqsh-e-Faryadi", which flourished in the pages of "Dast-e-Saba" and "Zindan Nama" and reached its culmination in "Karachi" has at last been given its due appreciation and recognition.

We the young generation of Pakistan take immense pride in the laurels you have won, and consider it as a victory of the ideals which we also cherish. Indeed in this period of cold war, and jingoism when the clouds of war and tension are hanging over our heads, and the monsters of H-bomb are horrifying our sweet and tender dreams our ideals can only be those in whose hearts kindle the flame of peace and democracy whose minds and hands are dedicated to the well-being of people.

Dear Faiz Sahib, the struggle which you are waging, is shared not only by Paul Robeson, Pablo Picasso, Bertrand Russel, Casarova, Sartre, Michael Foot, Ilya Ehrenburg, Richard Pauling, Kishan Chander and Louis Aragon, but by millions of peace loving people throughout the world and the conscious youth of Pakistan.

Once again I extend to you my most cordial felicitations and offer my best wishes in your relentless struggle for peace, happiness and ...

[illegible]

Yours sincerely,

Fazal ...

Vice-President
Zoology Society

Former General-Secretary
National Council of Students
Karachi

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی خطوط

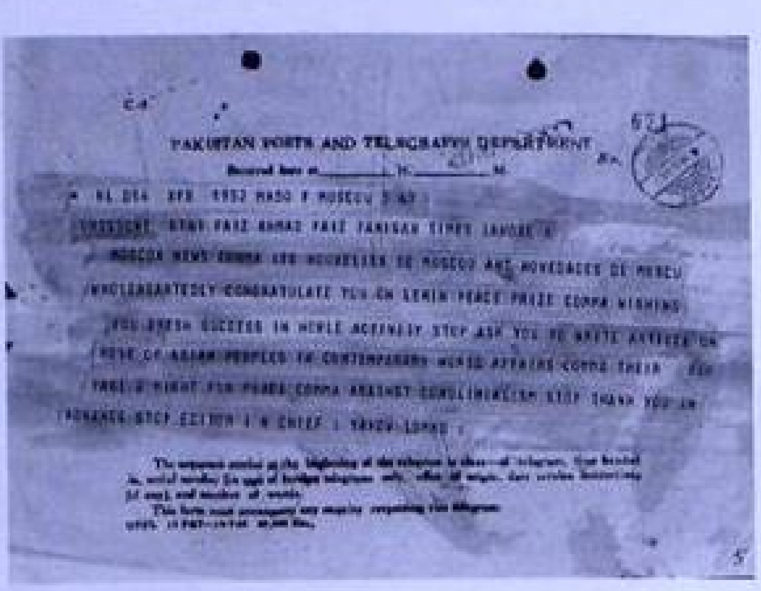

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

611

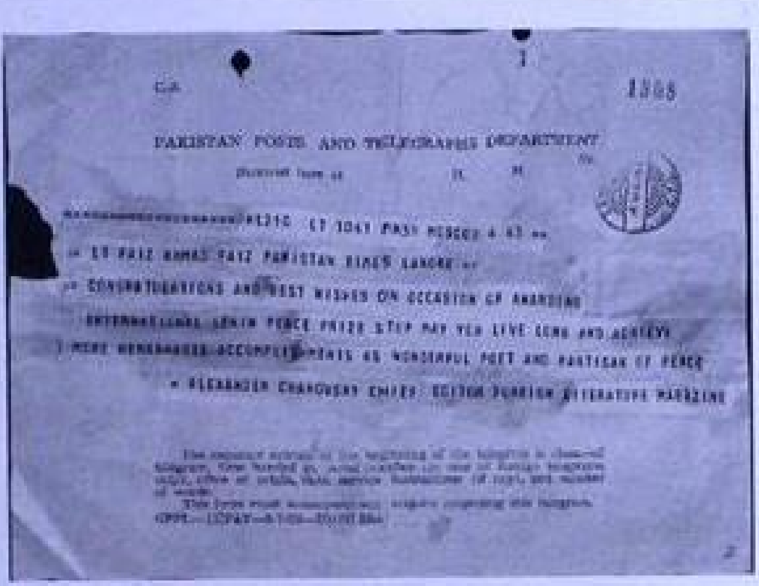

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

314

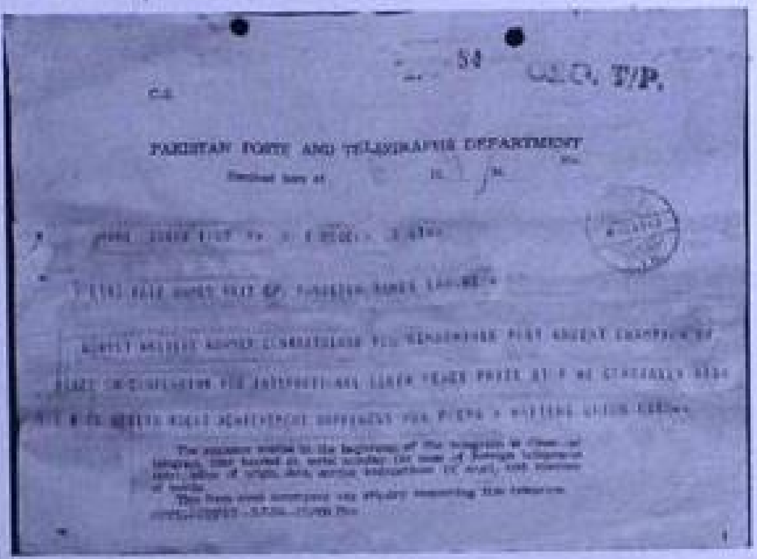

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

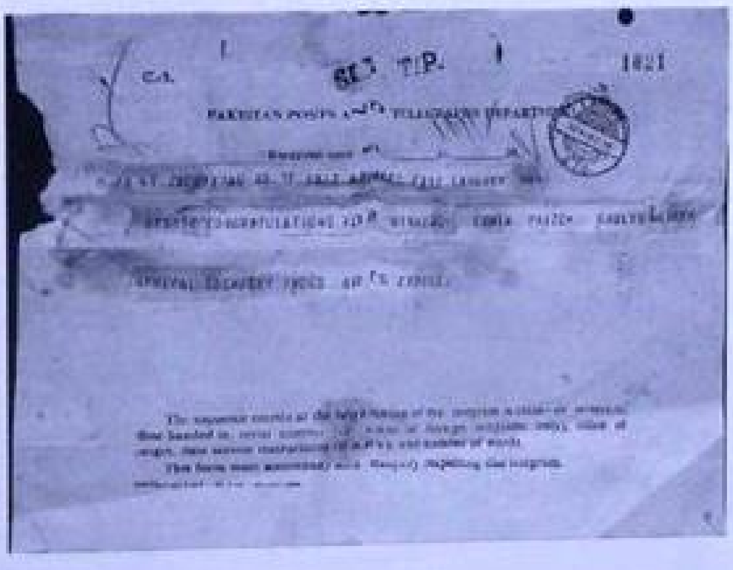

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

1021

PAKISTAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT

1287

لینن امن ایوارڈ ملنے پر تہنیتی ٹیلی گرامز

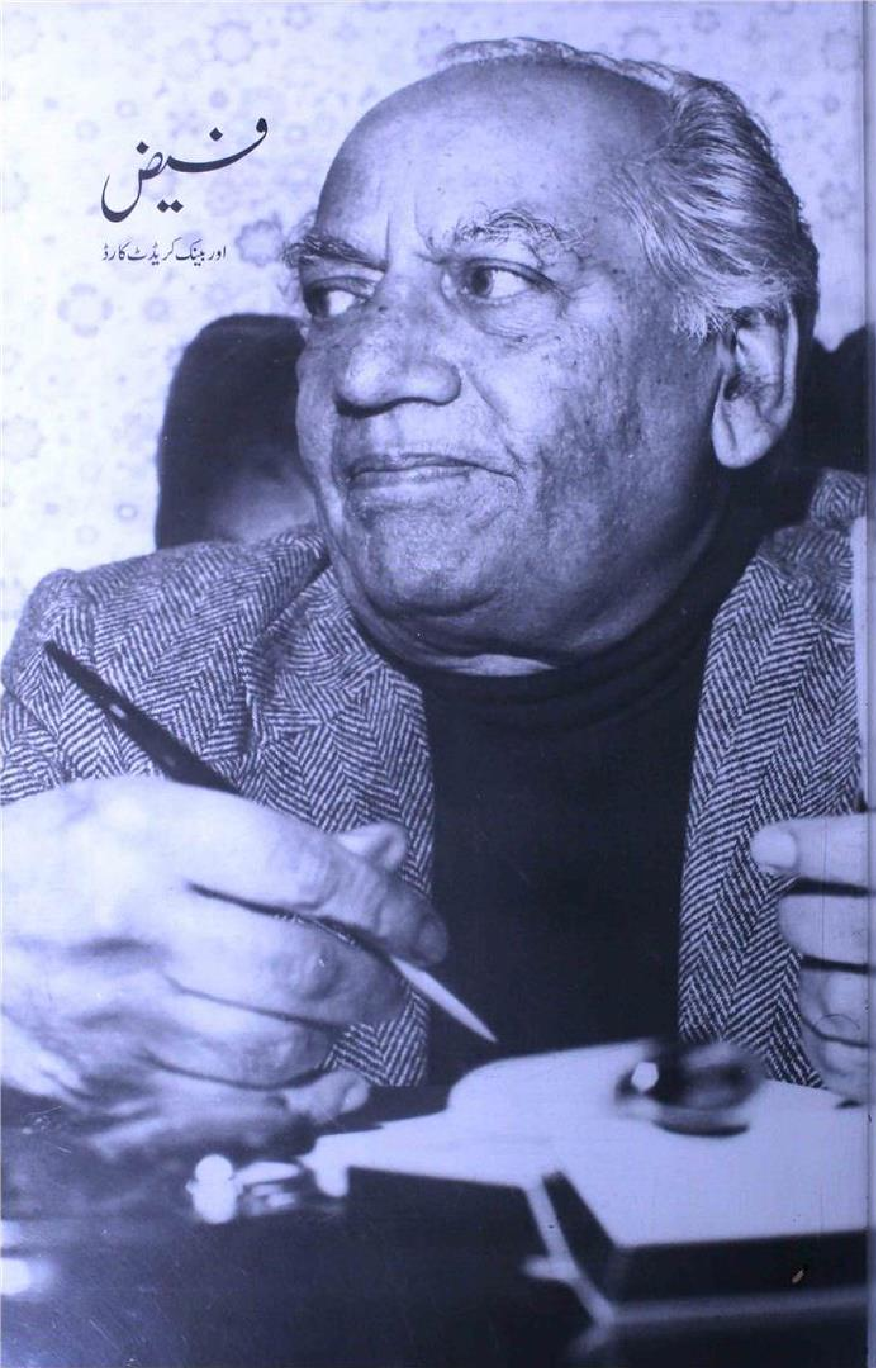
فیض
اور بینک کریڈٹ کارڈ

فیض احمد فیض نے مئی 1972ء میں جب وہ پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس اسلام آباد کے چیئرمین تھے اور ان کی ماہانہ تنخواہ (2250) روپے تھی اور جیسا کہ درخواست میں لکھا ہے کرائے کے مکان میں زندگی بسر کر رہے تھے، تب حبیب بینک لمیٹڈ کے کریڈٹ کارڈ کے لیے درخواست لکھی جو قبول نہ ہوئی لیکن بعد میں انہیں کریڈٹ کارڈ کی منظوری دیتے ہوئے بینک آفیسر نے لکھا:

''اگرچہ وہ کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے کے مستحق نہیں لیکن کیونکہ وہ ایک ممتاز شاعر ہیں اور بڑے لوگوں
سے ان کا سروکار ہے، مزید آرٹس کونسل کے چیئرمین ہونے کی وجہ سے بھی بینک کو تجارتی معاملات میں
فائدہ ہو سکتا ہے اس لیے یہ منظوری دی جاتی ہے۔''

Please type or print information and post this form to
Habib Bank Limited,

CREDIT CARD No. Expiring

FOR OFFICE USE ONLY

(Personal A/c)

Application for Habib Bank Credit Card

Please issue me a Habib Bank Credit Card for payment of my bills of Authorised Establishments in Pakistan. I authorise you to pay on my behalf all bills of Authorised Establishments purporting to have been signed by me and debit the amounts thereof to my account maintained at your Sect Branch (Islamabad) branch.

Full Name: FAIZ AHMED FAIZ

Residential address: 57-F.6/2, Islamabad — Phone No. 20624 (Islamabad)

Tenant-owned/rented: Rented — Length of stay:

Designation and/or business: Chairman,

Office Address: Pakistan National Council of the Arts, Islamabad — Phone No. 22954 (Islamabad)

Nationality: Pakistani

Length of present employment:

Name & address of bankers, if any (for reference): Habib Bank, Sect Branch, Islamabad

Nature and No. of Account: Current Account No. 911-06

Did you previously hold Habib Bank Card? No

If so state number and date:

Monthly Income/Salary: Rs 2,250/- — No. of Dependents: Nil

I confirm that the above information given by me is correct. I shall be liable to you for payment of all bills and charges incurred through the use of Habib Bank Credit Card. I also agree to be bound by the conditions stated on the reverse of this application.

Signature: Faiz Ahmed Faiz

TERMS AND CONDITIONS

A Habib Bank Credit Card (the Card) is issued by Habib Bank Limited (Habib Bank) subject to the following terms and conditions:

1. The person named on the Card (the authorized holder) shall sign each Card immediately in the presence of issuing officer.

2. The Card is not Transferable and shall be used only by the authorized holder.

3. Any time Card is used, the authorized holder shall, upon request, sign the establishment's bill with the same signature as that appearing on the back of the Card. Failure to do so will not relieve the authorized holder from responsibility for amounts charged (charges) through the use of the Card.

4. If the Card is lost or stolen, the authorized holder shall at once write or contact the card issuing branch of the Habib Bank. The authorized holder shall be liable for the payment of any charges made before such notice is received by the Habib Bank, irrespective of who incurs or makes such charges.

5. Accounts will be rendered every month and must be settled within 10 days of presentation.

6. Habib Bank, at its sole discretion, may revoke the right to use its Card at any time, without being required to give any reason for so doing. An expired or revoked Card must be surrendered immediately.

7. Cash refunds will not be made on purchases made with the Card.

8. Habib Bank is not responsible if the Card is not honoured for any reason and any claim with respect to goods or services, and any dispute between the authorized holder and an establishment must be handled directly with the establishment. The existence of a claim or dispute shall not relieve the authorized holder of the obligation to pay all charges.

9. Before a Credit Card can be issued the applicant would normally make a deposit of Rs. 2500/- with the Bank.

I have read and understood the above terms and conditions on which Habib Bank Limited has issued me the Credit Card. I hereby author ze Habib Bank Limited,
to open my account and debit or claim the amount of bills signed by me to my account. I further undertake to repay in full any overdraft caused thereby with interest, on my account within 10 days of presentation of my monthly statement of account and agree to be liable for the payment of all charges prior to the return of the Card to Habib Bank Limited.

Faiz Ahmed Faiz

Signature ____________

حبیب بینک لمیٹڈ

Habib Bank Limited

PAKISTAN SECRETRIATE, BLOCK A, ISLAMABAD PAKISTAN

KAB/20/418
May: 6,1972.

Habib Bank Limited
Head Office, Karachi
MAIL RECEIVED
13 MAY 1972
Jt. Executive Vice President
[illegible]

The Manager,
Habib Bank Limited,
Credit Card Centre,
Central Office,
KARACHI-21.

PRIVATE & CONFIDENTIAL

Dear Sir,

We enclose an application from Mr. Faiz Ahmed Faiz, a renouned poet of the country, Chairman, Pakistan National Council of Arts, Islamabad, for the issue of a credit card in his name.

Information available on our records is as under:-

Date opened Account: 9-3-72

Average Balance: In March: Rs.800/-
In April: Rs. 3,500/-

Present Balance: Rs.3,376.65

In view of the fact that he has recently opened his account with us and the average balance in his account do not justify the issuance of the credit card we cannot recomend his application.

You may, however, like to consider the application on the following points:

1. Being a renouned poet of the country he is influentially connected in business and Government Circles.
2. He is the Chairman of Pakistan National Council of Fine Arts, Islamabad.

Yours faithfully,

(Khurshead A. Mir)
Manager.

Encl: 1.

Could this be an official account of Council of Fine Arts?
12/5/72

RECEIVED
HABIB BANK
CREDIT CARD
CENTRE
10 MAY 1972
419

TELEGRAMS : HABIBBANK   TELEPHONE : [illegible]

حبیب بینک لمیٹڈ

Habib Bank Limited

PAKISTAN SECRETRIATE, BLOCK A, ISLAMABAD PAKISTAN

KAZ/ 20 / 806
4th June, 1973.

The Manager,
Credit Card Centre,
Habib Bank Limited,
Habib Bank Plaza,
K A R A C H I- 21.

THROUGH: Mr. M. Ashfaq Ali,
Controller of Branches.

Dear Sir,

RE: ISSUE OF CREDIT CARD TO MR. FAIZ AHMED FAIZ.

We enclose an application from Mr. Faiz Ahmed Faiz, Chairman of National Council of Fine Arts and a renouned poet of the country, for the issue of a credit card.

Mr. Faiz Ahmed Faiz is maintaining his account with us since 9.3.1972. Although at present we are not getting his salary cheque but hope that he would start depositing the same with us from the next month.(His salary is about Rs 3,000/- p.m)

We are making efforts to secure some funds of the National Council of Fine Arts and in case the Credit Card is issued to him, the possibility of our getting the funds would be greatly enhanced.

Yours faithfully,

Recommended

~~Encl: 1~~

COB.

(KHURSHEED A ZIA)
Manager.

TELEGRAMS: HABIBBANK TELEPHONE: 21373/21865

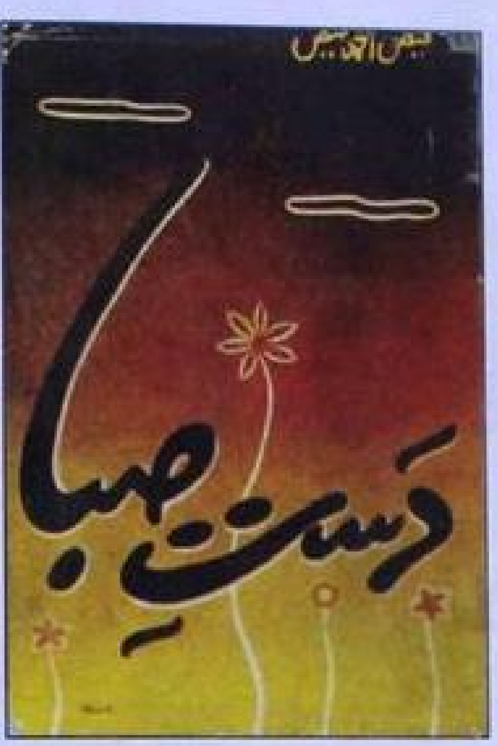

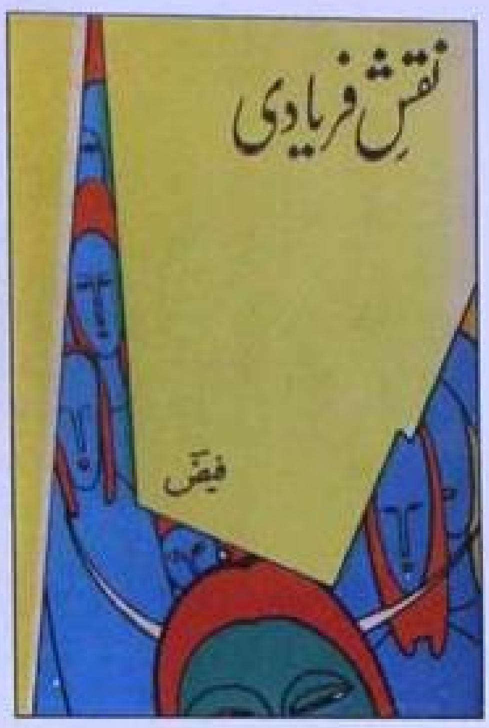

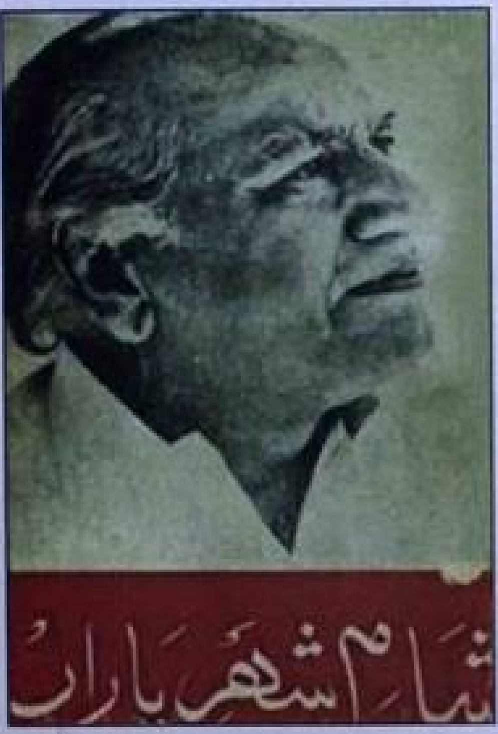

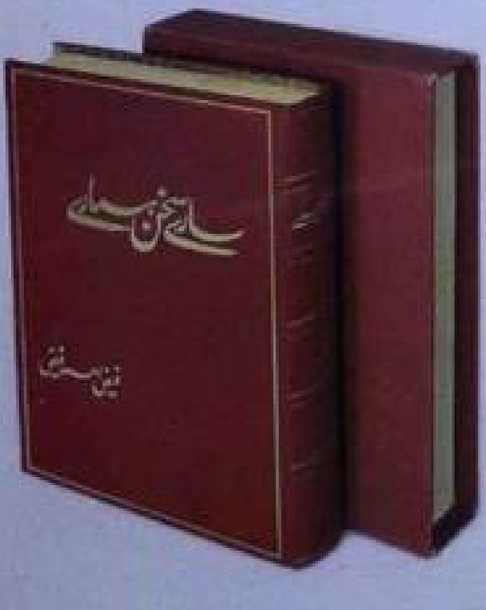

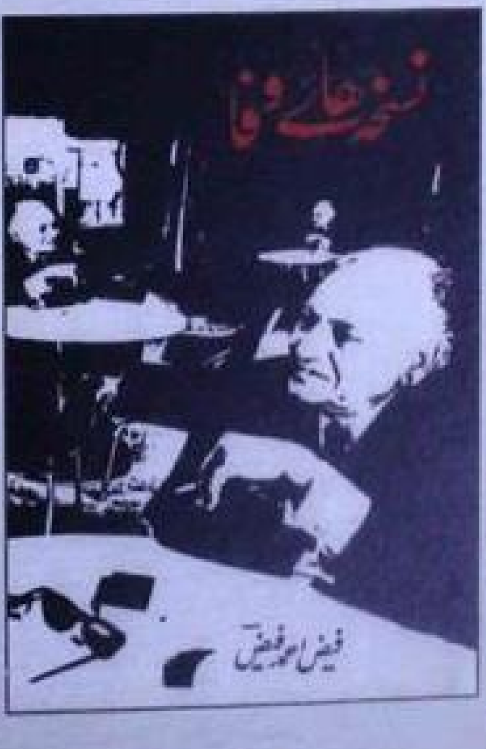

فیض کی کتابوں کے سرورق

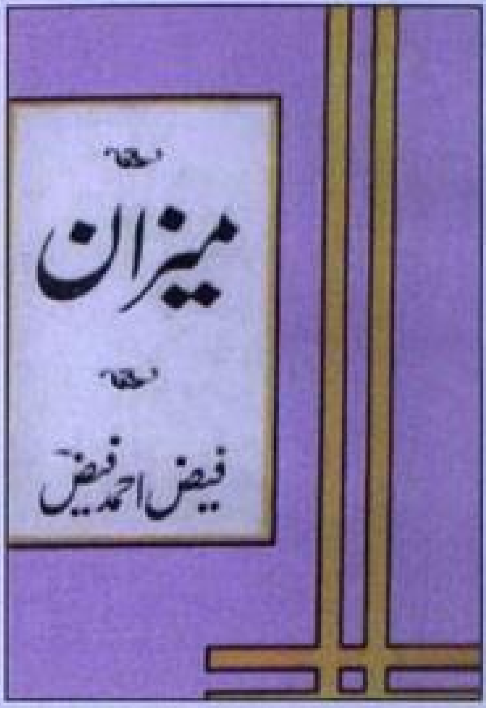

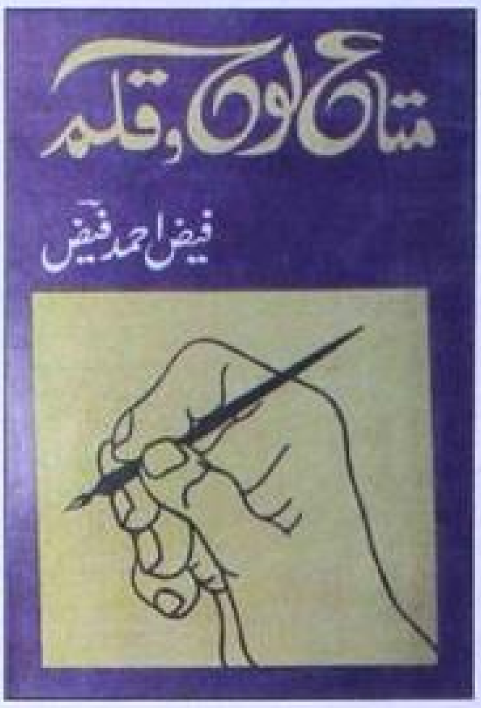

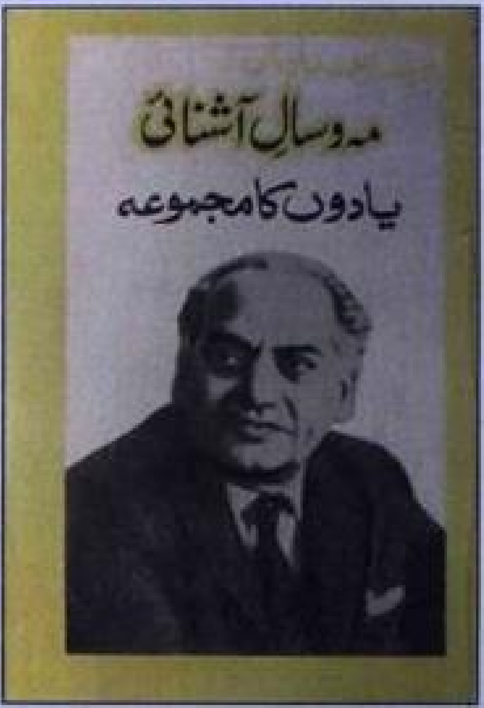

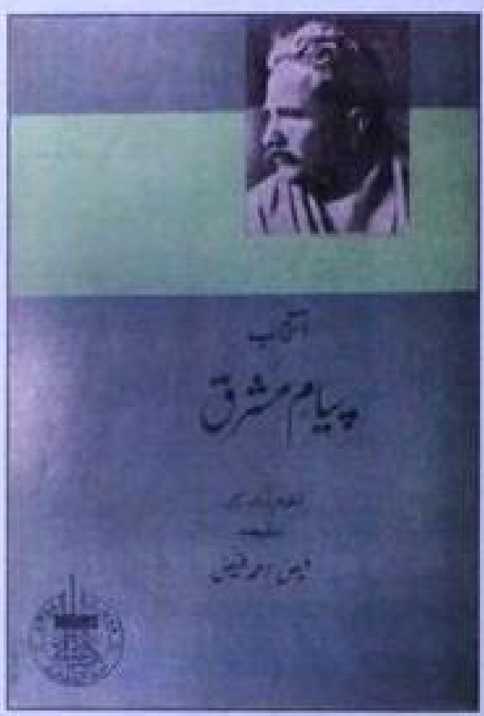

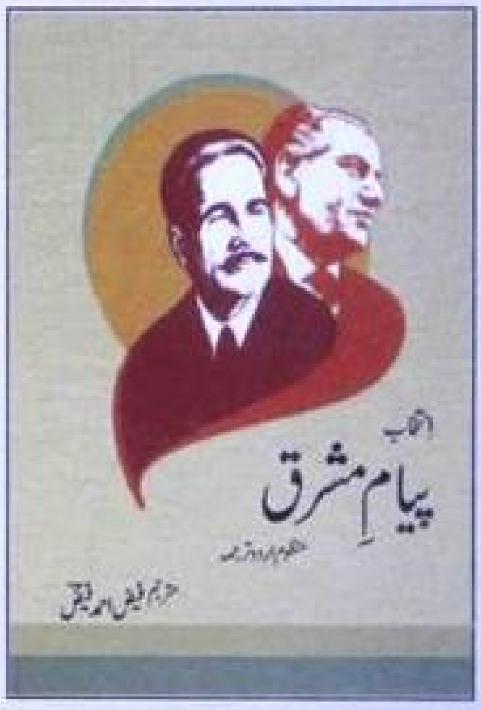

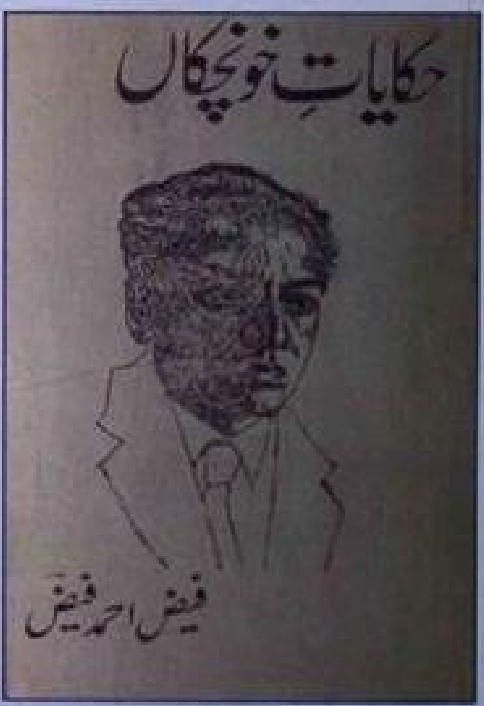

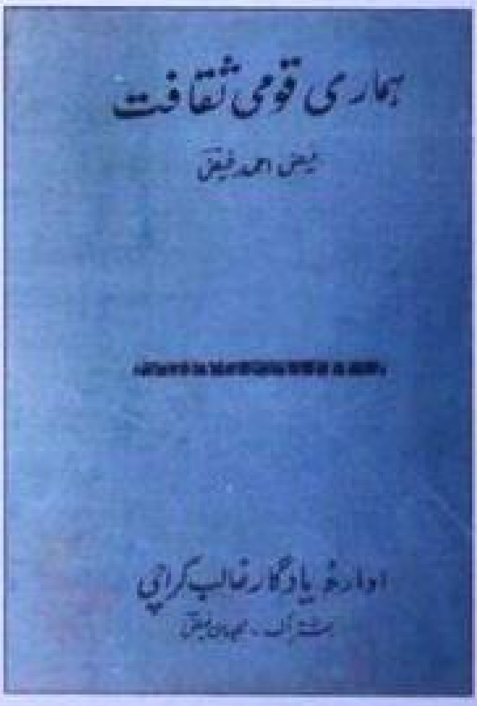

فیض کی کتابوں کے سرورق

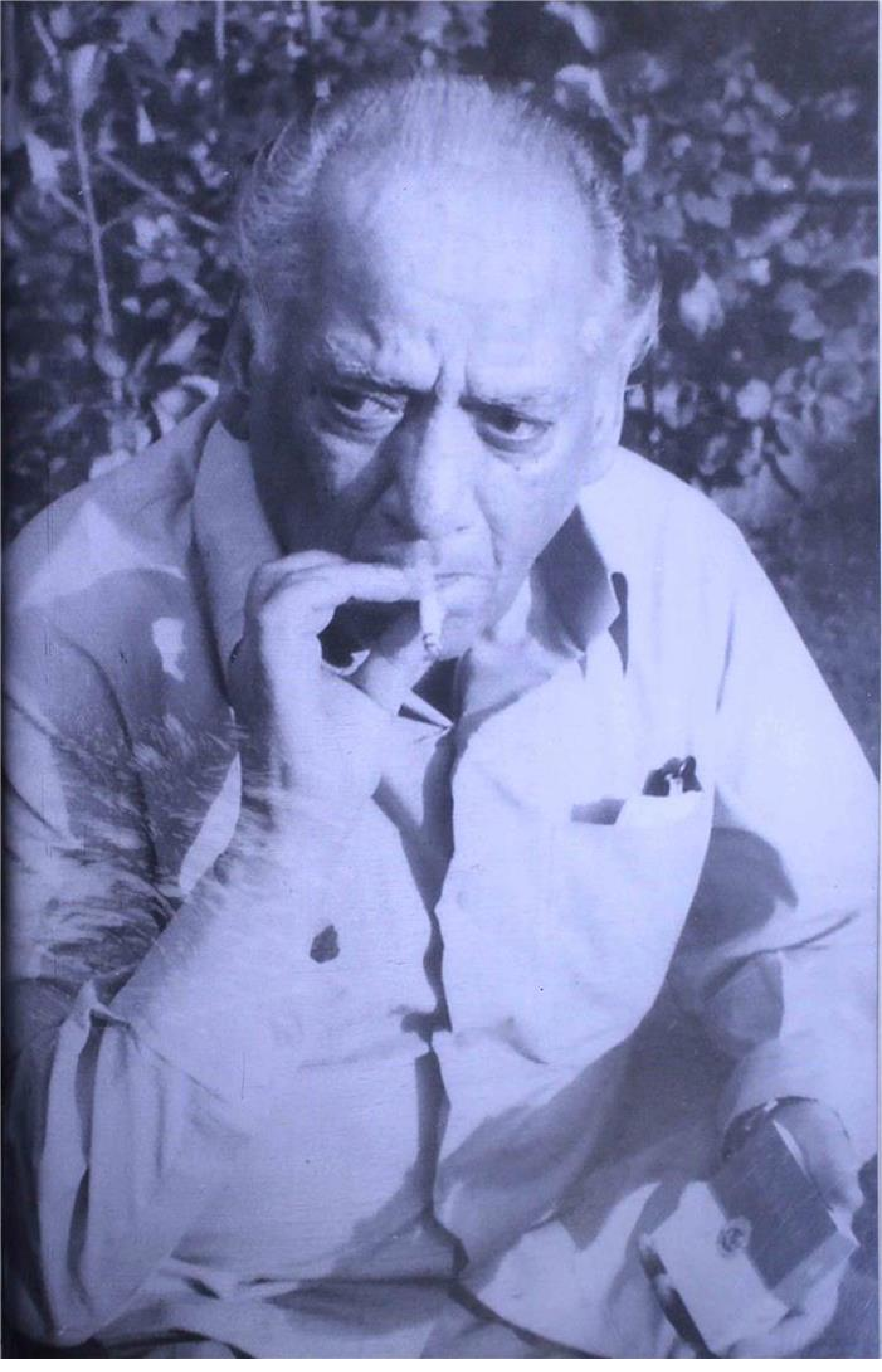

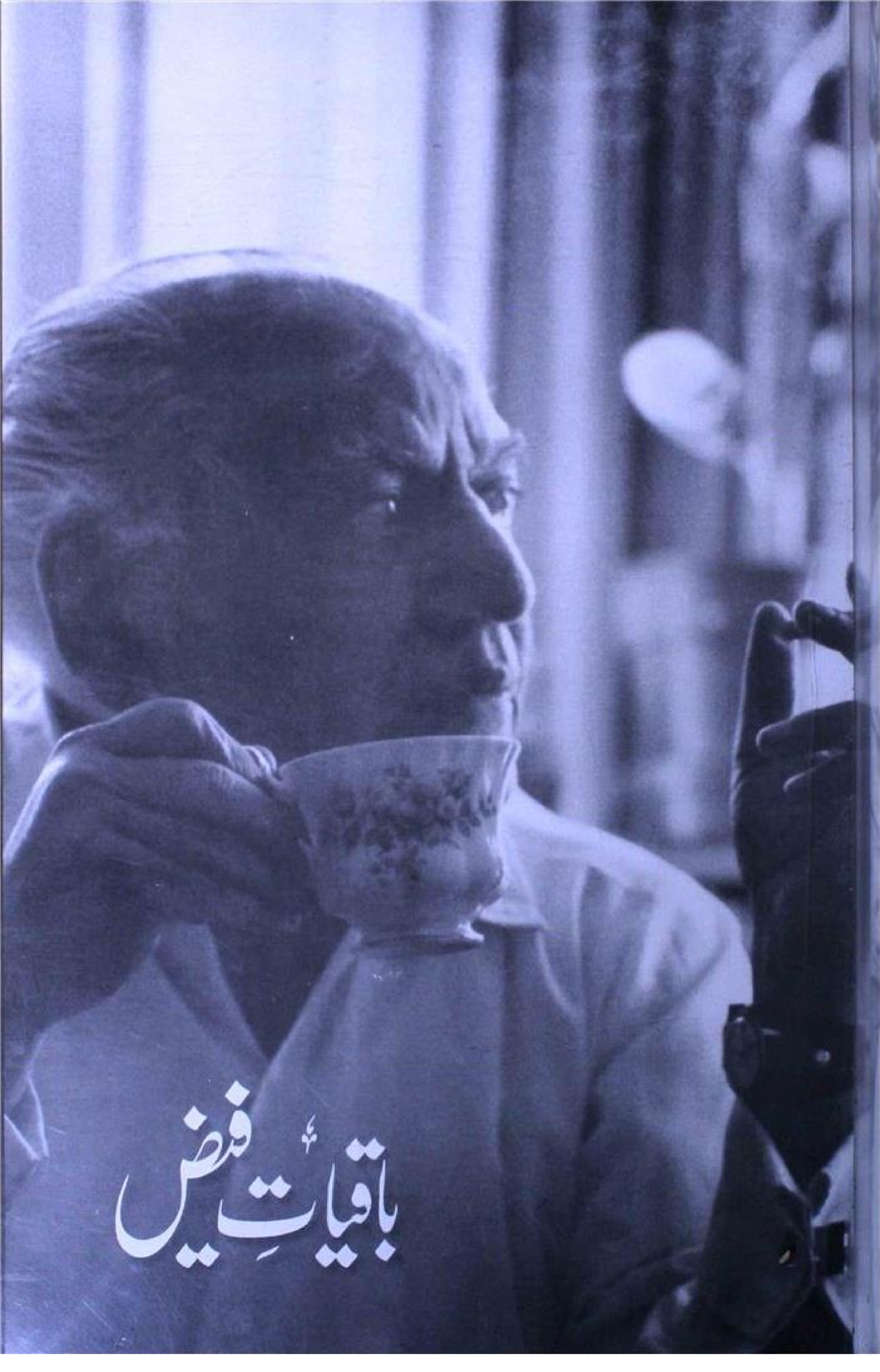
باقیاتِ فیض

باقیات کے تحقیقی نکات

☆ قازقستان کے شاعر اولجز عمر علی سلیمان کی نظم کا ترجمہ جو فیض نے ''صحرا کی رات'' کے عنوان سے کیا ہے ان کے ڈی لکس مجموعے ''سارے سخن ہمارے'' میں یہ نظم آدھی نقل کی گئی ہے ''نگار ہے ہیں بنوں میں جھمٹے'' تک جبکہ ''نسخہ ہائے وفا'' میں پوری نظم آخری مصرعے ''جبیں پہ شبنم کا ہاتھ چمکے'' تک ہے۔

☆ ''شام شہر یاراں'' کے گیت ''کدھرے نہ پیندیاں دساں'' میں چھٹے مصرعے کے لفظ کو ''ترا'' سے ''تیرا'' کر دیا ہے۔

☆ شام شہر یاراں کی پنجابی نظم ''لمی رات سی درد فراق والی'' میں چھٹے مصرعے کے بعد ایک مصرعہ کا اضافہ کیا گیا جو نسخہ ہائے وفا میں موجود ہے۔

کدی گئیں مُندراں پائیاں نیں

یہ پوری پنجابی نظم ''سارے سخن ہمارے'' میں موجود نہیں۔

☆ شام شہر یاراں میں جو نظم حسین شہید سہروردی کے لیے لکھی تھی، اس کا پہلا عنوان ''قصیدہ'' تھا جسے بعد میں بدل کر ''مدح'' کر دیا گیا۔ مزید نظم سے پہلے یہ جملے بھی لکھ دیے گئے، ''حسین شہید سہروردی مرحوم نے راولپنڈی ''سازش'' کیس ملزموں کی جانب سے وکالت کی تھی، مقدمے کے خاتمے پر انہیں یہ سپاسنامہ پیش کیا گیا، اس نظم کے آخر میں جو فارسی شعر تھا وہ بھی نسخہ ہائے وفا میں موجود نہیں۔

گماں مبر کہ بپایاں رسید کار مغاں
ہزار بادۂ ناخوردہ در رگ تاک است

☆ ''سروادیٔ سینا'' کی نظم ''تہ بہ تہ دل کی کدورت'' میں دو مصرعے جو پہلے یوں تھے

''جس سے وضو کریں تو شاید دھل سکے''

کو بدل کر ''نسخہ ہائے وفا'' میں

''آبِ وضو
جس میں دھل جائیں تو شاید دھل سکے''

کر دیا ہے۔

☆ ''دست تہ سنگ'' میں جو نظم پہلے ''حمد'' کے نام سے شائع ہوئی تھی اس کو بعد میں ''زندگی'' کے عنوان سے بدل دیا ہے۔

☆ دستِ صبا کی غزل کے ایک مصرعے کو

''اک دفعہ بکھری تو ہاتھ آئی ہے کب موجِ شمیم''

کو بدل کر ''نسخہ ہائے وفا'' میں

''بکھری اک بار تو ہاتھ آئی ہے کب موجِ شمیم''

☆ دستِ صبا کے بار اول ایڈیشن میں جو نظم ''دو آوازیں'' کے عنوان سے شائع ہوئی اس کا عنوان بعد میں ''شورش بربط و نے'' کر دیا گیا۔ مزید اس کی پہلی آواز میں اس شعر کا اضافہ بھی کیا گیا ہے:

شیرینیٔ لب خوشبوئے دہن اب شوق کا عنوان کوئی نہیں
شادابیٔ دل تفریح نظر اب زیست کا درماں کوئی نہیں

☆ نقش فریادی کی نظم ''رقیب'' سے یہ شعر نکال دیا گیا ہے جواب ''نسخہ ہائے وفا'' میں موجود نہیں۔

یا کوئی توند کا بڑھتا ہوا سیلاب لیے
فاقہ مستوں کو ڈبونے کے لیے کہتا ہے

☆ نقش فریادی کی نظم ''مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ'' میں اب یہ شعر نکال دیا گیا ہے جو ''نسخہ ہائے وفا'' میں موجود نہیں ہے۔

جسم نکلے ہوئے امراض کے تنوروں سے
پیپ بہتی ہوئی گلتے ہوئے ناسوروں سے

☆ سروادیٔ سینا میں داغستان کے ملک الشعرا ''رسول حمزہ کے افکار'' سے ذیل کے ترجمے نکال دیے گئے، جواب ''نسخہ ہائے وفا'' میں موجود نہیں۔

فنڈ کے لیے سفارش

فنڈ والوں سے گزارش ہے کہ کچھ صدقۂ زر
سائلِ محولہ بالا کو ملے بار دگر
پوچ لکھتے ہیں جو وہ لکھتے ہیں، تسلیم، مگر
ان کی اولاد و اعزا کو نہیں اس کی خبر
آلِ بیہودہ نویساں کے لیے نانِ جویں
نالسٹائے کے گھرانے سے اہم کم تو نہیں

ہم نے دیکھا ہے

ہم نے دیکھا ہے میگساروں کو   پی کے اور جی کے آخرش مرتے
جو نہیں پیتے موت کو ان سے   کس نے دیکھا ہے درگزر کرتے

مردِ دانا

مردِ دانا پی کے احمق سے کبھی بدتر ہوا
اور کبھی برعکس بھی اس کے ہوا، اکثر ہوا

☆ یہ جو کہا گیا ہے کہ ذیل کا شعر فیض نے جاوید مرزا اور مظہر جمیل کو سنایا تھا ان کے کلام میں موجود نہیں وہ ''غبارِ ایام'' کی غزل جس کا مطلع ہے: بے بسی کا کوئی درماں نہیں کرنے دیتے'' میں موجود ہے۔

ان کو اسلام کے لٹ جانے کا ڈر اتنا ہے
اب وہ کافر کو مسلماں نہیں کرنے دیتے

☆ فیض کا یہ قطعہ ان کے کلام ''نسخہ ہائے وفا'' اور ''سارے سخن ہمارے'' میں نہیں۔ آغا ناصر نے اپنی عمدہ کتاب ''ہم جیتے جی مصروف رہے'' میں اس قطعہ کے بارے میں جو لکھا ہے ہم من و عن پیش کرتے ہیں۔

ہم اپنے وقت میں گزرے جہانِ گزراں سے
نظر میں رات لیے دل میں آفتاب لیے
ہم اپنے وقت میں پہنچے حضورِ یزداں میں
زباں پہ حمد لیے ہاتھ میں شراب لیے

فیض صاحب کے اس قطعہ سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ یہ ان کے کسی مجموعہ میں شامل نہیں ہے اور نہ ہی کسی رسالے میں شائع ہوا ہے۔

میں نے یہ قطعہ ڈاکٹر آفتاب کی کتاب ''فیض۔۔ شاعر اور شخص'' میں دیکھا تھا۔ اس کتاب کے پہلے صفحہ پر یہ جلی حروف میں شائع ہوا ہے۔ میں اس کھوج میں تھا کہ اس خوبصورت قطعہ کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے، یہ کب لکھا گیا اور اس کا پس منظر کیا ہے؟ مگر معلومات صرف ڈاکٹر آفتاب سے حاصل کی جا سکتی تھیں اور بدقسمتی سے جب میں نے اپنی زیرِ نظر کتاب لکھنا شروع کی تو وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، لہٰذا میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اسے کتاب میں شامل نہ کروں۔ مگر پھر اچانک قسمت نے یاوری کی اور ایک دن باتوں باتوں میں آئی اے رحمان صاحب نے اس قطعہ کے بارے میں بتایا۔ دراصل اس محفل میں ذکر کچھ اور چل رہا تھا جس کا موضوع تھا ہمارے ملک کی مقتدر شخصیات۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی کا نام آ گیا کہ وہ کس قدر ہمہ جہت صفات کے آدمی تھے۔ نامور سائنسدان تو وہ تھے ہی مگر اس کے علاوہ مصور تھے، موسیقی سے بھی بہت شغف رکھتے تھے اور شاعری بھی کرتے تھے۔ رحمان صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک بیاض تھی جس میں وہ اپنے اشعار کے علاوہ دیگر مشہور شاعروں کے شعر بھی لکھا کرتے تھے۔ اسی ضمن میں ایک بار انہوں نے فیض صاحب سے بھی فرمائش کی کہ ان کی بیاض میں اپنا کوئی شعر لکھ دیں۔ فیض صاحب ان کی فرمائش کو ٹال نہیں سکتے تھے، مگر ساتھ ہی وہ اس عظیم المرتبت انسان کے ساتھ عام لوگوں جیسا طریقہ بھی اختیار نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے انہوں نے اپنا کوئی پرانا شعر رقم کرنے کی بجائے ایک بالکل نیا قطعہ بیاض میں لکھ دیا۔ یہ دو عظیم انسان نہ صرف ہم عصر تھے بلکہ ہم جلیس، ہم مذاق اور ہم مشرب بھی تھے۔ ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی اور فیض صاحب کی عادات، خصائل میں بھی بڑی مماثلت پائی جاتی تھی، دونوں درویشانہ مزاج رکھتے تھے، دونوں نہایت ٹھنڈے مزاج کے آدمی تھے اور پُرسکون انداز میں آہستہ آہستہ بولنے کے عادی تھے، دونوں کی عمر میں بھی کوئی اتنا زیادہ فرق نہیں تھا۔ گمان غالب ہے جب فیض صاحب نے یہ قطعہ ان کے لیے لکھا تو ڈاکٹر صاحب علیل تھے اور ان کے چل چلاؤ کا وقت قریب آ رہا تھا۔ فیض صاحب کے ان دو اشعار میں اس تاثر کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہاں ندرتِ الفاظ اور خیال آفرینی اپنے عروج پر ہے۔

سرِ وادیٔ سینا (نظم)

(عرب اسرائیل جنگ کے بعد)

یہ نظم 1967ء میں فیض کے مجموعے سرِ وادیٔ سینا میں شائع ہوئی، فیض نے اس کو دو حصوں میں شائع کیا، لیکن بعد میں نسخہ ہائے وفا میں اس کا دوسرا حصہ شائع نہیں ہوا بلکہ اس دوسرے حصے کے چند آخری اشعار ''ندائے غیب'' کے عنوان سے فیض کے مجموعے ''مرے دل مرے مسافر'' کی نظم ''تین آوازیں'' کا آخری جزو بنے، اس نظم کے دس مصرعے نکال دیے گئے جس کی داستانیں ہمیں بعض مقامات پر نظر آتی ہیں۔

جو دس مصرعے موجود نہیں وہ یہ ہیں:

سنو کہ شاید یہ نورِ صیقل
ہے اس صحیفے کا حرفِ اول
جو ہر کس و ناکس زمیں پر
دلِ گدایانِ اجمعیں پر
اتر رہا ہے فلک سے اب کے
سنو کہ اس حرفِ لم یزل کے
ہمیں تمھیں بندگانِ بے بس
علیم (۱) بھی ہیں خبیر (۲) بھی ہیں
سنو کہ ہم بے زباں و بے کس
بشیر (۳) بھی ہیں نذیر (۴) بھی ہیں

---

(۱)، (۲)، (۳)، (۴)۔ یہ الفاظ لغوی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

ادیبوں نے ہمیں نہیں بتایا کہ فیض کی مرضی کے بغیر یہ مصرعے کیوں شائع نہیں ہوئے، ہم سمجھتے ہیں شاید لوگ حاشیے کو پوری طرح سمجھ نہ سکے، یہ اسمائے صفاتی اللہ یعنی علیم و خبیر اور اسمائے صفاتی حضور ختمی مرتبت بشیر و نذیر لغت کے معنی میں استعمال کیے گئے ہیں۔ (ھوالعلم)

اس نظم کا آخری حصہ جو پہلے 1967ء میں سرِ وادیٔ سینا کا جزو تھا اب ''نسخہ ہائے وفا'' میں ''ندائے غیب'' کے عنوان سے ملتا ہے۔

☆

ہر اک اولی الامر کو صدا دو
کہ اپنی فردِ عمل سنبھالے
اٹھے گا جب جمِ سرفروشاں
پڑیں گے دار و رسن کے لالے
کوئی نہ ہوگا کہ جو بچا لے
جزا سزا سب یہیں پہ ہوگی
یہیں عذاب و ثواب ہوگا
یہیں سے اٹھے گا شورِ محشر
یہیں پہ روزِ حساب ہوگا

1967ء

ندائے غیب

ہر اک اولی الامر کو صدا دو
کہ اپنی فردِ عمل سنبھالے
اٹھے گا جب جمِ سرفروشاں
پڑیں گے دار و رسن کے لالے
کوئی نہ ہوگا کہ جو بچا لے
جزا سزا سب یہیں پہ ہوگی
یہیں عذاب و ثواب ہوگا
یہیں سے اٹھے گا شورِ محشر
یہیں پہ روزِ حساب ہوگا

سمرقند مئی 1979ء

فیضؔ کا غیر مدوّن کلام

فیضؔ نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ اُنھوں نے اپنا ابتدائی کلام کسی مجموعہ میں شامل نہیں کیا۔ اگرچہ فیضؔ نے ہائی سکول میں باقاعدہ شاعری شروع کر دی تھی، لیکن کالج کے ابتدائی سالوں میں مشاعروں میں شرکت کرتے اور رسالوں میں بالخصوص کالج میگزین "راوی" میں چھپتے بھی تھے۔ ہم نے فیضؔ کی تصانیف کی جدول میں تقریباً چالیس (40) غزلوں، نظموں، قطعوں اور گیتوں کے حوالے دیے ہیں جو فیضؔ کے کسی مجموعہ میں شامل نہیں، لیکن مطبوعہ شکل میں مختلف رسالوں اور کتابوں میں موجود ہیں۔ یہ رسالے اب نایاب ہیں۔ ہماری کوشش کے باوجود صرف سولہ سترہ غزلیں، نظمیں، قطعے اور گیت حاصل ہوئے ہیں جنھیں ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ اس غیر مدوّن کلام میں پنجابی، انگریزی کلام کے علاوہ کچھ تراجم بھی شامل ہیں۔ اس کلام میں فیضؔ کا ایک عمدہ سہرا بھی شامل ہے شاید فیضؔ نے یہ بتانے کے لیے سہرا لکھا ہو کہ: ع

"ایسے کہتے ہیں سخن ور سہرا"

منیزہ کی سالگرہ

(فیضؔ کی چھوٹی بیٹی 1950ء)

ایک منیزہ ہماری بیٹی ہے
جو بہت ہی پیاری بیٹی ہے
ہم ہی کب اس کو پیار کرتے ہیں
سب کے سب اس کو پیار کرتے ہیں
کیسے سب کو نہ آئے پیار اس پر
ہے وہی تو ہماری ڈکٹیٹر
پیار سے جو بھی جی بڑائے گا
وہ ضرور اس سے مار کھائے گا
خیر یہ بات تو ہنسی کی ہے
ویسے سچ مچ بہت وہ اچھی ہے
پھول کی طرح اس کی رنگت ہے
چاند کی طرح اس کی صورت ہے
جب وہ خوش ہو کے مسکراتی ہے
چاندنی جگ میں پھیل جاتی ہے
پڑھنے لکھنے میں خوب قابل ہے
کھیلنے کودنے میں کامل ہے

عمر دیکھو تو آٹھ سال کی ہے
عقل دیکھو تو ساٹھ سال کی ہے
پھر وہ گانا بھی اچھا گاتی ہے
گرچہ مجھ کو نہیں سناتی ہے
بات کرتی ہے اس قدر میٹھی
جیسے ڈالی پہ کوک کوئل کی
ہاں کوئی اس کو جب ستاتا ہے
تب ذرا غصہ آ ہی جاتا ہے
پر وہ جلدی سے من بھی جاتی ہے
کب کسی کو بھلا ستاتی ہے
ہے شگفتہ بہت مزاج اس کا
سارا عمدہ ہے کام کاج اس کا
ہے منیزہ کی آج سالگرہ
ہر طرف شور ہے مبارک کا
چاند تارے دعائیں دیتے ہیں
پھول اس کی بلائیں لیتے ہیں

باغ میں گا رہی ہے یہ بلبل
تم سلامت رہو منیزہ گل
امی ابا بھی اور باجی بھی آ
آنٹیاں اور بہن بھائی بھی
آج سب اس کو پیار کرتے ہیں
مل کے سب بار بار کہتے ہیں
پھر یونہی شور ہو مبارک کا
آئے سو بار تیری سالگرہ
سو تو کیا سو ہزار بار آئے
یوں کہو بے شمار بار آئے
آئے ہر بار اپنے ساتھ خوشی
اور ہم سب کہا کریں یونہی
یہ منیزہ ہماری بیٹی ہے
یہ بہت ہی پیاری بیٹی ہے

تین گیت

۱

فلم: دُور ہے سُکھ کا گانو

(1692ء)

پنچھی راجا رے، پنچھی راجا، میٹھا بول
جوت جگی ہر من میں
بھنورا گونجے، ڈالی جھومے
بستی باڑی تن میں……
جوت جگی ہر من میں

ندیا رانی رے
ندیا رانی میٹھا بول
میٹھا بول
گھاٹ گگی ناؤ
رات گئی سکھ جاگا
پائل باندھو، ناچو گاؤ
گھاٹ گگی ہر ناؤ
ندیا رانی میٹھا بول
سُندر گوری رے
سُندر گوری میٹھا بول
جیوے رُوپ جوانی
بات کرے تو پھول کھلیں
انکھیاں ایک کہانی
جیسے دُور سے تارا چمکے
چمکے رُوپ جوانی
جیوے رُوپ جوانی
جوت جگی ہر من میں
پنچھی راجا میٹھا بول
ندیا رانی……سُندر گوری

۲

شکھی رہے تیری رات، چندا شکھی رہے تیری رات
دور ہے سجن کی نگری چندا دور ہے سکھ کا گانو
جانے کیسے راہ کٹے گی، ہارے تھک تھک پاؤ
اوٹ میں بیٹھے وری چندا، تھام لے میرا ہاتھ
شکھی رہے تیری رات
تیری دیا سے دیپ جلا ہے اس پاپی کے دوارے
جانے کیسے بھاگ جگے ہیں پھول گئے دکھ سارے
من کا پاپی، ری دھرتی کے، چندا چھوٹ نہ جائے ساتھ
شکھی رہے تیری رات

۳

بُجھ گیا چندا، لُٹ گیا گھر، باتی بجھ گئی رے
دیا راہ دکھاؤ
موری باتی بجھ گئی رے، کوئی دیپ جلاؤ
رونے سے کب رات کٹے گی، ہٹ نہ کرو، من جاؤ
منوا کوئی دیپ جلاؤ
کالی رات سے جوتی لاؤ
اپنے دُکھ کا دیپ بناؤ
ہٹ نہ کرو، من جاؤ
منوا کوئی دیپ جلاؤ

اقبال

(سنہ1931ء)

زمانہ تھا کہ ہر فرد انتظار موت کرتا تھا، عمل کی آرزو باقی نہ تھی بازوے انساں میں
بساطِ دہر پر گویا سکوتِ مرگ طاری تھا، صداے نوحہ خواں تک بھی نہ تھی اس بزمِ ویراں میں

رگِ مشرق میں خونِ زندگی تھم تھم کے چلتا تھا، خزاں کا رنگ تھا گلزارِ ملت کی بہاروں میں
فضا کی گود میں چپ تھے ستیز انگیز ہنگامے، شہیدوں کی صدائیں سو رہی تھیں کارزاروں میں

سُنی واماندۂ منزل نے آواز درا آخر، ترے نغموں نے آخر توڑ ڈالا سحرِ خاموشی
بے غفلت کے ماتے خوابِ دیرینہ سے جاگ اُٹھے، خود آگاہی سے بدلی قلب وجاں کی خود فراموشی

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا، فسردہ مشتِ خاکستر سے پھر لاکھوں شرر نکلے
زمیں سے نوریاں تا آسماں پرواز کرتے تھے، یہ خاکی زندہ تر پائندہ تر تابندہ تر نکلے

نبود و بود کے سب راز تُو نے پھر سے بتلائے، ہر اک فطرت کو تُو نے اس کے امکانات جتلائے
ہر اک قطرے کو وسعت دے کے دریا کر دیا تُو نے، ہر اک ذرّے کو ہمدوشِ ثریا کر دیا تُو نے

فروغِ آرزو کی بستیاں آباد کر ڈالیں، زجاجِ زندگی کو آتشِ دوشیں سے بھر ڈالا
طلسمِ کُن سے تیرا نغمۂ جاں سوز کیا کم ہے، کہ تُو نے صد ہزار افسونوں کو مُردہ کر ڈالا

نوحہ

(صحافی محمد اختر کے انتقال پر1959ء)

نہ دید ہے نہ سخن، اب نہ حرف ہے، نہ پیام
کوئی بھی حیلۂ تسکیں نہیں اور آس بہت ہے
اُمیدِ یار، نظر کا مزاج، درد کا رنگ
تم آج کچھ بھی نہ پوچھو کہ دل اُداس بہت ہے

لیلۃ القدر

(ترجمہ: عمر علی سلیمان)

رات کا وقت
گرمی
بزرگ آدمی
جانمازوں پہ سرگوشیاں کر رہے ہیں
ایک ابرو اُٹھا کر
اُنھیں چاند حیرت سے تکتا ہُوا
اور منہ زور دریا کے پانو تلے
آبشاروں تلے
چٹانیں ہمیشہ سے دن رات
جیسے وضو کر رہی ہیں
سبھی لوگ اپنے خُدا کے حُضور
اپنی جائز اُمنگیں بیاں کر رہے ہیں
دُعا کر رہے ہیں
کہ یہ رات، عرض و مناجات کی رات ہے
دُعائیں سُنے جانے کی رات ہے
مسلسل دُعا کر رہے
کہ دُنیا کی خوشیوں سے کچھ ہم کو بھی!
راہ گزاروں پہ کچھ روشنی چھن چکی
اور گرد راہ
ریشِ بابا کی صورت
اُڑی جا رہی ہے
کچی دیوار مسجد کی خاموش ہے
اس کا بوسیدہ مینار
تلوار سا ایک خم دار
سایہ سنبھالے ہوئے
طفل یوں سامنے سے گذرتے ہوئے
جیسے گذرے ہوئے ماہ و سال
سبزہ زاروں میں بسی ہوئی آب جُو
چہچہاتی ہوئی
جیسے ریشم کی دستار کے سارے بل کھل گئے ہوں
سیب کے پیڑ
پانی کے نیالے بالوں میں اپنی جڑیں دھو رہے ہیں
یہ دُعائیں سُنے جانے کی رات ہے
اور میں بھی بزرگوں کے مانند
سڑکوں کے سیمنٹ
کی جانمازوں پہ چلتے ہوئے
زیرِ لب کچھ دُعا کر رہا ہوں
اور یہ دُعا تیرا نام ہے
کاش میری دُعا آج مقبول ہو

سہرا

(بہ مناسبت خانہ آبادی نعیم طاہر اور یاسمین امتیاز 1962ء)

سجاؤ بزم، درِ مے کدہ کشادہ کرو
اُٹھاؤ سازِ طرب، اہتمامِ بادہ کرو
جلاؤ چاند ستارے، چراغ کافی نہیں
سجاؤ بزم کہ رنج و الم کے زخم سلے
بساطِ لطف و محبت پہ آج یار ملے
دُعا کو ہاتھ اُٹھاؤ کہ وقت نیک آیا
رُخِ عزیز پہ سہرے کے آج پھول کھلے
اُٹھاؤ ہاتھ کہ یہ وقت خوش مدام رہے
شبِ نشاط و بساطِ طرب دوام رہے
تمھارا صحن منور ہو مثلِ صحنِ چمن
اور اس چمن میں بہاروں کا انتظام رہے

شامِ غم

ہر گھڑی عکسِ رُخِ یار لیے پھرتی ہے
کتنے مہ تاب شبِ تار لیے پھرتی ہے

سُن تو لو، دیکھ تو لو، مانو نہ مانو اے دل
شامِ غم سیکڑوں اقرار لیے پھرتی ہے
ہے وہی حلقۂ موہوم مگر موجِ نسیم
تارِ گیسو میں خم دار لیے پھرتی ہے

باغباں ہوش کہ برہم ہے مزاجِ گلشن
ہر کلی ہات میں تلوار لیے پھرتی ہے

او میرے وطن

(ترجمہ: ناظم حکمت)

او میرے وطن
او میرے وطن
او میرے وطن
مرے سر پر وہ ٹوپی نہ رہی
جو تیری زمیں سے لایا تھا
پانو میں وہ جوتے بھی نہیں
واقف تھے جو تیری راہوں سے
مرا آخری کرتا چاک ہُوا
ترے شہر میں جو سلوایا تھا
اب تیری جھلک
بس اُڑتی ہوئی رنگت ہے میرے بالوں کی
یا میرا ٹوٹا ہُوا دل ہے
یا جھرّیاں میرے ماتھے پر
و امیرے وطن
و امیرے وطن
و امیرے وطن

بھوکوں کی آنکھیں

(ترجمہ: ناظم حکمت)

ایک نہ دو، دس بیس نہ سو
نہ ایک ہزار
قحط کے مارے پورے تین کروڑ
ایسے ہیں یا اپنے لیے
ان کے لیے ہم ایسے ہیں
جیسے لہریں
ساگر کے لیے
یا ساگر
لہروں کے لیے

ایک نہ دو، دس بیس نہ سو،
نہ ایک ہزار
قحط کے مارے تین کروڑ
صف در صف،
ان میں کوئی مرد نہیں
عورت بھی نہیں
لڑکا بھی نہیں
لڑکی بھی نہیں
سب جیسے ہیں سوکھے ہوئے
جو مرد نہیں
عورت بھی نہیں
لڑکا بھی نہیں
لڑکی بھی نہیں
سب چلتے پھرتے ڈھیلے ہیں
دھرتی کی نیہائی مٹی کے
اُن میں سے کوئی
اپنے گھٹنے کھڑکاتا ہے
کھڑکاتا ہے
کھڑکاتا ہے

یا پھولا پیٹ کوئی
بجتا ہے
سب نچڑ گیا ہے، آنکھوں میں
بے اندازہ دُکھ
جو گھورتا ہے
اور گھورتا ہے
اپنا دُکھ بھی
اُن کے دُکھ کی طرح
بے انت ہے، بے اندازہ ہے،
پھر بھی ہم
ہمت سے منہ نہ موڑیں گے
ہم نے دل مضبوط کیے ہیں
اور سینے فولاد
ان بھوکے تین کروڑ کی خاطر
جن کی پاگل آنکھیں
اپنا غم ہے، اپنا دکھ ہے،
او سُننے والو!
سُنتے ہو
گر دل کی بات کہی میں نے
کیا مجھ کو خبطی کہتے ہو
اوروں کی طرح
گر تم بھی بزدل ہو
اور سوچتے ہو
کبھی دب جاتا ہے
ان میں سے کوئی
بس اک چمڑے کی تھیلی ہے
جس کی جان
فقط آنکھوں میں باقی ہے
جوتوں کے کیل
دھنسے ہیں زخمی تلووں میں
اور دل کا لہو
میں پگلا ہوں، واہی بکتا ہوں،
تو دیکھو
میری آنکھوں میں جھانک کے دیکھو،
آنکھیں اک درد کے مارے کی
جو درد کے ہاتھوں پاگل ہے
نالاں ہے خونِ خلق ہر اک در کے سامنے
محشر بجل ہے کوئے ستم گر کے سامنے
بیٹھا ہے فرد خانہ خرابی لیے ہوئے
اس گھر کے سامنے کوئی اُس گھر کے سامنے
ہر بے ہنر نے دستِ تمنا کیا دراز
قاتل کے سامنے کبھی خنجر کے سامنے

جیل سے ایک خط

(ترجمہ: ناظم حکمت)

مری جان، اک ضروری بات کہنی ہے مجھے تم سے
بدل جاتا ہے خود انساں جو اُس کا گھر بدلتا ہے
میں اس زنداں میں اب مرنے لگا ہُوں اپنے خوابوں پر
جو نیند آتی ہے
اپنے دستِ شفقت سے
مری زنجیر وا کرنے
تو ڈھے جاتی ہیں دیواریں
پُرانی بات ہے پھر بھی
میں کھو جاتا ہُوں ایسے اپنے خوابوں میں
کہ جیسے پُرسکوں پانی میں
سورج کی کرن اُترے
بہُت دلکش ہیں میرے خواب، میری جاں
وسیع، شاداب دُنیا میں
بہُت خوش اور آزادانہ پھرتا ہُوں
مرے خوابوں میں کوئی نیستی کا دُکھ نہیں ہوتا
نہ کوئی پل کسی زنداں میں گذرا ہے
''تو پھر اس خواب سے اُٹھنا، تمھیں کتنا گراں ہوگا''

شاید کہو گی تم،
نہیں، جاں، یوں نہیں ہے،
مجھ میں اب بھی اتنی ہمت ہے
کہ اپنی نیند کو اوقات سے اُتنا ہی حصہ دُوں
جو میں چاہوں
آج پیر کا دن ہے
اور آج پہلی بار
وہ مجھے باہر کھلی ہوا میں لے کر گئے
آج زندگی میں پہلی بار
میں نے بہُت حیرت سے دیکھا
کہ آسماں کتنا نیلا ہے
اور کتنا دُور
میں دھوپ میں ساکت کھڑا رہا
اور پھر ادب سے سر جھکا کر
پتھر کی دیوار سے ٹیک لگا کر
بیٹھ گیا،
اور پھر یکبارگی سب کچھ بھول گیا،
خوابیں بھی
آزادی بھی
اور تم بھی مری جاں
بس اک سورج، دھرتی اور میں
اُف کتنا سکھ ہے، کتنا سکھ ہے

اکتوبر انقلابِ روس کی سالگرہ

مُرغِ بسمل کے مانند شب تلملائی
اُفق تا اُفق
صبحِ محشر کی پہلی کرن جگمگائی
تو تاریک آنکھوں سے بوسیدہ پردے ہٹائے گئے
دل جلائے گئے

طبق در طبق
آسمانوں کے در
یوں کھلے، ہفت افلاک آئینہ سا ہو گئے
شرق تا غرب سب قید خانوں کے در
آج وا ہو گئے
قصرِ جمہور کی طرح نو کے لیے آج نقشِ کُہن
سب مٹائے گئے
سینۂ وقت سے سارے خونیں کفن
آج کے دن سلامت اُٹھائے گئے
آج پائے غلاماں میں زنجیر
ایسے چھنکی کہ بانگِ درا بن گئی
دستِ مظلوم میں ہتھکڑی کی کڑی
ایسے چمکی کہ تیغِ قضا بن گئی

خوابِ پریشاں

(ترجمہ: انجم اعظمی)

ہاں! خواہش کے بیمار مرے تنہا دل نے
اک خواب بھی خوابوں کی طرح پیارا دیکھا
لیکن مرے سب خوابوں کی طرح
یہ خواب بھی بے معنی نکلا
یہ خواب کہ بن جاؤں گا کسی دن......
......بورڈنگ کا مانیٹر میں
حیرت کہ ہُوا ایسا ہی مگر
تھی کس کو خبر
اس موڑ پہ آ کر بخت رسا سو جائے گا
زینوں کی صدا آسیب زدہ
حمام میں غم کی گردانی
اور ایک نحوست کا پیکر
مینار گھڑی
ہر گھنٹا کراہی وقت کے لمبے رستے پر
آواز تھکن میں ڈوبی ہوئی
میں، بگر کھو سنگھ، سنتا ہی رہا
سُن سُن کے مگر یہ کہنا پڑا
یہ خواب بھی کتنا مہمل تھا

فیض کی انگریزی نظم

Illusion

(Verse Libre)

(1930)

To a desolate, heartsick with
longing, there came a dream
...... the most beautiful of dreams
But it was faithless as all dreams
be ......
The dream of becoming a
Hostel......prefect.
It went the way it came, but
the poor man's world was
changed.
The staircase created demonial
laughter,
And the bathing cubes were
sad.
The infernal tower....clock
clanging its eternal house
How wearisome; and gurmukh
Singh's heard......
How absurd!

اے وطن اے وطن

تیرے پیغام پہ اے وطن ! اے وطن !
آ گئے ہم فدا ہوں ترے نام پہ
تیرے پیغام پہ اے وطن ! اے وطن !
نذر کیا دیں کہ ہم مال والے نہیں
آن والے ہیں، اقبال والے نہیں
ہاں یہ جاں ہے کہ سکھ جس نے دیکھا نہیں
یا یہ تن جس پہ کپڑے کا ٹکڑا نہیں
اپنی دولت یہی، اپنا دھن ہے یہی
اپنا جو کچھ بھی ہے، اے وطن ہے یہی
وار دیں گے یہ سب کچھ ترے نام پہ
تیری للکار پہ، تیرے پیغام پہ
تیرے پیغام پہ اے وطن ! اے وطن !
ہم لٹا دیں گے جانیں ترے نام پہ
تیرے غدار غیرت سے منہ موڑ کر
آج پھر ایروں غیروں سے سر جوڑ کر
تیری عزت کا بھاؤ لگانے چلے
تیری عصمت کا سودا چکانے چلے
دم میں دم ہے تو یہ کرنے دیں گے نہ ہم
چال اُن کی کوئی چلنے دیں گے نہ ہم
تجھ کو بکنے نہ دیں گے کسی دام پہ
ہم لٹا دیں گے جانیں ترے نام پہ
سر کٹا دیں گے ہم تیرے پیغام پہ
تیرے پیغام پہ اے وطن! اے وطن!

مجلّہ ''راوی'' میں فیض احمد فیض کی ابتدائی تصانیف

حسام وحید

مجلّہ ''راوی'' کا اجرا جنوری 1906ء میں ہوا۔ آغاز میں اس میں صرف انگریزی تحریریں شائع ہوتی رہیں، بعدازاں جب پطرس بخاری اور امتیاز علی تاج جیسے غیرملکی تخلیقی ذہن کے حامل نوجوان ''راوی'' کی مجلس ادارت سے منسلک ہوئے تو انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو تخلیقات بھی ''راوی'' کی زینت بننا شروع ہوئیں۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ پطرس بخاری، سید امتیاز علی تاج، فیض احمد فیض، ن۔م۔ راشد، اشفاق احمد، شہزاد احمد، مظفر علی سید، حنیف رامے اور نہ جانے کتنے ہی مشاہیر کی اولین تخلیقی امنگ کا اظہار گورنمنٹ کالج لاہور (اب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور) کی فضاؤں ہی میں ہوا۔ ان مشاہیر کی ابتدائی تخلیقی امنگوں کو مجلّہ ''راوی'' نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ راشد، فیض اور دیگر تخلیق کاروں نے جب اپنی تخلیقات کو مجموعے کی شکل دی تو ان میں ان تحریروں کو بھی شامل کیا جو مجلّہ ''راوی'' کی زینت بن چکی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فیض، راشد اور دیگر تخلیقی فنکاروں نے اپنے اولین مجموعے کو مرتب کرتے ہوئے ''راوی'' میں شائع ہونے والی کچھ تحریروں کو شامل نہ کیا۔ ناقدین اور محققین کے لیے یہ ایک بامعنی اشارہ ہے کہ ان شعرا نے اپنی کچھ تحریروں کو کن وجوہات کی بنا پر شامل نہ کیا۔

فیض احمد فیض گورنمنٹ کالج لاہور (گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور) کا تخلیقی استعارہ ہے، یہاں پر ان کے زمانہ طالب علمی کی تخلیقات مجلّہ ''راوی'' میں شائع ہوتی رہیں، فیض کی ان تحریروں میں سے کچھ حصہ ان کے اولین شعری مجموعے ''نقش فریادی'' میں شامل ہے لیکن بعض چیزیں اب صرف مجلّہ ''راوی'' کی روایت کا حصہ ہیں جن تک رسائی حاصل کر کے فیض کے ارتقائی مراحل کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔

فیض کی ابتدائی شاعری پر اختر شیرانی کے رومانوی لب ولہجے اور نرم و گداز جذبات کا کس حد تک اثر ہے، اس امر کو سمجھنے کا ایک وسیلہ مجلّہ ''راوی'' کے وہ صفحات ہیں جو فیض کے زمانہ طالب علمی اور اس عہد کے جذبوں کے عکاس ہیں۔ ذیل میں ہم فیض کی مجلّہ ''راوی'' میں شائع ہونے والی شعری و نثری تخلیقات کا عکس پیش کرتے ہیں۔

فیض کی اولین تخلیقی امنگ کے اظہار کی ان چند صورتوں سے فیض کے فکر و فن کے ابتدائی مدارج کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ شاید اس امر کا سراغ لگانا بھی ممکن ہو سکے کہ فیض نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اختر شیرانی اور علامہ اقبال سے کس حد تک اثر قبول کیا اور یہ اثرات کتنی مدت تک ان کے ساتھ چلے۔

فیض احمد فیض کی مجلّہ راوی میں شائع ہونے والی شعری و نثری تخلیقات کا اشاریہ

عنوان تصنیف	سال	صفحہ نمبر
دو شعر	اکتوبر 1929ء	8
خدا وہ وقت نہ لائے (نظم)	نومبر 1931ء	8
بعد از وقت (نظم)	اکتوبر 1932ء	8
شکست (طنز و مزاح)	نومبر 1932ء	8-9
نذر (نظم)	نومبر 1932ء	10
سرود شبانہ (نظم)	دسمبر 1932ء	10
اقبال (نظم)	فروری 1933ء	9-10
بلا عنوان (نظم)	اکتوبر 1933ء	10
غزل	اکتوبر 1933ء	10
اعتراف (نظم)	مارچ 1934ء	4
آج کی رات (نظم)	دسمبر 1934ء	17
اقبال (نظم)	مئی جون 1948ء	17
ن۔م۔ راشد (مضمون)	جنوری فروری 1939ء	27-30
گا رہے گا ہے باز (نظم)	اکتوبر 1940ء	30
غزل	نومبر 1941ء	4
ہم لوگ (نظم)	دسمبر 1941ء	4
ادب اور جمہور (مضمون)	جنوری 1942ء	10-13
قطعہ	جنوری 1942ء	2
نقد و نظر (تبصرے)	مارچ 1942ء	39-40
سامنا (رباعی)	جنوری 1943ء	13
اعتراف (نظم)	دسمبر 1947ء تا جنوری 1948ء	29
غزل	دسمبر 1947ء تا جنوری 1948ء	29
بے عنوان	دسمبر 1947ء تا جنوری 1948ء	30
غزل	اپریل 1948ء	27
غزل	اکتوبر، نومبر 1948ء	8
شورش ربط (نظم)	مارچ، اپریل 1949ء	4-5
تنہائی (نظم)	جون 1950ء	11
غزل	جون 1950ء	11
سانپ کی چھتری (ڈرامہ)	جون 1950ء	113-124
پرائیویٹ سیکرٹری (ڈرامہ)	نومبر 1950ء	32-40
حسینہ خیال سے (نظم)	مئی 1958ء	164
غزل	مئی 1958ء	1
خدا وہ وقت نہ لائے (نظم)	1964ء	385
ہم لوگ (نظم)	1964ء	385

راوی مئی و جون ۱۹۳۸ء — ۱۴

اقبالؒ

آیا ہمارے دیس میں اک خوش نوا فقیر — آیا اور اپنی دھن میں غزل خواں گزر گیا
سنسان راہیں خلق سے آباد ہو گئیں — ویران میکدوں کا نصیبہ سنور گیا
تھیں چند ہی نگاہیں جو اس تک پہنچ سکیں — پر اس کا گیت سب کے دلوں میں اتر گیا

اب دور جا چکا ہے وہ شاہِ گدا نما — اور پھر سے اپنے دیس کی راہیں اداس ہیں
چند اک کو یاد ہے کوئی اس کی ادائے خاص — دو اک نگاہیں چند عزیزوں کے پاس ہیں
پر اس کا گیت سب کے دلوں میں ہے مستقر — اور اس کی لے سے سینکڑوں لذت شناس ہیں

اس گیت کے تمام محاسن ہیں لازوال — اس کا وفور اس کا خروش اس کا سوز و ساز
یہ گیت مثلِ شعلۂ جوالہ تند و تیز — اس کی لپک سے بادِ فنا کا جگر گداز
جیسے چراغ وحشتِ صرصر سے بے خطر — یا شمعِ بزمِ صبح کی آمد سے بے نیاز

پروفیسر فیض احمد فیض ایم اے (ہیلے ارڈکالج)

(نوٹ: یہ نظم ڈائرکٹر آل انڈیا ریڈیو سٹیشن لاہور کی اجازت سے شائع کی جا رہی ہے۔)

اقبال

زمانہ تھا کہ ہر فرد انتظارِ موت کرتا تھا — عمل کی آرزو باقی نہ تھی بازوئے انسان میں
بساطِ دہر پر گویا سکوتِ مرگ طاری تھا — صدائے نوحہ خواں تک بھی نہ تھی بزمِ وطن میں

رگِ مشرق میں خونِ زندگی تھم تھم کے چلتا تھا — خزاں کا رنگ تھا گلزارِ ملت کی بہاروں میں
فضا کی گود میں چپ تھے ستیز انگیز ہنگامے — شہیدوں کی صدائیں سو رہی تھیں کارزاروں میں

سنی واماندۂ منزل نے آوازِ درا آخر — ترے نغموں نے آخر توڑ ڈالا سحرِ خاموشی
سے غفلت کے ماتے خوابِ دیرینہ سے جاگ اٹھے — خود آگاہی سے بدلی قلب و جاں کی خود فراموشی

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا — فسردہ مشتِ خاکستر سے پھر لاکھوں شرر نکلے
زمیں سے نوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے — یہ خاکی زندہ تر پائندہ تر تابندہ تر نکلے

وجود و بود کے سب راز تو نے پھر سے بتلائے — ہر اک فطرت کو تو نے اس کے امکانات جتلائے
ہر اک قطرے کو وسعت دے کے دریا کر دیا تو نے — ہر اک ذرے کو ہمدوشِ ثریا کر دیا تو نے

فروغِ آرزو کی بستیاں آباد کر ڈالیں — زبانِ زندگی کو آتشِ دوشیں سے بھر ڈالا
طلسمِ عقل سے بیزار لطفِ جانسوز کیا کم ہے — کہ تو نے صد ہزار افسردوں کو مرد کر ڈالا

فیض

فیض احمد فیض نے اقبال کو دو نظموں کی صورت میں خراجِ تحسین پیش کیا، پہلی نظم ''اقبال'' کے عنوان سے ''راوی'' کے 1933ء کے شمارہ میں شائع ہوئی جبکہ دوسری نظم ''اقبال'' بھی ''راوی'' کے 1938ء کے شمارہ کی زینت بنی۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ 1933ء میں شائع ہونے والی نظم ''اقبال'' فیض کے شعری مجموعے کا حصہ نہ بن سکی جبکہ 1938ء میں شائع ہونے والی دوسری نظم ''اقبال'' فیض کے شعری مجموعے کا حصہ ہے۔ اب ہم فیض کی ان نظموں کی فہرست پیش کریں گے جو کہ ''راوی'' میں شائع ہونے کے علاوہ فیض کی کتاب ''نقشِ فریادی'' کا بھی حصہ ہیں۔

۱۔ تنہائی	۲۔ حسینہ خیال سے
۳۔ سرودِ شبانہ	۴۔ آج کی رات
۵۔ بعد از وفات	۶۔ خدا وہ وقت
۷۔ اقبال	۸۔ ہم لوگ

۸ راوی اکتوبر نومبر ۱۹۴۸

غزل

(جناب فیض احمد فیض)

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
اسبابِ غمِ عشق بہم کرتے رہیں گے
ویرانیٔ دوراں پہ کرم کرتے رہیں گے
ہاں! تلخیٔ ایام ابھی اور بڑھے گی
ہاں! اہلِ ستم مشقِ ستم کرتے رہیں گے
منظور یہ تلخی، یہ ستم ہم کو گوارا
دم ہے تو مداوائے الم کرتے رہیں گے
میخانہ سلامت ہے تو ہم سرخیٔ مے سے
تزئینِ در و بامِ حرم کرتے رہیں گے
باقی ہے لہو دل میں تو ہر اشک سے پیدا
رنگِ لب و رخسارِ صنم کرتے رہیں گے
اک طرزِ تغافل ہے سو وہ اُن کو مبارک
اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

راوی ،

★

فیض احمد فیض

اے کوئے یار تیرے دوانوں کا کیا ہوا
جن کی طلب نے شام و سحر کی خبر نہ لی

اک بار دولتِ لب و رخسار دیکھ کر
جن کی نظر نے لعل و گہر کی خبر نہ لی

دامن پہ ہاتھ ڈالا تو دل چاک کر لیا
تیشے پہ ہاتھ رکھا تو سر کی خبر نہ لی

اہلِ ہوس تو اہلِ ہوس کے ہوئے کفیل
اہلِ نظر نے اہلِ نظر کی خبر نہ لی

سب اپنی آبرو کی لگن میں لگے رہے
یاروں نے آبروئے ہنر کی خبر نہ لی

(ناتمام)

مئی ۱۹۴۰ راوی ۱۱

تنہائی

(فیض احمد فیض)

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں!
راہرو ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا

●

اثرِ کہن

دل کو احساس سے دوچار نہ کر دینا تھا
سازِ خوابیدہ کو بیدار نہ کر دینا تھا
شوقِ مجبور کو بس ایک جھلک دکھلا کر
واقفِ لذتِ تکرار نہ کر دینا تھا
اپنے معصوم تبسم کی فراوانی کو
وسعتِ دید پہ گلبار نہ کر دینا تھا
منتظر آنکھ کی خاموش تمناؤں کو
یک بیک سائلِ اظہار نہ کر دینا تھا
جلوۂ حسن کو مستور ہی رہنے دیتے
حسرتِ دل کو گنہگار نہ کر دینا تھا

(مطبوعہ راوی اکتوبر ۱۹۳۰) از فیض احمد فیض

غزل

ہر حقیقت مجاز ہو جائے
کافروں کی نماز ہو جائے
دل رہینِ نیاز ہو جائے
بے کسی کارساز ہو جائے
منتِ چارہ ساز کون کرے
درد جب جاں نواز ہو جائے
عشق دل میں رہے تو رسوا ہو
لب پہ آئے تو راز ہو جائے
سب ہی مائل ہیں ناقبول ہنوز
عہدِ غم کچھ دراز ہو جائے
لطف کا انتظار کرتا ہوں
جور تا حدِ ناز ہو جائے
عمر بے سود کٹ رہی ہے فیض
کاش افشائے راز ہو جائے
فیض

شباب کو ہے الفت کی احتیاج سہی
بساطِ دہر پہ جور و ستم کا راج سہی
یہ مانا تجھ کو طلبِ سرفرازِ دہر نہیں
اک آرزو ہے سو شرمندۂ امید نہیں

کہ بادِ صبح پیامِ بہار لائے گی
ٹھہر ٹھہر دلِ بیتاب آخرش کب تک
کبھی تو سوختہ جانوں کو نیند آئے گی
فیض

ہمیں افسوس ہے کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے "ایم۔ بی۔ سی کورد" اور مکتوبات مرحوم کا ایک غیر مطبوعہ ورق" سے عمدہ مضامین نہیں چھپ سکے۔ ناظرین انکا بے صبری سے انتظار کریں۔ مدیر

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

غزل

ہر حقیقت مجاز ہو جائے
کافروں کی نماز ہو جائے

دل رہینِ نیاز ہو جائے
بیکسی کارساز ہو جائے

منتِ چارہ ساز کون کرے
درد جب جاں نواز ہو جائے

عشق دل میں رہے تو رسوا ہو
لب پہ آئے تو راز ہو جائے

سب دعائیں ہیں نا قبول ہنوز
عہدِ غم کچھ دراز ہو جائے

لطف کا انتظار کرتا ہوں
جور تا حدِ ناز ہو جائے

عمر بے سود کٹ رہی ہے فیضؔ
کاش افشائے راز ہو جائے

فیضؔ

شباب کو مئے الفت کی احتیاج سہی
بساطِ دہر پہ جور و ستم کا راج سہی
یہ مانا تجھ کو طلب سرفرازِ دید نہیں
اک آرزو ہے سو شرمندۂ امید نہیں

کہ بادِ صبح پیامِ بہار لائے گی
سحر سحر۔ دلِ بیتاب آخرش کب تک
کبھی تو سوختہ جانوں کو نیند آئے گی

فیضؔ

ہمیں افسوس ہے۔ کہ جگہ کی کمی کی وجہ سے "ایم۔ سی۔ سی نورد" اور مکتوبات صوفیہ کا ایک غیر مطبوعہ ورق" سے عمدہ مضامین نہیں چھپ سکے۔ ناظرین انکا بے صبری سے انتظار کریں۔ مدیر

غزل

کئی بار اس کا دامن بھر دیا حسنِ دو عالم سے
مگر دل ہے کہ اس کی خانہ ویرانی نہیں جاتی

کئی بار اس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا
مگر یہ چشمِ حیراں جس کی حیرانی نہیں جاتی

نہیں جاتی متاعِ لعل و گوہر کی گراں یابی۔
متاعِ غیرت و ایماں کی ارزانی نہیں جاتی

مری چشمِ تن آساں کو بصیرت مل گئی جب سے
بہت جانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

سرِ خسرو سے نازِ کج کلاہی چھن بھی جاتا ہے
کلاہِ خسروی سے بوئے سلطانی نہیں جاتی

بجز دیوانگی واں اور چارہ ہی کہو کیا ہے؟؟
جہاں عقل و خرد کی ایک بھی مانی نہیں جاتی۔

پروفیسر فیض احمد فیض ایم۔ اے

۱۶۳ راوی مئی

(۲)

حسینۂ خیال سے

فیض احمد فیض

مجھے دیدے

رسیلے ہونٹ، معصومانہ پیشانی، حسیں آنکھیں
کہ میں اک بار پھر رنگینیوں میں غرق ہو جاؤں
مری ہستی کو تیری اک نظر آغوش میں لے لے
ہمیشہ کے لئے اس دام میں محفوظ ہو جاؤں
ضیائے حسن سے ظلماتِ دنیا میں نہ پھر آؤں
گذشتہ حسرتوں کے داغ میرے دل سے دھل جائیں
میں آنے والے غم کی فکر سے آزاد ہو جاؤں
مرے ماضی و مستقبل سراسر محو ہو جائیں
مجھے وہ اک نظر، اک جاودانی سی نظر دے دے!

☆ ☆ ☆

ہم لوگ

دل کے ایواں میں لئے گل شدہ شمعوں کی قطار
نورِ خورشید سے سہمے ہوئے اکتائے ہوئے
حسنِ محبوب کے سیّال تصور کی طرح
اپنی تاریکی کو بھینچے ہوئے۔ لپٹائے ہوئے
غایتِ سود و زیاں۔ فطرتِ آغاز و مآل
وہی بے سود تجسس وہی بیکار سوال
مضمحل ساعتِ امروز کی بے رنگی سے
یادِ ماضی سے غمیں۔ دہشتِ فردا سے نڈھال
تشنہ افکار جو تسکین نہیں پاتے ہیں
سوختہ اشک جو آنکھوں میں نہیں آتے ہیں
اک کڑا درد کہ جو گیت میں ڈھلتا ہی نہیں
دل کے تاریک شگافوں سے نکلتا ہی نہیں
اور اک الجھی ہوئی موہوم سی۔ درماں کی تلاش
دشت و زنداں کی ہوس۔ چاکِ گریباں کی تلاش

پروفیسر فیض احمد فیض ایم اے

مجلّہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

اعتراف

یہ مانتا ہوں کہ تم سے مجھے محبت ہے
یہ میرا عشق جنونِ خرد فروش نہیں
یہ اک فریبِ نگاہِ ہوس بدوش نہیں
تمہاری ایک جھلک شاد کام کردے جسے
یہ دو رخوں کا فقط وحشیانہ جوش نہیں
مئے شباب کا اٹھتا ہوا خروش نہیں
کہ ایک لمحۂ عشرت تمام کردے جسے

(۲)

تمہاری نرمیٔ رخسار کا خیال کسے؟
تمہارے حسن کے جلووں کی جستجو کس کو؟
جنونِ دید کسے؟ حسرتِ وصال کسے؟
مجالِ شکوۂ غمہائے آرزو کس کو؟
فقط تمہاری پرستش کی چاہ ہے پیاری

بساطِ سجدہ مری ہر نگاہ ہے پیاری
فیض احمد فیض
راوی - مارچ ۱۹۳۴

شباب کو مئے الفت کا احتیاج سہی
بساطِ دہر پہ جور و ستم کا راج سہی
یہ مانا چشمِ طلب سرفرازِ دید نہیں
اک آرزو ہے سو شرمندۂ امید نہیں
کہ بادِ صبح پیامِ بہار لائے گی
ٹھہر ٹھہر دلِ بیتاب آخرش کب تک
کبھی تو سوختہ جانوں کو نیند آئے گی
فیض احمد فیض
راوی - اکتوبر ۱۹۳۳

شورشِ بربط و نے

(جناب فیض احمد فیض)

پہلی آواز

"اب سعی کا امکاں اور نہیں، پرواز کا مضموں ہو بھی چکا
تاروں پہ کمندیں پھینک چکے، مہتاب پہ شبخوں ہو بھی چکا
اب اور کسی فردا کے لئے ان آنکھوں سے کیا پیماں کیجے
کس خواب کے جھوٹے افسوں سے تسکینِ دلِ ناداں کیجے
شیرینیٔ لب، خوشبوئے دہن، اب شوق کا عنواں کوئی نہیں
شادابیٔ دل، تفریحِ نظر، اب زیست کا درماں کوئی نہیں
جینے کے فسانے رہنے دو، اب ان میں الجھ کر کیا لیں گے
اک موت کا دھندا باقی ہے جب چاہیں گے نپٹا لیں گے
یہ تیرا کفن، وہ میرا کفن، یہ میری لحد، وہ تیری ہے"

دوسری آواز

"ہستی کی متاعِ بے پایاں جاگیر تری ہے نہ میری ہے
اس بزم میں اپنی مشعلِ دل بسمل ہے تو کیا، رخشاں ہے تو کیا
یہ بزم چراغاں رہتی ہے، اک طاق اگر ویراں ہے تو کیا
افسردہ ہیں گر ایام ترے، بدلا نہیں مسلکِ شام و سحر
ٹھہرے نہیں موسمِ گل کے قدم، قائم ہے جمالِ شمس و قمر
آباد ہے وادیٔ کاکل و لب، شاداب و حسیں گلگشتِ نظر
مقسوم ہے لذتِ دردِ جگر، موجود ہے نعمتِ دیدۂ تر
اس ذوقِ نظر کا شکر کرو، اس دیدۂ تر کا شکر کرو
اس شام و سحر کا شکر کرو، ان شمس و قمر کا شکر کرو"

پہلی آواز

"گر ہے یہی مسلکِ شمس و قمر، ان شمس و قمر کا کیا ہوگا
رعنائیٔ شب کا کیا ہوگا، اندازِ سحر کا کیا ہوگا
جب خونِ جگر برفاب بنا، جب آنکھیں آہن پوش ہوئیں
اس دیدۂ تر کا کیا ہوگا، اس ذوقِ نظر کا کیا ہوگا
جب شعر کے خیمے راکھ ہوئے، نغموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں
یہ ساز کہاں سر پھوڑیں گے، اس ذوقِ نظر کا کیا ہوگا
جب کنجِ قفس مسکن ٹھہرا، اور جیب و گریباں طوق و رسن
آئے کہ نہ آئے موسمِ گل، اس دردِ جگر کا کیا ہوگا"

دوسری آواز

"یہ ہاتھ سلامت ہیں جب تک، اس خوں میں حرارت ہے جب تک
اس دل میں صداقت ہے جب تک، اس نطق میں طاقت ہے جب تک
ان طوق و سلاسل کو ہم تم سکھلائیں گے شورشِ بربط و نے
وہ شورش جس کے آگے زبوں دمامۂ حشمتِ قیصر و کے
آزاد ہیں اپنے فکر و عمل، بھرپور خزینہ ہمت کا
اک عمر ہے اپنی ہر ساعت، امروز ہے اپنا ہر فردا
یہ شام و سحر، یہ شمس و قمر، یہ اختر و کوکب اپنے ہیں
یہ مال و حشم، یہ لوح و قلم، یہ طبل و علم سب اپنے ہیں"

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

سرودِ شبانہ

نیم شب چاند خود فراموشی
محفلِ ہست و بود ویراں ہے
پیکرِ التجا ہے خاموشی
بزمِ انجم فسردہ ساماں ہے

آبشارِ سکوت جاری ہے
چار سُو بیخودی سی طاری ہے
زندگی جزوِ خواب ہے گویا
ساری دُنیا سراب ہے گویا

سو رہی ہے گھنے درختوں پر
چاندنی کی تھکی ہوئی آواز
کہکشاں نیم وا نگاہوں سے
کہہ رہی ہے حدیثِ شوقِ نیاز
سازِ دل کے خموش تاروں سے
چھن رہا ہے خمارِ کیف آگیں
آرزو۔ خواب۔ تیرا رُوئے حسین

فیض

خدا وہ وقت نہ لائے!

خدا وہ وقت نہ لائے کہ سوگوار ہو تُو
سکوں کی نیند تجھے بھی حرام ہو جائے
تری مسرتِ پیہم تمام ہو جائے
تری زندگی سے کبھی تلخ کام ہو جائے
غموں سے آئینۂ دل گداز ہو تیرا!
ہجومِ یاس سے بے تاب ہو کے رہ جائے
وفورِ درد سے سیماب ہو کے رہ جائے
ترا شباب فقط خواب ہو کے رہ جائے
غرورِ حسن سراپا نیاز ہو تیرا!
خدا وہ وقت نہ لائے کہ اشکبار ہو تُو
تو روئے اور کسی غمگسار کو ترسے
طویل راتوں میں جاگے قرار کو ترسے
خزاں رسیدہ تمنا بہار کو ترسے
کوئی جبیں نہ ترے سنگِ آستاں پہ جھکے
کہ جنسِ عجز و عقیدت سے تجھ کو شاد کرے
"فریبِ وعدۂ فردا" پہ اعتماد کرے
خدا وہ وقت نہ لائے کہ تجھ کو یاد آئے
وہ دل کہ تیرے لئے بے قرار اب بھی ہے
وہ آنکھ جس کو ترا انتظار اب بھی ہے!

فیض

نذر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

طربِ رازِ تخیل۔ شوقِ رنگین کار کی دُنیا
مرے افکار کی جنت مرے اشعار کی دُنیا
شبِ مہتاب کی سحر آفریں مدہوش موسیقی
تمہاری دل نشین آواز میں آرام کرتی ہے
بہار آغوش میں بہکی ہوئی رنگینیاں لے کر
تمہارے خندہ گلریز کو بدنام کرتی ہے
تمہاری عنبری زلفوں میں لاکھوں فتنے آباد
تمہاری ہر نظر سے سیکڑوں ساغر چھلکتے ہیں
تمہارا دل حسین جذبوں سے یوں آباد ہے گویا
شفق رازِ جوانی میں فرشتے رقص کرتے ہیں
جہانِ آرزو یہ بے رخی دیکھی نہیں جاتی
کہ شوقِ دید کو تم اس طرح بیہودہ کر ڈالو
بہشتِ رنگ و بو رعنائیاں محدود کر ڈالو
شحیف آنکھوں سے اتنی دلکشی دیکھی نہیں جاتی

فیض

وہ پھر آئے گا زمانہ؟
کہ سنیں گے شوق سے وہ
میرے عشق کا فسانہ؟
مرے رنج و غم پہ ہوگی
نظر اُن کی غائبانہ؟
مرے قلبِ ناشکیبا
یہ نہیں اُمید مجھ کو

حفیظ۔ ہوشیارپوری

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

حضرت فیض احمد فیضؔ :-

کبھی کبھی یاد میں ابھرتے ہیں نقشِ ماضی مٹے مٹے سے
وہ آزمائشِ دل و نظر کی وہ قربتیں سی وہ فاصلے سے
کبھی کبھی آرزو کے صحرا میں آ کے رکتے ہیں قافلے سے
وہ ساری باتیں لگاؤ کی سی وہ سارے عنوان وصال کے سے
نگاہ و دل کو قرار کیسا، نشاط و غم میں کمی کہاں کی
وہ جب ملے ہیں تو ان سے ہر بار کی ہے الفت نئے سرے سے
تمہیں کہو رند و محتسب میں ہے آج شب کون فرق ایسا
یہ آ کے بیٹھے ہیں میکدہ میں وہ اٹھ کے آئے ہیں میکدے سے

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

طرب زارِ تخیل شوق رنگین کار کی دنیا
مرے افکار کی جنت مرے اشعار کی دنیا

شبِ ماہتاب کی سحر آفریں مدہوش موسیقی
تمہاری دل نشیں آواز میں آرام کرتی ہے
بہار آغوش میں بہکی ہوئی رنگینیاں لے کر
تمہارے خندۂ گلریز کو بدنام کرتی ہے

تمہاری عنبریں زلفوں میں لاکھوں فتنے آوارہ
تمہاری ہر نظر سے سینکڑوں ساغر چھلکتے ہیں
تمہارا دل حسیں جذبوں سے یوں آباد ہے گویا
شفق زارِ جوانی میں فرشتے رقص کرتے ہیں

جہاں آرزو یہ بے رخی دیکھی نہیں جاتی
کہ شوقِ دید کو تم اس طرح محدود کر ڈالو
بہشتِ رنگ و بو رعنائیاں محدود کر ڈالو

بعد از وقت...

دل کو احساس سے دوچار نہ کر دینا تھا
سازِ خوابیدہ کو بیدار نہ کر دینا تھا
شوقِ مجبور کو بس ایک جھلک دکھلا کر
واقفِ لذتِ تکرار نہ کر دینا تھا
اپنے معصوم تبسم کی فراوانی کو
وسعتِ دید پہ گلبار نہ کر دینا تھا
منتظر آنکھ کی خاموش تمناؤں کو
یک بیک مائلِ گفتار نہ کر دینا تھا
جلوۂ حسن کو مستور ہی رہنے دیتے
حسرتِ دل کو گنہگار نہ کر دینا تھا

فیض

قطعہ

دل ہے اکثر اداس رہتا ہے
وقفِ حرمان و یاس رہتا ہے
تم تو غم دے کے بھول جاتے ہو
مجھ کو احساں کا پاس رہتا ہے

فیض

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

ادب اور جمہور

نقد و نظر

اردو کی چند نئی کتابیں

ن-م-راشد

سامنا

پھٹتی ہوئی نظروں سے جذبات کی دنیائیں
بے خوابیاں، افسانے، مہتاب، تمنائیں
کچھ الجھی ہوئی باتیں، کچھ بہکے ہوئے نغمے
کچھ اشک جو آنکھوں سے بے وجہ چھلک جائیں

(فیض)

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

پرائیویٹ سیکرٹری

فیض احمد فیض

افراد

نواب احتشام الدین خان — ایک رئیس

شوکت — انکا لڑکا۔

حمیدہ — } انکی لڑکیاں۔
سلیمہ —

حامد — نواب صاحب کا پرائیویٹ سیکرٹری۔

رحیم — انکا ملازم۔

سر فیروز جنگ اور دوسرے مہمان۔

(پرائیویٹ سیکرٹری کا کمرہ)

حامد — (اونچی آواز میں) جانے کے بہانے ہزاروں۔ [illegible] ...... (گھنٹی بجاتا ہے۔ رحیم داخل ہوتا ہے)۔

ابے رحیم تو کوئی کام ٹھیک سے نہیں کرتا ہے۔ [illegible]

رحیم — [illegible]

حامد — [illegible]

رحیم — [illegible]

[illegible]

پرائیویٹ سیکرٹری (ڈرامہ)

سانپ کی چھتری

فیض احمد فیض

سعید — [illegible]

انور — [illegible]

[illegible]

سانپ کی چھتری (ڈرامہ)

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

فیض احمد فیض

دو طنزیے

[illegible]

شکست

(ایک طنز)

افراد

سلمیٰ ———— ایک لڑکی

پہلا لڑکا ———— دوسرا لڑکا

[illegible]

۵۵

[illegible]

۵۶

دی احباب

(ایک اور طنز)

[illegible]

۵۷

[illegible]

۵۸

مجلہ "راوی" میں شائع ہونے والی تخلیقات کا عکس

فیض
ہندوستان میں

Faiz Ahmed Faiz reciting his poem in a mushaira, Delhi, August, 1955

فیض بھارت میں ہند و پاک تقسیم کے بعد کئی بار تشریف لائے اور ان کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم ہوا اور کئی اخباروں رسالوں میں مختصر ہی سہی یہ خبریں شائع ہوئیں۔ یہ سچ ہے کہ اس ممتاز اور ہردل عزیز شاعر کے مشاعروں اور ادبی محافل کا آنکھوں دیکھا حال جس طرح سے مرتب ہونا چاہیے تھا ترتیب نہیں دیا گیا، ورنہ یہ بھی ایک مثبت قدم فیض شناسی کا قرار پاتا، بہر حال چند خبریں نمونے کے طور پر یہاں پیش کرتے ہیں۔

محبوب اللہ مجیب فیض الہ آباد میں۔ فیض کی الہ آباد میں آمد اور ایک مشاعرے میں شرکت کے بارے میں لکھتے ہیں: فراق گورکھپوری کی خصوصی دعوت پر فیض الہ آباد آئے جس میں کئی نامور شعرا کے ہمراہ مخدوم محی الدین اور ساحر لدھیانوی بھی شریک تھے۔ مشاعرہ 5 مئی 1960ء کو شام میں شروع ہو چکا تھا۔ اسی دوران فیض صاحب اپنے دیرینہ رفیق شیکھر سرن بارایٹ لا اور ان کی بیوی صادقہ سرن کے ساتھ تشریف لائے۔ فراق صاحب نے فیض صاحب کی شخصیت اور شاعری پر بھرپور طریقے سے روشنی ڈالی اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ محبوب اللہ مجیب کہتے ہیں فراق صاحب کی وہ تقریر ٹیپ کر لی جاتی تو فیض فہمی میں ایک اضافہ ہوتا اور وہ اس تقریر کو مضمون میں من و عن لکھ کر محفوظ کر دیتے۔ ساحر لدھیانوی اور مخدوم محی الدین کے بعد لوگوں کے اصرار پر فیض کو بلایا گیا۔ فیض صاحب مسکراتے ہوئے اٹھے اور اپنی دھیمی اور کومل آواز میں شعر سنائے۔ انہوں نے اس مشاعرے میں جو غزل سنائی وہ بالکل تازہ تھی، اس غزل کو میں نے محفوظ کر کے اس پر ان کے دستخط بھی لے لیے، ان کی اس غزل کی اہمیت اس لیے بھی اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اسے پہلی بار انہوں نے ہمارے مشاعرے میں پڑھا۔ اس کے بعد یہ رسالوں میں شائع ہوئی۔

ترے غم کو جاں کی تلاش تھی، ترے جاں نثار چلے گئے
تری رہ میں کرتے تھے سر طلب، سر رہ گزار چلے گئے
تری کج ادائی سے ہار کے شب انتظار چلی گئی
مرے ضبط حال سے روٹھ کے مرے غم گسار چلے گئے
نہ سوال وصل، نہ عرض غم، نہ حکایتیں، نہ شکایتیں
ترے عہد میں دل زار کے سبھی اختیار چلے گئے
یہ ہمیں تھے جن کے لباس پر سر رہ سیاہی لکھی گئی
یہی داغ تھے جو سجا کے ہم سر بزم یار چلے گئے
نہ رہا جنون رخ وفا، یہ رسن یہ دار کرو گے کیا
جنہیں جرم عشق پہ ناز تھا، وہ گناہ گار چلے گئے

اس کے بعد فیض صاحب سے لگاتار فرمائشیں ہوئیں اور انہوں نے اپنے سننے والوں کو مایوس نہیں کیا۔ فرمائشی کلام سنایا اور خوب داد حاصل کی۔ الہ آباد کا یہ مشاعرہ بڑی کامیابی سے رات گئے ختم ہوا، دوسرے دن فراق صاحب کے دولت کدے پر فیض صاحب اور دیگر شعرائے کو چائے پر مدعو کیا گیا۔ فیض صاحب نے وہاں جو بات کہی تھی وہ آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے، ''الہ آباد کا یہ مشاعرہ مجھے زندگی بھر یاد رہے گا۔'' فیض صاحب نے بڑے خلوص کے ساتھ فرمایا تھا، ہو سکتا ہے فیض کو الہ آباد کا یہ مشاعرہ زندگی بھر یاد نہ رہے لیکن ہم لوگوں کو یہ مشاعرہ یقیناً زندگی بھر یاد رہے گا کیونکہ اتنا کامیاب اور تاریخ ساز مشاعرہ الہ آباد کی ادبی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

ڈاکٹر حامد اللہ ندوی نے ''فیض بمبئی میں'' لکھ کر فیض کے بمبئی کے مشاعرے اور حیدر آباد دکن کے مشاعرے کی روداد لکھی ہے۔ مسز کلثوم سایانی کی درخواست پر فیض 1968ء میں بمبئی، دہلی اور حیدر آباد آئے۔ یہ وہ دن تھے جب 1965ء کی دوسری کشمیر جھڑپ نے دونوں ملکوں کے تعلقات نہایت ہی کشیدہ کر دیے تھے۔ چنانچہ سردار جعفری کے مشورے سے مسز کلثوم سیانی نے فیض کو مشاعرے کی دعوت دی۔

اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ فیض کو پہلا دعوت نامہ ملا اور انہوں نے ہندوستان جانے کی اجازت طلب کی تو حکومت وقت نے انکار کر دیا جس پر فیض نے مسز سایانی کو مطلع کر دیا اور معذرت چاہ لی۔ مسز سایانی نے اس کے بعد مسز اندرا گاندھی سے رابطہ قائم کیا اور انہوں نے ''ہاٹ لائن'' پر ایوب خان صاحب سے فرمائش کی کہ فیض کو ہندوستان بھیجا جائے۔ ایک رات کوئی گیارہ بجے اس وقت کے کمشنر نے ٹیلی فون کیا اور کہا کہ آپ فوراً ایئر پورٹ پہنچ جائیں، آپ کو بمبئی جانا ہے۔ فیض نے کہا میرے پاس نہ تو ویزا ہے نہ پی فارم اور نہ ٹکٹ۔ کمشنر نے جواب دیا آپ کوئی فکر نہ کریں ایئر پورٹ پر سب کچھ مل جائے گا، چنانچہ فیض چلے گئے، نہ صرف بمبئی گئے بلکہ بمبئی سے مخدوم محی الدین کسی ویزا وغیرہ کے بغیر حیدر آباد دکن لے گئے، جہاں ایک زبردست مشاعرہ کیا گیا جس کے متعلق فیض کہتے ہیں: ''شعر سننے سنانے کا جو لطف حیدر آباد میں آیا کہیں اور نہیں آیا۔

ہم یہاں ڈاکٹر حامد اللہ ندوی کے مضمون سے اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ فیض نہ صرف ایک کامیاب شاعر تھے بلکہ ایک عمدہ جرنلسٹ، ماہر تعلیمات، سیاسی اور ثقافتی ہر دل عزیز شخصیت کے حامل تھے۔ ہم نے کئی تصاویر انہی جلسوں سے مربوط فیض فہمی، فیض شناسی اور دیگر کتب میں لگائی ہیں جو مختلف اوراق میں بکھری پڑی ہیں۔ سردار کا مشورہ درست تھا۔ فیض کی آمد فیضان عام کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ہندوستان بھر سے ادیب اور شاعر کھنچ کھنچ کر بمبئی چلے آئے۔ صابر صدیق پولی ٹیکنیک گراؤنڈ فیض کے پرستاروں سے کھچا کھچ بھر گیا، سردار آئے، ناصر آئے، اعجاز آئے، وجد آئے، جاں نثار اختر آئے، مجروح آئے اور نہ جانے بمبئی اور

بیرون بمبئی کے کتنا شاعر اور ادیب وہاں جمع ہو گئے۔ فضا خاموش تھی اور مجمع گوش بر آواز۔ مشاعرہ صدارتی تقریر سے شروع ہوا۔ اناؤنسر کے فرائض وجد نے انجام دیے۔ ایک کے بعد ایک شاعر آتا اور اپنے نوائے سروش سے مجمع کو محسور کر جاتا تھا، یہاں تک کہ جب رات کافی گزر چکی اور راستے سنسان ہو گئے، تو فیض کا نام پکارا گیا اور لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر سراپا گوش ہو کر بیٹھ گئے۔

فیض مائیک پر آئے مختصر الفاظ میں اپنے ہندوستان آنے اور دوستوں سے مل کر خوش ہونے کا تذکرہ کیا اور فرمائشی کلام سنانے لگے۔

پھر کوئی آیا دلِ زار! نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا، کہیں اور چلا جائے گا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہ گزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا

جونہی فیض نے اپنی نظم ختم کی، ہر طرف شور ہوا" مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ"" مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ" پھر فضا فیض کی مدہم آواز میں گونجی:

مجھ سے پہلی سی محبت مری محبوب نہ مانگ

میں نے سمجھا تھا کہ تو ہے تو درخشاں ہے حیات
تیرا غم ہے تو غمِ دہر کا جھگڑا کیا ہے؟
تیری صورت سے ہے عالم میں بہاروں کو ثبات
تیری آنکھوں کے سوا دنیا میں رکھا کیا ہے

تو جو مل جائے تو تقدیر نگوں ہو جائے

فیض جس قدر سناتے تھے فرمائشیں اتنی ہی بڑھتی جاتی تھیں یہاں تک کہ رات کے دو بج گئے، مائیک کے استعمال پر پابندی تھی، چار و ناچار مشاعرہ ختم کرنا پڑا، سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی، لیکن مشاعرے کی گرمی اور فیض کی خوشی میں لوگ یہ بھول چکے تھے کہ جاڑے کی راتیں ہیں اور وہ ایک خوشگوار یاد اپنے دلوں میں لے کر اپنے اپنے گھروں کی طرف چل پڑے۔ بمبئی میں فیض کی آمد اور مشاعرے کی کامیابی کا ہر طرف چرچا تھا، ہوسٹل کے طلبہ اور منتظمین کو بھی خوشی ہوئی کہ فیض کی موجودگی سے فائدہ اٹھایا جائے۔ فیض اپنے دوستوں اور چاہنے والوں سے ملنے کے لیے ہوسٹل آنے پر تیار ہو گئے، دوسرے دن صبح گیارہ بجے ہوسٹل میں ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان کی آمد کی خبر سن کر ہوسٹل کے طلبہ کے علاوہ باہر کے بھی بہت سے شاعر اور ادیب وہاں جمع ہوگ ہو گئے، جن میں باقر مہدی، ندا فاضلی، بشر نواز، احمد انصاری اور محمود چھاپڑا وغیرہ پیش پیش بھی تھے۔

ان دنوں بمبئی میں جدید ادب اور جدید شاعری کی تحریک شروع ہو چکی تھی۔ باقر مہدی اور ندا فاضلی اس کے علمبردار تھے، اور جہاں یہ دونوں پہنچ جاتے وہاں زیادہ تر جدید شاعری اور جدید ادب کی بحث چل پڑتی تھی، اس نشست میں بھی یہی ہوا، باقر مہدی اور ندا فاضلی نے اپنا پسندیدہ موضوع چھیڑ دیا وہ اکثر فیض کے جواب کا انتظار بھی نہ کرتے تھے، بلکہ خود ہی سوال کرتے اور خود ہی جواب بھی دے لیتے تھے۔ اس طرح بارہ بج گئے، فیض کو بھی جانا تھا، ہوسٹل کے نگران جناب اشتیاق نے شکریہ ادا کیا، گروپ فوٹو لیے گئے اور محفل برخواست ہو گئی۔ انہی دنوں دعوت پر فیض مہاتما گاندھی میموریل ریسرچ سنٹر آئے، یہ ادارہ ادبی اور سماجی سے زیادہ تعلیمی تھا، زیادہ تعداد شریک ہونے والوں کی اساتذہ اور طلبہ کی تھی، بعض مقامی اخبارات کے نامہ نگار بھی شریک ہوئے۔ ان دوستوں نے فیض کو ایک ہر دلعزیز شاعر اور ادیب کے علاوہ ایک مشہور کالج کے پرنسپل کے روپ میں دیکھا، اس لیے ان کے سوالات بھی زیادہ تر معیارِ تعلیم، ذریعہ تعلیم، طلبہ کی بے چینی اور پاکستان میں اردو اور بنگلہ کی رسہ کشی سے متعلق تھے، یہ سارے سوالات سرتاسر تعلیمی اور لسانی تھے اور بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ فیض کے سامنے رکھے گئے، فیض نے بھی اپنی ٹھنڈی آواز میں بڑے سلجھے ہوئے طریقے پر ایک ایک سوال کا جواب دیا، وہ تعلیم کے ناقص نظام اور اس کے گرتے ہوئے معیار پر متاسف تو ضرور تھے، مگر طلبہ کے شاندار مستقبل پر انہیں پورا یقین تھا۔ اردو بنگلہ تعلقات کے بارے میں بھی وہ پر امید تھے، ان کا خیال تھا کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ زخم بھی بھر جائیں گے اور دونوں زبانوں کو پاکستان میں پھلنے پھولنے کا پورا پورا موقع ملے گا۔ ایک دوست نے تعلیمات سے ہٹ کر ان شعرا کا نام ان سے پوچھ لیا جن سے وہ متاثر تھے، فیض نے بلا جھجک حافظؔ، غالبؔ، اور اقبالؔ کا نام لے دیا، اور پھر انہوں نے اپنی چند مشہور نظموں کے بعض خاص خاص شعر سنا کر بتایا کہ ان میں حافظ کا خیال، غالب کی ترکیبیں اور اقبال کا جذبہ کس طرح بول رہا ہے۔ وقت ختم ہونے کو آیا تھا، ایک دوست نے درخواست کی کہ اس یادگار نشست کا خاتمہ فیض کی کسی یادگار نظم پر ہونا چاہیے، فیض نے بخوشی اس کو منظور کر لیا۔

تم آئے ہو نہ شبِ انتظار گزری ہے
تلاش میں ہے سحر بار بار گزری ہے

ہوئی ہے حضرتِ ناصح سے گفتگو جس شب
وہ شب ضرور سرِ کوئے یار گزری ہے

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات اس کو بہت ناگوار گزری ہے

نہ گل کھلے ہیں نہ ان سے ملے نہ مے پی ہے
عجیب رنگ میں اب کے بہار گزری ہے

چمن پہ غارتِ گلچیں سے جانے کیا گزری
قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے

یہ خوش گوار نشست ٹھیک ایک بجے ختم ہوئی۔ انہی دنوں میں فیض دو دن کے لیے دلی چلے گئے جب واپس آئے تو فلمی دنیا والوں نے انہیں گھیرا، اور رات کے دس بجے انڈین مرچنٹس چیمبر کے خوبصورت ایئر کنڈیشنڈ ہال میں ایک مخصوص اور چھوٹی سی شعری نشست کا اہتمام کیا گیا، فلمی دنیا کے بہت سے جگمگاتے ستارے وہاں موجود تھے، فلمی دنیا کے علاوہ بھی قرۃ العین حیدر، واجدہ تبسم، عصمت چغتائی، جاں نثار اختر جیسے نہ معلوم کتنے اور ادیب اور شاعر وہاں جمع ہو گئے تھے، سردار جعفری نے صدارت کے فرائض انجام دیے، مینا کماری سردار اور فیض کے بیچ میں بیٹھی ہوئی تھیں، خاموش، چپ چپ، حاضرین کی نظریں یا تو فیض کی طرف اٹھتیں یا مینا کماری کی طرف، ایک طرف ادب تھا، دوسری طرف حسن، دونوں کی موجودگی نے محفل کو بے حد دل کش بنا دیا تھا۔

سردار نے اپنی مختصر سی تعارفی تقریر کے بعد مشاعرے کا آغاز کیا اور شعرا اپنا کلام سنانے لگے، باری باری شہ نشین پر شاعر آتے اور اپنی پسندیدہ نظم سنا جاتے تھے، نظمیں تو سب کی اچھی تھیں لیکن جاں نثار اختر کو سب سے زیادہ پسند کیا گیا، جب انہوں نے اپنی پسندیدہ نظم "سائے" اپنے مخصوص والہانہ انداز میں سنانا شروع کیا تو ایک سماں سا بندھ گیا۔ جب سارے شعرا سنا چکے تو سردار نے فیض سے درخواست کی کہ حاضرین

اب آپ کو سننے کے لیے بے چین ہیں، انھیں اور انتظار سے رکھنا اچھا نہیں، اسٹیج بلند تھا اور مجلس مختصر، فیض نے بیٹھ کر ہی اپنی مخصوص آواز میں اپنا کلام سنانا شروع کیا۔

دونوں جہاں تیری محبت میں ہار کے　　وہ جا رہا ہے کوئی شب غم گزار کے
ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں　　تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے
اک فرصت گناہ ملی وہ بھی چار دن　　دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے
دنیا نے تیری یاد سے بے گانہ کردیا　　تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے
بھولے سے مسکرا تو دیے تھے وہ آج فیض　　مت پوچھ ولولے دل ناکردہ کار کے

آخری شعر پر مینا کماری کا سکوت ٹوٹا، لب ہلے، گلاب اور سرخ ہوگیا۔

☆ 2 جون 1970ء کو نیشنل بک ٹرسٹ کی جانب سے منعقد کیے گئے رائٹرز کیمپ میں شرکت کے لیے فیض ٹیپو سلطان کے مزار پر تشریف لائے، اس اہم اجلاس میں جس میں ہندوستان کی مختلف زبانوں کے شعرا اور ادبا موجود تھے، فیض صاحب نے ادیبوں کی ذمہ داریوں اور فرائض کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی جس کے دو تین نکات یہاں سلیم تمنائی کے مضمون ''فیض بنگلور میں'' سے پیش کیے جارہے ہیں۔

دنیا کے تمام ادیبوں اور شاعروں کو چاہے وہ کسی بھی علاقے کے ہوں چند عام بنیادی مسئلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، غریبی و امیری کا مسئلہ ہے، سیاسی اختلاف ہوں یا طبقاتی کشمکش، اچھے لوگوں اور قوم کے ہمدردوں کا رجحان ایک سا ہوتا ہے، ادیب و شاعر اپنے احساسات کا اظہار اس طرح کرسکتے ہیں کہ دوسرے ان احساسات میں شریک ہوسکیں، لیکن عام لوگ ایسا نہیں کرسکتے، اس حیثیت سے ادیب یا شاعر دوسروں سے مختلف ہے۔ ادب کا کچھ مقصد بھی ہوتا ہے، صرف لکھنے کی خاطر تو ادیب و شاعر نہیں لکھتے، پڑھنے والا بھی تو کوئی چاہیے، اس لیے ادب تخلیق کرتے وقت قاری کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس کے ساتھ ہی ادیب کے اپنے احساسات کا مکمل اظہار بھی ہونا چاہیے۔

اگر ادیب حقیقت پسند ہو تو وہ اپنے فطری جذبات و خیالات کو ادب میں پیش کرے گا، اس کے خیالات کا محرک اس کا ماحول ہوگا اور چونکہ قاری کا ماحول بھی کم و بیش وہی ہوگا جو ادیب کا ہے، اس لیے اس کے دل پر شاعر یا ادیب کے نظریات و خیالات بڑا گہرا اثر ڈالیں گے، کبھی قاری ادب کے ذریعے اپنے درد دل کی دوا پا سکتا ہے، کبھی اسے محض اپنا ایک ہمدرد پالیتا ہے، یا کم از کم اپنے اردگرد کی دنیا کی حقیقتوں سے واقف ہوتا ہے، بہرحال ہر طرح سے یہ بہتر ہے کہ ادب زندگی سے قریب تر ہو۔

ہمیں ان پرانی روایتوں کو بنیاد بنا کر ایک نئی عمارت بنانی چاہیے جو بالکل ہمارے موجودہ مزاج کے مطابق ہو، اور اس کی پختگی کا باعث ہمارے آزمائے ہوئے تجربے ہی ہوں، ہمارا قدیم ادب بے مثال اور کلاسیکی ادب ہے لیکن وہ اپنے زمانے کی اقدار اور معیار کے مطابق تھا، انگریزوں کے یہاں دوران قیام میں ہمارے کلچر اور رہن سہن کا طریقہ بدلنے لگا تھا، ہم ان سے اتنے متاثر ہوئے کہ ہم نے اپنی تہذیب کی تمام اچھائیاں انگریزوں کی تہذیب پر قربان کردیں۔

ان کی تہذیب سے بھی ہم نے کوئی خاص مفید چیز نہیں لی۔ اس طرح ہمارے کلچر کے نام سے جو بھی ہمارے پاس رہ گیا اس میں نہ ہماری اپنی تہذیب کا کچھ اعلیٰ حصہ ہے نہ انگریزوں کی تہذیب کی کوئی اچھی خصوصیت۔ آزادی کے بعد دونوں ملک (پاک و ہند) اپنی تہذیب کی جڑیں مضبوط کرنے کی سوچ رہے ہیں، اور اپنا ناتا پھر اسی قدیم تہذیب سے جوڑنے کی کوشش کررہے ہیں لیکن زمانے کا تقاضا ہمیں اس تہذیب کا ہم آہنگ نہیں بنا سکتا، کیونکہ اب وہ پرانے دن واپس نہیں آسکتے، اس لیے ہماری آواز اور ہمارا ادب، ہمارے زمانے کے مطابق ہی ہو، یہ ضروری بھی ہے اور فطری بھی۔

یہ ضروری نہیں کہ عوام ادیب کے نظریات سے متفق ہوں یا سماج اس کے موافق ہو، لیکن ادیب کے قلم میں یہ اثر ضرور ہے کہ وہ لوگوں کو، اپنے معاصرین کو اپنا ہم خیال بنا سکتا ہے۔ وہ لوگوں کو نیک اور صحیح راستے پر چلنے کی تلقین کرسکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر ملک پست حالت میں ہے تو اس کی ذمہ داری ادیب پر نہیں آسکتی کیونکہ سماج کو مکمل آزادی ہوتی ہے کہ وہ ادیب کی بات مانے یا نہ مانے۔

کوئی آدھ گھنٹے کی اس تقریر کے بعد مختلف زبانوں کے ادیبوں اور شاعروں نے ہندوستان اور خصوصاً پاکستان کے تعلق سے کئی سوالات کیے، جن کے فیض صاحب نے مختصر اور جامع جوابات دیے۔ یہ نشست بہ حسن وخوبی ختم ہوئی تو طے شدہ پروگرام کے مطابق رشید صاحب اور نیلوفر فیض صاحب کے ساتھ عازم سرنگا پٹم ہوئے۔

فیض صاحب اقبال ہی کی طرح متاثر نظر آرہے تھے، پوچھا سلطان کے تعلق سے ہندو بھائیوں کے تاثرات کیا ہیں؟ کہیں اورنگ زیب اور ایسے ہی دوسرے مسلمان بادشاہوں کی طرح سلطان ٹیپو کو برا تو نہیں سمجھتے؟

نیلوفر نے سلطان کی رواداری کے تاریخی قصے سنائے، سلطان نے مندروں کو مالا مال کیا۔ سلطان کے بخشے ہوئے زرخیز کھیت اور سونے چاندی کے برتن آج بھی موجود ہیں۔ (۱) بلا ناغہ ہر دن اور خصوصاً عرس شریف میں ہزاروں عقیدت مند (ہندو مسلم) زیارت کے لیے آتے ہیں، سلطان کی اس رواداری اور نیک سلوک نے سلطان کے بعد راجاؤں کو بھی روادار بنایا، اور ہندو بھائیوں کو اس بات پر مجبور کیا کہ اقلیت کے ساتھ پیار و محبت کا سلوک کیا جائے۔ (۲) وہ سلطان کو شیر میسور کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

فیض صاحب بے حد متاثر نظر آرہے تھے، فرمایا میں یہاں بہت متاثر ہوا ہوں۔

فیض نے پروفیسر حبیب النسا بیگم صدر شعبہ اردو کے گھر پر کچھ ادبی، سماجی اور ثقافتی سوالوں کا جواب دیا اور پھر اپنا کلام سنایا، فیض سے علامہ اقبال کے بارے میں جو سوالات کیے گئے جن کا فیض نے جواب دیا، یہ ہے:

محترم بزرگ فقیر سیّد وحید الدین مرحوم مصنف روزگار فقیر نے راقم کے نام ایک کرم نامے میں تحریر فرمایا تھا کہ حضرت اقبال سے متعلق ایک دستاویزی فلم آپ کی شرکت یا تعاون میں تیار کررہے ہیں، ان کے وصال کے بعد اس فلم کا کیا بنا؟ فیض صاحب نے جلا ہوا سگریٹ پھینکتے ہوئے کہا، فلم تو بنی، اعتراضات بھی ہوئے اور یہ فلم فقیر صاحب کے انتقال کے بعد ان کے خاندان کے کس فرد کے حصے میں جائے گی اس کا ابھی تصفیہ نہیں ہوا۔ اب ہم نے قدم کے ساتھ بات بھی بڑھائی اور اپنی کتاب ''داستان از دکن آوردہ ام'' کا ذکر خیر کیا اور پوچھا: چودھری محمد حسین نے جنوبی ہند کا سفرنامہ لکھنا چاہا تھا، وہ ان کی زندگی میں اسے ترتیب دے سکے یا نہیں؟ فیض صاحب! اقبال کے اس شعر میں ''حرف شیریں'' سے کیا مطلب ہے؟

محمد بھی ترا جبریل بھی قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا

فیض صاحب قبلہ نے سگریٹ کا کش لیا اور پوچھا: اس حرف شیریں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے اپنا پرانا سبق دہرایا جس سے نیاز فتح پوری، غلام السیدین، رشید احمد صدیقی، رفعت، جگن ناتھ آزاد وغیرہ متفق تھے۔ حضرت فیض نے مسکرا کر فرمایا: ''جی ہاں! ''حرف شیریں'' سے مراد اقبال کا اپنا کلام ہی ہے۔

دعا

آئیے ہاتھ اٹھائیں ہم بھی
ہم جنہیں رسمِ دعا یاد نہیں
ہم جنہیں سوزِ محبت کے سوا
کوئی بت کوئی خدا یاد نہیں
آئیے عرض گزاریں کہ نگارِ ہستی
زہرِ امروز میں شیرینیِ فردا بھر دے
وہ جنہیں تابِ گراں باریِ ایام نہیں
ان کی پلکوں پہ شب و روز کو ہلکا کر دے
جن کی آنکھوں کو رخِ صبح کا یارا بھی نہیں
ان کی راتوں میں کوئی شمع منور کر دے
جن کے قدموں کو کسی رہ کا سہارا بھی نہیں
ان کی نظروں پہ کوئی راہ اجاگر کر دے
جن کا دیں پیرویِ کذب و ریا ہے ان کو
ہمتِ کفر ملے جرأتِ تحقیق ملے
جن کے سر منتظرِ تیغِ جفا ہیں ان کو
دستِ قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے
عشق کا سرِّ نہاں جان تپاں ہے جس سے
آج اقرار کریں اور تپش مٹ جائے
حرفِ حق دل میں کھٹکتا ہے جو کانٹے کی طرح
آج اظہار کریں اور خلش مٹ جائے

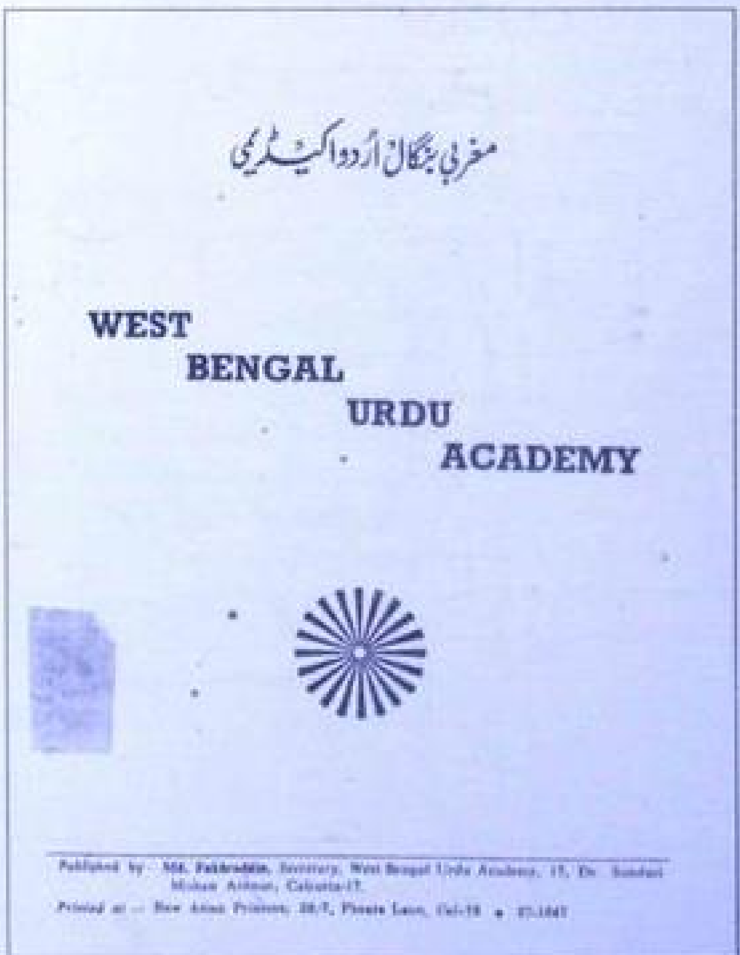

مغربی بنگال اردو اکیڈمی

WEST
BENGAL
URDU
ACADEMY

Published by : Md. Fakhruddin, Secretary, West Bengal Urdu Academy, 17, Dr. Sundari Mohan Avenue, Calcutta-17.
Printed at — New Asian Printers, 38/1, Pleasure Lane, Cal-19 • 27-1847

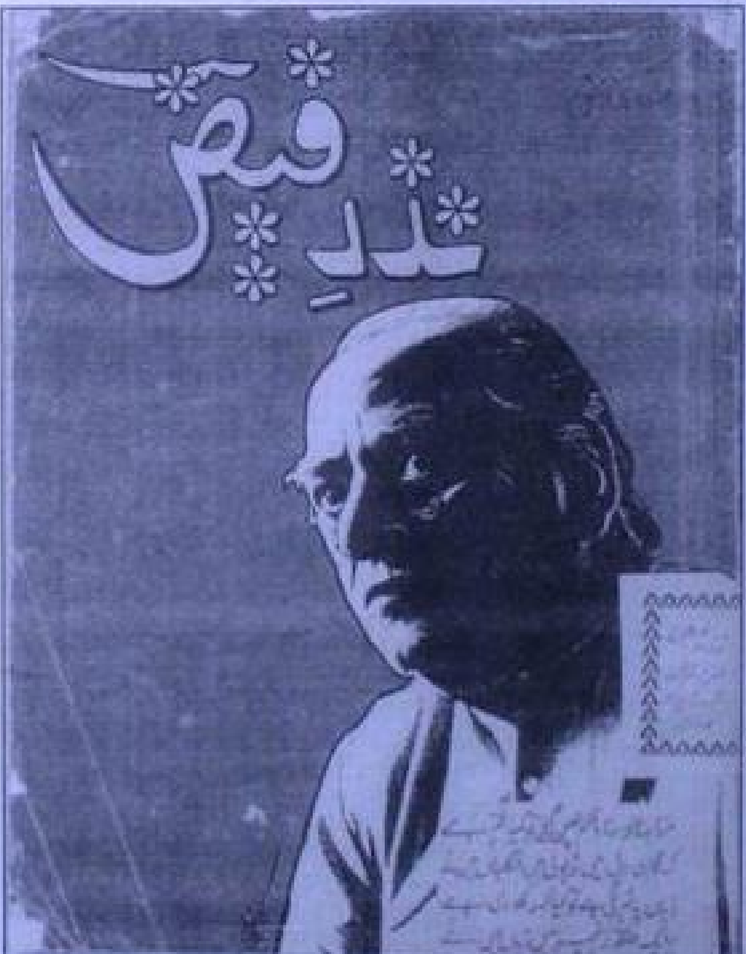

حرفِ چند

مغربی بنگال اردو اکیڈمی کی طرف سے جناب فیض احمد فیض کے استقبالیہ کے موقع پر "نذرِ فیض" کے نام سے یہ سہ لسانی مجلّہ پیش کرتے ہوئے ہمیں مسرت ہو رہی ہے لیکن ساتھ ہی اس کا بھی شدید احساس ہے کہ وقت کی تنگی کے باعث اس کی تیاری اور تکمیل میں خامیاں رہ گئی ہیں جس کے لئے ہم اپنے ناظرین سے معذرت خواہ ہیں۔

ہم نے اس مجلّے میں زیادہ سے زیادہ مواد جمع کرنے کی کوشش کی ہے پھر بھی ہمیں اعتراف ہے کہ حقِ فیض پوری طرح ادا نہیں ہو سکا ہے۔ فیض صاحب کی شخصیت، فن اور فکر و پیغام کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنا آسان نہیں ہے تاہم اگر اہلِ علم اور صاحبِ ذوق و نظر حضرات کی کچھ تسکین ہو سکی تو اسے ہم اپنی کامیابی تصور کریں گے۔

اس مجلّے میں فنِ کتابت کی کچھ خامیاں بھی رہ گئی ہوں گی اس کی وجہ یہ ہے کہ "نذرِ فیض" کے زیادہ تر حصوں کی کتابت اس اکیڈمی کے مرکزِ کتابت میں زیرِ تربیت کاتبوں نے کی ہے۔

اس استقبالیہ اور مجلّے کی تیاری میں ہمیں جن حضرات کا تعاون حاصل ہوا ہم ان کے تہِ دل سے شکر گزار ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

محمد فخر الدین
سکریٹری مغربی بنگال اردو اکیڈمی

خیر مقدم

پاکستان کے شہرۂ آفاق ترقی پسند اردو شاعر فیض احمد فیض تقسیمِ ملک کے بعد پہلی بار کلکتہ تشریف لائے ہیں۔ ان کی آمد افریشیائی یکجہتی کانفرنس کی سکریٹریٹ کی میٹنگ کے سلسلے میں ہوئی ہے جس کے ساتھ ہی ایک مجلسِ مباحثہ اور ایک مشاعرے کا بھی پروگرام ہے۔ اسی موقع پر مغربی بنگال اردو اکاڈمی نے ۲۰ اپریل ۱۹۸۱ء کو کلکتہ پارک سرکس میدان میں ایک استقبالیہ کا بھی اہتمام کیا ہے۔

فیض صاحب کی آمد کلکتہ کے ادبی حلقوں کے لئے مسرت کا پیغام لائی ہے۔ لوگ بڑی بے چینی کے ساتھ ۲۰ اپریل کا انتظار کر رہے ہیں جب انہیں فیض صاحب کو دیکھنے اور ان کا کلام سننے کا موقع ملے گا۔ بنگال کی دھرتی پر قدم رکھتے ہوئے فیض صاحب نے بھی اظہارِ شادمانی کیا ہے جس کی فضا میں قاضی نذر الاسلام اور رابندر ناتھ ٹیگور کے نغمے گونجتے ہیں۔

دیگر عظیم فنکاروں کی طرح فیض صاحب نے بھی زندگی اور انسانیت سے بھرپور محبت کی ہے اور اس "جرم" کی سزا بھی کاٹ چکے ہیں بلکہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ اس سزا کی میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ وہ بڑی حوصلہ مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

فیض کی حسنِ کاری

ڈاکٹر عبد الرؤف، شعبۂ اردو، کلکتہ یونیورسٹی

[illegible]

[illegible]

LEAVES OF GRASS

[illegible]

میں نے کبھی بھی اپنی ذات میں گم ہوں" وہ ماضی پرست نہیں بلکہ ماضی کی اقدار کو اپنائے ہوئے اس سے عہد جو ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اب پوری نظم ملاحظہ فرمائیے —

ہوئی پھر امتحانِ عشق کی تدبیر بسم اللہ
ہر اک جانب مچا کہرامِ دار و گیر بسم اللہ
گلی کوچوں میں بکھری شورشِ زنجیر بسم اللہ

درِ زنداں پہ بلوائے گئے پھر سے جنوں والے
دریدہ دامنوں والے پریشاں گیسوؤں والے
جہاں میں دردِ دل کی پھر ہوئی توقیر بسم اللہ
ہوئی پھر امتحانِ عشق کی تدبیر بسم اللہ

گنو سب داغ دل کے حسرتیں شوقیں نگاہوں کی
سرِ دربار پرسش ہو رہی ہے پھر گناہوں کی
کرو یارو شمارِ نالۂ شب گیر بسم اللہ

ستم کی داستاں کشتہ دلوں کا ماجرا کہیے
جو زیرِ لب نہ کہتے تھے وہ سب کچھ برملا کہیے
مصرِ محتسب رازِ شہیدانِ وفا کہیے

لگی ہے حرفِ ناگفتہ پر اب تعزیر بسم اللہ
سرِ مقتل چلو بے زحمتِ تقصیر بسم اللہ
ہوئی پھر امتحانِ عشق کی تدبیر بسم اللہ

اپنے دیباچے میں ایک دوسرے مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ "جو چیز دوسروں کو شکستہ اور ان کے عزم کو پست کر دیتی ہے وہی شاعر کیلئے ایندھن کا کام کرتی ہے۔ شاعری قیمت پر عزم ہوتی ہے۔ اس میں شکستگی کا دخل نہیں ہوتا۔ تعجب

۸

تاریکی، موت، خوف کو بڑی شاعری کا موضوع نہیں بنا سکتی" فیض احمد فیض آج بھی عہد کے ساتھ ہم آواز ہیں اور جبر و استبداد ظلم میں کو عہد تھا۔ جس کے الفاظ نے ہر عہد میں ... اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کو اپنے کو بھی انسانیت سے محبت ہے۔ یہ محبت ان کی رگ رگ میں، یہ پاس گی ہے بقول اقبال —

آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحرگاہی کا نم

ظلم کے خلاف احتجاج اور انسانیت کی شاعری کا موضوع ہے۔ مارکسزم کا ان میں یہ کچھ اثر بھی ہے کہ استحصال اور طبقاتی کشمکش کو ختم کر کے اس پسے ہوئے انسان کو آزادی کی راہ سے ہٹانا چاہیے جو اسے انسان بننے سے روکتی ہے۔ ان کی طاقتوں کے خلاف وہ ظلم اور ناانصافی کے نتیجے میں اس سماج میں رہتے ہیں۔ وہ شیعت لازم کے ساتھ نظر آتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے وقت کا ادارہ پیدا کرنا ان کے شعر میں ایک اہم جزو ہے۔

اپنی ایک دوسری نظم "دو آوازیں" میں انہوں نے منفی اور مثبت قدروں کا ایک رزم نامہ لکھا ہے جس سے ان کی اپنی سوچ کی ترجمانی ہوتی ہے۔

پہلی آواز فیض صاحب سے کہتی ہے کہ کوشش کا اب کوئی امکان باقی نہیں رہا۔ پرواز تخیل کے لئے فضاؤں میں کوئی جگہ نہیں رہی۔ تاروں پر کمند پھینکی جا چکی ہے، چاند کو تسخیر کیا خواب و خیال ہے۔ فردا کا خیال جھوٹا ہے وہ ایک جھوٹا خواب ہے جس سے ناداں دل بہلایا جاتا ہے۔ انسان کے لئے جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ صرف اتنا ہے —

اک موت کا دھندا باقی ہے جب چاہیں گے نپٹا لیں گے
یہ تیرا کفن، وہ میرا کفن، یہ میری لحد، وہ تیری ہے

دوسری آواز فیض کے شعور کی آواز ہے جس میں انسانیت پر یقین رکھنے کے نتیجے میں شگفتگی کے ساتھ ایک چمک پیدا ہو گئی ہے۔ یہ جواب دیتی ہے —

ہستی کی متاعِ بے پایاں، جاگیر مری ہے نہ تیری
اس بزم میں اپنی مشعلِ دل بسمل ہے تو کیا، رخشاں ہے تو کیا

۹

یہ بزم چراغاں رہتی ہے اک طاق اگر ویراں ہے تو کیا
افسردہ ہیں گر ایام ترے بدلا نہیں مسلکِ شام و سحر
ٹھہرے نہیں موسمِ گل کے قدم قائم ہے جمالِ شمس و قمر
آباد ہے وادیٔ کاکل و لب شاداب و حسیں گلگشتِ نظر
مقسوم ہے لذتِ دردِ جگر موجود ہے نعمتِ دیدۂ تر

اس دیدۂ تر کا شکر کرو اس ذوقِ نظر کا شکر کرو
اس شام و سحر کا شکر کرو اس شمس و قمر کا شکر کرو

پہلی آواز ایک فرد کی مایوسی کے عالم میں کہے گئے الفاظ ہیں جب کہ دوسری آواز ... اور جب تک وہ جیتا ہے اس میں کچھ ہے ... یہ دنیا، شاعر کو ... اور دوسری آواز اس کی ... زندگی ہے ... اور شاعر سرخرو ہو، سماج قائم رہے، اور اس کی اولاد بھی وہاں جائیں گے۔

دوسری آواز جواب دیتی ہے —

ہیہات سلامت ہیں جب تک اس دل میں حرارت ہے جب تک
اس دل میں صداقت ہے جب تک اس نطق میں طاقت ہے جب تک
ان طوق و سلاسل کو ہم تم سکھلائیں گے شورشِ بربط و نے
وہ شورش جس کے آگے زبوں ہنگامۂ طبلِ قیصر و کے
آزاد ہیں اپنے فکر و عمل، بھرپور خزینہ ہمت کا
اک عمر ہے اپنی ہر ساعت، امروز ہے اپنا ہر فردا
یہ شام و سحر، یہ شمس و قمر، یہ اختر و کوکب اپنے ہیں
یہ لوح و قلم، یہ طبل و علم، یہ مال و حشم سب اپنے ہیں

شاید دونوں آوازوں کا خطاب غالب مغرب کے نقطوں میں جکڑا ہوا دکھائی پڑتا تھا۔

شاعری عبارت ہے جمالیاتی شعور سے۔ یہ شعور اور دور میں بدلتا رہتا ہے۔ لیکن شاعری میں زیادہ سے زیادہ پابندیاں ہیں کہ اظہار کا سلیقہ چاہتا ہے۔ جمالیاتی شعور کو اس طرح سمجھئے کہ شاعری معنی اور حسنِ بیان کا ایک خوبصورت مرقع ہے۔ بعض کامیاب شاعری ... معنی کی بلندی اور حسن ... ہے۔ لیکن ... انگریزی میں اس کی اچھی مثال ... کی شاعری اور اردو میں غالب اور اقبال کی شاعری ہے۔ دراصل کامیاب ترین شاعر وہ ہے جس کے کلام میں حسن بیان اور

۱۰

گویا معنی دونوں اس طرح آپس میں پیوست ہوں کہ وہ شاعر کی ذات میں جا ملیں۔ انگریزی میں اس کی بہترین مثال کیٹس کی شاعری ہے۔ اردو میں غالب ... اور فارسی میں حافظ شیرازی کے کلام میں یہ کیفیت ... کمال تک پہنچا ہوا نظر آتا ہے۔ جہاں سے اب تک معیارِ حسن سیکھا جاتا رہا ہے۔

ادب میں حسن کا فقدان ہمارے عہد کا المیہ ہے۔ یہ فقدان صرف ہماری زبان ہی میں نہیں بلکہ دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی نمایاں ہے۔

منجملہ دیگر اسباب کے اس کا ایک بڑا سبب دوسری جنگِ عظیم کے بعد کی تاریکی اور سرمایہ دارانہ استبداد کے سنگین ہاتھ ہیں۔ فرد اور سماج کے درمیان اجنبیت کی دیوار حائل ہوتی ہے اور روز بروز پھیلتی اور بڑھتی جا رہی ہے فرد سماج سے کٹتا جا رہا ہے۔ وقت کے جبر و استبداد کے درمیان فیض نے انسان سے قریب تر ہو کر ان کی جد و جہد جاری رکھی کیونکہ انسانی اخلاق کے حسن کا فقدان صرف انسان سے قریب رہ کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ فیض کے شعری کلام کا راز ان کی انسانیت دوستی میں ڈھونڈنا چاہیے۔ ان کی عظمت اور محبت کے ... کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے اور شعر و ادب کی ترجمانی کے سلسلے میں ہمارا ... عہد میں ... کو بھی ... ان کی ذات میں ... کلام فیض سے ... حقیقت ... جمالیات سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔

فیض احمد فیض ایک عظیم شاعر ... ترقی پسند تحریک سے ... وابستہ رہے ہیں لیکن وہ اپنی شاعری کو منفی کیفیات و نظریات کی ترویج کا ذریعہ ... نہیں بناتے۔ البتہ انہوں نے اس تحریک کے پیام کو تمام تر شعری لوازمات کے ساتھ اپنی نظموں اور غزلوں میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ... کامیاب نظر آتے ہیں۔ شعر و ادب کے دیگر مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے طبیعت کو انبساط اور روح کو طمانیت حاصل ہو۔ فیض کا کلام اس باب میں کوئی مثال نظر آتا ہے —

تمہاری یاد کے جب زخم بھرنے لگتے ہیں

ان کی شاعری اجتماعی شعور کا ایک حصہ ہے ... اعلیٰ اقدار کی پاسداری کا ... اپنی انفرادیت کو پیش کیا ہے ... اصل میں انفرادیت اور اجتماعیت کی بنیاد ہے۔ جو مسرت کے ساتھ تکمیل کی طرف چلی جا رہی ہے۔

۱۱

فیض احمد فیض بھوپال میں

سید ممتاز علی تصور

اخبارات نے اطلاع دی کہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۷۸ء کو برصغیر ہند و پاک کا ایک نامور عظیم ترقی پسند شاعر حضرت فیض احمد فیض بھوپال آ رہے ہیں اور اسی دن شام کو شگوفہ رنجن میں مدھیہ پردیش اردو اکادمی، کلا پریشد اور ساہتیہ اکادمی کی طرف سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ اسی جلسہ میں حضرت فیض اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ فرمائیں گے۔ پروگرام کے مطابق جلسہ کی صدارت وزیر اعلیٰ جناب ویریندر کمار سکلیچہ نے کی۔ وزیر انچارج اردو اکادمی ہری بھاؤ جوشی جی نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: "آج بھوپال کے شہریوں کے لئے بہت فخر کا دن ہے کہ ہمارے درمیان اردو دنیا کے صف اول کے شاعر اور زندہ دل انسان فیض احمد فیض موجود ہیں۔ ان کا بہت دن سے انتظار تھا۔ صد سالہ جشن اقبال کے سلسلے میں جو مشاعرہ اور سمپوزیم ہم نے منعقد کیا تھا اس وقت بھی ہم نے چاہا تھا کہ فیض صاحب تشریف لائیں۔ اس کی کوشش بھی کی گئی تھی۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ شری باجپئی جب پاکستان گئے تھے تو انھوں نے فیض صاحب کو دعوت دی تھی اور فیض صاحب نے آنے کا وعدہ بھی کر لیا تھا مگر کچھ وجوہ سے وہ اس وقت نہ آ سکے۔ حضرت فیض نے نہ صرف ہمارے پچھلے دعوت نامے کو یاد رکھا بلکہ وہ اپنے وعدہ کو بھی نہیں بھولے۔ جیسے ہی ان کے آنے کی اطلاع ملی ہم نے درخواست کی جو فوراً فیض صاحب نے منظور کر لی۔ اردو اکادمی، کلا پریشد اور ساہتیہ پریشد اور خصوصاً شہر بھوپال کے شہریوں کی طرف سے ہم فیض صاحب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔"

وزیر اعلیٰ شری سکلیچہ نے اردو اکادمی، کلا پریشد اور ساہتیہ پریشد کی طرف سے فیض صاحب کا خیر مقدم کیا۔ اپنی تقریر میں انھوں نے فرمایا: "فیض صاحب نے دعوت قبول فرما کر ہمیں اور بھوپال کے باشندوں کی عزت بڑھائی ہے۔ جہاں تک چار چاند لگانے کا سوال ہے تو اس جلسہ میں پروگرام میں چار چاند تو فیض صاحب کے تشریف لانے سے ہی لگ گئے۔ فیض نے پہلے بھی جشن اقبال اور مشاعرے سے دلچسپی کا اظہار کیا تھا اور اب وہ ہماری خوش قسمتی سے خود تشریف لے آئے ہیں۔ اس لئے ان کی حیات افروز شاعری سے مستفیض ہونے کا ہم کو موقع ملا ہے۔ میں مدھیہ پردیش کے شہریوں کی طرف سے فیض صاحب کا خیر مقدم کرتا ہوں۔"

وزیر اعلیٰ کی استقبالیہ تقریر کے بعد جناب محسن علی صاحب سکریٹری اردو اکادمی نے اکادمی کی جانب سے سپاس نامہ پڑھ کر سنایا۔

کلا پریشد کے سکریٹری کی درخواست پر جناب فیض مائک پر تشریف لائے اور فرمایا: "وزیر اعلیٰ صاحب، وزیر اردو اکادمی اور میرے دوستو! میرا کام اگرچہ الفاظ سے بازی گری کرنا ہے مگر کبھی کبھی ایسے موقعے آ جاتے ہیں کہ الفاظ بھی اظہار نہیں کر پاتے ہیں۔ یہ ایسا ہی موقع ہے کہ میں الفاظ نہیں پاتا ہوں کہ آپ کے خلوص اور محبت کے لئے ممنونیت کس طرح ظاہر کروں۔ آپ کے حسین اور تاریخی شہر بھوپال کو ۳۵ سال پہلے سرسری طور پر دیکھا تھا، پھر دیکھنے کی آرزو تھی۔ بھوپال کی ثقافتی روایات نہایت اہم اور قابل قدر ہیں۔ آپ کے شہر نے اقبال کی میزبانی کی تھی، ان کے آخری مجموعوں کا کلام بھی بھوپال میں لکھا گیا ہے۔ ان حقائق نے بھوپال کو بڑی عظمت بخشی ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ بھوپال اردو لکھنے والوں کا تیرتھ ہے۔ سارے دوستوں کے لئے اس شہر کا درجہ مقدس مقام کا ہے۔ میرے لئے یہاں آنا لطف صحبت کے علاوہ تیرتھ یاترا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر نے بہت سے لکھنے والے پیدا کئے ہیں۔ پاکستان میں بھی محسن بھوپالی ہیں، صہبا ہیں۔ اہم ترین بات تو یہ ہے کہ بہت زمانے کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ملنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ ... ہے۔ اب تعلقات، ارتباط اور تکلف کا یہ سلسلہ اور آگے بڑھے گا۔ میری دلی آرزو ہے کہ یہاں کے اہل قلم وہاں آئیں اور وہاں کے بھی یہاں آتے رہیں۔ میں آپ کے خلوص کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔" دوران تقریر حضرت فیض نے ایک دلچسپ واقعہ اسکو سے [illegible] ہوائی جہاز کے [illegible] فیض صاحب سے [illegible]

ہیں کون ہیں۔ جب انھوں نے ان میں کوئی بھی نہ ہونے کا ذکر کیا تو حیرت سے پوچھنے لگے آپ آدمی کیسے پہچانے گئے اور آئے ہیں۔ فیض صاحب نے جواب دیا: "میں ایک شاعر اور محبت کرنے والا دوست ہوں، وہاں کے دوست کو پہچانے دوست آئے ہیں۔"

۱۶ر ستمبر ۱۹۷۸ء کی شام کو مدھیہ پردیش کلا پریشد میں بھی فیض صاحب کا استقبال کیا گیا۔ پریشد کے گلوکاروں نے فیض صاحب کے کلام کو سنگیت داروں میں سنا کر ذوق سماعت پر جادو کیا۔ لوگ جھوم اٹھے۔

سکریٹری پریشد نے ادب، شاعری اور فنون لطیفہ میں آزادی کے بعد پاکستان میں جو ترقی ہوئی ہے اس پر روشنی ڈالنے کی درخواست کی۔ یہ بھی کہا کہ بھارت میں نثر اور نئی شاعری کا بہت زور ہے۔ پاکستان میں کیا حال ہے۔

فیض صاحب نے بڑی تفصیل سے معلومات فراہم کیں۔ حالانکہ ابتدا میں انھوں نے کہا: "ہمارا کام تو لکھنا ہے۔ رائے ظاہر کرنا دوسروں کا کام ہے۔ ادیبوں نقادوں کا۔ پھر بھی مجھے جو کچھ معلوم ہے عرض کئے دیتا ہوں۔" پاکستان میں آزادی سے پہلے ملک آزادی سے کچھ دن بعد تک صرف اردو میں لکھا جاتا تھا۔ علاقائی زبانوں میں تعلیم صرف پانچویں جماعت تک دی جاتی تھی۔ ان زبانوں میں کتابیں بھی نہیں چھپتی تھیں۔ لیکن اس وقت خوشحال خان خٹک اور شاہ عبد اللطیف کو پڑھتے تھے۔ مگر اب کافی عرصے سے علاقائی زبانوں میں بھی لوگ لکھنے لگے ہیں۔ شیخ ایاز سندھی زبان کے اچھے شاعر اور سندھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں۔ اسی طرح گل خان نصیر بلوچی زبان کے اچھے شاعر ہیں اور پچھلی حکومت میں وزیر رہ چکے ہیں۔ عبد الغنی خان اور اجمل خٹک پشتو کے اچھے شاعر ہیں۔ پنجابی زبان کے مشہور اچھے شاعر استاد دامن ہیں۔

نثر کے بارے میں روشنی ڈالتے ہوئے انھوں نے فرمایا: "پہلے کہانیوں کا بہت رواج تھا مگر اب ناولوں کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ ناول 'خدا کی بستی' اتنا مقبول ہوا کہ اسے ٹیلی ویژن پر بھی دکھایا گیا۔ اسی طرح 'اداس نسلیں' اچھا ناول ہے۔ اس میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ ہندوستان سے پاکستان جانے والے ناول نگاروں میں خدیجہ مستور بہت مشہور ہیں۔ انھوں نے یہاں کی زندگی کی تصویر کھینچی ہے۔ محمود خالد نے 'قاتل دائرہ' لکھ کر حقیقت نگاری میں شہرت حاصل کی ہے۔ ڈکنس کی طرز پر کردار نگاری کی طرف توجہ ہے۔ تحریری کارٹون یعنی کیری کیچر CARE CATURES کھینچنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً پیر صاحب، ڈاکٹر صاحب کے تحریری کارٹون ہیں۔

ڈرامہ پاکستان میں نہ ہونے کے برابر تھا یعنی صرف ایک پرانا ڈرامہ 'انار کلی' تھا۔ اسٹیج ہی نہیں تھا تو اسٹیج کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ریڈیو کی ابتدا سے ڈرامہ کو بھی کافی ترقی ہوئی۔ اچھے ڈرامے لکھے جانے لگے۔ ریڈیو کے ذریعہ ہی لکھے۔ ۱۹۶۰ء میں آرٹس کونسل کی تشکیل ہوئی۔ مگر سال چھ مہینے میں ڈرامہ اسٹیج کرنے کی نوبت آئی تھی۔ یہ ادارہ جب ہم کو دیا گیا تو باقاعدہ کام شروع کیا گیا۔ شروع میں ترجمہ اور ADAPTATION کا کام چلا گیا۔ ایک یہ بھی دقت تھی کہ لڑکیوں کا اسٹیج پر آ کر ایکٹنگ کرنا شریفانہ فعل نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ہم لوگ اپنی بیٹیوں کو اسٹیج پر لائے۔ کچھ دنوں کے بعد عوام کی ذہنیت بدل گئی، اور ڈرامہ میں پارٹ لینا شریفانہ فعل سمجھا جانے لگا۔ ٹیلی ویژن شروع ہو گیا۔ اس نے ڈرامے کو اور بھی ترقی پہنچا دیا۔ ٹیلی ویژن پر ڈرامہ بڑا تفریحی اور کامیاب ہوتا ہے۔ پاکستان کی سرحد کے پاس واقع ہندوستان کے علاقے بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے فیض صاحب نے کہا: "اقبال کی شاعری کی ترقی پسندوں نے کاشت کی۔ پھر ترقی پسندوں نے جدید شاعری کا آغاز کیا۔ روایت کم ہو گئی، انحراف کیا ہے۔ نئے تجربے ہو رہے ہیں۔ احسن علی خان کی غزل لکھتے ہیں۔ روایت چھوڑ کر نئی زبان نیا انداز بیان اختیار کرتے ہیں۔

پاکستان میں تجربے بھی ہیں لیکن ان کو قبول عام حاصل نہیں ہے۔ دس بارہ سال پہلے ان لوگوں نے شروعات کی تھی۔ ان میں کچھ تو واقعی ایسے تھے جو نئی باتوں، نئی طرز، نئے موضوعات پر سنجیدگی سے غور کرتے تھے۔ ان کی نظر میں پرانے اسلوب کو چھوڑنے کا معقول جواز تھا۔ مگر ان لوگوں میں کچھ مغرب زدہ لوگ بھی تھے جو انگلینڈ، فرانس، امریکہ جا چکے تھے۔ وہ صرف ان ملکوں کی نقالی کو ہی جدید شاعری سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ یہ لوگ کمرے میں بیٹھ کر من ترا حاجی بگو کے مصداق صرف اپنا جی بہلا لیتے ہیں اور سب پر ان کا کچھ اثر نہیں۔

یہاں ہندوستان میں تو نثری نظم شروع ہو گئی ہے۔ یہ ابھی پاکستان نہیں پہنچی ہے۔ روایت سے نکلنے کے لئے بھی روایت سے پوری آگاہی، نئے موضوعات کا غور و فکر، اسلوب پر پوری گرفت ضروری ہوتی ہے۔"

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

جشنِ فیض

۲۸ر اپریل ۱۹۸۱ء

۱۹۱۱ء پیدائش سیالکوٹ (پنجاب پاکستان میں)
۱۹۲۹ء پہلی نظم کہی
۱۹۳۳ء پہلا مضمون چھپا
۱۹۳۵ء انگریزی کے لیکچرار ہوئے (امرتسر میں)
۱۹۳۸ء ادبِ لطیف کے مدیر ہوئے
۱۹۴۱ء شادی ایلس جارج سے، نیا نام کلثوم
۱۹۴۱ء نقشِ فریادی (نظموں کا مجموعہ) چھپا
۱۹۴۷ء پاکستان ٹائمز اور امروز کے مدیر ہوئے
۱۹۵۱ء گرفتار ہوئے
۱۹۵۲ء دستِ صبا (نظموں کا مجموعہ) چھپا
۱۹۵۵ء جیل سے رہائی
۱۹۵۶ء زنداں نامہ چھپا
۱۹۵۸ء دوبارہ گرفتاری اور جیل
۱۹۵۸ء پہلی بار ماسکو گئے
۱۹۶۲ء لینن امن انعام
۱۹۶۳ء میزان مضامین کا مجموعہ
۱۹۶۴ء دستِ تہِ سنگ
۱۹۷۱ء سرِ وادیٔ سینا
۱۹۷۱ء صلیبیں مرے دریچے میں
۱۹۷۲ء قومی ادبی اکادمی پاکستان کے صدر
۱۹۷۳ء متاعِ لوح و قلم چھپا
۱۹۷۸ء شامِ شہرِ یاراں چھپا
۱۹۷۸ء افرو ایشیائی ادیبوں کی کانفرنس کے ترجمان "لوٹس" کی ادارت

مدھیہ پردیش اردو اکادمی بھوپال

سپاس نامہ، پوسٹر اور کیلنڈر کی فراہمی کے لیے ہم برادرم محسن بھوپالی کے شکر گزار ہیں۔ (صبا)

فیضِ اقبال فیض کی نظم میں

وصی محمد

فیض صاحب کی ایک نظم ہے جس کا عنوان ہے "کتّے"۔ نظم یوں ہے ؎

یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتّے
کہ بخشا گیا جن کو ذوقِ گدائی
زمانہ کی پھٹکار سرمایہ ان کا
جہاں بھر کی دھتکار ان کی کمائی
نہ آرام شب کو نہ راحت سویرے
غلاظت میں گھر نالیوں میں بسیرے
جو بگڑیں تو اک دوسرے سے لڑا دو
ذرا ایک روٹی کا ٹکڑا دکھا دو
یہ ہر ایک کی ٹھوکریں کھانے والے
یہ فاقوں سے اکتا کے مر جانے والے
یہ مظلوم مخلوق گر سر اٹھائے
تو انسان سب سرکشی بھول جائے
یہ چاہیں تو دنیا کو اپنا بنا لیں
یہ آقاؤں کی ہڈیاں تک چبا لیں
کوئی ان کو احساسِ ذلت دلا دے
کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلا دے

بظاہر تو یہ نظم بھی "کیوں نہ جہاں کا غم اپنا لیں" والے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ لیکن اس نظم کی ترتیب، آہنگ، وفور، جوش و خروش، سوز و ساز، تندی و تیزی جو کچھ بھی ہے وہ سب حکیم مشرق کی نظم طارق کی دعا سے ماخوذ ہے۔ طارق کی دعا یہ ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ گدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے
کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں نظر میں اذانِ سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انہی کے جگر میں
کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کر دے

اب آپ ان دونوں نظموں کو اس طرح پڑھ کر دیکھیں

اقبال: یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ گدائی
فیض: یہ گلیوں کے آوارہ بے کار کتّے
کہ بخشا گیا جن کو ذوقِ گدائی
اقبال: دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
فیض: زمانہ کی پھٹکار سرمایہ ان کا
جہاں بھر کی دھتکار ان کی کمائی
اقبال: دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی
فیض: نہ آرام شب کو نہ راحت سویرے
غلاظت میں گھر نالیوں میں بسیرے
اقبال: شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی
فیض: جو بگڑیں تو اک دوسرے سے لڑا دو
ذرا ایک روٹی کا ٹکڑا دکھا دو
اقبال: خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے
قبا چاہیے اس کو خونِ عرب سے
فیض: یہ ہر ایک کی ٹھوکریں کھانے والے
یہ فاقوں سے اکتا کے مر جانے والے
اقبال: کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں نظر میں اذانِ سحر میں
فیض: یہ مظلوم مخلوق گر سر اٹھائے
تو انسان سب سرکشی بھول جائے
اقبال: طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ سوز اس نے پایا انہی کے جگر میں
فیض: یہ چاہیں تو دنیا کو اپنا بنا لیں
یہ آقاؤں کی ہڈیاں تک چبا لیں
اقبال: دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں
فیض: کوئی ان کو احساسِ ذلت دلا دے
کوئی ان کی سوئی ہوئی دم ہلا دے

فیض صاحب کی اس نظم میں گدائی کی قلب ماہیت گدائی کے ساتھ بہت معنی خیز ہے۔ اسی طرح نعرۂ لاتذر اور سوئی ہوئی دم کا ملانا اپنے اندر ایک کیفیت رکھتا ہے۔ اگر فیض صاحب کی نظم کو ذرا غور سے پڑھا جائے تو پیروڈی کا لطف بھی آ سکتا ہے لیکن یہ نظم پیروڈی نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں؟ فیض صاحب اس طرح کے شاعر تو نہیں جو کسی نظم کا چربہ اتار دیں اور وہ بھی حکیم مشرق کی مشہور نظم کا۔

قیاس ہے ایسا لاشعوری طور پر ہوا ہوگا یا یہ ہوا ہو گا کہ فیض صاحب نے اپنی شعوری

مُراسلات

فیض کی ایک نظم

مکرمی تسلیم۔ روزنامہ سیاست مورخہ ۲۲ر ستمبر ۵۵ء جناب فیض احمد فیض کی ایک نظم بعنوان "یاد" نظر سے گزری۔ جو درج ذیل ہے۔

یاد

دشتِ تنہائی میں اے جانِ جہاں لرزاں ہیں
تیری آواز کے سائے ترے ہونٹوں کے سراب
دشتِ تنہائی میں دوری کے خس و خاک تلے
کھل رہے ہیں ترے پہلو کے سمن اور گلاب
اٹھ رہی ہے کہیں قربت سے تری سانس کی آنچ
اپنی خوشبو میں سلگتی ہوئی مدھم مدھم
دور — افق پار چمکتی ہوئی قطرہ قطرہ
گر رہی ہے تری دلدار نظر کی شبنم
اس قدر پیار سے اے جانِ جہاں رکھا ہے
دل کے رخسار پہ اس وقت تری یاد نے ہات
یوں گماں ہوتا ہے گرچہ ہے ابھی صبحِ فراق
ڈھل گیا ہجر کا دن آ بھی گئی وصل کی رات

نظم زیر نظر کے پہلے دو بند زبان و بیان، روزمرہ و محاورہ سے قطع نظر تشبیہ و تخیل کے لحاظ سے بھی تعجب خیز و حیرت انگیز نظر آئے۔ اگر یہ ادب میں ایجاد و اضافہ ہے تو ایجاد بندہ اگرچہ ...... والی بات تو نہیں؟

موصوف دورِ حاضر کے گنے چنے شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے سمجھا کہ ہو نہ ہو یہ میری ہی فہم کا قصور ہے۔ میں ایک طالب علم ہوں۔ شعر و ادب سے بھی تھوڑی بہت دلچسپی ہے۔ تک بندی بھی کر لیا کرتا ہوں۔ اس لئے آپ کی ادب دوستی سے توقع ہے کہ زیر بحث مقامات نظم پر روشنی ڈال کر میرے شبہات کو رفع فرمایا جائے گا۔ اور اگر میرے اعتراضات درست ہیں تو ایسی شاعری، ایسی جدتوں اور اس طرح کے زبان و بیان پر سخت تنقیدیں ہونی چاہئیں کہ ہم طالب علم اعتبار نام کے رعب میں غلط راہ پر نہ پڑ جائیں اور نتیجہ میں اردو زبان، ادب و شاعری ہی بے معنی و مہمل ہو کر نہ رہ جائے۔

"آواز کے سائے"؟ آواز ایک غیر مرئی شے ہے۔ سایہ کسی جسم کا ہوا کرتا ہے۔ نیز آواز کا تعلق سماعت سے ہے اور سائے کا بصارت سے۔ ایسی صورت میں آواز کے سائے کی ترکیب کہاں تک درست ہے اور اس سے شاعر کی کیا مراد ہے؟ آج تک دیوار، جھاڑ، پہاڑ کا سایہ، خواب و خیال کی پرچھائیاں تو سننے میں آئیں۔ لیکن آج آواز کے سائے بھی دیکھنے میں آرہے ہیں۔ اسی طرح "ہونٹوں کے سراب"! سراب کے لغوی معنی بھلا فریب بھی کرلئے جائیں تو ہونٹوں کے فریب سے شاعر کا کیا مقصد ہے اور اگر کچھ ہے تو کیا وہ اپنے مافی الضمیر کو مناسب و موزوں الفاظ میں ادا کر رہا ہے؟ یہ تشبیہ ہے، استعارہ ہے، کنایہ ہے، توجیہ ہے؟ غرض کیا ہے؟ اور اس آواز کے سائے اور ہونٹوں کے سراب کا دشت تنہائی میں لرزاں ہونا کس منظر کی عکاسی کرتا اور کس جذبہ کو اُجاگر کرتا ہے۔ قابل غور ہے!

اسی بند کے تیسرے اور چوتھے مصرع میں "دوری کے خس و خاک تلے" پر نظر ڈالئے۔ محاورہ "خس و خاشاک" ہے۔ شاید ضرورت شعری نے خس کو باقی رکھا اور خاشاک پر خاک ڈال دی۔ جانے دیجئے محاورہ اور روزمرہ پر بھی خاک ڈالئے۔ سمن اور گلاب کو خاک سے نہیں، خاک پر نہیں، بلکہ خاک تلے کھلا کر تو واقعی شاعر نے کمال ہی کر دیا۔ اور اس کے آگے لطف کی بات تو یہ ہے کہ یہ سمن اور گلاب کسی درخت اور باغ کے نہیں۔ بلکہ محبوب کے پہلو کے سمن اور گلاب ہیں۔ شاعر نے غالباً جدت فکر کے اظہار میں "گلستاں بکنار" کی اس طرح مٹی پلید کی کہ پہلو کے سمن اور گلاب دوری کے خس و خاک تلے کھلا ڈالے۔

اس کے بعد دوسرے بند پر آئیے تو فرماتے ہیں کہ قریب سے محبوب کی سانس کی آنچ اٹھ رہی ہے اور وہ خوشبو میں سلگتی ہوئی اٹھ رہی ہے اور نہایت مدھم مدھم اٹھ رہی ہے۔ جوش ملیح آبادی کی تازہ نظم "چنا جور گرم بابو میں لایا مزے دار چنا جور گرم" کی طرح گرما گرم بھی ہے اور سوندھی سوندھی خوشبودار بھی ہے۔ سانس کو گرم تو کہا جا سکتا ہے۔ معطر اور خوشبودار بھی کہا جا سکتا ہے۔ مگر سانس کی آنچ خوشبو میں سلگتی ہوئی، "اٹھتی ہوئی" تو آج تک نہ دیکھی نہ سنی۔

اور اس کے آگے "دور — افق پار چمکتی ہوئی قطرہ قطرہ" "دلدار نظر" کی شبنم "افشانی" کیا کہئے! دلدار نظر کی شبنم کے اور اس کے تقاطر کے!

سانس قریب اور دلدار نظر "دور" پھر وہ بھی افق پار دور! ذرا غور فرمائیے کہ کیسا عجیب و غریب محبوب ہے کہ سانس کی آنچ تو نہایت قریب اور نظر دور افق پار۔

کتنا خوشنما ہے وہ جانِ جہاں کو اپنی سانس کی آنچ کو جو خوشبو میں آہستہ آہستہ سلگ کر اٹھ رہی ہے۔ محفوظ و مامون رکھنے کے لئے دلدار نظر کی شبنم کو افق پار گرا رہا ہے۔ اور وہ بھی قطرہ قطرہ مبادا کہ آنچ کہیں بجھ جائے۔ بیک وقت قرب و بعد کا یہ نظارہ لائق دید بھی ہے اور قابل داد بھی!

اب آخری بند کے دوسرے مصرع میں تو انتہا ہی ہو گئی کہ حضرت دل کے گال پر "یاد" صاحب نے تھپکیاں لے دے کر صبح فراق کو وصل کی شام نہیں، وصل کی رات بنا دیا۔ چلو نظم تمام ہوئی۔

محمد شمس الدین تاباں۔ (حیدرآباد دکن)

فیض کی نظم "یاد" کے بارے میں

(بہ سلسلہ گذشتہ)

سلامت اللہ خاں شعبۂ انگریزی مسلم یونیورسٹی

"قرب اور بعد" کی اسی کیفیت کو ڈون، نے اپنی نظم ABSENCE میں اس طرح بیان کیا ہے۔

IN SOME CORNER OF MY BRAIN

THERE I EMBRACE AND THERE I KISS HER

AND SO ENJOY HER AND SO MISS HER

(۳) خس و خاک کا محاورہ یقیناً غلط ہے۔ معلوم نہیں ضرورت شعری کی بنا پر تبدیلیاں کس حد تک جائز ہیں لیکن جو بات فیض کہنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ "پہلو کے سمن اور گلاب" "دشت تنہائی" میں بھی کھلتے ہیں۔ حالانکہ محبوب کی دوری سے وہ کہر آلود، غبار آلود یا دھندلے ہیں "خس و خاک تلے" سے مراد غبار آلود ہے۔ خاک سے یا خاک پر سمن اور گلاب کے اگنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) "پہلو کے سمن اور گلاب" پر اعتراض ہے کہ یہ سمن اور گلاب کسی درخت اور باغ کے نہیں ہیں۔ یہ اعتراض انتہائی غیر شاعرانہ ہے۔ مجاز کا مصرعہ ہے:

"مہکیں ترے عارض کے گلاب اور زیادہ"

اگر عارض کے گلاب کھلتے ہیں اور مہک سکتے ہیں (یا اگر نظروں کے جام چھلک سکتے ہیں) تو محبوب کے پہلو کے سمن اور گلاب میں کیا برائی ہے۔ "گلستاں بکنار" بھی تو جسمانی طور پر ناممکن ہے۔ محبوب کے نرم و نازک پہلو کو واضح کرنے کے لئے سمن اور گلاب کا استعمال کیا گیا ہے۔

(۵) دوسرے بند میں بھی اسی قرب و بعد کے تسلسل کو قائم رکھا گیا ہے جو دراصل پوری نظم کی جان ہے۔ فیض کی نظریں خلا کو گھور رہی ہیں یا افق پر جمی ہوئی ہیں (جیسا کہ تنہائی میں اکثر ہوتا ہے) ان کا محبوب ان سے دور بھی ہے اور قریب بھی یعنی جسمانی طور پر تو وہ دور ہے لیکن شاعر کے تخیل میں اس سے بہت قریب ہے محبوب کے معطر سانس کی آنچ اسی قرب کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کا اظہار "حبیب عنبر دست" میں فیض نے اس طرح کیا ہے کہ

ابھی ابھی کوئی گزرا ہے گل بدن گویا
کہیں قریب ہے گیسو بدوش، غنچہ بدست

لیکن اس قرب کے باوجود شاعر کے تخیل میں کہیں دور (اس کے افق پار) وہ آنکھیں ہیں یا محبوب کی وہ نظر ہے جس سے دل میں ٹھنڈک پڑتی ہے۔ اس ٹھنڈک یا سکون کو فیض دلدار نظر کی شبنم کہتے ہیں (جو ظاہر ہے قطرہ قطرہ ہی گرتی ہے) اگر آنکھوں سے جام پلائے جا سکتے ہیں تو آنکھوں سے سکون کی شبنم بھی گر سکتی ہے۔

فیض کی نظم "ملاقات" کے ان مصرعوں پر

بہت سیہ ہے یہ رات لیکن
. . . .
اسی کے سائے میں نور گر ہے
وہ موج زر جو تری نظر ہے

تبصرہ کرتے ہوئے آثر لکھنوی جیسے زبان داں اور CLASSICIST نے فیض کی "انوکھی لیکن پیاری" زبان کی داد دی ہے۔

(۶) آخری بند میں جھوٹی تسلی یا تسکین کی طرف اشارہ ہے دل کے رخسار پر ہاتھ رکھنا غیر مانوس سہی لیکن کم از کم اس سے اس تسکین کا اظہار ہو جاتا ہے جو محبوب کے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگا کر یا رخسار سے لگا کر حاصل ہوتی ہے (یہ تجربہ صرف فیض ہی کا نہیں ہے) فراق کی تنہائی میں "یاد کے ہاتھ" ایسے ہی ہیں جیسے جدائی سے پہلے محبوب کے ہاتھ تھے۔ اس طرح حاصل کی ہوئی تسکین سے صبح فراق پر (یعنی اس فراق پر جس کی تقریباً تمام مدت ابھی باقی ہے) وصل کی شب کا دھوکا ہوتا ہے (وہ شب ابھی آئی نہیں ہے "یوں گماں ہوتا ہے") لیکن محبوب کی یاد نے جدائی اور تنہائی کے گرانبار لمحات کی تلخی ضرور کم کر دی ہے۔

اردو شعراء کا انتخابی سلسلہ

۱۔ اسرار الحق مجاز ۲۔ فیض ۳۔ مخدوم محی الدین
۴۔ مجروح سلطان پوری ۵۔ جاں نثار اختر
۶۔ احمد ندیم قاسمی ۷۔ سکندر علی وجد
۸۔ شاد عارفی ۹۔ اختر شیرانی
۱۰۔ اختر انصاری ۱۱۔ عرش ملسیانی

ہر انتخاب کی قیمت ۷۵ نئے پیسے ہے

انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ

فیض کی نظم یاد کے بارے میں

محمد شمس الدین تاباں

میں جناب سلامت اللہ خاں صاحب کے ارشادات (۸- نومبر ۶۵ء "ہماری زبان") کے سلسلے میں عرض کروں گا کہ زیر بحث اعتراضات میں نے ذاتی استفادہ کے لئے حضرت سرور کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ اس لئے ان کی "گمراہ کن" یا "غلط جذبے کے تحت" "مذاق وتمسخر" کرنے کی ذمہ داری سے بری ہوں بلکہ آج کل کی ادبی بے راہ روی پر میری "تلخ نوائی" "دل میں درد سوا" ہونے کی غماز تھی اور بس۔ زیر بحث خط بھی میں اساتذہ سے استفادہ اور پھر طالب علمانہ حیثیت میں خود عجز علمی کا اعتراف ہے اس لئے "خام تنقیدی شعور" کی پوری پوری ذمہ داری مجھے بسروچشم قبول ہے۔

نفس معاملہ میں آپ نے بجا فرمایا کہ آج کل کے اکثر شاعروں میں فیض ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں یقیناً ان کے کلام میں فکر انگیز اشاریت بھی ہے اور تخیل کی لطافت بھی لیکن "بیان کی خود ضبطی" اور "ٹھہراؤ" کے بارے میں ذرا تفصیلی معلومات موجب منت ہونگے۔

کلام کی خصوصیات میں دیگر محاسن کے علاوہ سلاست وروانی چستی اور بے ساختگی کا ذکر پڑھا بھی ہے اور سمجھا بھی ہے لیکن "بیان کی خود ضبطی" اور "ٹھہراؤ" کا اندازہ اور اس کی حسن وخوبی کا ادراک آج تک تو نہ کر سکا۔ بڑا کرم ہوگا اگر از راہ علم نوازی اس سلسلے میں موقع نہ ہو تو کسی وقت علیحدہ مضمون کی صورت میں مثالوں کی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی جائے تاکہ استفادہ عام کا موقع بھی نکل آئے۔

(۱) میں آپ سے عرض کرنے کی درخواست کروں گا کہ سایہ جسم ہی کا ہوتا ہے۔ خواب وخیال کا تعلق بھی جسم وصورت ہی سے ہے۔ چاہے جسم مرئی ہو یا تصور غیر مرئی اس لئے خواب و خیال کی پرچھائیاں درست قرار پاتی ہیں۔ چونکہ آواز کی کوئی شکل وصورت مرئی یا غیر مرئی متعلق نہیں نیز آواز سنی جاتی اور سایہ دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے "آواز کے سائے" کی ترکیب اہمل ونامناسب ہی قرار پاتی ہے یوں تو ہم معنی آفرینی اور مطلب فہمی کے لئے بچوں کی غوں غوں اور پرندوں کے چہچہے سن کر بھی کچھ نہ کچھ ان کے مقصد ومطلب کو سمجھ جاتے ہیں لیکن زبان وادب میں الفاظ اپنے لغوی یا مرادی معنوں کے حامل و مافی الضمیر کے مظہر ہونے چاہئیں۔

جو آواز تخیل میں گونجتی ہے وہ چشم سر سے دیکھی جاتی ہے اور نہ نگاہ و بصر ہی سے اس کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ تخیلی آوازیں، بھولے بسرے گیتوں کی موسیقی، دور رفتگاں کا لب ولہجہ اور ضمیر کی آواز کا واسطہ بھی نہ بصارت سے ہے نہ بصیرت سے بلکہ ان کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ محسوس کی جاتی ہیں۔ آواز کی گونج، آہٹ اور کانوں میں رس پڑنے سے بھی "آواز کے سائے" یا اس کی دید ثابت نہیں اس لئے آواز کے سائے اور ان کا دشت تنہائی میں لرزاں نظر آنا بے محل و مہمل ہی رہا۔ حضرت جگر نے اس شعر سے

وہ یوں دل سے گزرتے ہیں کہ آہٹ تک نہیں ہوتی
وہ یوں آواز دیتے ہیں کہ پہچانی نہیں جاتی

میں بھی نہ آہٹ کو دکھایا ہے اور نہ آہٹ سے آواز کے سائے کی طرف خفیف سا اشارہ ہی ملتا ہے بلکہ لفظ پہچاننے کا استعمال کر کے کمال استادی کا ثبوت دیا ہے "پہچاننا" دیکھنے اور سننے کا جامع ہے۔ اس مثال سے بھی آپ کے ثبوت دید آواز کی بجائے یہ دعوئے احساس وادراک کی دلیل فراہم ہوتی ہے۔

(۲) "سراب" کے معنی فریب نظر کے ہیں یا فریب منظر کے ذرا اس کا تعین ہو جائے تو ٹھیک ہے۔ آپ فریب نظر فرماتے ہیں اور وضاحت کی جاتی ہے کہ "جو بظاہر وجود ہوتے ہوئے بھی حقیقتاً وجود نہ ہو" یعنی (جو ہوتے ہوئے بھی نہیں") لیکن معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے یعنی (فی الواقعی وجود نہ ہو اور بظاہر ہونے کا دھوکا دے) چنانچہ لغات مسلمہ کے الفاظ بجنسہ نقل ذیل ہیں "آنچہ در ایام گرما مسافر تشنہ را بتابش آفتاب ریگ صحرا از دور چون آب نماید وگاہے در شب مہتاب نیز ہم چنیں می نماید" (از منتخب ولطائف و بہار عجم وصراح) (یا وہ جو مسافر کو دھوپ میں اور کبھی چاندنی میں بھی دور سے مثل بہتے ہوئے پانی کے معلوم دے) (کشوری)

(باقی آئندہ)

غالب پر تین اہم کتابیں

۱۔ نقد غالب مرتبہ مختار الدین احمد آرزو قیمت ۱۰/ روپے
۲۔ احوال غالب " " ۹/- "
۳۔ محاسن کلام غالب ڈاکٹر بجنوری ۱٫۲۵ "

فیض کی نظم "یاد" کے بارے میں

(بہ سلسلہ گزشتہ)

محمد شمس الدین تاباں حیدرآباد، دکن

میں نے "ہونٹوں کے سراب" کو بہ وقت معنی دینے کے لئے فریب نظر اور فریب منظر سے صرف نظر کرکے یہ عرض کیا تھا کہ "اگر سراب کے معنی جملاً فریب بھی کر لئے جائیں تو بھی بات نہیں بنتی۔ بہر حال ہونٹوں کے سراب پر بھی غور ہی کرنا پڑے گا۔ مگر ہاں ان دونوں ترکیبوں پر بحث کو اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ شاعر آواز کے سراب اور ہونٹوں کے سائے کہنا چاہتا تھا لیکن وزن شعر نے اس اس کی سہولت نہ دی تو "آواز کے سائے" اور "ہونٹوں کے سراب" نظم کرکے گلو خلاصی حاصل کر لی کیا یہ درست نہیں؟

فاضل جواب نگار مجھے معاف فرمائیں اگر حضرت فیض کے محولہ چار مصرعوں پر بھی غور و فکر کے لئے عرض کروں گو پوری نظم پیش نظر نہیں۔

مصرع اول میں "ہم" بطور جمع تعظیمی نہیں بلکہ بطریق جمع متکلم استعمال ہوا ہے جو سولیوں کے بہ صیغہ جمع ہونے سے ثابت ہے اور محبوب کے واحد حاضر کے صیغہ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ گویا محبوب ایک اور اس کے پرستاران و وابستگان دار کی طرف سے شاعر گویا ہے کہ ایسے بُرے وقت بھی ہم سبھوں نے تجھے فراموش نہیں کیا اس طرح ان سب کا محبوب یا تو محبوبۂ وطن ہے یا مقصود کی دیوی ورنہ سوچئے بات کتنی مضحکہ خیز ہو جاتی ہے کہ ایک کے ہونٹوں کے لئے کئی ایک کے لب اور ان سب کا ترجمان ایک شاعر کہتا ہے کہ :-

سولیوں پر ہمارے لبوں سے پرے
تیرے ہونٹوں کی لالی لپکتی رہی
تیرے ہاتھوں کی چاندی دمکتی رہی
تیرے زلفوں کی مستی برستی رہی

خیر آگے چلئے مصرع اول میں لبوں سے پرے میں "پرے" تو وہی "ورے الف پار" والی بات ہوئی۔ لبوں کے قریب، لبوں کے آگے، لبوں کے سامنے کی بجائے لبوں کے پرے سے شاعر آخر کیا خاص بات کہنا چاہتا ہے؟ دوسرے مصرعے میں "لالی لپکتی رہی" میں لالی کا لپکنا بھی قابل غور ہے۔ لپکنے میں جندگی اور کودنے کی کیفیت پائی جاتی ہے جیسے کوندے کا لپکنا وغیرہ اس طرح لالی کے لئے لپکنے کا فعل نہ صرف خلاف محاورہ بلکہ بے سلیقگی سے بھی استعمال ہوا ہے۔ تیسرے مصرعے میں "دمکتی" کی مناسبت سے چمکتی کا لفظ استعمال کیا جاتا یا پھر تیرے ہونٹوں کی لالی دمکتی رہی۔ تیرے ہاتھوں کی چاندی چمکتی رہی مناسب ہوتا۔ علاوہ ازیں مصرع اول کے "ہمارے لب" مصرع دوم کے "تیرے ہونٹوں" سے تو پیوست ہو سکتے ہیں لیکن مصرع سوم کی "ہاتھوں کی چاندی" اور مصرع چہارم کی "زلفوں کی مستی" سے "ہمارے لبوں" کو کس طرح چسپاں کیا جائے گا۔ غور طلب ہو جاتا ہے جبکہ ہمارے لبوں ہی کے پرے جہاں ہونٹوں کی لالی لپکتی رہی ہے وہاں ہاتھوں کی چاندی اور زلفوں کی مستی بھی دمکتی اور برستی رہی ہے۔

کاش یہ نظارے "ہمارے لبوں کے پرے" ہونے کی جگہ ہماری یا میری آنکھوں کے سامنے پوری چمک دمک کے ساتھ ہوتے۔

یہ نظم ہے اور پہلے مصرعے کا تعلق تیسرے اور چوتھے مصرعے ہی سے اتنا غیر مربوط ......

آخر میں زبان انگریزی سے دی ہوئی سند پر اتنا عرض کروں گا کہ ہر زبان کا ایک خاص مزاج ہوتا ہے اس کو جوں کا توں ہماری زبان میں منتقل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ زبان اردو کو غیر زبانوں کے خصوصیات سے مالا مال کرنا بڑی محمود کوشش ہے مگر اس سے پہلے اپنی زبان اور جن زبانوں سے مل کر یہ وجود میں آئی ہے اور بذات خود اس کا کیا مزاج ہے اس پر غور کرنا اور ان زبانوں پر کافی عبور حاصل کر لینا از بس ضروری ہے۔

؎ روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ

انجمن کی چند اہم کتابیں

۱۔	اردو ہندی ڈکشنری	مرتبہ انجمن	قیمت ۲۰،۰۰	روپے
۲۔	باپو کے قدموں میں	ڈاکٹر راجندر پرشاد	۱۵،۰۰	"
۳۔	سیاسیات کے اصول حصہ ۱	ہارون خاں شروانی	۳،۰۰	"
۴	"	حصہ ۲	۳،۰۰	"
۵	"	حصہ ۳	۱،۰۰	"

اس کے علاوہ میرا خیال ہے کہ جس طرح ہم لفظی اعتقاد (LITERAL BELIEF) اور شاعرانہ اعتقاد (POETIC BELIEF) میں امتیاز کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں شاعری میں کسی ترکیب یا فقرے کے لفظی اور شاعرانہ معنی کے فرق کو بھی سمجھنا چاہئے۔ ہمارا اعتقاد ایسی دوزخ پر ہوسکتا ہے جہاں واقعتاً شعلے ہوں اور جس میں گنہگار جسمانی طور پر جلیں اور یہ اعتقاد بھی ہوسکتا ہے کہ دوزخ روحانی یا جسمانی کرب و اذیت کا دوسرا نام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں اعتقادوں میں فرق ہے۔ اسی طرح بہت سے محاورے اور فقرے لفظی معنوں میں نہیں۔ بلکہ شاعرانہ معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو "نکہت بادِ بہاری" اٹکھیلیاں نہیں کرسکتی۔ "تارے آنکھیں نہیں جھپک سکتے"، "چاند شکرا نہیں سکتا وغیرہ"، اور اگر شاعرانہ مفہوم کو نظر انداز کردیا جائے تو "جانِ تمنا" "دیدۂ شوق" "پورشِ غم" "رہِ الفت" "بزمِ امکاں" وغیرہ کی ہزاروں ترکیبیں بے معنی معلوم ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر زمانے کے ہر اس شاعر پر اعتراضات کئے گئے ہیں اور کئے جائیں گے جنھوں نے مروجہ شعری بندش (POETIC DICTION) سے ہٹ کر اپنے لئے کوئی نئی راہ نکالی ہو۔ لیکن نئی راہیں ہمیشہ نکالی گئی ہیں اور نکالی جائیں گی۔ جدید انگریزی شاعری کے معلّمِ اعظم، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ نے شیکسپیر کے (POETIC DICTION) سے بچنے کے لئے کیا کیا جتن نہیں کئے اور ان پر اعتراضات بھی کئے گئے اور ایک حد تک یہ اعتراضات مفید بھی ہیں کیونکہ کسی زبان کی بقاء کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے الفاظ اور محاوروں کی صحت کی طرف خیال رکھا جائے۔ لیکن غیر ضروری نکتہ چینی سے یہ بھی ممکن ہے کہ اس زبان کی نشوونما رک جائے یا کم از کم اس کی نشوونما کی رفتار کم ہوجائے اس لئے اس قسم کی نکتہ چینی میں توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔ فیض کی نظم "یاد" کا جس طرح مذاق اڑایا گیا ہے وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ شاونانہ CHAUVINISTIC ہے۔

٭ ۱۱۔ سوسائٹی کا ایک دیواری اردو اخبار پیامِ ادب ہے۔

طاہرہ پٹھان۔ کے۔ خالد۔ عمر قاضی

انجمن ترقی اردو دلی کی طرف سے فیض احمد فیض کے اعزاز میں عصرانہ

ہماری زبان
یکم جولائی
١٩٨٤

نئی دہلی:۔ نئی دہلی کے ایک ہوٹل میں انجمن ترقی اردو دلی کی طرف سے پاکستان کے مشہور شاعر فیض احمد فیض کے اعزاز میں عصرانہ دیا گیا جس میں مقامی شعراء، ادباء، صحافی خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے۔

صدر انجمن ترقی اردو دلی پنڈت سندرلال نے معزز مہمان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہندوستان میں ان کی آمد پر اظہارِ مسرت کیا اور امید ظاہر کی کہ ان کے اس دورہ سے باہمی تعلقات کو خوش گوار بنانے میں مدد ملے گی۔

جناب فیض احمد فیض نے انجمن ترقی اردو اور ہندوستان میں اپنے دیگر دوستوں کا ان کے تئیں اظہارِ محبت کے لئے شکریہ ادا کیا اور بعد ازاں اپنا کلام سنا کر حاضرین کو محظوظ فرمایا تقریباً ایک گھنٹہ یہ محفل جاری رہی ہے اور انجمن ترقی اردو کے سکریٹری جناب بہار برنی کی طرف سے شکریہ ادا کئے جانے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔

شرکاء حضرات میں حسب ذیل نام قابلِ ذکر ہیں۔ محترمہ بیگم عبیدہ سلطان، جناب مالک رام، جناب خوشتر گرامی، جناب ایس ایس زتکا، بیگم سلطانہ حیات اللہ، ڈاکٹر خلیق انجم، بیگم ذکیہ، محترمہ اختر آرا، پرکاش پنڈت، جناب دمر حسن نعیم، جناب گلزار دہلوی اور جناب عزیز وارثی۔

• سیاست

فیض اور غزلِ جدید

● محمد حنیف سیف

غزل کے ارتقا کی رفتار زمانے کی رفتار و ارتقا سے پوری طرح ہم آہنگ رہا ہے۔ تغیر و تبدل کا یہ عمل یوں تو اس میں ہمیشہ سے جاری رہا ہے۔ لیکن جدید دور میں اس عمل نے شدت اختیار کر لی ہے بلکہ اس زمانے میں خود زندگی نے اپنے آپ کو انقلابی انداز سے بدلا ہے۔ غالب سے لے کر فیض تک کی غزل تیزی کے ساتھ بدلتی ہوئی زندگی کی آئینہ داری کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس میں زندگی کی بدلی ہوئی کیفیت کے اثرات قدم قدم پر نظر آتے ہیں۔ فیض اس تغیر کے اثرات کو کسی محتاط زاویے سے قبول کرتے ہیں اور اس طرح ان کی غزل جدت سے آشنا ہوتی ہے۔ یہ جدت محض ایک موضوع تک محدود نہیں بلکہ ہر موضوع پر اس کے اثرات جھلکتے ہیں۔ فیض کے یہاں عشقیہ معاملات، فلسفیانہ مسائل، عصری واردات سب کی ترجمانی میں جدت کے اثرات پائے جاتے ہیں۔

عصری واقعات نظریات تمام عصری تحریکوں نے غزل کو جدید بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے لیکن اس سلسلے میں فیض کو نمایاں حیثیت حاصل ہے فیض نے معنوی اور صوتی اعتبار سے غزل میں اہم تجربے کیے ہیں اور دونوں میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔

فیض نے اپنے پیش روؤں کی طرح عشقیہ جذبات و احساسات کو غزل میں جگہ دی ہے لیکن ان کے تصورِ عشق میں ایک نیا انداز اور ایک نیا نظریہ کارفرما نظر آتا ہے۔ ان کا عشق صرف رومانی ہی نہیں اس کی بنیاد یں حقیقت و واقعیت پر استوار ہیں۔ فیض نے عشق کی مختلف کیفیات کو سماجی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ہے زندگی کی کشمکش کے ساتھ اس کا رشتہ جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ اسی لئے ان کے یہاں غم جاناں سے کہیں زیادہ غم دوراں کا احساس ملتا ہے۔ فیض کا عشق صحت مند انسان کا عشق ہے۔ اس عشق کو پیش کرتے ہوئے وہ ان تمام کیفیات کی ترجمانی کرتے ہیں جو ایک صحت مند انسان کو عاشق ہونے پر پیش آسکتی ہیں۔ لیکن اس انسان کے سامنے وہ سماجی نظام بھی ہے جو قدم قدم پر اس کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔ فیض کی غزل میں عشقیہ واردات و کیفیات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ اس وقت کے جوانوں کی نفسیات اور ان کے مسائل حیات کی مکمل شاعرانہ ترجمانی بھی ملتی ہے۔

فیض زندگی کا گہرا شعور رکھتے ہیں اور اس شعور نے ان کی غزلوں میں گہری سنجیدگی کی کیفیت پیدا کر دی ہے۔ زندگی کے متعلق فیض کا نقطۂ نظر ماورائی اور مابعد الطبیعاتی نہیں، مادی ہے۔ وہ زندگی کی اصلیت کو سمجھتے ہیں اور اس کی مادی اہمیت ان کے پیش نظر رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ زندگی کے اجتماعی اور سماجی پہلوؤں کو زیادہ گہرائی سے پیش کرتے ہیں۔ انھیں زندگی کو بدلنے کی خواہش ہے اور وہ تغیر کے عمل پر ایقان رکھتے ہیں۔ زندگی کی حرکیاتی کیفیات سے وہ خوب واقف ہیں۔ ان کے ہاں زندگی جمود کا نام نہیں ہے۔ دائمی کوشش اور مسلسل کاوش کا نام زندگی ہے۔ ان کے نزدیک جدوجہد ہی زندگی کا سنگ بنیاد ہے۔ یہی وہ جذبات ہیں جو فیض کی غزل کو جدید لہجہ عطا کرتے ہیں اور اس میں نئی معنویت کی بجلیاں بھر دیتے ہیں۔

فیض نے غزل کی صنف کو بڑی خوبی کے ساتھ برتا ہے۔ ان کے موضوعات متنوع اور مختلف ہیں۔ فیض نے روایت غزل کو نئے شعور کے پس منظر میں بہت سلیقے سے پیش کیا ہے۔ بطور مثال چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

تم آ رہے ہو کہ بجتی ہیں میری زنجیریں
نہ جانے کیا مرے دیوار و بام کہتے ہیں
دست صبا بھی حاجت بند قبا نہیں
بوئے گل ٹھہری ہے نہ زلف یار کی ٹھہری ہے
صبا کی مست خرامی تہ کمند نہیں
اسیر دام نہیں ہے بہار کا موسم
مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

حسن و عشق، سماجی انقلاب، ہنگامی مسائل، سیاسی بیان، اور دبے کچلے ہوئے عوام کے مسائل، یہ سب موضوعات فیض کی غزل میں داخلی رنگ لیے آتے ہیں۔ فیض کی غزلوں میں مناسب تجسیم ملتی ہے۔ وہ خارجی واقعات کو تغزل کے ساتھ داخلی تجربہ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد حسن فیض کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ ان کی داخلیت وسیع اور خودآگاہ SELF ENLIGHTENED ہے اور اسی وجہ سے غزل میں تشبیہ اور استعارے کے استعمال میں مہارت سے کام لیا ہے۔

فیض کی غزلوں میں مواد اور ہیئت کی ہم آہنگی نظر آتی ہے۔ فیض کی غزل صحافتی اور ہنگامی عنوانات سے بھی وابستہ ہے۔ وہ ان وقتی اور فوری محرکات کو بھی ادبی انداز نظر اور جمالیاتی کیف بخشنے میں کامیاب رہے ہیں۔ ان تجربات نے غزل کی صنف کو موجودہ حالات سے ہم آہنگ ہی نہیں کیا بلکہ جدید دور کے ذہن کے لئے غزل کو سازگار بنایا ہے۔ غزل کو فیض نے کس طرح جدید بنایا ہے ملاحظہ ہو ؎

گراں ہے دل پہ غم روزگار کا موسم
ہے آزمائش حسن نگار کا موسم
بلا سے ہم نے نہ دیکھا تو اور دیکھیں گے
فروغ گلشن و صوت ہزار کا موسم

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

جنوں میں جتنی بھی گزری بکار گزری ہے
اگرچہ دل پہ خرابی ہزار گزری ہے
چمن پہ غارت گلچیں سے جانے کیا گزری
قفس سے آج صبا بے قرار گزری ہے
در قفس پہ اندھیرے کی مہر لگتی ہے
تو فیض دل میں ستارے اترنے لگتے ہیں
صبا نے پھر در زنداں پہ آکے دی دستک
سحر قریب ہے، دل سے کہو نہ گھبرائے

فیض پر روایت کے گہرے اثرات ہیں۔ روایت کی بنیادی خصوصیات ان کے مزاج کا جزو ہیں۔ اس لئے غزل میں نئے تجربات کو پیش کرتے ہوئے وہ اس روایت سے انحراف نہیں کرتے۔ چند اشعار سے اس کا اندازہ ہوگا ؎

تو ہے اور اک تغافل پیہم
میں ہوں اور انتظار بے انداز
جانتا ہے کہ وہ نہ آئیں گے
پھر بھی مصروف انتظار ہے دل
آج ان کی نظر میں کچھ ہم نے
سب کی نظریں بچا کے دیکھ لیا
بے خبر گرم کر چھیڑتا ہے گریباں تا صبح
گفتگو آج سر کوئے بتاں ٹھہری ہے
جگر جگر پہ ترے نام ذکر ہو کو دل بر
انھیں پسند نہیں ناپسند کیا کرتے

یہ اشعار اس فضا کو پیش کرتے ہیں جو غزل میں عشقیہ معاملات کی ترجمانی سے پیدا ہوتی ہے ان کو پیش کرنے میں ایک نئے انداز کو ضرور دخل ہے لیکن ان میں کلاسکی رچاؤ کا احساس بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ فیض نے جدید غزل کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا ہے۔ غزل کی صحت مند روایات سے صحیح استفادہ نے ان کی غزلوں میں تناسب اور توازن کی فضا پیدا کی ہے۔ فیض کی غزل میں زبان و بیان کو نکھارنے اور سنوارنے کا صحت مند اور زندگی بخش عمل نمایاں ہے۔ شگفتگی ان کے بیان میں پاکیزگی اور سحر ہے لطافت، نفاست، صحت اور سلامت کی خصوصیات نمایاں ہیں۔ علم نفسیات کی ترقی کے اس دور میں اردو شاعری کی زبان نفسیاتی تحلیل کے لئے ذریعۂ اظہار (MEDIUM) کے طور پر کہاں تک کامیاب ہو سکتی ہے، فیض کی شاعری اس کی واضح مثال ہے۔ فیض نے اس میں میں زبان کو ترقی دی ہے اور ان کا یہ حصہ نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ فیض کی غزل میں الفاظ کا انتخاب بھی قابل غور ہے۔ جدید وقت سائنسی شعور اور رنگ اور شاعرانہ بلیغ اشاریت کے حامل ہوتے ہیں۔

فیض نے غزل میں نئی معنویت کی بجلیاں ہی نہیں بھری ہیں بلکہ اس کو نئی شکل دی ہے اور یہ شکل اتنی نمایاں ہے کہ ہر ایک خطہ خیال پر ایک کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ فیض کے آہنگ میں آہستہ روی کا احساس ملتا ہے۔ ان کے ہاں ایک نئی لے سنائی دیتی ہے۔ نئے لہجہ کا احساس ہوتا ہے ان کی اشاریت نئی ہے۔ پرانے اشاروں کے ساتھ نئے اشاروں کو شیر و شکر کر کے انھوں نے ایک نئی رمزیت کی تخلیق کی ہے۔ الفاظ میں انہوں نے نئی معنویت کی روح پھونکی ہے اور ان کو روایت کے ایک نئے جمالیاتی شعور سے آشنا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رمزیت اور ایمائیت الفاظ کی شگفتگی، اور فضائی کیفیت بحروں کے ترنم اور آہنگ سب میں جدت کا احساس ہوتا ہے۔ ان اشعار میں یہ خصوصیات نمایاں ہیں ؎

روشن کہیں بہار کے امکاں ہوئے تو ہیں
گلشن میں چاک چند گریباں ہوئے تو ہیں
ٹھہری ہوئی ہے شب کی سیاہی وہیں مگر
کچھ کچھ سحر کے رنگ پرافشاں ہوئے تو ہیں
ان میں لہو جلا ہو کہ ہمارا کہ جان و دل
محفل میں کچھ چراغ فروزاں ہوئے تو ہیں

بام مینا سے ماہتاب اترے
دست ساقی میں آفتاب آئے
ہر رگ خوں میں پھر چراغاں ہو
سامنے پھر وہ بے نقاب آئے
اس طرح اپنی خامشی گونجی
گویا ہر سمت سے جواب آئے
فیض تھی راہ سر بسر منزل
ہم جہاں پہنچے کامیاب آئے

یہ اشعار نئی معنویت کے حامل ہیں۔ اسی لئے ان میں ایک نئی لے سنائی دیتی ہے ایک نئے آہنگ کا احساس ہوتا ہے۔ یہ ہیئت کے ایک نئے سانچے میں ڈھلے دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں ایک نیا آب و رنگ نظر آتا ہے اور یہ سب کچھ اسی تجربے کا مرہون منت ہے جس کو فیض نے روایت سے ہم آہنگ کر کے متوازن صورت دی ہے۔

●

ہماری زبان ۲۲ اگست ۱۹۷۸ء

اردو دنیا

انجمن کی خبریں

انجمن ترقی اردو چنڈی گڑھ کی جانب سے فیض احمد فیض کے اعزاز میں تقریب

انجمن ترقی اردو کی چنڈی گڑھ شاخ کی جانب سے پاکستان کے ممتاز شاعر جناب فیض احمد فیض کے اعزاز میں چنڈی گڑھ کلب میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت کلب کے پریزیڈنٹ سردار گلبیر سنگھ ریٹائرڈ چیف انجینئر نے کی۔ انجمن کی ریاستی شاخ کے کنوینر وشوا ناتھ طاؤس نے فیض صاحب کی شاعری کا جائزہ پیش کرتے ہوئے [illegible] صدی کے آغاز میں اردو زبان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی [illegible] وسط میں جناب فیض کے کلام [illegible] عالمی زبانوں میں ممتاز مقام حاصل ہو گیا۔ تالیوں کی گونج کے دوران وشوا ناتھ طاؤس نے [illegible]

[illegible]

[illegible] انجمن کی جانب سے [illegible] تقریب [illegible]

اس کے بعد جناب فیض مائک پر آئے اور فرمایا کہ جب اردو کے رستے چاہنے والے [illegible]

بقیہ فیض احمد فیض بھوپال میں

[illegible] سے [illegible] سمجھا جاتا ہے۔ ابھی [illegible] کوئی مقام حاصل نہیں ہوا ہے۔

مصوری کے بارے میں فیض صاحب نے کہا [illegible] عبدالرحمٰن [illegible] شخصیت [illegible] مصوری نے کافی ترقی کی ہے اور [illegible] APPLIED ARTS [illegible] کی ترقی پر کافی دھیان دیا جا رہا ہے [illegible]

کلاسیکل موسیقی کی ریسرچ کا ادارہ لاہور میں موجود ہے [illegible] معلومات [illegible]

[illegible] پاکستان میں [illegible]

ایک اچھی بات یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان میں [illegible] موسیقی کے استادوں نے ریاض اور مشق سے [illegible] کلاسیکل گانے کی مہارت پیدا کی تھی۔ موسیقی کی [illegible]

[illegible] ستمبر ۱۹۷۷ء [illegible] فیض صاحب [illegible] کالج کی [illegible] اور ادبی حیثیت کا ذکر کیا۔

فیض صاحب نے جو کلام سنایا [illegible] ذیل میں پیش ہے:

کلامِ فیض

[illegible]

نثار میں تری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے جسم و جاں بچا کے چلے

دیدۂ تر پہ وہاں کون نظر کرتا ہے
کاسۂ چشم میں خوں نابِ جگر لے کے چلو
اب اگر جاؤ پئے عرض و طلب ان کے حضور
دست و کشکول نہیں کاسۂ سر لے کے چلو

رات یوں دل میں تری کھوئی ہوئی یاد آئی
جیسے ویرانے میں چپکے سے بہار آ جائے
جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آ جائے

[illegible]

شرحِ بیدردیِ حالات نہ ہونے پائی
اب کے بھی دل کی مدارات نہ ہونے پائی
پھر وہی وعدہ جو اقرار نہ بننے پایا
پھر وہی بات جو اثبات نہ ہونے پائی

[illegible]

ڈھلتی ہے موجِ مے کی طرح رات ان دنوں
کھلتی ہے صبحِ گل کی طرح رنگ و بو سے پر
ویراں ہے جام پاس کرو کچھ بہار کا
دل آرزو سے پر کرو آنکھیں لہو سے پر

ہم سادہ ہی ایسے تھے کی یوں ہی پذیرائی
جس بار خزاں آئی سمجھے کہ بہار آئی
آشوبِ نظر سے کی ہم نے چمن آرائی
جو شے بھی نظر آئی گل رنگ نظر آئی
[illegible]

آج یوں موج در موج غم تھم گیا
اس طرح غم زدوں کو قرار آ گیا
جیسے خوشبوئے زلفِ بہار آ گئی
جیسے پیغامِ دیدارِ یار آ گیا
[illegible]

فیض احمد فیض

● علی سردار جعفری

سلسلہ: فیض احمد فیض

Faiz: Humanism the true fount of literature

Recently, Faiz Ahmad Faiz gave an interview to **Viewpoint**, *a Pakistani magazine, on the contemporary literary scene. The interview reflects the mind of the poet and gives an assessment of his understanding of the role of literature in the present-day world. We produce excerpts from the interview – Editor.*

Q. How do you view the present literary situation?

Faiz: The literary situation today, like present human social situation, is ...e ways very similar to the situa... ...e 'thirties. As you will recall, ...oria brought about in the ...n by the end of the World War (the war to end all wars"), the ...akdown of Victorian moral and ...cial constraints, the hopes aroused among the oppressed peoples like us by the October Socialist Revolution (in USSR) and the rise of nationalist movements, the brief prosperity enjoyed by the mercantile citizenry through war profits and the rural masses by rising prices of their produce, all combined a general air of emotional abandonment, intellectual freedom, and creative gaiety. By and large, this war the era of romantic lyricism and art for art's sake.

This era was soon overtaken, however, by a double crisis in the 'thirties. The world economic depression hit the underprivileged classes in the East and the West alike, giving rise to a sharpened sense of "class" consciousness and an intensification of class struggles in both societies, supplemented by the ideological basis provided by socialist philosophies.

The rise of Nazi fascism in the West and Japanese militarism in the East gave rise to sharpened antagonisms among the Western Powers to complicate the existing confrontations between the Socialist and capitalist system, on the one hand, and the democratic and the authoritarian value systems on the other.

As in all periods of social and political crises, this phenomenon was reflected in the world of literature by a great divide between two major schools of literary thought and expression, both creative and critical of "progressive realism" on the one hand, and "subjective escapism" cloaked as aesthetic formalism on the other. Thus, the great debate began on the role, function and evaluation of literature, between "functionalists" (who believed that the writer as an exponent and interpreter of social realities, was "an engineer of human souls") and the "aesthetes" (who held that literature was no more than an artistic compendium of linguistic devices and the writer was no more than an engineer of words).

On the theoretical plane, this cold war has been revived in contemporary literature once again by theories of structuralism, formalism, expressionism, etc., and by the incursion of linguistics, what V S Prichet calls "the ironmongery of words".

As an antithesis, the post-war years have produced a raw concept of the "literature of commitment" and a more analytical approach to the theories of social and critical realism to relate the non-literary, ethical and social content – "extrinsic components of literature with its intrinsic aesthetic standards."

Q: What about the anti-form movement?

Faiz: The anti-form movement so called, like some other forms of "pop" art has two sides. On the one hand, it was, or is, kind of a protest against the norms and conventions of what the "angry young men", considered to be a decadent and played-out literary and social establishment and, on the other, an attempt, like allunarchistic activity, to seek individual self-fulfilment by abjuring all social responsibility to your audience.

However, to continue with the literary situation. The economic and political crisis of the thirties that I mentioned earlier had both global and local dimensions. On the global level, the world economic depression generated a radical movement in the form of the great body the literature of "social comment" in the West and in our subcontinent the second most significant literary movement after the 19th century in our literatures – the Progressive Writers Movement.

The menace of fascism united the conscientious and politically-conscious writers of East and West into a great sweep of anti-fascist sentiment, particularly after this menace was made more manifest by the Spanish Civil War and the Japanese invasion of China. It also sent the timid of heart and the myopic of vision scurrying into the recesses of their own sub-conscious, the dream world of myth or legend or, the playground of linguistic and stylistic devices.

As I said, we are faced with a similar world situation today. On the global plane the escalation of the arms race, particularly the ever-ascending spiral of the thermonuclear weapons manufactured and led by the US, coupled with the brinkmanship of the new US establishment, has brought to the whole of mankind a wholly and qualitatively new menace of total annihilation. This is accompanied by all-pervasive efforts of the newly risen mafia of international monopolies to maintain their stranglehold on the resources of the Third World, and to reverse the process of history by perpetuating or bolstering up the backward social and political structures in those countries more amenable to such exploitation.

On the national plane, the erstwhile euphoria of newly won freedom has evaporated in many Asian and African countries by the replacement of foreign domination by domestic tyrannies and by the emergence of new class structures as, or more, exploitative than the one they displaced. The post-liberation literature in these countries again reflects conflicting moods of confronting reality or evading it, of protest and hope, or disillusionment and despair.

Q: What are your views on literature and propaganda?

Faiz: In a sense, all literature is propaganda unless it totally fails to communicate, when it is no literature at all, even nonsensical literature propagates nonsense. Literature fails to be literature and becomes journalese or pure propaganda only when it lacks the additional aesthetic dimension required of all literature.

Q: What values do you believe to be basic to all good literature?

Faiz: Basically there is only one value – humanism. All other values like love of peace, freedom, social justice, compassion, alleviation of human suffering, self-realization, adoration for goodness and beauty flow from it.

Faiz being felicited on his 70th birthday in New Delhi in April 1981 – Picture: T.R. Chopra.

FAIZ AHMAD FAIZ (B. 1912)

PROF. MOKBUR RAHMAN, M.A., Ph.D., W.B.E.S.
Formerly Head of the Deptt. of Persian,
Maulana Azad College, Calcutta.
Part-time Lecturer, Calcutta University.

Two sons were born at Sealkot in a middle class family of considerable means; one was Dr. Md. Iqbal (B. 1876) the celebrated author of 'Bang-i-Dra (1901-1908), and Payam-i-Mashriq (1900 onward); The other is Faiz Ahmad Faiz (B. 1912 A.D.), stout and sturdy, a powerful mind in a powerful cast; broad faced, shaven clean, in a pant and full sleeve shirts, robust and fleshy limbs; protruding nose and piercing eyes, hair on head unfurled behind, a poet-type, cigarette in hand to stimulate the mind; smiling countenance, fleing on "Time" that does not heed to the ringing bell, the Clarion-Call, the fast-approaching tempest that may weed out all the dead woods from the literary forest.

Having received his primary education at Sealkot, he did his B.A. & M.A. from Lahore; was apointed lecturer in English at Amritsar (1936). But a college or University is too small a place for a rising brain of universal dimension who was destined to fight fascism; relinquished the job; joined the army during the World War II. the termination of which brought the painful bifurcation of motherland — Faiz had to remain there in a suffocating cage; worked as the Editor of Pakistan Times. His burning heart, smouldering within, tried to make a crater to burst forth lava to lash the wave of freedom. Then came the Rawalpindi Conspiracy case; passed his days from March, 1951 to April, 1955 at Sargodha, Lailpur, and Hydarabad (Sindh) Jail along with other compatriots.

He informs his readers, with the brimming look and tremulous smile that literature is not all primrose. "Some of it is brambling and most of it uphill." He knows that the brambles scratches the face and hands and up-hill catches the breath. But miraculously he is pushing ahead serenely with floral march and thumping applause, searching for new path and pathos to south the soreful millions of Souls panting under the sweltering condition of the society. This is the sum and total of his life finding expression through his powerful composition in Urdu named as *Naqsh-i-Faryadi, Dast-i-Saba, Zindan-Namah, Dast-i-Tahe-Sang, Sare-Wadi-i-Sina,*

and *'Sham-i-Sehr-i-Yaran'*. His poems have been translated into Russain by the Government of U.S.S.R. and he has been awarded the Lenin International prize for peace.

His poetry infuses new spirit and vigour, enlivens hearts, broadens views and presents new vestas to act where one is convinced to believe that man is not ordained to go in search of green field and fresh pasture far and wide. He himself has all the potentialities within; providence has generously stored al the resources in the bosom of the Earth; our first and formost duty is to equip ourselves with the knowledge and tools required for excavating the natural resources at hand.

His poetry does not merely sparkle the heart, but also makes it moving and becoming alive to the situation heart with, giving warmth, courage and hope that makes the life worth living, meaningful and truthful. His mission, in this respect, is unique and unparallel in the annals of Urdu versification. True, Faiz seems immensely influenced by Western poets, but this is also a fact that the style, mode, form and the mood together go to make a construction which clearly points out that it is his, and this makes him conspicuous among thousands. *Zindan Namah*, as the name suggests, is a sort of *Dirge to Dungeon* as the poet is ever dauntless in spite of being confined to a cell. His imaginative faculty creates a flower garden, fauna and flora to cheer up his mind to produce the charm of some past recollection in the following lines :—

یہ رات اس درد کا شجر ہے
جو مجھ سے تجھ سے عظیم تر ہے
مگر اسی رات کے شجر سے
یہ چند لمحوں کے زرد پتے
گرے ہیں اور تیرے گیسوؤں میں
اس کی شبنم سے خامشی کے
یہ چند قطرے تری جبیں پر
برس کے ہیرے پرو گئے ہیں

The Sweet remembrance the night does bring
Is a soothing balm for mind to sing.
Slowly, Slowly Comest, Thou,
O Recollection of good days gone!
The heart is touched, The Mind is full,
The blood in vessel in haste rolls on,
And drips as tears of Shining pearls
On your fore-head, a necklace jewels.

You can muffle the durm, can loosen the string of the lyre, but how can you command the sky-lark not to sing? You can be free indeed when your days are without a care, your nights without a want and grief. Josh Malihabadi, Israrul Haque Majaz Lacknavi, Sardar Jafari and Kaifi Azami, besides Faiz have written much against Capitalism, its high-handedness, intrigue, political bungling, and for the miserable plight of the proletarian. But Josh and Majaz supply us more of power of eloquence than poetic dynamism, that makes a head swirling. Constructive evolution of poetry is conspicuous by absence in their productions. As such, with regard to emotional elements in them, they seem crossing to the bound of Romance and lyrics. But Faiz Ahmad Faiz is essentially, by virtue of his theme, diction and dynamism, a poet that touches everybody's heart to put it on the road of action — a real revolutionary who knows no rest unless the goal is reached, and the society becomes an elysium of bliss, free from exploitation.

An intellectual, a litterateur or a poet basically knows his goal, mission and the means. He is aware of truth, half-truth and untruth; artificiality and reality, permanency and mutability are all before his ken of vision. Whether as an intellectual or a scholar, whether as literate or a poet or a revolutionary progressive writer, Faiz Ahmad Faiz appears equally to be great. His celebrated poem *Mauzu-i-Sukhan* (موضوعِ سخن) contains the inflammatory elements, though ingeniously suppressed, but sufficiently embellished to rake up the dead embers lying buried deep into the hearts of teeming millions. Mark the fervour and the seed of warmth and zeal in the following lines :—

آج تک سرخ و سیہ صدیوں کے سائے کے تلے
آدم و حوا کی اولاد پہ کیا گزری ہے
موت اور زیست کی روزانہ صف آرائی میں
ہم پہ کیا گزرے گی اجداد پہ کیا گزری ہے
ان دمکتے ہوئے شہروں کی فراواں مخلوق
کیوں فقط مرنے کی حسرت میں جیا کرتی ہے
یہ حسیں کھیت پھٹا پڑتا ہے جوبن جن کا
کس لیے ان میں فقط بھوک اگا کرتی ہے
یہ ہر اک سمت پر اسرار کڑی دیواریں
جل بجھے جن میں ہزاروں کی جوانی کے چراغ
یہ ہر اک گام پہ ان خوابوں کی مقتل گاہیں
جن کے پرتو سے چراغاں ہیں ہزاروں کے دماغ

Dark and red millenniums rolled,
The horrible Sight to Man behold:
What terror has passed through human souls,
Under the Shadow of Toil and fret,
The daily combat of life and death?
Alas, Alas! Ocean of misery, frightful wave.
Will come and dig our nameless grave.

Why millon Souls, in death scroll
In vain strive to live on Dole;
In a flourishing city of Silver and gold?
The blooming virgin, the fertile field
Whose bosom blossoms with untold yield
Why does Hunger and Thirst it breed?

The Brazand-hold, the mysterious wall
That held, in Thousands, the Shining mind,
Doomed to perish, never to shine,
Is a Slaughter House of Visionary Scene,
An epitaph over an Ideal Dream
That sheds the light of Thousand beam.

فیضؔ یورپ میں
BBC

فیض پر اعتراضات کے جواب

محمد ایوب اولیا

رچرڈ ایلڈنگٹن اپنے ایک مضمون ''دی آرٹ آف پوئٹری'' میں فن شاعری پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''میں مسٹر فلنٹ کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں کہ سب سے پہلے جو خصوصیات ایک شاعر میں تلاش کرنی چاہئیں، وہ ہیں خلوص، شخصیت اور اسلوب......''

آگے چل کر مزید لکھتا ہے: ''اسلوب بیان ذاتی سوچ بچار اور اظہار کا نام ہے، اختصار اور انفرادیت اس کے جلو میں ہوتے ہیں، خلوص کے بغیر شخصیت غارت ہوجاتی ہے، شخصیت کی عدم موجودگی سے اسلوب عنقا ہوجاتا ہے، اور ہم یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ اگر اسلوب بیان نہیں ہے تو شخصیت اور خلوص دونوں کالعدم ہوجاتے ہیں۔''

مندرجہ بالا سطور سے واضح ہے کہ زندہ رہنے والی شاعری کے لیے تین بنیادی صفات خلوص، شخصیت اور اسلوب بیان مطلوب ہیں، اس میں سے کسی ایک صفت کا فقدان شعر و شاعری کے لیے انتہائی مہلک ہوگا، اور خود شاعر کے لیے نہایت ضرر رساں، ان اصول سہ گانہ کو معیار مقرر کر کے ہمیں فیض کی شاعری کا جائزہ لینا ہے کہ وہ کہاں تک ان پر پورا اترتی ہے، میرے خیال میں ان تین کسوٹیوں کے علاوہ شاید ہی کسی اور کی گنجائش نکلے۔

فیض کا دھیما مدھم لہجہ ان کے تمام کلام میں رواں دواں ملتا ہے، ان کا انداز گھن گرج سے بالکل معرا ہے، وہ سیدھے سادے الفاظ میں اپنے تجربات و محسوسات بیان کرتے ہیں، جس میں شاعرانہ چاشنی کی جھلک بدرجہ اتم ملتی ہے۔ وہ زندگی کے مسائل کو اپنے منفرد انداز فکر سے سوچتے ہیں اور اپنے مخصوص لہجے میں ادا کرتے ہیں۔ غم روزگار پر ہر شاعر نے کچھ نہ کچھ لکھا ہوگا، لیکن فیض نے اپنے اچھوتے فکر سے پٹے ہوئے موضوع کو نیا بانکپن اور جلا بخشی ہے جو فیض ہی کا حصہ ہے۔

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کردیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

فیض صدیوں پہلے کی بات نہیں کرتے، وہ زندگی کے نئے تقاضوں کو سمجھتے ہیں، وہ عوام کی سطح پر آکر ان کا غم، دکھ درد محسوس کرتے ہیں، اپنی شخصیت سے ہم آہنگ کرتے ہیں اور شاعر کا ذاتی تجربہ، احساس تمام انسانوں کا مشترکہ مسئلہ بن کر سینۂ شاعر سے نکلتا ہے اور سارے زمانے کا درد فیض کے تیکھے انداز میں اسیر ہوکر آفاقی حیثیت اختیار کرلیتا ہے، یہی فیض کی اعلیٰ صفت ہے جو ان کو دوسرے ہمعصروں سے ممتاز کرتی ہے، ان کی انفرادیت نے ایک نئے مکتبۂ فکر کی نیو رکھی ہے جس نے کئی پرانے ریاکار اور پرتکلف مکاتب فکر کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ہے، کیا اس میں صحیح شاعری کی بنیادی ضرورتوں کا فقدان تھا، جنہیں رچرڈ شاعر کی خاص شخصیت و اسلوب نگارش سے موسوم کرتا ہے۔

خلوص کی فراوانی فیض کی شاعری میں اس لیے ہے کہ اس نے خود مصیبتیں جھیلی ہیں۔ آسکر والڈ کے قول کے مطابق تکالیف اور ابتلا میں انسان سب سے زیادہ حساس ہوتا ہے، اور فیض تو پھر ایک باشعور اور وجدانی فنکار ہے، جس نے دوسروں کی مشکلات کو اپنے اندر سمویا ہے، رفیق القلبی نے اس کے دل و دماغ کو صیقل کیا ہے اور ذہن و ادراک کی رسائی نے اس کو نیا اسلوب بیان دیا ہے جس نے اس کی شخصیت کو اجاگر کرنے میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

آج کل فیشن ہوگیا ہے کہ ہر معروف و مقبول شاعر پر بے معنی و لایعنی اعتراض وارد کرکے اس کی شہرت کو زک پہنچائی جائے، یہ اعتراضات بعض استاد قسم کے شعرا حضرات کی طرف سے کیے جاتے ہیں لیکن اعتراضات اتنے مہمل ہوتے ہیں کہ گمان ہوتا ہے کہ معترض کوئی کالج کا طالب علم ہے جو ادب کے متعلق کوئی واضح نظریہ نہیں رکھتا۔ ''نقادان فن'' کے تختۂ مشق آج کل فیض صاحب ہیں، اعتراضات کی یلغار سے تو میر انیس مرحوم تنگ آگئے تھے اور اس کا اظہار یوں کیا تھا

غلط یہ لفظ، وہ بندش بری، یہ مضمون سست
ہنر عجیب ملا ہے یہ نکتہ چینوں کو

جب انیس مرحوم جیسا زبان دان اور مستند شاعر اپنے نکتہ چینوں سے پناہ مانگتا ہے تو بیچارے فیض کس شمار قطار میں، پنجابی نژاد جو ٹھہرے۔

رسالہ ''آج کل'' کے ایڈیٹر جناب عرش ملسیانی نے فیض صاحب کے مجموعے ''زندان نامہ'' پر تبصرہ لکھا ہے، ہمیں اعتراف ہے کہ عرش صاحب بڑے اچھے مدیر ہیں، شاعر بھی ہیں اور جناب جوش ملسیانی کے صاحبزادے ہیں جو اس دور کے اساتذہ کرام میں شمار ہوتے ہیں اور جنہیں استاد داغ کی شاگردی کا فخر بھی حاصل ہے اور وہ زبان کے معاملے میں بڑے محتاط ہیں۔

جناب عرش روایتی تعریف کے بعد اپنے مذکورہ جائزے میں فیض کے متعلق لکھتے ہیں، ''اس خوش فکری اور خوش بیانی کے باوصف فیض اپنے منفرد لہجے میں بعض اوقات

زبان و بیان کی غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں تو افسوس ہوتا ہے۔ یار لوگوں نے واہ واہ میں اتنا زور لگا دیا ہے کہ انہیں ان کی اس خامی سے آگاہ نہیں کیا، اس مجموعے میں مندرجہ ذیل اغلاط روزمرہ کے خلاف الفاظ و تراکیب سے فیضؔ کی قادر الکلامی پر حرف آتا ہے۔'' اس کے بعد اعتراضات کی تفصیل ہے جو میں آگے چل کر نقل کروں گا۔ ان اعتراضات کو پڑھ کر مجھے بھی افسوس ہے کہ عرشؔ صاحب جیسے پڑھے لکھے شاعر نے اتنے معمولی اعتراض کیوں کیے۔ ان اعتراضات کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ عرشؔ صاحب نے غالباً اساتذہ کا کلام تک بالاستیعاب نہیں پڑھا، ورنہ انہیں ایسے فضول اعتراض کرنے کی تکلیف نہ کرنا پڑتی، جس سے ان کے مطالعے اور مبلغ علم کی قلعی کھل گئی ہے۔ ادیب الملک نواب سیّد نصیر حسین خیالؔ مرحوم نے کسی ایسے موقع کے لیے لکھا تھا۔

''تعلیم بڑھ گئی ہے اور علم گھٹ گیا ہے''

آیئے ذرا عرشؔ صاحب کے اعتراضوں کا جائزہ لیں اور ان کا جواب دینے کی بھی کوشش کریں:

۱۔ اعتراض

سب سے بڑا اعتراض عرشؔ صاحب کو یہ ہے کہ فیضؔ صاحب نے دوپہر (ہائے ہوز مفتوح) کو دوپہر (بہ سکون ہائے ہوز) باندھا ہے اور سند کے طور پر انیسؔ مرحوم کا یہ مصرع لکھا ہے:

وہ دوپہر کی دھوپ وہ گرمی وہ تاب و تب

جواب اعتراض

میں عرشؔ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اس مصرع سے یہ بات کس طرح اخذ کی جا سکتی ہے کہ دوپہر غلط ہے۔ منقولہ مصرع سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر انیسؔ نے دوپہر (بہ فتح ہائے ہوز) استعمال کیا ہے اور بس۔ اب فیضؔ صاحب کے حق میں اسناد سنیے۔ نظیرؔ اکبر آبادی لکھتے ہیں:

جس بات پہ دوپہر سے تڑاتی ہے بڑھیا
یہ درد وہی جانے جو ہو جاتی ہے بڑھیا

جام نہ رکھ ساقیا شب ہے پڑی اور بھی
پہر جہاں کٹ گئے چار گھڑی اور بھی

صبح کا کرتا ہے وعدہ وہ تو پھر آتا ہے کب
دوسرے دن کا کہیں جب تیسرا پہر آئے ہے

(قوافی قہر، لہر، زہر وغیرہ)

کیا ابر کی گرمی میں گھڑی پہر ہے اوس
گرمی کے بڑھانے کی عجب لہر ہے اوس
پانی سے پسینوں کی بڑی نہر ہے اوس
ہر باغ میں ہر دشت میں ہر شہر ہے اوس

ہو سکتا ہے یہاں عرشؔ صاحب پھر اعتراض کریں کہ اجی صاحب چھوڑیے، نظیرؔ اکبر آبادی کو۔۔۔ وہ تو عوامی شاعر تھا، اس کی زبان سند تھوڑی ہے، لیجیے نظیرؔ اکبر آبادی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ مرزا سوداؔ کو لے لیجیے، وہ کلیات سوداؔ میں ''مثنوی در ہجو میر ضاحک'' میں لکھتے ہیں۔

بھوکھ کی جانچ گر رہے یک پہر
آوے پھر منڈیوں کے سر پہ قہر

یہاں پھر اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ تو متقدمین کی زبان ہے، سند کیسے ہو سکتی ہے، لیجیے متاخرین کو سنیے، قلعہ معلی سے یہ آواز آ رہی ہے، نواب مرزا داغؔ دہلوی اپنے مشہور شہر آشوب میں لکھتے ہیں:

جو تھی تو افعی کا کل کے زہر کی گرمی
جو تھی تو شعلہ عذران شہر کی گرمی
نہ دیکھیں جو نگہ خشم و قہر کی گرمی
اٹھائیں ہائے وہ جلتی دوپہر کی گرمی

(یاد رہے کہ فیضؔ صاحب کے اس شعر پر اعتراض تھا
سبزہ سبزہ، سوکھ رہی ہے پھیکی زرد دوپہر
دیواروں کو چاٹ رہا ہے تنہائی کا زہر)

۲۔ اعتراض

بھیگی ہے رات فیضؔ غزل ابتدا کرو
وقت سرود درد کا ہنگام ہی تو ہے

یہاں ''غزل ابتدا کرو'' کی جگہ ''غزل شروع کرو'' یا ''غزل کی ابتدا کرو'' ہونا چاہیے۔

جواب اعتراض:

غالباً عرشؔ صاحب نے کلیات میر بنظر غور نہیں پڑھا ورنہ انہیں یہ شعر ضرور یاد ہوتا۔

رات کھوئی تھی جس سے میر نے کل
ابتدا پھر وہی کہانی کی

اگر ''کہانی ابتدا کی'' ہو سکتی ہے تو ''غزل ابتدا کرو'' میں کیا مضائقہ ہے؟ ہاں عرشؔ صاحب یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ صاحب! فیضؔ صاحب کے شعر میں ''کرو'' یعنی فعل امر ہے جبکہ میر صاحب کے شعر میں ''کی'' یعنی فعل ماضی مطلق ہے تو یہ بات کیسے بنی، البتہ یہ اعتراض قابل غور ہو سکتا ہے۔

۳۔ اعتراض

مصرع: ''تیرے دہن سے ہر اک لالہ و گلاب کا رنگ''

گلاب بمعنی گلاب کا پھول یا گل فارسی میں نہیں ملتا: ''لالہ و گل'' کی جگہ ''لالہ و گلاب'' کہنا غلط ہے۔

جواب اعتراض:

معلوم ہوتا ہے عرشؔ صاحب نے اساتذہ کرام کے دواوین تو کیا اپنے ہمعصر ادبا و شعرا کی تصنیفات بھی نہیں پڑھیں۔ پنڈت کیفیؔ آنجہانی کی مشہور کتاب ''منشورات'' میں

ایک پورا مضمون ''گل گلاب'' پر لکھا گیا ہے جس میں موصوف نے بالتفصیل اس مسئلے پر اظہار خیال کیا ہے۔ عرش صاحب کے اعتراض کو ذہن میں رکھیے اور علامہ کیفی کی یہ رائے پڑھیے:

''مزید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ایران کو اس بارے میں اپنی بے بضاعتی کا احساس ہوا اور انہوں نے تشکر کی نظر سے اہل ہند کے اجتہاد کو قبول کر لیا، چنانچہ لغات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خواص نے جسے ہم گلاب کہتے ہیں اسے ''گل گلاب'' بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو:

گل آتشی آن گل سرخ نیرنگ ست کہ درعرف ہند سدا گلاب خوانند و او ہمیشہ بشگفد د بصورت گل گلاب باشد''

اس ''گل گلاب'' کو ذہن میں رکھیے گا، لغت میں گلاب کے معنی اس طرح کیے گئے ہیں:

''گلاب، عرق گل سرخ کہ ترجمہ ماء الورد است واز برگ گلاب کہ بمعنی برگ گل مذکور گزشت مستفادمی شود کہ مزید علیہ گل یا بمعنی گل بطریق مجاز بود''

صاحب چراغ ہدایت کا قول ہے:

گل گلاب: باضافت نام گلے معروف کہ گلاب عرق انست''

صاحب بہار عجم لکھتے ہیں:

''گل گلاب: مرادف گل احمر کہ گزشت''
زخوئے جمال بنی چوں گل گلاب شرست
شقائق از حسد بخت گل کباب شرست

(ملا طغرا)

غالباً فارسی کے متعلق تو عرش صاحب کی تسلی ہوگئی ہوگی، اب اردو میں اس کا استعمال سنیے، خواجہ آتش لکھتے ہیں:

عطرِ گلاب مل کر حلقے میں یار بیٹھا
بلبل پکڑنے آئے صیاد انجمن میں

ظاہر ہے کہ خواجہ آتش مرحوم جیسا مستند شاعر اضافت کے ساتھ گلاب استعمال کر رہا ہے، تو گلاب بمعنی گلاب کا پھول فارسی میں جائز ٹھہرا نا۔ اگر (عطرِ گلاب) مرکب اضافی جائز ہوسکتا ہے تو مرکب عطفی (لالہ وگلاب) کیونکر غلط قرار دیا جاسکتا ہے؟؟

۴۔اعتراض

خیر دوزخ میں مے ملے نہ ملے
شیخ صاحب سے جان تو چھوٹے گی

میں ''جان چھوٹے گی'' ہونا چاہیے۔

جوابِ اعتراض

اہل ذوق خود اندازہ لگائیں کہ یہ اعتراض کتنا بے معنی ہے۔ جو لطافت ''جان تو چھوٹے گی'' وہ عرش صاحب کی اصلاح ''جان چھوٹے گی'' میں کیونکر پیدا ہو سکتی ہے، یہاں پنڈت کیفی کا یہ فقرہ کتنا صادق آتا ہے:

''ہر عروضی اچھا شاعر اور ہر صرفی اچھا نثر نہیں ہوتا۔''

۵۔اعتراض

رُو اور لُو کے ساتھ (کہ دو) کا قافیہ۔ یہ قافیہ غلط ہے۔

جوابِ اعتراض

مرزا سودا کے یہ دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہیں کہ سیر کروں کوہِ طور کا
ہم تو قفس میں آن کے خاموش ہو رہے
اے ہم صفیر فائدہ ناحق کے شور کا؟

اگر طور اور شور کا قافیہ سودا کے نزدیک جائز ہو سکتا ہے تو رُو اور دو کے قافیہ میں کیا قباحت ہے؟

ایک اور استاد کا شعر پیش خدمت ہے۔

رحم کے قابل ہے ظالم حال اس نخچیر کا
جلد چھوڑ اک ہاتھ کب ہنگام ہے اب دیر کا

۶۔اعتراض

''ہم ہی غافل تھے کہ آتی ہی نہیں عید اب کے''
''ہمیں'' ہونا چاہیے، ''ہم ہی'' نہیں

جوابِ اعتراض

میں ایک بار پھر عرش صاحب کی توجہ میر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ فرماتے ہیں۔

کام تھے عشق میں بہت پر میرؔ
ہم ہی فارغ ہوئے شتابی سے

میرؔ صاحب کے شعر میں بھی اصلاح دے دیجیے عرش صاحب! اور دوسرے مصرعے میں ''ہم ہی'' کی جگہ ''ہمیں'' کر دیجیے۔

۷۔اعتراض

کچھ محتسبوں کی خلوت میں کچھ واعظ کے گھر جاتی ہے
ہم بادہ کشوں کے حصے کی اب جام میں کم تر جاتی ہے

دوسرے مصرعے میں ''جاتی ہے'' کا محل نہیں، ''آتی ہے'' کا محل ہے۔

جوابِ اعتراض:

اس شعر کا لطف حاصل کرنے کے لیے فہم سلیم اور ذہن رسا درکار ہے۔ کج بحثی پر اگر کوئی اتر آئے تو اس کا کیا علاج!

عرش صاحب! آنے جانے میں رہیں، لوگ ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے نجانے کہاں سے کہاں پہنچ گئے ہیں۔

اسی طرح کے اور بھی عامیانہ اعتراض موصوف نے کیے ہیں۔

جن کا جواب آسانی سے دیا جا سکتا ہے، مگر طوالت کے ڈر سے نقل نہیں کیے جا رہے۔

قارئین کرام کو نموۃً چند اعتراضات اور جواب پیش کر دیے ہیں تا کہ وہ خود اندازہ لگا سکیں کہ معترض کے اعتراضات کس قدر فرسودہ اور دقیانوسی ہیں۔ فیض صاحب بلحاظ شاعر اتنے اونچے مقام تک پہنچ چکے ہیں کہ ان پر ایسے معمولی اعتراض کچھ جچتے نہیں جو نہ وزنی ہوں اور نہ معقول۔

عرشؔ صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ریاضی اور شاعری میں کافی فرق ہے اور شاعری کو ریاضی کے اصولوں سے نہیں ناپنا چاہیے ورنہ شاعری غتربود ہو جائے گی۔

متذکرہ بالا اعتراضات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرشؔ صاحب چاہتے ہیں کہ فیض صاحب اپنے اشعار میں جو الفاظ اور محاورے استعمال کرتے ہیں، اس کی اسناد دیوان کے حاشیے میں نقل کرتے جائیں تا کہ عرشؔ صاحب جیسے بالغ نظر نقادوں کو سہولت ہو اور وہ اعتراض کرنے سے پہلے ایک دفعہ سوچ تو لیں۔ ان کی یہ خواہش فیض صاحب تک پہنچا دی جائے گی لیکن فیض صاحب اگر ایسا کرتے تو ان کے دواوین کی ضخامت موجود ضخامت سے کہیں مختلف ہوتی۔

آخر میں فیض صاحب کی تصنیف ''دستِ صبا'' کے ابتدائیہ سے ایک اقتباس نقل کر کے اجازت چاہوں گا۔

''نظامِ زندگی کسی حوض کا ٹھہرا ہوا، سنگ بستہ مقید پانی نہیں ہے، جسے تماشائی کی ایک غلط انداز نگاہ احاطہ کر سکے۔ دور دراز اوجھل دشوار گزار پہاڑیوں میں برفیں پگھلتی ہیں، چشمے ابلتے ہیں، ندی نالے پتھروں کو چیر کر، چٹانوں کو کاٹ کر آپس میں ہمکنار ہوتے ہیں اور پھر یہ پانی گھٹتا بڑھتا، وادیوں جنگلوں اور میدانوں میں سمٹتا اور پھیلتا جاتا ہے، جس دیدۂ بینا نے انسانی تاریخ میں یم زندگی کے یہ نقوش و مراحل نہیں دیکھے، اس نے دجلہ کا کیا دیکھا ہے، پھر شاعر کی نگاہ ان گزشتہ اور حالیہ مقامات تک پہنچ بھی گئی لیکن منظر کشی میں نطق و لب نے یاوری نہ کی یا اگلی منزل تک پہنچنے کے لیے جسم و جان، جہد و طلب پر راضی نہ ہوئے تو بھی شاعر اپنے فن سے پوری طرح سرخرو نہیں ہے۔

فن اس زندگی کا ایک جزو اور فنی جد و جہد اسی جد و جہد کا ایک پہلو ہے۔ یہ تقاضا ہمیشہ قائم رہتا ہے اس لیے طالب فن کے مجاہدے کا کوئی زوال نہیں، اس کا فن ایک دائمی کوشش ہے اور مستقل کاوش۔ اس کوشش میں کامرانی یا ناکامی تو اپنی اپنی توفیق اور استطاعت پر ہے لیکن کوشش میں مصروف رہنا بہر طور ممکن بھی ہے اور لازم بھی۔''

نقلِ مکتوبِ فیض بنام محمد ایوب اولیاؔ (گوجرانوالا)

۹۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء

مکرمی، تسلیم

آپ کا خط ملا، تصویر اس لیے غزل سے منسلک نہ تھی کہ میرے پاس کوئی تصویر ہی نہ تھی اور مجھے خودنمائی یوں بھی پسند نہیں۔

''ہستی کی متاعِ بے پایاں'' والے مصرعے (۱) میں ''ہے'' زیادہ چھپ گیا ہے، اصل میں ''جاگیر تری نہ میری ہے'' ہونا چاہیے، یوں بھی مصرعہ وزن کے اعتبار سے کمزور ہے لیکن بعض اوقات اتنا تساہل جائز سمجھنا چاہیے۔

نظمِ معرّا عام طور سے کسی نہ کسی بحر کی پابند ہوتی ہے، صرف مختلف مصرعے ہم وزن ہونے کے بجائے مختلف الوزن ہوتے ہیں، یہ کچھ ایسی پیچیدہ بات نہیں، محض اتنا ہے کہ اپنے ایک مصرعے کے تین ٹکڑے ساتھ ساتھ لکھنے کے بجائے الگ الگ لکھ دیے، پڑھنے میں تو کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے، صرف بحر کی پہچان ضروری ہے۔

آزاد شاعری پہ اردو میں کوئی مستقل تصنیف میری نظر سے نہیں گزری، انگریزی میں لاتعداد کتابیں ہیں۔ لیکن ان کے اصول و قواعد کا بیشتر ہماری زبان کی نظمِ معرّا پہ اطلاق نہیں ہوتا۔

فقط

مخلص۔ فیض

---

(۱) دستِ صبا (اشاعتِ اوّل) کے صفحہ نمبر ۳۳ پر ''دوسری آواز'' کے عنوان سے یہ شعر درج ہیں:

ہستی کی متاعِ بے پایاں تری ہے نہ میری ہے

اس بزم میں اپنی مشعلِ دل بسمل ہے تو کیا، رخشاں ہے تو کیا
یہ بزم چراغاں رہتی ہے، اک طاق اگر ویراں ہے تو کیا

پہلے مصرعے کی طرف میں نے فیض صاحب کی توجہ مبذول کرائی تھی کہ غلطی سے ''ہے'' زائد چھپ گیا ہے، جس پر ازراہِ نوازش انہوں نے مندرجہ سطور میں جواب دیا۔

(ایوب اولیاؔ)

۳۔ نور باوا، گوجرانوالہ

فیض کے اشعار اور دلیپ کمار کی تحریر

محمد ایوب اولیا کے نام

[illegible]

ذکر دلیپ کمار کا اور......

محمد ایوب اولیا لندن

[illegible]

لندن
۲۳ رمئی ۲۰۱۷ء

برادرم نقی عابدی صاحب - السلام علیکم

لندن میں فیض سمینار جو جون ۱۹۸۴ء میں منعقد ہوا تھا - اس سمینار میں نہ صرف فیض موجود تھے بلکہ ہر اجلاس میں آپ کی حیثیت حقیقی صدر کی تھی۔

اس سمینار کے اصل کرتا دھرتا [illegible] ترمذی، [illegible] نقی [illegible] اور [illegible] سووینیر میں جو نام چھپے ہیں اس میں ہمارا نام شامل کر رکھا تھا کیوں کہ ہم کمیٹی میں شامل تھے -

اس سمینار کے یہ سارے کاغذات میرے دوست نقی تنویر نے محفوظ رکھے تھے - جون ۲۰۰۴ء میں نقی کا انتقال ہوا۔ لیکن انتقال سے پہلے انھوں نے اپنے سارے کاغذات میرے حوالے کر دیے تھے۔ ان کاغذات میں سے ان کی اردو تحریروں پر مشتمل ایک مختصر سی کتاب [illegible] ۲۰۰۷ء میں مرتب کر کے شائع کر دی تھی - ان کے انگریزی مضامین اب مرتب کر رہا ہوں - انھی کاغذات میں فیض سمینار کے سارے کاغذات بھی تھے - جو میں آپ کو بھیج رہا ہوں۔

اس سمینار میں نقی نے جو مضمون پڑھا تھا وہ انگریزی میں تھا اس کا اردو ترجمہ [illegible] - میں اس [illegible] ایک نسخہ علیحدہ ڈاک سے بھیج رہا ہوں۔

افسوس ہے کہ مجھ کو میرا مضمون ابھی تک نہ مل سکا۔ تلاش جاری ہے -

نقی کے کاغذات میں کچھ کاغذات وہ تھے جو ۱۹۸۴ء کے بعد فیض کے انتقال کے بعد [illegible] وہ علیحدہ لفافہ میں ہیں -

اس سمینار میں محمود [illegible] اور [illegible] نے مضامین پڑھے تھے لیکن اس فائل میں نہ تو ان کے مضامین ہیں نہ ہی اس سووینیر میں ان کے نام ہیں۔ اس سمینار کی ویڈیو فلم بھی بنائی گئی تھی جو [illegible]

[illegible]

FAIZ AHMAD ACADEMY

INTERNATIONAL SYMPOSIUM ON FAIZ AHMAD FAIZ IN ASSOCIATION WITH THE UNIVERSITY OF LONDON · 9th. and 10th. JULY 1984

فیض اکیڈمی
FAIZ AHMAD FAIZ CULTURAL ACADEMY

SOUVENIR

FAIZ INTERNATIONAL SYMPOSIUM

فیض اکیڈمی
FAIZ AHMAD FAIZ CULTURAL ACADEMY

ORGANISING COMMITTEE

Mujahid Tirmizey
Jagdish S. Gundara
Diane D. Nair
Baksh Lyallpuri
Faiz Ulhasan Chaudhry
Shahid Ali Syed
Syed Ashoore Kazmi
Gulshan Khanna
Abdul Qayyum Mohsin
Mohammad Arif
Mirza N.B. Chaghtai
Farigh Bukhari
A.Y.M. Lasharie
Aftab Gul
S.M.J.I. Jafree
Sadhna Ghoshe
Naqi Ali
Dharam Paul
Javed Hakim Qureshi
Ranjan K. Sanghani

SPECIAL GRATITUDES

Our gratitudes are due to Dr. Jagdish S. Gundara and Mrs. Diane D. Nair of the University of London Institute of Education for their valuable role in convening the symposium. Sadhana Ghoshe though she joined the team quite late but she made an immense contribution in holding the symposium. Our special gratitudes are due to Mr. Ranjan Sanghani whose support and assistance was most valuable. Finally we must also mention those patrons of art and culture who were requested to make donations towards our expenses, but they never even replied.

* * *

73 Staines Road East, Sunbury-on-Thames, Surrey TW16 5BB
Great Britain. Telephone: [illegible]

Cover design by Iqbal Geoffrey
Printed by Graphic Litho

ABOUT OURSELVES

With Fakhruzzaman, Pakistani writer, poet and politician.

Zia Sarhadi, the veteran film producer and progressive writer with some of the founder members of Faiz Academy 1983

Faiz Ahmed Faiz Cultural Academy was formed at a specially convened meeting of Indian and Pakistani writers, poets, thinkers and ordinary admirers of Faiz. Its aims and objects were based on a general consensus arising out of independent and separate discussions of three ad hoc committees.

The Academy is not intended to play any political role or duplicate the work of any other organisation. It is intended specifically to carry out its own aims and objects and to provide a platform to promote and accelerate thought and ideas compatible with and complementary to the philosophy of Faiz promoting peace, humanity and social justice, and a determination to struggle against oppression, prejudice and discrimination. Faiz Academy as such represents an undertaking and a commitment to uphold human dignity by mobilising better ideas emanating from any region, in any form and in any language.

The Academy has organised discussions and poetry sessions with special guests like Ahmad Faraz, Farigh Bukhari, Zia Sarhadi, Siddiqua Kabir, Munir Niazi, Hassan Abid and Fakhar Uzzaman. An evening with Abdullah Malik and Prof. Hamza Alvi of which a video is also available was a remarkable event historically and academically. Recent evening with Faiz Ahmad Faiz was a nostalgic experience in every sense of the word.

This is just a beginning. Faiz International Symposium is our next landmark and a major step forward. It is being held in association with the University of London, Institute of Education. In conception and content this is going to be a unique event in the intellectual development of ethnic minorities in Great Britain or anywhere in the Universe. The venue of the meeting and the galaxy of scholars taking part in it bear ample testimony to the fact that Faiz Ahmed Faiz, may he live long, is a legend in his lifetime and he will remain a source of everlasting inspiration for us.

MUJAHID TIRMIZEY

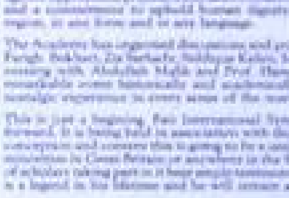

With Ahmed Faraz

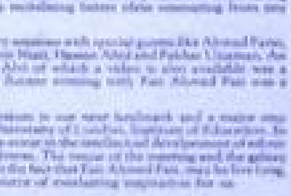

Co-speakers of the symposium
R to L Dr. Jagdish S. Gundara of the University of London Institute of Education and Mujahid Tirmizey of the Faiz Academy in discussion with Faiz.

AN EVENING WITH ABDULLAH MALIK 1983

FAIZ

A snapshot of Begum Faiz and Faiz Ahmad Faiz in their Model Town home in Lahore with Mujahid Tirmizey (standing) 1984

Objects

To establish a Faiz Academy and a Faiz Centre in London; to promote the publication, translation and propagation of the poetry, writings, reviews, commentaries, speeches and other literary and journalistic works of Faiz internationally; to collect, compile and collate works of and on Faiz in any language and anywhere in the world; to undertake further study and research on Faiz; to promote and present his teachings, thoughts, philosophy and his message of peace and human dignity by modern means of mass communication, including art, music, the dramatic art and audio-visual aids; to organise meetings, symposia, seminars and to write and publish journals, theses, papers and books on Faiz.

Some participants in a Mushaira arranged by the Academy 1983

PARTICIPANTS

(In alphabetical order)

INDIA
Mr. Ali Sardar JAFRI
Prof. Mohammad HASSAN
Prof. Gopi Chand NARANG
Prof. Qamar RAIS
Dr. Shariq RADAULVI
Prof. Aquil RIZVI

WESTERN EUROPE
Dr. George FISCHER
Mr. Ahsan JAMIL
Mr. Naeem KHOKHAR
Mr. Nasir MALIK
Mr. Wahid MIR
Dr. Rasia MIR
Mr. Masood MUNAVVER

PAKISTAN
Mrs. Alys FAIZ
Mr. Zafar MALIK
Mr. Abid Hasan MANTO
Dr. M. Ayub MIRZA
Mr. Hassan NAQI
Prof. Mohammad RASHID
Justice S.M.A. SAMDANI
Mrs. C.B. TASEER

EASTERN EUROPE
Mr. Mohammad ASADULLAH

NORTH AMERICA
Mr. Ashfaque HUSSAIN

UNITED KINGDOM
Dr. Khizar ANSARI
Mr. Iftikhar ARIF
Dr. Ali BAQUER
Dr. Najma Sajjad BAQUER
Dr. M. Iqbal KHAN
Mr. M. Aziz MUGHAL
Dr. Partap MUKERJEE
Dr. Dharam PAUL
Mr. Javed Hakim QURESHI

USSR
Dr. Mariam SALGANIK
Dr. Anna SUVAROVA
Dr. Aleksi SUKHACHOV
Dr. Ludmilla VASIL'EVA

R.S.V.P.
SHAHID ALI SYED
Secretary
Faiz Cultural Academy
Telephone: 01-[illegible]

MUJAHID TIRMIZEY
Chairman
Faiz Cultural Academy
73, Staines Road East, Sunbury-on-Thames TW16 5BB
Telephone: [illegible]

فیض اکیڈمی

Special Invitation
to the
2nd Faiz International Symposium
29-30 July 1988 - London

FAIZ AHMAD FAIZ
(1911 - 1984)

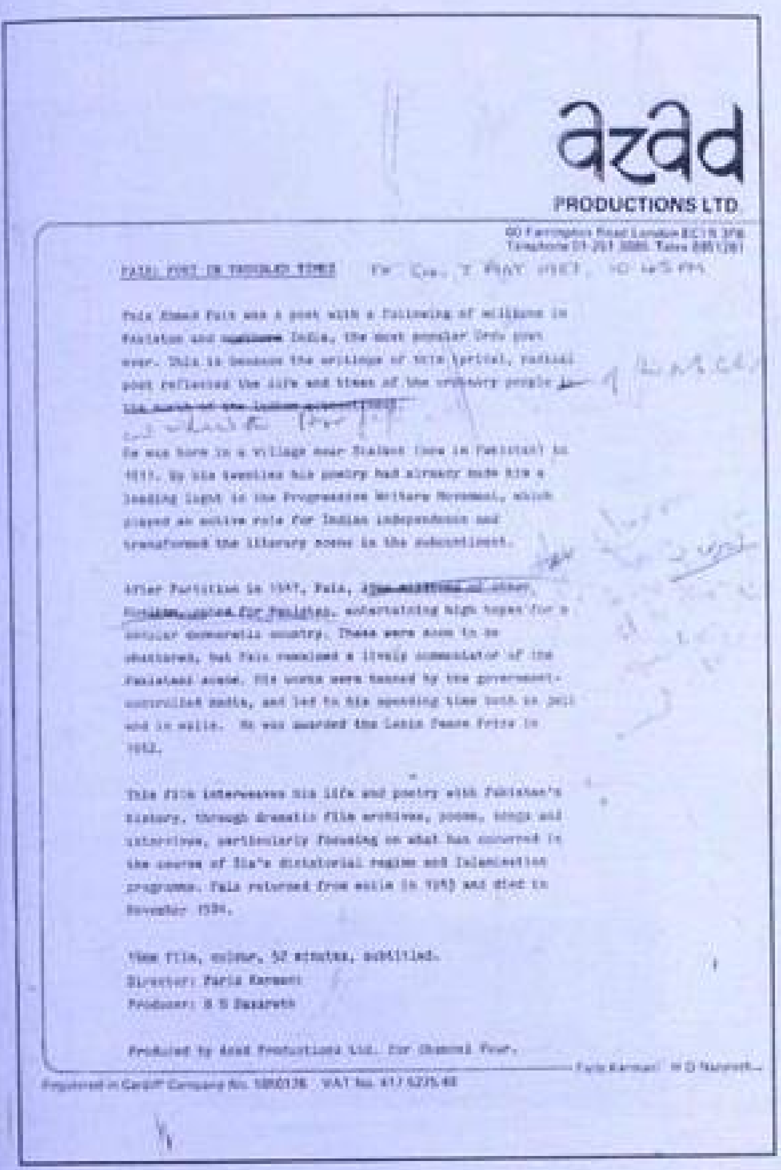
azad

PRODUCTIONS LTD

FAIZ: POET IN TROUBLED TIMES

Director: Faris Kamani

Producer: H S Nazareth

Produced by Azad Productions Ltd. for Channel Four.

آزاد پروڈکشن لندن (انگلینڈ)
کے ڈائریکٹر فارس کرمانی نے
1986ء میں ایک گھنٹے کی ڈاکومنٹری
"Faiz-Poet in troubled times"
بنائی جو 7 مئی 1987ء 10:45 رات کو نشر کی گئی۔

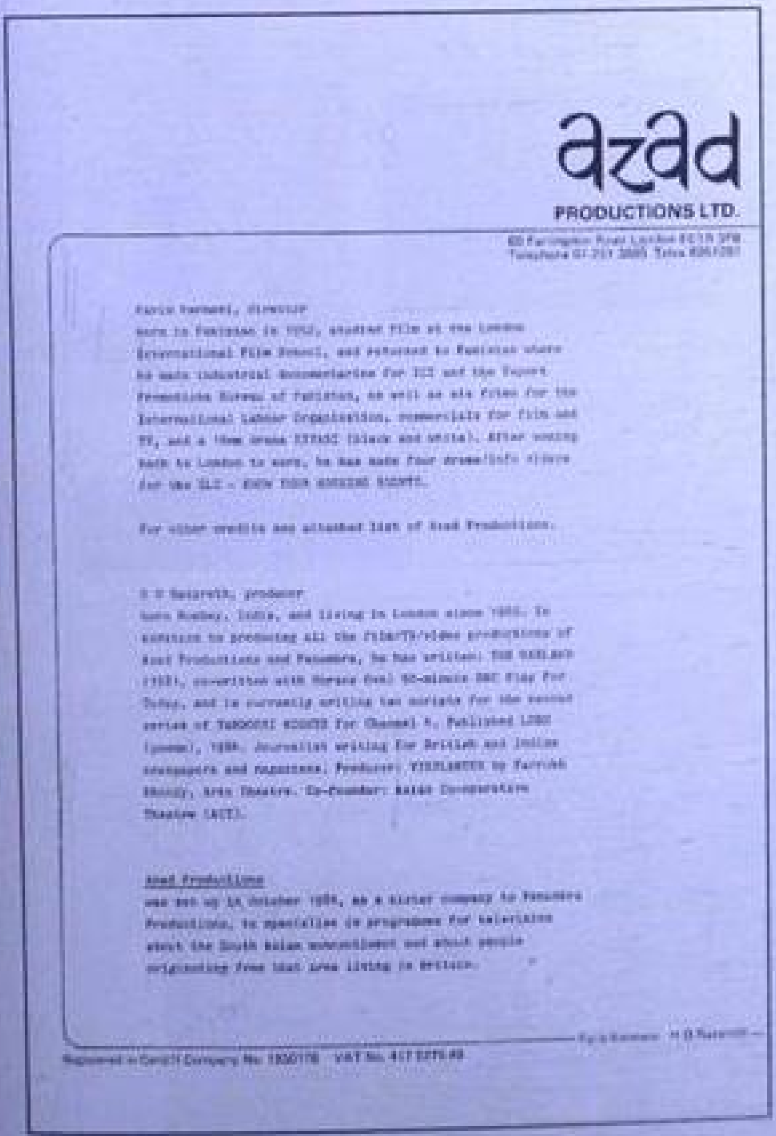
azad

PRODUCTIONS LTD.

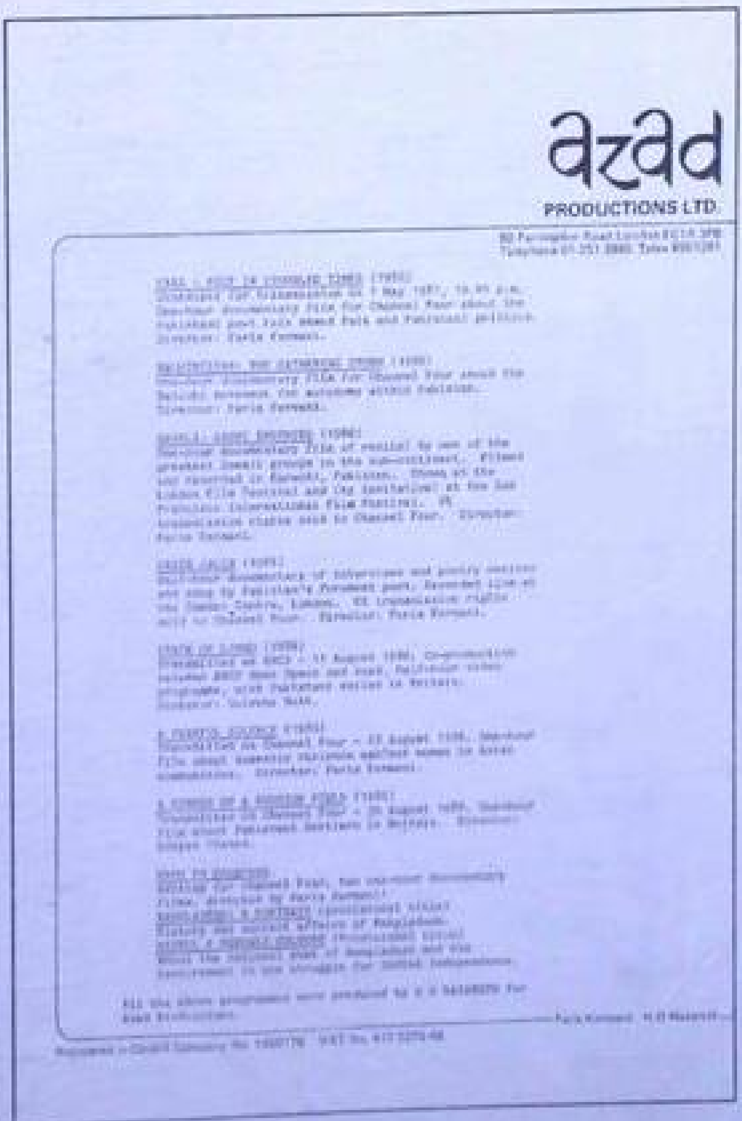
azad

PRODUCTIONS LTD.

نمائندہ خصوصی مقیم لندن

لندن میں مشاعرہ

مسٹر فیض احمد فیض آج کل لندن تشریف لائے ہوئے ہیں۔ عید آئی تو پاکستان اسٹوڈنٹس فیڈریشن نے موقع کو غنیمت جانا اور ایک عید مشاعرہ کا اعلان کر دیا۔ کہاں انگریزی لندن اور کہاں اُردو مشاعرہ۔ خیال تھا کہ محفل بے جان رہے گی اور فیض کی موجودگی ہی اس میں جان ڈال سکے گی۔ اس خدشہ کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ مشاعرہ کی لسٹ میں صرف ایک دو معروف شاعروں کے نام نظر آتے تھے۔ حاضرین کی کمی کا بھی خدشہ تھا کیونکہ اول تو بہت کم لوگوں کو مشاعرہ کی اطلاع تھی دوسرے عید کے روز ظاہر ہے کہ ہمارے پاکستانی بھائی دعوتوں میں مصروف تھے۔ مشاعرے کے لئے شام کا قیمتی وقت کس طرح نکالتے۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ ٹکٹ کے نرخ کافی تھے اور ہمارے پاکستانی بھائیوں کا جو ایک طبقہ ہے وہ سرے سے قائل ہی اس خیال کا ہے کہ گوروں کے شہر کے سنجیدہ ماحول میں منعقدہ مشاعرہ میں جا کر نہیں ہو سکے گا اور شاعروں کو سٹیج پر سے ہٹانا ممکن نہیں ہو گا، مشاعرہ سے دور ہی رہنا یقینی تھا۔

لیکن مشاعرہ بہت دلچسپ رہا۔ شاعروں نے ماحول بدل دیا۔ فیض نے اپنی نظمیں اور غزلیں سنائیں کہ مشاعرہ فیض کا "سپیشل شو" ہو کر رہ گیا اور حاضرین کو شاعروں کی کمی کا احساس بھی نہ ہوا۔ ظاہر ہے زیادہ شاعروں کے برے کلام سے ایک شاعر کا اچھا کلام بہرحال بہتر ہوتا ہے۔ جن لوگوں نے یہاں فیض کو سنا وہ پھر دیر تک غزل سنتے رہے۔ دو دن سے ہزاروں میل دور ابھی ماحول میں بیٹھے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا لاہور کے ہال میں مشاعرہ ہو رہا ہے۔

یہ مشاعرہ میں قصہ سے درست ہی سٹیج پر بی بی سی کے شعبۂ پاکستان پروگرام کے مسٹر صدیقی احمد صدیقی کرسیٔ صدارت سنبھالے ہوئے تھے ان کے ایک طرف مسٹر فیض اور دوسری طرف پاکستان سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر خان سابق صدر کیمبرج ساجد علی تشریف رکھتے تھے۔ سٹیج پر دو کرسیاں پڑی تھیں جن پر شعرا تشریف فرما تھے۔

ہال کا ماحول خالص پاکستانی تھا۔ قریباً سو حاضرین میں سے اکثر کوٹ پتلون میں ملبوس تھے البتہ بعض نے شیروانی پہن کر اپنی انفرادیت قائم کی تھی۔ اکثر شادی شدہ حضرات اپنی بیگم کو ساتھ لائے تھے اور بعض غیر شادی شدہ صاحبان کا ان کی منگیتر نے ساتھ دیا تھا۔ شاعروں کے دوران میں یہ بیچارے شاعروں کا منہ تکتی رہیں یا بالوں کے آوارہ لٹوں کو سنوارتی رہیں۔

صدر صاحب کی پالیسی تھی کہ فیض صاحب سے پہلے بعض دوسرے شاعروں کو پڑھنے کا موقع دے دیا جائے اور دلچسپی قائم رکھنے کے لئے فیض صاحب کے بعد بعض دوسرے شاعروں کو موقع دے کر دوبارہ فیض صاحب کو پڑھنے کے لئے کہا جائے۔ اُن کی پالیسی خاصی کامیاب رہی۔ معلوم ہوتا تھا کہ صدر صاحب اس حقیقت سے واقف تھے کہ مشاعرے میں گڑبڑ ہو سکتی ہے اس لئے انہوں نے شاعروں میں خوب توازن قائم رکھا۔

مسٹر صادق جالی صاحب نے اپنی طویل غزل شروع کرنے سے پہلے ایک قطعہ پڑھا جس کے اس شعر پر خوب داد ملی۔

ارمانوں کے ماتم میں ہری گئی حیات

امیدوں نے آرام سے مرنے نہ دیا

فیض صاحب اُٹھے تو حاضرین میں کھلبلی سی مچ گئی۔ یہاں وہ لوگ بھی تھے جو ان کے اشعار کو ترس جاتے ہیں اور پھر فیض کے اشعار۔ یوں معلوم ہوتا تھا فیض صاحب آج کچھ نہیں چاہیں گے اور لوگ اُن کا پورا دیوان ہی سن کر دم لیں گے۔ بعض رسمی باتوں کے بعد فیض نے آہستہ آہستہ اپنے جانے پہچانے پُرسکون لہجہ میں پڑھنا شروع کیا۔ "مستقبل کا دن" اُن کی نئی نظم تو نہیں تھی اور اتفاق سے اُن کے مجموعے میں بھی آ گئی تھی لیکن بہرحال سب ہال تھی۔ اور جب فیض صاحب نے یہ شعر پڑھا تو داد کا ایک طوفان اُٹھا جو تھمنے میں نہ آتا تھا۔

بہت عزیز ہو لکن شکستہ دل یارو!

تم آج یاد نہ آؤ کہ جشن کا دن ہے

فیض صاحب نظم ختم کر کے بیٹھے تو "اور" "اور" کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ایک طرف سے آواز آئی۔

"آج نہ چھوڑئیے ... کہ جشن کا دن ہے" فیض صاحب ایک غزل پڑھی اور انہیں اس وقت بیٹھنے دیا گیا جب صاحبِ صدر نے اعلان کیا کہ دوسرے شاعروں کی بھی محفل نہیں ہونی چاہیئے۔ ان کے بعد فیض صاحب اور بعض منتخب گے چند ایک ڈاکٹر صاحب جو یہاں کے پاکستانی حلقوں میں کافی معتبر معلوم ہوتے ہیں اپنی مخصوص عالم گرائی کے آخری شعر یاد کر کے سٹیج پر آئے اور جلدی جلدی بیان سے غزل پڑھ کر اسی جلدی واپس آ گئے کہ حاضرین کی داد دینے کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔ ان کے بعد ایک لمحہ دو میں شیر صاحب سامنے لائے گئے تو معلوم ہوا کہ آپ صرف دست شناس ہی نہیں شاعر بھی ہیں۔ ان کی طویل نظم دار ہائے داد کے بغیر ہی سنی گئی۔ جو کل دوبارہ کے بعد عبد الستار اکبر جی نے غزل پڑھی۔ غزل خوب تھی اور انہیں ہی عید کے داد دی گئی۔

صابرہ زیدی صاحبہ شعر پڑھنے اٹھیں تو صنف نازک کی واحد نمائندہ کی حیثیت سے آنے کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا گیا۔ تالیوں کی گونج میں شعر پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ تالیوں کی گونج میں شعر پڑھتی رہیں اور جب اپنی مشہور نظم "زندگی" کے موڑ پر ختم کر کے کرسی پر بیٹھیں تو تالیاں گونج رہی تھیں۔ انہیں داد دینے والوں میں خواتین اور حضرات سب نے خاص بہت گرم جوشی دکھائی رہی تھیں۔

ایک نوجوان بیٹھا تھا جو ہر شاعر پر پھبتیاں کستا تھا اور اس فن میں خاصا ماہر معلوم ہوتا تھا۔ وہ بعض اوقات شعروں کی کم اور اس کی پھبتیوں کی زیادہ داد دیتے تھے لیکن جب فیض صاحب شعر پڑھنے کے لئے اٹھے اور ان صاحب نے عادت سے مجبور ہو کر ان پر بھی پھبتی کسی تو لوگوں نے اُسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا۔ اپوزیشن میں گھبرا دیکھ کر یہ صاحب بیٹھ گئے۔ اس سے پہلے فیض صاحب ہیرے چاہ میں۔ واقعی میں بھی ہمت نہیں کہ ان کی یہ بات سن کر ہر شخص ہنس دیا اور اپوزیشن ختم ہو گئی۔

فیض صاحب بیٹھے تو ایک طرف سے یک وقت دو نسوانی آوازیں آئیں "فیض صاحب رقیب سے" "فیض صاحب رقیب سے"۔ پہلے تو حاضرین نے بھی جو فیض کی یہ نظم سننا چاہتے تھے ان آوازوں کا ساتھ دیا۔ فیض پر ایک خاموشی چھا گئی۔ سب نظریں اُن خواتین کی جانب اٹھیں جو اب شرم سے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے ہوئے تھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک محترمہ نے اُٹھ کر کہا "جی ہاں "رقیب سے""۔ تو فیض صاحب انکار کر گئے اور کہنے لگے کہ یہ پرانی نظم ہے مجھے یاد نہیں رہی اگر غلط پڑھ دوں یا بھول جاؤں تو معذرت خواہ ہوں گا۔ فیض کو نظم سنانے میں دقت نہ ہوئی جہاں وہ بھولتے کئی آوازیں انہیں لقمہ دیتیں۔ نظم فیض صاحب کو تو یاد نہیں تھی البتہ کئی حاضرین ایسے ضرور تھے جن کے دل پر یہ نظم لکھی ہوئی تھی۔

یہ نظم ختم کرنے کے بعد فیض نے لوگوں کے اصرار پر ایک اور نظم پڑھی۔ وہ تھک گئے تھے لیکن لوگ تھے کہ تھکنے کا نام نہ لیتے تھے۔ آخر صاحب صدر نے اعلان کیا کہ مشاعرہ ختم ہونے کا وقت ہو گیا ہے اور ہال کے ملازم اسے بند کر کے گھر جانا چاہتے ہیں تو فیض صاحب نے چلتے چلتے یہ قطعہ پڑھا جو مشاعرہ کا خاتمہ ثابت ہوا۔

شب ایں درآں تو چھڑ گئی	فکر سود و زیاں تو چھوٹے گی
شیخ صاحب سے جاں تو چھوٹے گی	خیر دوزخ میں مے ملے نہ ملے

اس طرح تالیوں کی گونج کے درمیان یہ مشاعرہ ختم ہو گیا۔ مشاعرہ میں زیادہ لوگ موجود تھے لیکن جو حاضر تھے اُن کے لئے یہ مشاعرہ یادگار رہے گا کیونکہ برطانیہ میں ایسا پاکستانی ماحول کم ہی دیکھا تھا جیسا کہ اس مشاعرہ میں پیدا کیا گیا۔

★ ★ ★ ★

TIMES PAST THE TIM

Thursday 26th July 1984

Faiz Ahmed Faiz– An appreciation

India Weekly

By Sofia Shariff

LONDON UNIVERSITY'S Institute of Education played host to scholars and academics, many of whom had travelled from afar, to attend an international symposium honouring one of the most inspiring Urdu poets of the twentieth century, Faiz Ahmed Faiz.

The number of leading authorities on the poetry of Faiz, who were present at the symposium, may well give an indication of the mood and tone of the symposium, not to mention the discussions which took place between the platform and floor on the many facets of Faiz's poetry. The poet, who was present, took all this in his stride, filling in the gaps with his own comments and letting his verse speak for itself.

Many a time I have wondered how poets and writers of Faiz's stature manage to remain comfortable in the presence of those men who seem to know as much and more about the hidden meanings of each couplet and each sentence, as the original creator of the thought.

Bilingual

Dr Gopi Chand Narang from India, Head of the Department of Urdu, Jamiamillia University, Delhi, opened the first session with a paper on "Faiz Ahmed Faiz: Tradition and Innovation." Dr Ayub Mirza from Pakistan followed this by a discursive interpretation on the political background of Faiz's poetry. Professor Georges Fischer was the only West European representative at the symposium, having come from the Sorbonne, Paris.

Among the other speakers were Prof. Syed Hasan Askari (UK), Prof. Muhammad Hasan (India), Qumar Rais (Pakistan), Naqi Ali and Mahammud Jamal (UK). The celebrated poet Ahmed Faraz also attended.

The symposium, was conducted in both English and Urdu, not simply for the benefit of the sole representative from Europe, but in acknowledgement of the fact that the appreciation and study of Urdu is not just confined to born native speakers, but is also accessible to those whose mother tongue happens to Bengali, Punjabi and indeed, English.

The organisers had hoped to include in the list of distinguished speakers the names of some leading scholars of Faiz's poetry from the Eastern bloc countries, but they were not able to attend.

Dialogue

The symposium, co-sponsored by the University of London, Institute of Education Department of Multicultural Education and the Faiz Ahmed Faiz Cultural Academy under the guidance of Mr Jagdish C Gundara (Centre of Multicultural Education) and Mujahid Tirmizey (Chairman of Faiz Academy), was, in fact, the first international symposium of its kind and one which it is hoped would set a precendence in encouraging more of such "literary dialogues."

Having been disappointed in their efforts to invite as many Faiz scholars from all continents to enable this global cross-exchange of ideas and interpretations, the organisers and the participants had to be content and what turned out to be mainly a dialogue between Indian and Pakistani academics and scholars. This was sufficient to provoke enlightened debate.

Faiz

A tribute by Tariq Ali

FAIZ Ahmed Faiz, South Asia's best known poet, died in Lahore yesterday at the age of 73. He was the last of the radical triumvirate that dominated poetry in the third world for the last five decades. All three of them—Pablo Neruda (Chile), Nazim Hikmet (Turkey) and Faiz himself (Pakistan)—had spent many of their early years in prison, as a result of their communist sympathies. Faiz's best poetry was, in fact, written while he was serving time for "high treason" in Pakistani prisons during the 1950s.

He was born in the Punjab town of Sialkot, like that great poet of an earlier generation, Iqbal. Early in his life Faiz taught English Literature, later becoming a trade union organiser, a journalist, and, in 1941 like many other Indian Communists, joining the British Indian army, rising to Lt.Colonel in the information department.

After partition, Faiz remained in Pakistan as chief editor of the Pakistan Times. But his passion was always Urdu poetry. He became a master of Gharal — a short lyrical form. His metaphors and images won high praise from critics hostile to his politics.

In Pakistan, poetry played a large part in the clandestine political culture. Whenever Faiz took the rostrum, you could always hear a pin drop, though his poems were far removed from the world of agitprop.

Faiz was awarded the Lenin Prize in 1958, which pleased him a great deal: previous recipients included Neruda and Hikmet.

His work was translated into English by Victor Kiernan of Edinburgh University and published by

The last of a line

By:
Judith Vidal-Hall [redacted] "The poet Faiz Ahmed Faiz"

FEW PEOPLE in the world hold both the MBE and the Lenin Peace Prize; and few have combined the roles of poet and colonel in the British Army. Nor are these the only extraordinary aspects that make Faiz Ahmed Faiz unique in the worlds he frequents.

Born in 1911 he celebrates his seventieth birthday this month as well as what he disarmingly calls 50 years of "versifying." He resists the blandishments of being the "great poet" insisting that he has most often achieved little more than "third best — trying to express or externalise something or other." Whatever the truth of the matter, Faiz has long been regarded the leading Urdu poet in India as well as his homeland, Pakistan, and one who can still draw 15,000 to a poetry reading, as he did recently in Calcutta.

Beyond the sub-continent he is known as a "committed" poet whose commitment to social justice and the cause of the poor has stood the test of time.

Faiz comes from Sialkot in the Punjab, only a few miles from the present disputed border with Kashmir. His career has been varied: teacher, army officer, journalist, trade union leader, broadcaster, script writer, and more recently, film-maker. Educationally he had the best of two worlds, studying English, as well Arabic and Persian literature in Lahore.

In 1941 he left his post as a teacher to join the British Army in India, where he quickly rose to the rank of lt-colonel. With the creation of Pakistan in 1947, he returned to edit the country's first national daily newspaper, the Pakistan Times. Since, as he says, "All writing including poetry is propaganda," he had little difficulty in turning his editorial prose to the same account as his verse.

His criticism of Government, as well as a commitment to socialism and progressive causes, earned him several spells in prison on political charges. In 1959 he gave up journalism as the press came increasingly under the control of the military regime which had taken over in Pakistan.

His personal involvement with the events of those years helped to shape his beliefs and poetry. "I wrote at first," he says, "out of a romantic impulse — poetry descended and one didn't have to contrive. The early recognition was rather alarming, and I didn't plan to go on. But the world was constantly with me, so I went on writing, and the politics became part of the poetry."

His chosen medium has been the ghazal — an Urdu verse form which is nearer in its precision to the sonnet than anything else in the European tradition.

Faiz has been away from Pakistan for several years now, but is in no formal sense an exile. And though one does not hear his work on the State-owned radio or television networks, none of his writing is banned.

Now, at seventy the longing to return is strong; he has been too long a bird of passage — London to Moscow via Beirut, from where he now edits the Afro-Asian literary magazine Lotus.

"Exile," he says, "is like solitary confinement. It opens new avenues of experience, is a completely novel experience — like falling in love again. There are new horizons and the world is new again. This emotive and perceptual shift finds expression in the poetry. But in time the theme runs out; it is no longer stimulating to wander the earth — just another way of living."

Not Enough

Not enough the tear-stained eye, the storm-tossed life,
Not enough the secret love, suspicion's brand;
Come today in fetters to the marketplace,
Walk with waving hands, run in a drunkard's dance,
Clothes besmeared with blood and head begrimed with dust!
All the loved one's city is watching by the road:
There the governor waits, and there the populace,
Calumny's keen arrow, insult's hurtling stone,
Morning of ill omen, day of evil chance —
Who has been their bosom friend, but we alone?
In the loved one's city who is left to trust?
Who is worthy now of the executioner's hand?
You that know affliction, lift the heart's sad load;
We it is, my friends, must once more taste the knife.

FAIZ AHMAD FAIZ - REMINISCENCES

by Professor Georges FISCHER
Director of Research
at the Centre National de la
Recherche Scientifique, Paris

I am not competent to speak or to write about the poetry, life and activities of Faiz Ahmad Faiz. I can only call to mind the stages and phases of our long and old friendship. A French philosopher and moralist of the XIXth century, Joubert, wrote : When one of my friends is one-eyed, I look at him sideways. Faiz doesn't need this kind of indulgence. From whatever angle you consider him, you always look at his right side. These few lines are intended only to give expression and admiration for Faiz, the human being.

I first met Faiz in 1949, as I will recall in a moment. We met three times during that year, at the end of which I visited him in Pakistan. He was already an illustrious poet, journalist, labour and civic leader, life and soul of the Pakistani intelligentsia, knowing everybody and known by all. Thanks to Faiz, I began to understand the problems and difficulties of Pakistan, the complex and real reasons behind the birth of this singular, new State.

Afterwards we met several times in France and in Pakistan. In-between, news about his imprisonment was worrying us. But Faiz has the wonderful gift to turn up whenever one needs his spiritual, moral and intellectual help the most. (He himself seems to have such a large reserve of moral and intellectual strength that he doesn't need outside help). So all of a sudden, he happen to be at my bed side in a Paris hospital in 1964 and again at my country-home in the South-West of France in 1977 (or was it 1978). Thanks to Faiz, I was invited to the 1976 Islamabad Centenary celebration of Mohammed Ali Jinnah, the Quaid-i-Azam. He took me to various clubs and meeting places. It was an exciting experience for a European to see people all around reciting by heart poems written by Faiz. In 1980, I believe, we met in Delhi where, at the Pakistani Embassy, for the first time, I heard Faiz recite his own poems. Some of his poems were also sung by a charming Indian singer.

Now I wish to bring up two points which left a lasting imprint in my mind.

x

x x

From 1946 to 1952, I was head of the economic and social department of the World Federation of Trade Unions. As such, I was in close contact with various trade union federations and centres and with International Organizations like the U.N. and the I.L.O. I first met Faiz at the International Labour Conference in Geneva, in June 1949. Faiz was there as labour adviser to the Pakistani worker delegate, representing the Pakistan Trade Union Federation. In this capacity, he had previously attended the 1948 International Labour Conference. We met again during the first days of July of the same year, in Milan, at the Congress of the W.F.T.U., where Faiz represented, as an observer, the P.T.U.F. (which at that time was not officially affiliated with the W.F.T.U.).

In order to truly appreciate Faiz' links with the trade union movement of his country, one has to recall the difficulties encountered by the workers organizations in Pakistan. Immediately after partition, in november 1947, the trade unions in the new country split from the A.I.T.U.C. and the I.F.L., with the agreement of these two organizations to which they had belonged u until then. After leaving the A.I.T.U.C., the P.T.U.F. was formal set up in January 1948. In his speech at the W.F.T.U. Congress, in July 1949, Faiz related clearly and precisely the history of the Pakistani trade union organizations since partition.

Pakistan was then and is still today, industrially poor, without a real industrial tradition. The country, founded in 1947, was geographically divided. Even among workers the geographical and ethnic divisions are stronger than the feeling of class solidarity. Labour is illiterate and inexperienced. Workers are poor, unions are weak and poorly organized, union dues are not paid, union membership is low. There are many central or regional organizations. Employers are opposed to unions and victimize workers who are active in union affairs. In many cases, participation in the unions represents a risk for the worker, a danger for his livelihood.

One American scholar whom nobody could label as a leftist wrote : "In Pakistani industries, labour is often thought of as things to be manipulated rather than as people to be led or motivated" (1). Under these circumstances, it is unavoidable that especially in the beginning, some of the trade union representatives appointed would not be workers.

The same American author acknowledges the important role played by the P.T.U.F. in the history of the Pakistani labour movement and in the struggle for the organization of real and fighting trade unions. The P.T.U.F. considered the unions as the expression of class struggle and wanted to develop a class-conscious proletariat. It advocated the overthrow of capitalism, the abolition of landlordism, the confiscation and the nationalization of foreign factories and banks. It was perhaps at that time too radical a programme. But the P.T.U.F. represented in 1949 more than half of the unionized workers in Pakistan, in spite of the fact that it was victimized by the government. Two years later its top leaders were arrested, it was banned in 1954 and its headquarters sealed off. But as the American author already quoted above recognized : the P.T.U.F. "organized a large number of labour unions within a short period of time".

In his speech to the Congress of the W.F.T.U., on the 8th of July 1949, Faiz explained all this. He exposed the repressive action of the government against the P.T.U.F., the increasing unemployment, the deteriorating living and housing

----

(1) B. SUFRIN, Unions in emerging Societies, Syracuse University Press, 1964, p. 64.

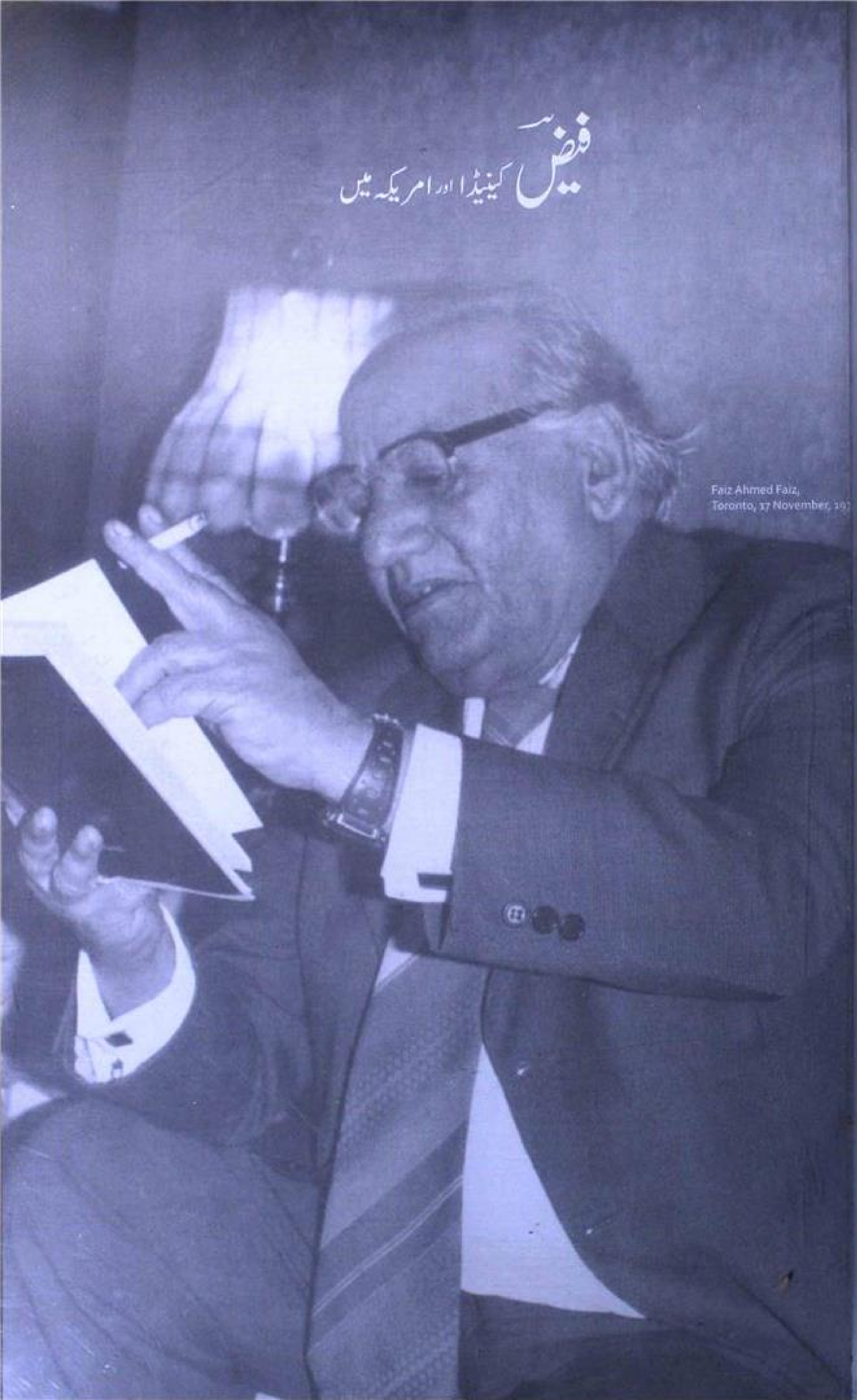

Faiz Ahmed Faiz,
Toronto, 17 November, 19

۲۳ر نومبر ۷۸ء

بازگشت

پہلی بار ایک دور دراز دیس کینیڈا کی سیاحت کا اتفاق ہوا تو سب سے
اہم بات یہ تھی ہم وطنوں کی لطف صحبت کے علاوہ اس کی مسرت ایک
اور سے بھی حاصل ہوئی کہ یہاں ہمارے شعر و سخن کی شمع بھی روشن ہے اور
ہمارے روز مرہ زندگی کی مشقت کے ساتھ ساتھ اہل دل خوش سخن
میں محو ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ ان کی کاوشوں کے سبب زیادہ نہیں ہیں اپنے
وطن کو۔ ذوق و شوق کی حد الیٰ کمال یاں بھی کم و بیش ویسا ہی پایا گیا ہے۔
یہ مجموعہ انہیں کاوشوں کا ثمر ہے۔ جس کے قارئین کو کچھ اندازہ
ہو سکے گا کہ اس خطے میں بھی خوش گو اور خوش فکر سخنوروں
کا ایک حلقہ موجود ہے، جن میں کچھ معروف نام بھی ہیں اور کچھ ایسے
جنہیں نام کمانا ہے۔ ہر طرح سے ادب شناس حلقوں میں متعارف
ہونے کے مستحق ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ تالیف اردو زبان کے
سیاحوں میں مقبول اور تحسین حاصل کرے گی۔

فیض احمد فیض

ٹورنٹو نومبر ۷۸ء

فیض احمد فیض صاحب سے ایک غیر ادبی انٹرویو

سید سجاد حیدر

کینیڈا کی اولیں پاکستانی کمیونٹی کے ممتاز افراد میں ایک نام عبدالرحیم انجان مرحوم کا تھا۔ فیض احمد فیض کی کینیڈا میں پہلی آمد ان کی دعوت پر ہوئی۔ انہوں نے انجان صاحب کے گھر پر قریباً ایک ماہ تک قیام کیا جس کی تفصیلی روداد انہوں نے اپنی کتاب ''خوش نوا فقیر'' میں بیان کر دی ہے۔ اس ایک ماہ کے قیام کے دوران ہی فیض صاحب نے ٹورانٹو کے ادبی مزاج کے حامل احباب کو ادبی سرگرمیوں کے لیے منظم کوشش کا مشورہ دیا۔ اس مشورے بلکہ سرپرستی کے تحت ''اردو سوسائٹی کینیڈا'' کی داغ بیل رکھی گئی۔ ٹورانٹو میں اردو ادب اور اس حوالے سے انفرادی سرگرمیوں میں انتہائی محترم و ممتاز ہستی جناب حفظ الکبیر قریشی کی تھی اس لیے اردو سوسائٹی کینیڈا کی تنظیم میں مرکزی حیثیت انہی کو حاصل تھی۔ اسی اردو سوسائٹی کی دعوت پر ستمبر ۱۹۸۲ء میں فیض صاحب تیسری مرتبہ ٹورانٹو میں تشریف لائے۔

براعظم شمالی امریکہ میں اردو کے پہلے اخبار ''کریسنٹ'' کی اشاعت کا اعزاز لطیف اویسی صاحب کو حاصل ہے۔ اسی اخبار کے انگریزی حصے کو بعد میں عالمی اسلامی تحریک کے نمائندہ جریدے کی حیثیت دینے کے بعد کینیڈا کی پاکستانی اور اردو دان کمیونٹی کے لیے ''الہلال'' کے نام سے اردو اخبار کو علیحدہ کر دیا گیا۔ فیض صاحب کی آمد کے موقع پر اسی اردو اخبار کے مدیر کی حیثیت سے حفظ الکبیر قریشی صاحب نے راقم کو فیض صاحب کے انٹرویو کی دعوت دی۔ انہی دنوں ٹورانٹو سے شائع ہونے والے انگریزی جریدے ''ٹورانٹو ساؤتھ ایشیا ریویو'' کے مدیر و پبلشر وِن جی سے کافی رابطہ تھا۔ انہوں نے اس انٹرویو کی دعوت پر اپنے جریدے کے لیے بھی انٹرویو کی خواہش کا اظہار کیا جسے بلا تامل قبول کر لیا گیا۔

انٹرویو سے پہلے فیض صاحب کی ٹورانٹو آمد کے دن ہی ان کے اعزاز میں شام کو ایک استقبالیہ دیا گیا تھا۔ حفظ الکبیر قریشی صاحب نے ہمارا تعارف کرایا اور انٹرویو کے لیے وقت طے کرنے کی درخواست کی۔ اگلے دن مشاعرہ تھا اس لیے مشاعرے سے اگلے دن انٹرویو کے لیے وقت طے ہو گیا۔ فیض صاحب کو انٹاریو جھیل پر واقع ایک پرآسائش اپارٹمنٹ میں ٹھہرایا گیا تھا۔ ہم دونوں وقت مقررہ پر حاضر ہو گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ راقم ادبی حوالے سے اپنے آپ کو کسی طور بھی فیض صاحب جیسی دیو قامت ہستی سے انٹرویو کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ خود کو میرؔ، غالبؔ، اقبالؔ اور فیضؔ کے کلام کا نیم حافظ سمجھنے کے باوجود اس حقیقت کا بخوبی ادراک تھا کہ شاعری کا مطالعہ اور یادداشت کی خداداد صلاحیت کی اہمیت اپنی جگہ لیکن شعری ذوق اور ادبی شعور کچھ اور شے ہے۔ خصوصاً پاکستان میں اپنی سیاسی و مذہبی اور پھر یہاں کینیڈا میں بھی عالمی اسلامی تحریک کے ادارے سے وابستگی کے باعث ادبی حوالے سے بھی سیاسی ترجیحات کی اہمیت زیادہ تھی۔ پھر اس دور میں فلسطین، لبنان، افغانستان اور پولینڈ کے موضوعات نے پوری دنیا کو اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔ اپنے نقطۂ نظر سے فیض صاحب نظریاتی طور پر کمیونزم اور عملی طور پر روسی کیمپ سے وابستہ تھے۔ درج بالا تمام موضوعات کے حوالے سے یہ روس جیسی عالمی قوت کی پسپائی اور بالآخر روسی ایمپائر کی شکست و ریخت کا آغاز تھا۔ فیض صاحب سے انٹرویو کا آغاز ہی ان کے قیامِ بیروت کے پس منظر میں لبنان کے خلاف اسرائیلی جارحیت، لبنان سے پی ایل او کے اخراج، بیروت کے فلسطینی مہاجر کیمپوں صابرہ اور شتیلا میں اسرائیلی نگرانی میں عیسائی ملیشیا کے قتلِ عام کے حوالے سے ہوا۔

سوال کچھ اس طرح سے تھا کہ لبنان میں امریکہ، برطانیہ اور فرانس جیسے اسرائیلی سرپرستوں کے شرمناک کردار کے مقابلے میں روس کا اپنے حلیفوں یعنی پی ایل او، شام اور عراق وغیرہ کی حفاظت میں ناکامی کی وجوہات کیا ہیں؟ فیض صاحب کے لہجے کا درد جس بے بسی کا عکاس تھا انہوں نے روس کی بے بسی کو اس کی بے عملی کا جواز قرار دیا۔ فیض صاحب کے بقول ان علاقوں میں یورپی قوتوں اور امریکہ کے عمل دخل کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ تاریخی طور پر یہ علاقے یورپی قوتوں کے قبضے میں رہے ہیں۔ اس قبضے سے نجات کے لیے مقامی طور پر آزادی کی جتنی بھی تحریکیں اٹھیں، روس نے اپنے طور پر ان تمام تحریکوں کی مدد کی۔ فلسطین، شام، عراق، مصر اور دیگر عرب ممالک کی یورپی تسلط سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد میں روس کی مدد نہایت اہمیت کی حامل تھی۔

اس پر اپنا جوابی سوال یہ تھا کہ فلسطینیوں کی مدد کی بجائے حقائق تو یہ ہیں کہ اسرائیل کی ناجائز ریاست کو تسلیم کرنے میں روس کا نام سرِ فہرست ہے۔ دوسرے لفظوں میں فلسطینیوں کی غلامی اور صیہونیوں کی سرپرستی کے لیے امریکہ اور روس میں جو دوڑ لگی ہوئی تھی روس نے اس میں امریکہ کو گویا مات دے دی تھی۔ فیض صاحب نے جواب دیا کہ بات فلسطینیوں کی دشمنی یا یہودیوں کی سرپرستی کی نہیں تھی۔ جرمنی میں ہٹلر کے نازی ازم کے بدترین شکار یہودیوں کے لیے ہمدردی کے عالمی جذبات کے علاوہ

یورپی یہودیوں کی عظیم اکثریت کی سوشلسٹ وکمیونسٹ نظریات سے وابستگی کی بنیاد پر ان سے نظریاتی ہم آہنگی کی بھی تھی۔ عمومی رائے یہی تھی کہ تاریخی طور پر دربدر قوم کو فلسطین کے ایک حصے میں رہنے کو زمین کا ٹکڑا مل جائے تو اس میں کسی کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بنیادی طور پر یہ رائے غلط ہونے کے باوجود حالات کے تقاضوں کے باعث قبول عام کا درجہ رکھتی تھی۔ پھر اسی نقطہ نظر کے تحت اقوام متحدہ نے بھی اسرائیلی ریاست کے قیام کی منظوری دے کر گویا اس پر عالمی تصدیق کی مہر ثبت کردی تھی۔ یہ تو بعد میں جب اسرائیل نے فلسطینیوں کو ان کی بستیوں سے بزور نکالنے کا سلسلہ شروع کیا تو عالمی ضمیر کی آنکھیں کھلیں۔ لیکن تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود روس اور دیگر ممالک نے فلسطینیوں کی آزادی کی جنگ میں ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ آج بھی عالمی سطح پر مسلمان ممالک کے علاوہ فلسطینیوں کی جدوجہد آزادی میں روس اور اس کے اتحادیوں کا کردار سب کے سامنے ہے۔

فیض صاحب کے دوٹوک جواب کے بعد اس موضوع پر مزید بات کرنے کی بجائے اپنا اگلا سوال پولینڈ کے حوالے سے کچھ اس طرح تھا کہ کمیونزم نے دنیا بھر کے مزدوروں اور دیگر پسے ہوئے طبقات کی آزادی کا جو نعرہ بلند کیا تھا اور جس پر لبیک کہتے ہوئے دنیا بھر کے پسے ہوئے طبقات میں آزادی کی لہر دوڑ گئی تھی، آج پولینڈ میں اسی کمیونسٹ نظام سے آزادی کے لیے پولینڈ کے مزدوروں نے گویا بغاوت کا اعلان کر دیا ہے۔ یہ اعلان بغاوت کیا کمیونزم کی ناکامی کا واضح ثبوت نہیں؟ فیض صاحب جیسے اس سوال کی توقع نہیں کر رہے تھے اس لیے انہوں نے یہ کہتے ہوئے دامن چھڑانے کی کوشش کی کہ مزدور جہاں بھی ہوتے ہیں وہ اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے رہتے ہیں۔ اس میں پولینڈ یا کسی اور ملک کی تخصیص نہیں کی جا سکتی۔

اپنا جوابی سوال یہ تھا کہ کمیونسٹ نظام کی بنیاد ہی مزدوروں کے حقوق کی ضمانت پر اٹھائی جاتی ہے۔ اگر اس نظام میں بھی مزدوروں کو اپنے حق کے لیے مظاہروں اور ہڑتالوں کا سہارا لینا پڑتا ہے تو پھر سرمایہ داری اور کمیونزم میں فرق کیا رہ جاتا ہے۔

فیض صاحب نے انتہائی تحمل سے جواب دیا کہ ایک آئیڈیل نظام کا نظریہ اور حکومت دو مختلف چیزیں ہیں۔ کمیونزم ایک نظریے کا نام ہے جبکہ پولینڈ وغیرہ میں جو لوگ حکومت چلا رہے ہیں وہ اس نظریے پر کس حد تک عامل ہوئے ہیں اس کی ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ پولینڈ نظام حکومت میں نظریے کی قوت اس طرح کارفرما نہیں جس طرح اسے ہونا چاہیے۔

فیض صاحب کے صبر وتحمل کا مزید امتحان لینے کی بجائے روس کے ہی حوالے سے آخری سوال کرنے کی درخواست کی۔ سوال یہ تھا کہ پچھلی کئی صدیوں سے یورپی اقوام نے دنیا بھر کی کمزور قوموں کے خلاف تباہی و بربادی کا بازار گرم کیا ہوا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد ان غاصب قوتوں کی کمزوری کے باعث دنیا بھر میں آزادی کی لہر اٹھی۔ روس نے اس لہر کو سرمایہ دارانہ نظام کے خلاف بغاوت قرار دیتے ہوئے اقوام عالم کی آزادی کا بلند آہنگ نعرہ بلند کیا۔ اس نعرے کی بدولت روس کو گویا آزادی کی تمام تحریکوں کی راہنمائی کا منصب حاصل ہو گیا تھا۔ لیکن جس طرح سرمایہ دارانہ نظام کی شکست کے خطرے کے مقابل یورپی قوتیں کمزور ممالک پر چڑھ دوڑتی ہیں اسی طرح روس نے بھی افغانستان میں اپنے مفاد کے تحفظ کے لیے اس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس قبضے کے خلاف دنیا بھر میں شدید ردعمل پایا جاتا ہے۔ کیا آپ افغانستان پر روسی قبضے کو جائز اور افغانیوں کی مزاحمت کو ناجائز سمجھتے ہیں؟

فیض صاحب نے اس سوال کے بعد خاموشی کے طویل وقفے کو توڑتے ہوئے جواب دیا کہ روس نے افغانستان پر قبضہ نہیں کیا۔ وہ مقامی بغاوت کو کچلنے کے لیے افغانستان کی حکومت کی دعوت پر اس کی مدد کے لیے افغانستان میں داخل ہوا ہے۔

اپنا جوابی سوال تھا کہ جناب تمام دنیا جانتی ہے کہ موجودہ افغانی صدر ببرک کارمل روسی فوج کے ٹینکوں پر بیٹھ کر کابل پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ اس قبضے کے خلاف جس پیمانے پر مزاحمت ہو رہی ہے اس کے بعد اس حقیقت میں تو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ افغانستانی اس جدوجہد کو غیر ملکی قبضے کے خلاف آزادی کی جنگ سمجھ کر لڑ رہے ہیں۔ فیض صاحب نے بہت ہی تھکے سے لہجے میں بات سمیٹنے کی کوشش کی کہ دنیا بھر کی طرح افغانستان میں بھی ترقی پسند قوتیں سرگرم تھیں۔ لیکن روایتی اور قبائلی رسم و رواج کے حامل معاشرے میں ان کا اثر ورسوخ شہری آبادیوں تک ہی محدود رہا۔ ان ترقی پسند قوتوں نے انقلاب تو برپا کر دیا لیکن اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کے نتیجے میں انقلابی قوتوں کے لیے انقلاب کی حفاظت ناممکن ہو گئی تھی۔ اس لیے اس انقلاب کو بچانے کے لیے انہیں روس کی مدد کی ضرورت محسوس ہوئی۔ روس نے ترقی پسند نظریات کے تحفظ کے لیے ہی افغانستان کی انقلابی قوتوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلے کو آپ افغانستان پر قبضے کا نام نہیں دے سکتے۔ جس دن افغانستان کی حکومت غیر ملکی مداخلت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدامنی پر قابو پا لے گی اسی دن روسی افواج افغانستان سے نکل جائیں گی۔ دیگر یورپی اقوام کے برعکس افغانستان میں روسی موجودگی افغانستان کے وسائل پر قبضے کی بجائے ترقی پسند قوتوں کی مدد کے لیے ہے۔

افغانستان کے حوالے سے بھی روس کی مدافعت کے بعد انہیں مزید پریشان کرنے کی ہمت نہ پاتے ہوئے راقم نے اپنے ساتھی ایم جی وسان جی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے درخواست کی کہ مزید انٹرویو کے لیے یہ آپ کو تکلیف دیں گے۔ وسن جی نے فوراً لقمہ دیا کہ میرا انٹرویو ادب کے حوالے سے ہوگا۔ فیض صاحب نے بیزاری اور تھکن سے بھرپور لہجے میں کہا کہ ادب ہی ایسا موضوع ہے جس پر ہم بات کر سکتے ہیں، یہ نہ جانے کیوں ہمیں سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں۔

اپنے تمام تر نظریاتی وسیاسی پس منظر کے باوجود راقم فیض صاحب کی فنی عظمت، وضع داری اور ذاتی کشش کا گھائل تھا۔ اس لیے انہیں پریشان کرنے پر فوراً معذرت کرتے ہوئے ان کے لیے احترام وعقیدت سے بھرپور دلی جذبات کا اظہار کیا۔ اسی وقت ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے پر معلوم ہوا کہ ماضی کی معروف اداکارہ مسرت نذیر کی کال ہے۔ فیض صاحب باورچی خانہ کی دیوار پر لگے ہوئے فون تک گئے۔ مختصری گفتگو کے بعد واپسی پر راقم نے ان سے اپنی ڈائری پر ان سے تازہ ترین نظم لکھنے کی فرمائش کی۔ اس انٹرویو سے غالباً ہفتہ ڈیڑھ پہلے ہی روزنامہ ''جنگ'' لندن میں ان کی نظم شائع ہوئی تھی۔ عمومی طور کسی شاعر سے ایک شعر کی فرمائش تو جائز ہے لیکن پوری نظم کی درخواست یقیناً بہت بڑا امتحان تھا۔ فیض صاحب نے نظم یاد نہ ہونے کی معذرت کی تو راقم نے اس انتہائی بامروت ہستی سے یہ کہتے ہوئے انکار کی گنجائش نہ چھوڑی کہ مجھے نظم یاد ہے میں بولتا ہوں آپ لکھتے جائیے۔ ان کے ہار ماننے پر گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے نظم املا کراتے ہوئے وہاں موجود لوگوں میں سے کسی نے جو تصویر کھینچی تھی کمال مہربانی سے بعد میں اس کا پرنٹ بھی عطا کر دیا۔ ڈاکٹر تقی عابدی صاحب کی فرمائش پر اس مضمون کے ساتھ وہ تصویر اور فیض صاحب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نظم بھی حاضر ہے۔

مدیر "الہلال" سجاد حیدر ستمبر 1982ء میں ٹورانٹو میں فیض احمد فیض سے اپنی ڈائری پر ان کی تازہ نظم لکھواتے ہوئے

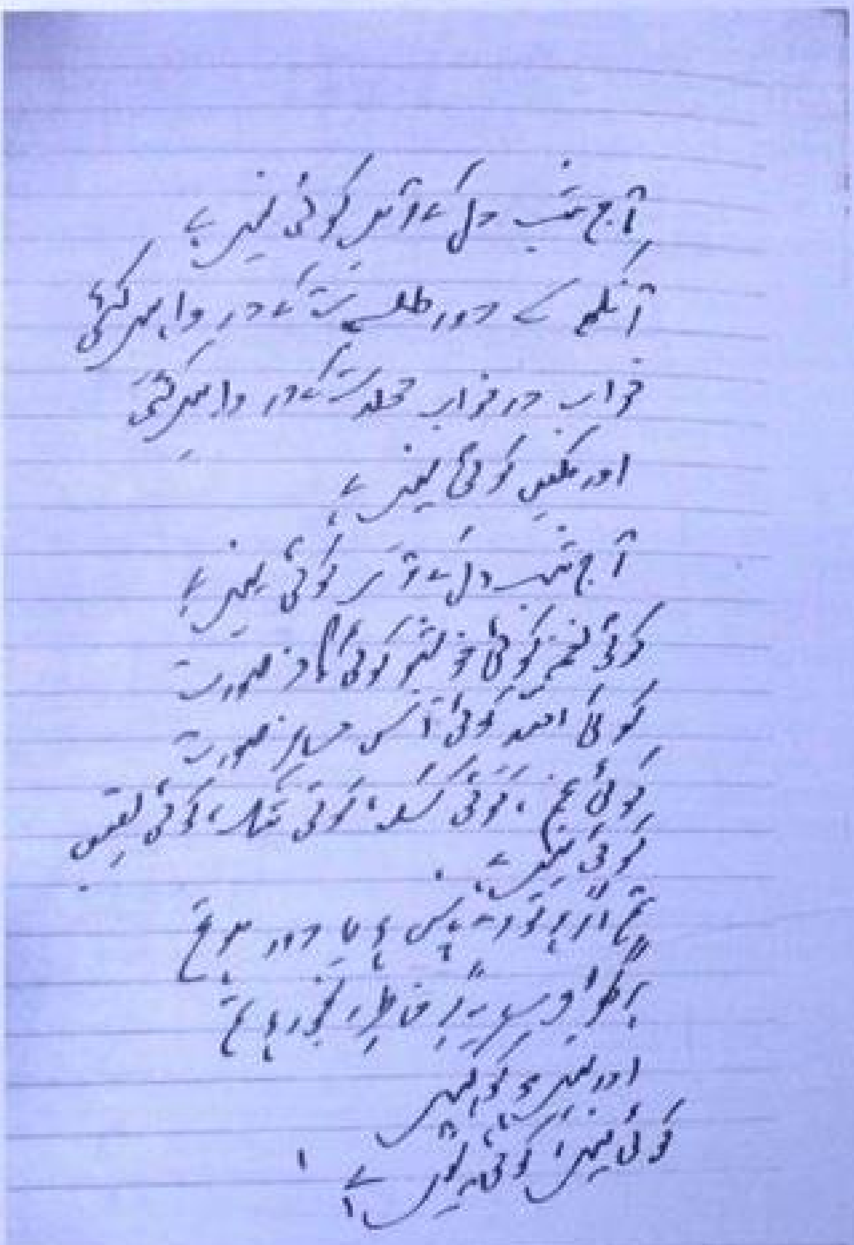

آج شب دل کے قریں کوئی نہیں ہے
آنکھ سے دور طلسمات کے در وا ہیں کئی
خواب در خواب محلات کے در وا ہیں کئی
اور مکیں کوئی نہیں ہے
آج شب دل کے قریں کوئی نہیں ہے
کوئی نغمہ، کوئی خوشبو، کوئی کافر صورت
کوئی امید، کوئی آس مسافر صورت
کوئی غم، کوئی کسک، کوئی شک، کوئی یقیں
کوئی نہیں ہے
تم اگر ہو تو مرے پاس ہو یا دور ہو تم
ہر گھڑی سایہ گرِ خاطرِ رنجور ہو تم
اور نہیں ہو تو کہیں
کوئی نہیں، کوئی نہیں ہے

سجاد حیدر کی درخواست پر ان کی ڈائری پر فیض صاحب کے ہاتھ سے لکھی ہوئی نظم کا عکس

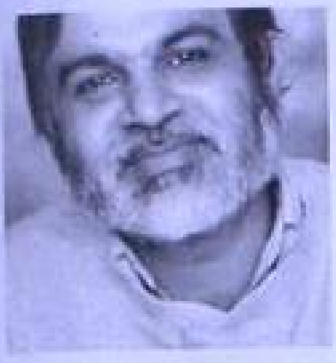

M. G. Vassanji

Interview of Faiz

(Faiz Ahmad Faiz is one of the leading Urdu poets figures of the Subcontinent. He was born in 1910 in Sialkot, Panjab, in what is now Pakistan. He was one of the members of the Progressive Writers' movement of the thirties, which called for writing directed towards more immediate social concerns. His own poetry has been characterized by profound humanistic concerns and an empathy for the less fortunate. For the last several years he has been the editor in chief of *Lotus*, a quarterly of Afro-Asian writings based until recently in Beirut. He was recently nominated for the Nobel Prize.

The following interview was granted to *The Toronto Asian Review* and *Al-Hilal*, the part of the interview reported below was conducted entirely in English and is given, as far as possible, verbatim-Ed.)

TSAR: Mr. Faiz—What do you think should be the role of literature in the Third World? Do you believe, for example, in art for art's sake in the Third World?

Faiz: In the Third World, art for art's sake is a luxury. People who have their bellies full, their bodies clothed, they can afford the luxury of art for art's sake. People who have pressing problems—of hunger, of poverty, of ignorance, disease, what not—there the role of literature is to help them to alleviate their sufferings. And to that extent it becomes a commitment.

TSAR: What questions does your own poetry address?

Faiz: The same.

TSAR: What do you think of immigrant literature—in, for example North America? Do you think it can maintain its identity and links and still have a future?

Faiz: I think it can! Not only it can, but it should. Because [immigrants from the Third World] can never only become Canadians or Americans or British—wherever they are settled. At the same time they cannot alienate themselves from the medium in which they are living. So they have to find a synthesis between their own identities and their environment. They have to adjust to their environment; at the same time they must make efforts to maintain and strengthen their identities.

TSAR: Do you see a new strait of Urdu literature coming out from here?

Faiz: At least there is a great deal of enthusiasm. Literature is an evolutionary process. It takes a long time before you can evolve some new structures or some new forms, new styles of your own, but I think efforts are going on.

TSAR: In last night's mushaira, would it be fair to say, in your opinion, that there was a drastic difference in the subjects touched by the visiting poets as compared to those by local poets?

Faiz: There was! I think there was.

TSAR: Why do you think so?

Faiz: Because the poets who live in Pakistan—they are directly confronted with problems which the people here are not confronted with. The immigrants—they are not directly involved in the strength of democracy, their freedom…justice; people who are living they are directly involved in the social or political or economic process going on inside the country….Immigrants have their own problems, of course, but they are a different set of problems.

TSAR: How do you see immigration, particularly to the West, in cultural terms—bearing in mind 1) the fact that the West has been intimately involved with the Third World in the past as a dominating influence, and 2) that the Western World is such a dynamic and rapidly moving world that for the rest of the world the future means just catching up with the West, leaving little room for independent development?

Faiz: You see, the first problem is to get your mind decolonized and at least to get rid of those vestiges of colonialism which stand in the way of your internal development. As things stand today in the Third World—most of the Third World, leaving aside the socialist countries which are in the Third World—their resources, their economic dependence, are so closely tied up with Western interests, and the international monopolies have so much of a hold on the economies as well as the political structures of those countries that the first task is to get rid of this—what in the jargon is called neocolonialism….

TSAR: Do you think that immigration is a kind of succumbing to the colonial influence by the people of the Third World?

Faiz: In a way it is. In a way it is. Immigration is the failure of the Third World countries to look after their own people, failure to solve their own difficulties. People emigrate only when they find that living in their own homelands does not provide them with a satisfactory living. The fault—the responsibility—is that of the people in power, of the political leaders.

TSAR: What would you say have been the major influences on your life—to put it in two steps—

a) What major events in your lifetime
b) What personalities—literary or otherwise—have influenced you?

Faiz: I think the first influence—the first major development—in my personal life was when my father died. Suddenly from a fairly affluent household we became paupers. This was during the period of the depression. And then for the first time I discovered that while living in an affluent household, one knew so little about what goes on—how people live, how the other half lives. And as soon as one was descended into the same category as the have-nots, one discovered that their problems, their sufferings, were much more important than one's own subjective emotions and problems. That was the first thing that influenced one's writing. And that automatically politicized your mind. Then one entered into—from intellectual problems. In addition to that one discovered that even knowing about your own people and their problems was not enough. Because your problems were interrelated and you find out that the problems confronting humanity—what went on in China in Iran or Africa—had somehow real relevance to your own problems.

Al Hilal: How about Pakistani writers? Are they leading their society?

Are there some prominent ones?

Faiz: Among the good ones, yes. That's one thing. So far as personalities are concerned—first you are influenced by your parents and your teachers. After that—among the outstanding people one has met, among the political figures: Shaikh Abdullah—whom I consider to be one of the four major leaders of the Subcontinent: Gandhi, Gaffar Khan, Quaid-e-Azam Jinnah, Shaikh Abdullah. Because, the others came after, [they] really capitalized on what had been achieved before. Politically, these people. From the literary point of view, among the many personalities that I have known, the one that I came directly in contact with—in India, in the Subcontinent—and was influenced by, was of course Iqbal. Then one was influenced by one's own contemporaries—well, we founded this Progressive Writers' movement.

TSAR: Do you consider yourself as one of the founders?

Faiz: Yes, I was one of the founders. Because we were only a small group. We founded this movement, then it became very big.

TSAR: Do you see any urgency and purposefulness now in Pakistan and India as there was then? Or do you think there is something lacking?

Faiz: No. There is a great deal of difference between the situation when it was founded and the situation today. Then there was at least one thing which helped in bringing everyone together—and that was the fight for independence. After independence there were so many divergent paths which opened up that the organization—as it was—got fragmented. And, instead of the faith that one had and the dreams that one had, there came—particularly among the younger people—a mood of disillusionment. And an amount of cynicism, of negativism, of skepticism. But at the same time, among the more conscious writers, among the serious and responsible writers, the same way of thinking at least continues.

TSAR: Who have been some of the most influential and major Urdu writers of the country?

Fair: Well, a century is a long thing. But contemporaneously, first there was the biggest name, Muhammad Iqbal. And Tagore, of course if we are talking not only of Urdu. There were many important writers in other regional languages. Talking only of Urdu, among the major figures both in prose and poetry—among the prose writers the biggest name at one time was Premchand. As a story writer. And then came a whole group of younger writers—Krishan Chander, Saadat Hasan Manto, Vijay Lakshmi, Bedi, Qasmi—which came from the Progressive Writers' movement. Similarly, among the poets, the senior poets after Iqbal were Josh and Faraq, who just died. That's right. Then again came a bunch of young poets.

Al Hilal: Mr Faiz, where would you place Iqbal—as a religious, political, or—

Faiz: Humanist, mainly—which combines religion as well as social—

Al-H: I am talking about Pakistani—

Faiz: He was a devout Muslim and at the same time he was a great humanist. And he did not find any contradiction there.

Al-H: The platform he presents—what is it, is it religion?

Faiz: Man is religious, he is also a friend.

Al-H: What is this friendship? Religious people say that religion is for human beings, how can man be more a friend than he is religious?

Faiz: I am telling you just that. For Iqbal religion is a way of self-fulfillment. And of the fulfilment of the personality. He says that himself. And also, it was an instrument of social justice. To that extent, one part of religion is your belief, the dogma. The other part is its practical application in human affairs....

TSAR: Do you feel that you have been understood as a poet by your people?

Faiz: I hope so!

TSAR: Let me ask you a few questions about *Lotus*. After Beirut, what is the future of *Lotus?*

Faiz: That's what I am going to Berlin for tomorrow! It is being published in Berlin but we have to find out where the editorial office is going to be.

TSAR: Do you think *Lotus* has had a large enough impact on Third World writers?

Faiz: No. [But] I think to a certain extent it has. It has influenced them in this way, that it has introduced them to each other. There was no way for communication between—let us say—a writer from Cambodia, Vietnam, or Burma with a writer from Ghana or Beirut. At least it served the purpose of a channel of communication between writers.

TSAR: Is it true that you have been nominated for the Nobel Prize?

Faiz: That's what I hear, that's what they tell me.

There is a great difference between writing about poetry and writing poetry, says the winner of the first Robert Payne Award from Columbia's Translation Center.

Translating Faiz

BY NAOMI LAZARD

Spring Comes

The War Cemetery in Leningrad

Solitary Confinement

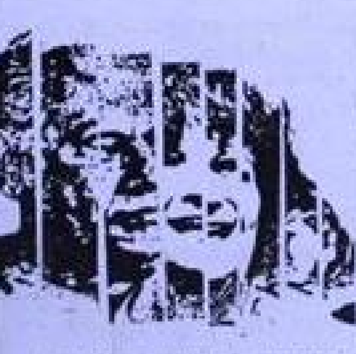

When Autumn Came

The Day Death Comes

ARTS & LITERATURE

Faiz through American eyes

By Ariel

Naomi Lazard, a well-known American poet, was won over by Pakistan this time — perhaps a logical corollary to her being won over by Faiz Ahmed Faiz.

Her praise for Pakistani hospitality and a sense of wonder over the place of poetry in our lives was also understandable. It was her first visit to Pakistan and she was perfectly right in her assessment.

Who doesn't vouchsafe for our hospitality? Sometimes it exceeds even limits of propriety and one of my economist friend was cynical enough to suggest that it was a patent sign of underdevelopment. This is also symptomatic of the differential in light culture and popular culture. So on and so forth.

But the fact remains that Naomi Lazard was an usual American guest at the Faiz Mela '89, Lahore. She was awarded the Faiz Prize along with Dr. Mubarak Ali of Sindh University.

Naomi deserves this prize as she has really put in her best to bring out those nuances of Faiz's poetry which remain hidden to the western translators.

Victor Kiernan, the famous Scot, now Professor Emeretius at the Birmingham University, couldn't go very far in spite of his close associations with Faiz. The Russians also remained much behind.

Daud Kamal, a fellow Pakistani poet, succeeded in grasping Faiz and his success could be credited with his firm positioning in the tradition itself. Being a poet employing English as a vehicle of expression he was a fervent devotee of Urdu's literary tradition.

Naomi started off her career in Faizeana by being a casual acquaintance at the Miami Festival ten years ago. She is an anti-establishment poet herself and is opposed to philistinism corroding 'American life' at the speed of a hurricane. She was taken a back that a poet of Faiz Ahmed Faiz's stature, who was firmly rooted in High Culture, was defied by the votaries of Popular Culture as well. This is an important differentiation.

In the West the progressive have to be voatries of popular culture as a matter of creed. It is known that in heterogenous societies the struggle between diverse groups and aggregates over the allocation of resources and power are not limited strictly to economic and political issues, but also extend to cultural ones.

In America, Naomi Lazard told me, the longest and perhaps most important cultural struggle has pitted the educated practitioners of high culture against the rest of society, rich and poor, which prefers the mass or popular culture provided by the mass media and consumer good industries. She told me that perhaps the Music '89 controversy also emanated from the opponents of mass culture but the liberals and progressive of the country had to stand up and be counted. And they did.

She said that quite a few controversies raging Pakistani minds remind one of the 19th century Europe. For example Cardinal Newman's stand in the Oxford Movement, progress versus tradition and 'High' vs 'Popular'. These issues point out that society was more interested in the cultural debate rather than in the economic and political issues and it is the former which occasionally spills over the latter i.e. the colouring of the political matrix with the cultural one.

When asked how she would explain her translation of Faiz's poetry she closed her eyes as if she wanted to convey her sense of satisfaction — almost bordering on ecstasy.

I have met quite a good number of literary devotees in my life but believe me that Naomi Lazard is herself an object of curiosity. Her grounding in Urdu poetry is not much but what is important to know in her case is that she was drawn to Urdu through Faiz. The moment she decided to be more than just a friend to Faiz, she threw herself headlong into Faiz's poetry.

Faiz liked the idea and the arrangement struck between them was novel. First of all Faiz Ahmad Faiz would translate his poems in English prose to avoid confusion. After having done that Naomi would act as a versifier. She would immediately rush the first draft and Faiz would see that the versification hasn't meddled with the actual meaning. It is only after this exercise that the poetic refurbishings would come in. A touch here and a touch there.

It was a tedious procedure but the way it was followed surprised me. Faiz Ahmad Faiz eagerly awaited Naomi's despatches and once he asked me to contact Naomi at her New York apartment and find out what was delaying the publication.

I still remember the September '83 evening in New York when Naomi talked of Faiz with a fervour which was simply fantastic. By that time she had not envisioned her position. She had become the first American poet and academic (Naomi teaches English literature at the University of Maine) to be interested in a progressive Pakistani poet who couldn't be favourite with the Americans for his intellectual battles against all forms of colonialisms and neo-colonialisms. Faiz's role in Lebanon was an anathema to the pro-Israel lobby. Moreover Faiz didn't hold any brief for those who, in contrivance with the feudal lords of the country, were promoting a pliant bureaucracy eager to translate the 'vision' of World Bank and other international financial institutions to keep the economy of this fledgling country in bondage. Faiz often said that the first seven years of Pakistan, in spite of a tilt towards the West, achieved a far more creditable economic miracle than the post-1958 period.

I was quite taken aback to find that Noami knew Pakistan much more than an average Pakistani and, thanks to Faiz, her interest in Pakistani literature was by no means small. She studied Urdu at Harvard with Frances Pritchett as her teacher. What a sense of achievement it was when she was able to form Urdu words with letters in the alphabets. She looked like a Columbus discovering new continents.

Noami was forthright in confiding that the thrills of learning a language were directly proportional to the degree of importance the learner gives to learning. She was a perfectly motivated learner and her friendship with Faiz transformed her. She occasionally slips into 'our Pakistan' while meaning to say 'your Pakistan' and her fondness for Urdu knows no bounds.

Regretfully her trip to the Subcontinent couldn't be a success as far as we Karachiites are concerned. She couldn't deliver her lecture in Karachi on the poetry of American poetesses. She wanted to talk on the Black Poetry as well.

She was highly surprised over the success of Faiz Mela. She thought that the crowd was simply unbelievable but like a good Faiz friend, she thought that the advent of democracy in Pakistan could also be responsible.

I suggested that it is possible that democracy has made us a bit complascent. Our poets drew bigger crowds under the spectre of dictatorships because it involved an element of risk to attend such functions and the romantic in us asked for courting 'dangers' and 'hazards'.

I informed her that one of Faiz's birthday celebrations in Lahore would go down in the history of our literature as a unique event. All the participants — including speakers — were sent behind bars just for the fun of it and they thought that the price was too small for the sheer joy of having made it possible.

She knew it before hand I also said, that since she was already awarded the 'Best Translation Award' by the Columbia University for her translation of Faiz, the publication of Faiz's letters would also be an event and she would become the second woman in the history of our literature to share her letters with the readers. The other one was Sarfraz Iqbal whose book *Daman-i-Yusuf* has

(To page 20)

Daily Times

Your right to know A new voice for a new Pakistan

Home | NEW RSS | Archives | Company Financials | Contact Us

Wednesday, November 29, 2006

WASHINGTON DIARY: Two meetings with Faiz Ahmed Faiz —*Dr Manzur Ejaz*

The recording went on for an hour instead of the allotted 25 minutes. Faiz revealed so many things about himself and his era that the interview was thought to be a historical document

I had two encounters with Faiz Ahmad Faiz. The first was in Pakistan when I interviewed him for the PTV programme, "Panjnad" in the mid-seventies; the second was when I managed to arrange his first ever visit to Washington. The encounters were very brief but memorable for what was revealed during the course of discussions.

The first encounter was more significant because he said so many things about himself. The interview was conducted for the Punjabi programme I used to host for over a year. Mushtaq Soofi was the producer and inclined to add an intellectual content to the programme. When the late Dildar Pervaiz Bhatti took over, he changed its format to make it more popular with the masses.

During my talk with Faiz, I was curious to know why he had not written in Punjabi even as he had been supporting the cause of people's language as a progressive person. Faiz, in his own soft and subtle style, tried to evade the question by saying that "Urdu became the national identity for Muslims. Therefore, I also wrote in Urdu".

I was not satisfied with his answer because one expects a different approach from a progressive thinker like him. When I came back to the question again — as Mushtaq Soofi told me not to worry about the time limit because we were not live — Faiz smiled and said "The truth is that when I used to read classical Urdu poetry, I thought to myself, that I can write at that level if I work hard. However, when I used to read Waris Shah and Bulleh Shah, I felt I will never be able to write like them."

This led to the discussion of the poet's relationship with the masses. He acknowledged that Habib Jalib, not him(Faiz) was a people's poet. Then, admiring another popular poet, Sahir Ludhianvi, he opined that before Sahir and his group entered the Bombay film industry, simplistic song like "hawa main urta jaiy mera lal dupatta malmal ka, ho ji" were popular. It was Sahir and his fellows who changed the tone and tenor of film poetry in Bombay.

The recording went on for an hour instead of the allotted 25 minutes. Faiz revealed so many things about himself and his era that the interview was thought to be a historical document. The PTV administration had decided to preserve it and show the entire hour-long interview after Faiz's death. But, alas, it got lost somewhere in the bureaucratic reshufflings. I have never heard about it since then. Mushtaq Soofi should know if it still exists somewhere or not.

The second time I met Faiz Ahmad Faiz was in Washington DC. He had come to Canada and was subsequently coming to the US to deliver a lecture at Harvard University. I requested his nieces, Shahnaz Rouse and Sabiha Ahmad, who used to live in Alexandria, Virginia, to persuade their uncle to come to Washington DC. They are daughters of Fiaz Ahmad Faiz's elder brother Tufail Ahmad who had a fatal heart attack while he was visiting Faiz in Quetta Jail. I knew Shahnaz from the Punjab University days when she was a student at the Public Administration Department. She obliged me by persuading her uncle to visit DC.

The lecture was arranged at the Thomas Jefferson High School Hall in Northern Virginia suburbs. Faiz read the same paper he had prepared for Harvard University on "The poetry from Amrao Qais to Sahir Ludhianvi". I don't remember if the title was 'Poetry of'.... or 'Romantic poetry.'

Mr Arif Waqar, now with the BBC Urdu service, recorded his lecture and took notes. He used to work in the Voice of America then and came along with Mr Akmal Aleemi, ex-Chief reporter of Daily Imroz. I understand that Arif Waqar still has a copy of his notes and may publish them one day. Despite the fact that the Pakistani community was relatively small in those days, more than a reasonable number of people turned up to hear Faiz Ahmad Faiz. By the way the community was so small that when we arranged a gathering for Mehdi Hasan — who was at the top of his career, only about 200 people showed up which included more from India. From that angle, Faiz Ahmad Faiz's lecture was extremely successful.

I am sure, as expected, someone from the audience asked him to recite his poem "GulooN main rang bharay, bad-i-no-bahar chalay." As usual he half-jokingly commented that the poem was now Mehdi Hasan's. And when someone asked him to recite his poem "Mugh say pahli si muhabbat meray mahboob na maang" he did not oblige saying "that was Noor Jahan's." However, he endorsed the 'mushaira tradition' arguing that it links the poets with the masses.

After the lecture, Mansoora Hasan Ayub, an artist whose husband works for the World Bank invited him to her home in Bethesda, Maryland. As expected, most of the crowd at this after-gathering was from the World Bank and keen on asking him about international politics and the Soviet occupation of Afghanistan. Soviet army had entered Kabul a month or so before Faiz's arrival in Washington.

When the World Bank crowd thought they had cornered Faiz on the Soviet occupation of Afghanistan, he responded: "Bhai, we are not lucky enough like the Afghans for the Soviet Union to come and save us." I don't know how much he believed this or if he was just trying to shut them up. But, I remember, many Pakistanis, repressed by General Zia's regime those days, secretly wished that Soviets should come and free them from the worst religious dictatorship.

The writer can be reached at manzurejaz@yahoo.com

Three dimensions of Faiz discovered in New York

by Dr. Qaisar Abbas |

Myth, revolution and esthetics came up as the three outstanding dimensions of Faiz's poetry during the day-long presentations and discussions devoted to the poet and his work

Stalwarts of Urdu literature from Pakistan, India, England, Canada and the United States explored several dimensions of the legendary Urdu poet Faiz Ahmed Faiz at the 5th Aimi Urdu Conference in Long Island, New York recently. The three dimensions, however, that came up in the conference as major themes were myth, revolution and aesthetics.

Dr. Gopi Chand Narang from India and Faiz's daughter Muneeza Hashmi from Pakistan were the conference co-chairs. Two scholars, David Mathews and Naomi Lazard came all the way from England to talk about Faiz and new linguistic and literary issues in Urdu. Ali Ahmed Fatmi, Sadiq Naqvi and Shahid Mahli, the noted Urdu scholars came from India. Known poets Anwar Masood and Amjad Islam Amjad came from Lahore along with the former student leader Raja Anwar.

Muneeza Hashmi, choked several times recalling memories of her father and her recently slain cousin Salman Taseer, once when she discussed how Faiz felt guilty throughout his life not giving much time to his family because of his incarceration and literary activities. No wonder she feels closer to her father now by reading his work and establishing the Faiz Ghar in Lahore that she introduced to the audience with a short documentary. Continuing the poet's legacy, the Ghar is becoming a center of intellectual, literary and peace activities.

Myth, revolution and aesthetics came up as the three outstanding dimensions of Faiz's poetry during the day-long presentations and discussions devoted to the poet and his work.

Noon Meem Danish appeared to be worried about so many unfounded myths being created about Faiz either as a pious, religious person, or just as a single track, die-hard revolutionary. The major issue remains that interpretations of Faiz's poetry have been done based on these dominant myths limiting the scope of allowing alternate interpretations, Danish deplored.

My paper "Faiz and the Youth Revolution in the Middle East" analyzing the current mass movements in the region, explored their relevance to the poet's dream for a free and progressive society. Faiz, in a poem, praised thousands of Iranian students brutally killed by the Monarch in 1953 in collaboration with the CIA ousting the elected government. Like Al-Shabi of Tunisia, Faiz was against internal autocracy and imperialism in the Third World and his poetry mirrors his unshakable confidence in the Muslim youth in shaping the future. The Arab spring brought his dream closer to reality.

At least three papers discussed aesthetics of Faiz's poetic discourse. Dr. Ashraf Adeel, a philosophy professor, discussing "Dialectical Aesthetics of Faiz Ahmed Faiz" examined his verses on beauty. The researcher concluded that Faiz intuitively worked with dialectical aesthetics rather than dialectical materialism and this saved him from turning into a propagandist for a certain ideology keeping his poetry at a high lyrical level despite his deep sympathies with the have-nots.

To Mona Shahab, who also discussed aesthetics, Faiz being a revolutionary poet does not mean he lacked the romantic flare. In fact, his romantic and aesthetic juxtaposition has more influence on his readers than his revolutionary poetry. Shabila Rizvi, a scholar from Canada, also thought Faiz carried on classic traditions of Urdu poetry along with the modern poetic traditions at the same time.

The second day was devoted to the issues of Urdu language, journalism and literature. Being an optimist that he is, Dr. Gopi Chand Narang, the known Urdu scholar and critic, was hopeful of the future of Urdu as a thriving language in the Subcontinent. However, to some scholars he was a little over the board because Urdu has been so widely discouraged at many levels in India that Muslims have to learn the Hindi script and their children have forgotten how to write in Urdu altogether.

In Pakistan too, Urdu has been kept alive only as a functional language taught in schools only. After 60 years, the language is still kept out of the corridors of power and institutions of higher education.

Dr. David Mathews was right when he stressed the need for more research work, publications and serious discussions on Faiz and the rich Urdu literature. Despite the claim that Ghalib and Faiz are international poets there is not much material available on these poets in English and other languages, he said.

Another huge issue discussed was the lack of integrating Urdu with modern information technologies, a serious disability for a language in this electronic age.

To Professor Ali Ahmed Fatmi from the Allahbad University, who is also President of the Progressive Writers Association in India, Faiz's poetry is deeply rooted in the tradition, history and culture of the subcontinent and as such he is the poet of the whole region.

Besides a grand mushaira and two musical performances of Faiz poetry on the weekend, another highlight of the conference was the launching of Dr. Taqi Abidi's new book "Faiz Fehmi." This voluminous book of over 1400 pages, published from Lahore is adorned with a leather cover, superbly written articles, photographs and paintings by Sadequain.

Despite its occasional chaos and disorganization, the hardworking team who organized the conference led by Khalique [illegible] of the Urdu Times from New York and Dr. Taqi Abidi, a scholar and physician from Canada, need more community support, sponsorship and encouragement.

Fine traditions like this deserve to be continued.

Dr. Qaisar Abbas, a U.S. based free lance journalist, grant writing consultant and a published Urdu poet, frequently writes on media, literature and society. With a Master's degree in Journalism from Punjab University, Lahore, he worked as Public Relations Officer for the provincial government of Punjab. Later he joined Pakistan Television as News Producer before moving to the United States where he did Ph.D. from University of Wisconsin-Madison in Mass Communication. After working on administrative and teaching positions at several universities in the U.S., he is currently working as Assistant Dean at the University of North Texas. He can be reached at [illegible]

فیض
تصاویر میں

سلطان محمد خان

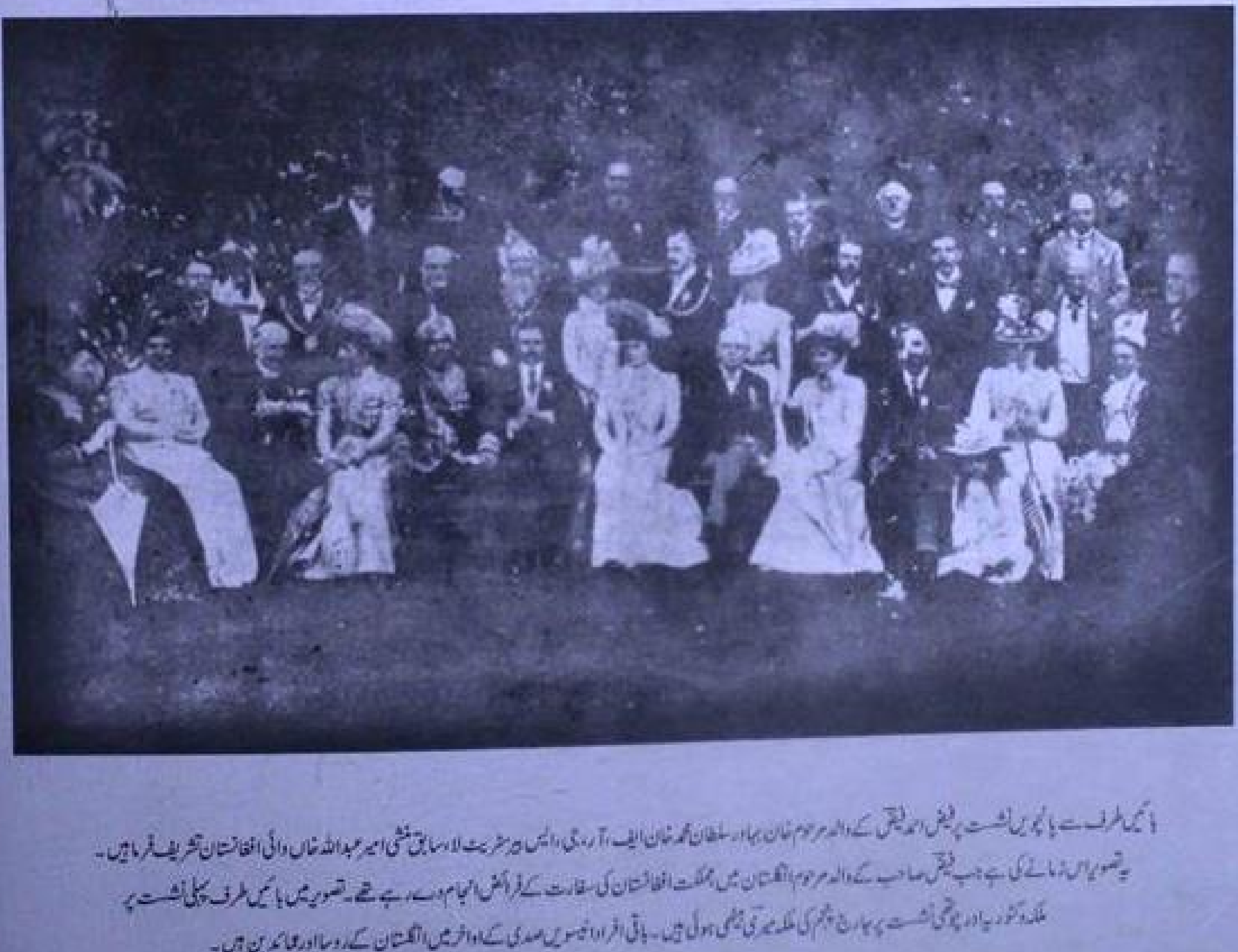

بائیں طرف سے پانچویں نشست پر فیض احمد فیض کے والد مرحوم خان بہادر سلطان محمد خان ایف آر جی ایس بیرسٹر ایٹ لا سابق منشی امیر عبداللہ خاں والی افغانستان تشریف فرما ہیں۔
یہ تصویر اس زمانے کی ہے جب فیض صاحب کے والد مرحوم انگلستان میں مملکت افغانستان کی سفارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ تصویر میں بائیں طرف پہلی نشست پر
ملکہ وکٹوریہ اور چوتھی نشست پر بیارٹ چیمبر کی ملکہ میری آئی ہوئی ہیں۔ باقی افراد انیسویں صدی کے اواخر میں انگلستان کے روسا اور عمائدین ہیں۔

Faiz Ahmed Faiz with Principal, Mr. Holiday
and M.A.O. College Cricket Team, Amritsar, 1938.

Faiz Ahmed Faiz after completing his
MA in English Literature from
Government College, Lahore, 1933

Faiz in Srinagar with Dr. M.D.Taseer, Mrs. Christabel Taseer,
Dr. Noor Hussain and others, 1940

Faiz Ahmed Faiz in Army Uniform,
Delhi, 1942.

Faiz Ahmed Faiz & Alys Faiz.

Faiz Ahmed Faiz with elder brother Tufail
on latter's wedding day, 1942

Faiz Ahmed Faiz in
Lieutenant Colonel Uniform

Christabel and Alys Amritsar, 1938.

Christabel (Mrs. Taseer), 1913

Geoffery Osmand George, London, 1920.

Standing left to right:
Christabel Taseer, Mrs. George and Alys Faiz
Sitting left to right:
Mr. George, Salman Taseer, Maryam Taseer,
Salma Taseer, Salima Faiz and Dr. M.D. Taseer
Government College Open Air Theatre - Winter 1947

Mr & Mrs. George, Srinagar, Kashmir, 1944.

Mr & Mrs George, London, 1940.

Faiz and Alys, 1956.

Alys Faiz, 1956.

Faiz, Alys, Salima and Moneeza, 1951.

Faiz with Moneeza and Salima, 1948.

Faiz Ahmed Faiz and Moneeza Hashmi, 1950.

Faiz Ahmed Faiz on his release from prison, 1955
L/R: Maryam Taseer, Salma Taseer, Salman Taseer, Faiz, Salima, Moneeza.

Faiz and Family in Lahore, 1955.

Faiz with Moneeza and Salima, 1956.

Faiz and Alys, 1956.

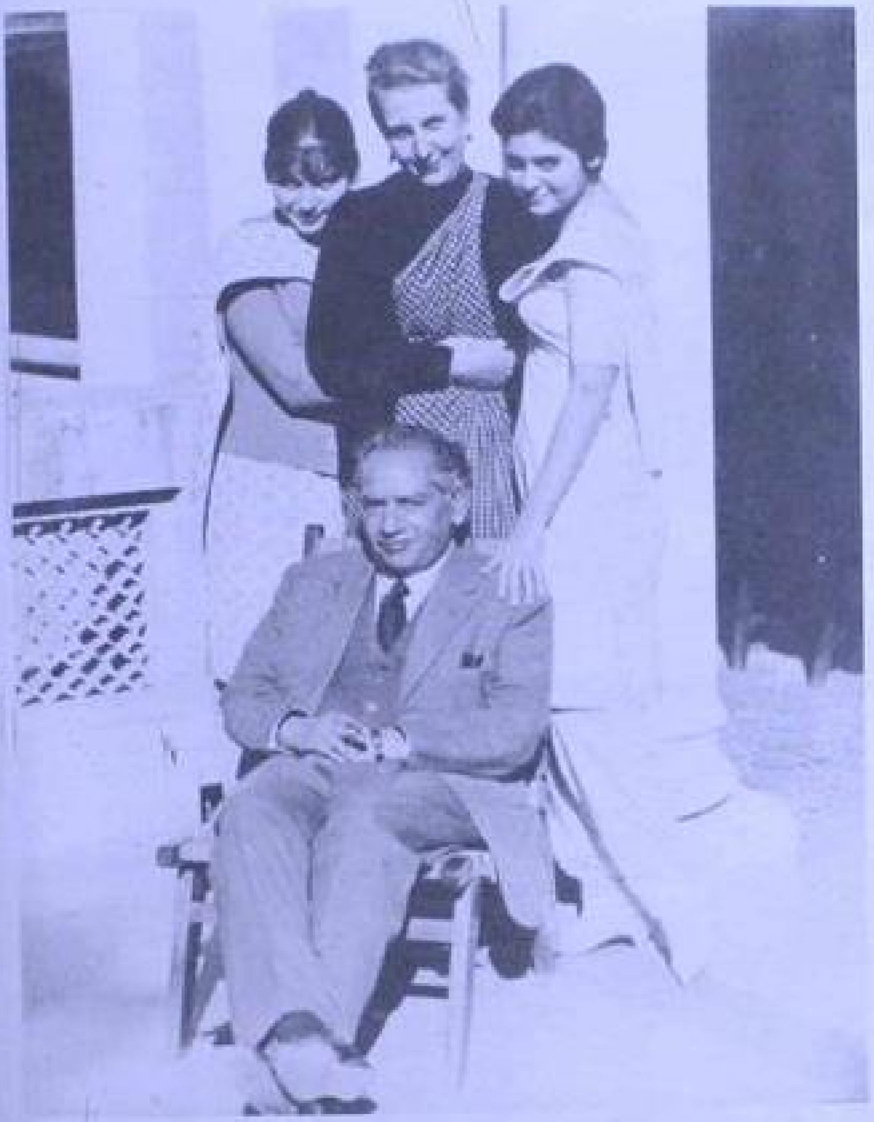

Moneeza, Salima, Alys and Faiz, Lahore, 1957.

Salima, Faiz and Alys.

Faiz Ahmed Faiz, 1951.

Alys, Nathia Gali, 1957.

Faiz Ahmed Faiz with family.
L/R: Faiz, Salima, Alys, Moneeza.

Faiz Ahmed Faiz, 1961.

Faiz's mother Sultan Fatima 'Bebe ji' (far right) with Faiz's younger daughter Moneeza (centre) and his brother Tufail's daughter Yasmeen.

Faiz Ahmed Faiz and Col. Majeed Malik at Shoaib Hashmi and Salima Hashmi's Nikkah.

Faiz Ahmed Faiz, Karachi, 1965.

Faiz with Moneeza at her wedding, Karachi, 1967.

Faiz and Alys, Chaukhandi tombs, Karachi, 1965.

Alys and Faiz, Karachi, 1967.

Faiz Ahmed Faiz, 1962.

Alys and Faiz, Locations, 1967.

Faiz Ahmed Faiz, 1968.

Faiz & Alys with Mira Hashmi

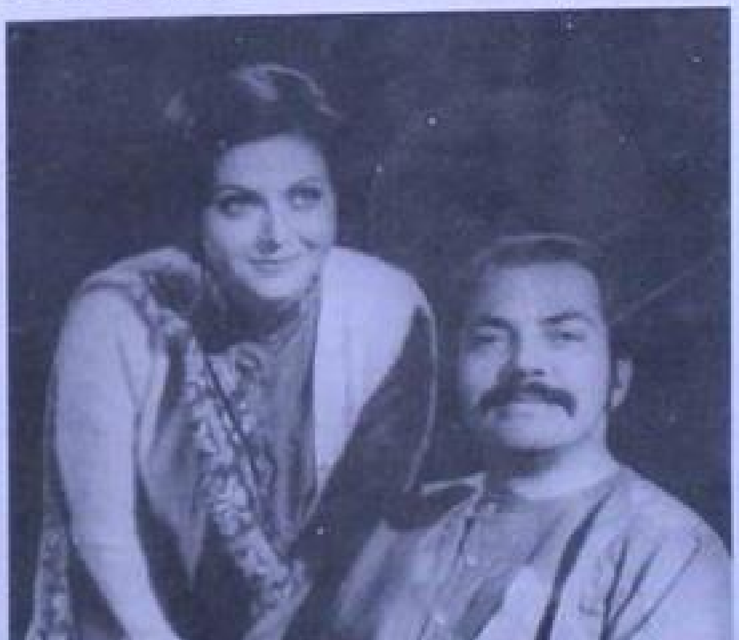

Salima Hashmi and Shoaib Hashmi, 1976.

Faiz and Alys with Grandchildren.
L/R: Shoaib, Mira, Yaseer, Faiz, Adeel Alys and Ali.

Faiz Ahmed Faiz and Yasser Hashmi.

Faiz and Alys with Grandchildren.
L/R: Ali, Yaseer, Salima, Mira, Faiz, Adeel and Alys.

Faiz Ahmed Faiz and Adeel Hashmi.

Faiz Ahmed Faiz and Ali Hashmi.

Mira Hashmi

Yaseer Hashmi, 1970.

Yaseer Hashmi, 1970.

Faiz Ahmed Faiz and Mira Hashmi.

Alys Faiz, Salima Hashmi and Faiz Ahmed Faiz, 1978.

Salima Hashmi and Faiz Ahmed Faiz.

Faiz Ahmed Faiz, Lahore, 1984.

Salima Hashmi, 1977.

Faiz and Alys, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz, Alys Faiz and Adeel Hashmi, 1978.

Faiz Ahmed Faiz, Alys Faiz, Shoaib Hashmi and Mira Hashmi, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Ali Hashmi and Adeel Hashmi, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Grandchildren, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Moneeza Hashmi and Humair Hashmi, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz, Alys Faiz, Salima Hashmi and Moneeza Hashmi, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz (Adeel Hashmi in his lap) with Moneeza Hashmi, Humair Hashmi and Ali Hashmi.

Ali Hashmi, Alys, Faiz Ahmed Faiz, Moneeza Hahsmi, Humair Hashmi and Adeel Hahsmi.

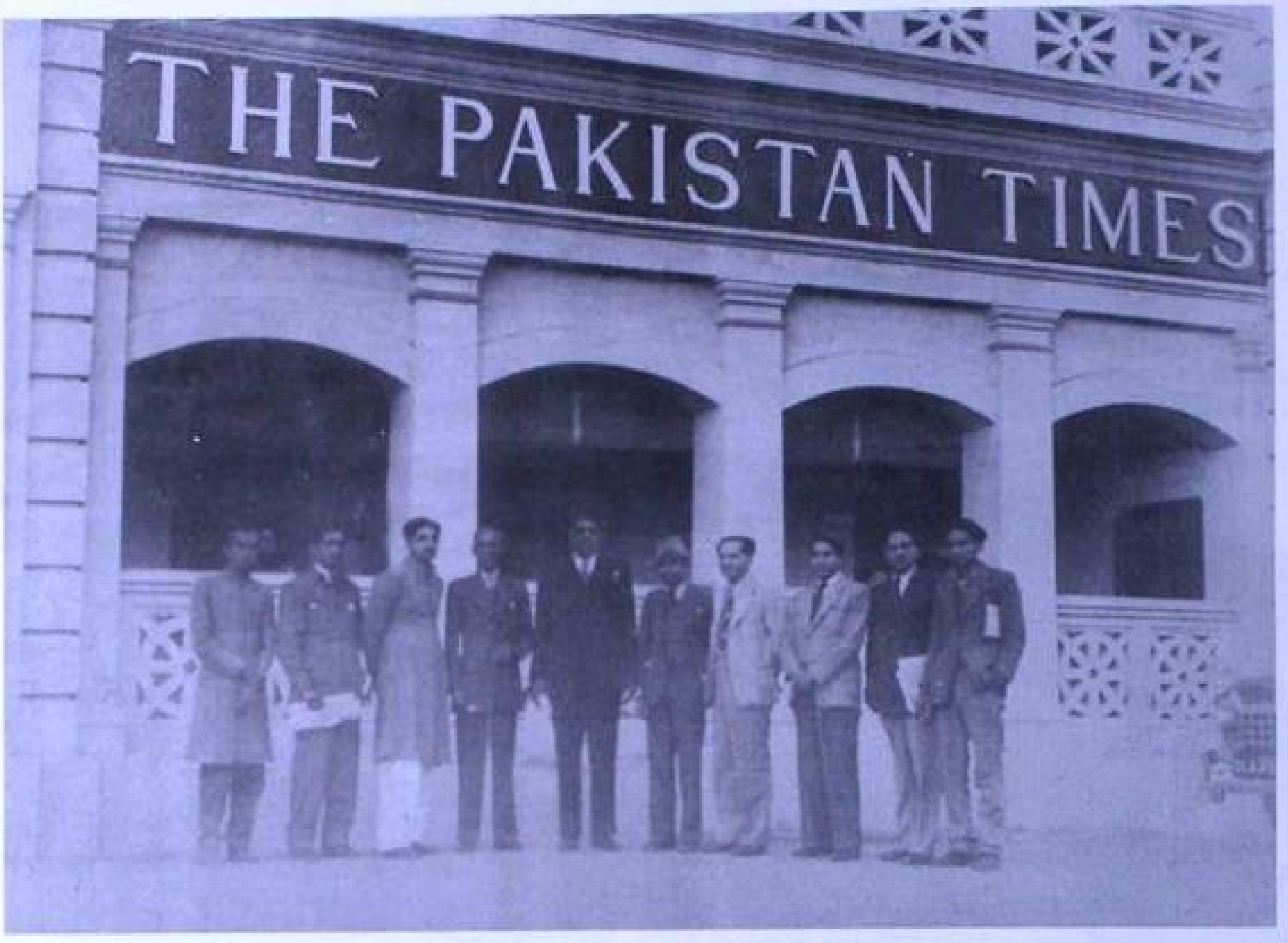

Faiz Ahmed Faiz standing fourth from right with the Editorial Staff of Pakistan Times, Lahore, 1947.

Faiz Ahmed Faiz in army uniform at a
Press Conference at the Civil Secretariat, Delhi, 1944.

Faiz Ahmed Faiz sitting second from left with the
Editorial Staff of Pakistan Times, Lahore, 1947.

Faiz Ahmed Faiz with delegates and journalist friends
at the 1st I.L.O Conference, San Francisco, U.S.A, 1948.

Faiz Ahmed Faiz addressing
railway workers, Lahore, 1948.

Faiz Ahmed Faiz with Anwar Shaheed, G. Alana, Malik Bashir Ahmed, and a friend at the 1st I.L.O. Conference, San Francisco, U.S.A, 1948

Faiz Ahmed Faiz with other journalists, San Francisco Airport, U.S.A, 1948

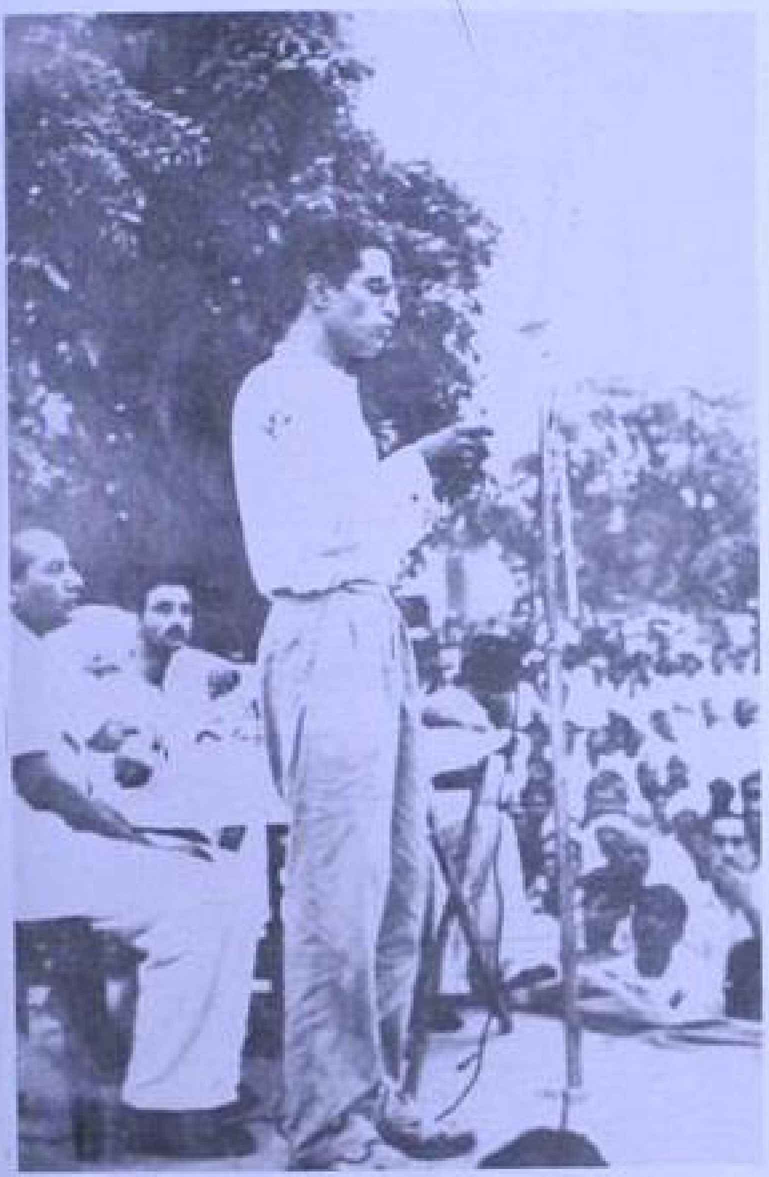

Faiz Ahmed Faiz with Ahmed Nadim Qasmi, addressing the Trade Union workers at Mochi Gate, Lahore, 1949

Faiz Ahmed Faiz, 1949

Faiz Ahmed Faiz as President of Postal Workers Union, addressing members outside G.P.O, Lahore, 1949

Faiz Ahmed Faiz with members of Postal Workers Union, Lahore, 1949

Faiz Ahmed Faiz with Railway workers, Lahore, 1949

Faiz Ahmed Faiz with Railway Workers, Lahore, 1949.

Faiz with Siraj_ul_Haq Gulchi at Workers Unions meeting in Lahore, 1949.

Faiz Ahmed Faiz with other journalists at I.L.O. Conference in Geneva, 1949

After release from prison, Faiz addressing at a reception given in his honor by staff of Pakistan Times and Imroze, Lahore, 1955.

Faiz in office of Pakistan Times talking to workers and Kashmiri leader K.H. Khurshid, 1950.

Faiz Ahmed Faiz with Rasul Baksh Talpur, 1955.

After release from prison, Faiz Ahmed Faiz addressing at a reception given in his honor by staff of Pakistan Times and Imroze, Lahore, 1955

Faiz Ahmed Faiz with Indian President, Dr. Radha Krishnan and Ambassador of Pakistan Raja Ghazanfar Ali Khan at a mushaira, Delhi, 1955.

Faiz Ahmed Faiz at Mushaira organised by Film Journalists Association, Bombay 1957. Poets Shailendra, Deepak, Majrooh Sultanpuri, Shakeel Badayuni, C.L. Kavish, Jigar Muradabadi, Ali Sardar Jafri and Nakshab are others in this photograph.

Faiz Ahmed Faiz reciting a poem at a Delhi Mushaira with President of India Dr. Radha Kirshna present, 1955.

Faiz Ahmed Faiz with other journalists watching a cultural troupe performance, Sinkiang, China, 1956

L/R: Mazhar Ali Khan, Mian Iftikhar-ud-din, Faiz Ahmed Faiz, Amir Hussain Shah, Nawab Imtiaz Kamal Haider

Faiz Ahmed Faiz at Mr. Majid Malik's house (his friend), Karachi, 1955.

Faiz Ahmed Faiz with Ahmed Saeed Nagi, Karachi, 1955.

Faiz Ahmed Faiz in front of the Laughing Buddha, China, 1956.

Faiz Ahmed Faiz with Mir Khalil-ur-Rehman, Omer Qureshi, Ahmed Nadim Qasmi, and other journalists, China, 1956.

Faiz Ahmed Faiz with other journalists from Pakistan, watching school children performance, Shanghai, China, 1956.

Faiz Ahmed Faiz with teachers of a school, Shanghai, China, 1956.

Faiz Ahmed Faiz, Summer Palace, Peking, 1956.

Faiz Ahmed Faiz with journalists from Pakistan and China, Shanghai, 1956

Faiz Ahmed Faiz with other journalists, Dhaka, 1956.

Faiz Ahmed Faiz, watching a cultural troupe performance, Sinkiang, China, 1956.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Ahmed Nadim Qasmi and Iqbal Singh outside the Pakistan Times office, Lahore, 1957.

Prime Minister of Uzbekistan, Mr. Musharaf Rashid addressing the first Afro-Asian Writers Conference in Tashkent, 1958.

Faiz Ahmed Faiz with his Uzbek friend Mr. Aibek in Tashkent, 1958.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers in Tashkent during Conference, 1958.

Faiz Ahmed Faiz with Mr. Aibek, an Uzbek writer and his wife Zareefa Khanum in Tashkent, 1958.

During the first Afro-Asian Writers Conference, Faiz Ahmed Faiz with Hafeez Jalandhari, Ajit Kaur (Punjabi Poet, Writer), Nâzım Hikmet (Turkish Poet, Writer), Mulk Raj Anand and other Asian and Afro writers in Tashkent, 1958

Members of first Afro-Asian Writers' Conference in Tashkent, 1958.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers in Tashkent, 1958.

Faiz Ahmed Faiz with other journalists at a reception from Common Wealth Relations for journalists from Australia, Pakistan, India and U.K. in London, 1958.

Hafeez Jallandhari and other members of Afro-Asian Writers' Conference in Tashkent, 1958.

Faiz Ahmed Faiz giving an interview to Mr. Amjad Ali, for BBC Pakistan Service in London, 1958.

Madame Sen Yet Sen, Mian Iftikhar-ud-Din, Faiz Ahmed Faiz, Ahmed Nadim Qasmi and Mazhar Ali Khan at Mian Iftikhar-ud-Din's house, Lahore, 1959.

Faiz Ahmed Faiz with Alys, Mustafa Zaidi, Salima and Moneeza in Lahore, 1960.

Faiz Ahmed Faiz with Mustafa Zaidi in Lahore, 1960.

A student receiving prize from Faiz Ahmed Faiz,
Sehba Lakhnavi is with Faiz.

Sibte Hassan, Faiz Ahmed Faiz, Hameed Akhtar and
Ahmed Nadeem Qasmi

Faiz Ahmed Faiz, Alys Faiz, Mr. & Mrs. Metz
(Asia Foundation Lahore), 41-Empress Road, Lahore, 1960-1961.

Faiz Ahmed Faiz with Dr. Nazir Ahmed,
Principal Govt. College, Lahore.

Faiz Ahmed Faiz with Pakistani Film Actress Yasmeen, Lahore.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer, Malik Ram and others.

Faiz Ahmed Faiz going to Moscow to receive
Lenin Peace Prize from Lahore, 1962.

Daughters Moneeza and Salima
are standing next to him.

Faiz Ahmed Faiz receiving Lenin Peace Prize from Prof. Keiblton, Moscow, 1962.

After the Lenin Peace Prize ceremony, Faiz Ahmed Faiz standing with other professors, writers, and his daughter, Salima, 3rd from left, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz receiving Lenin Peace Prize, Moscow, 1962.

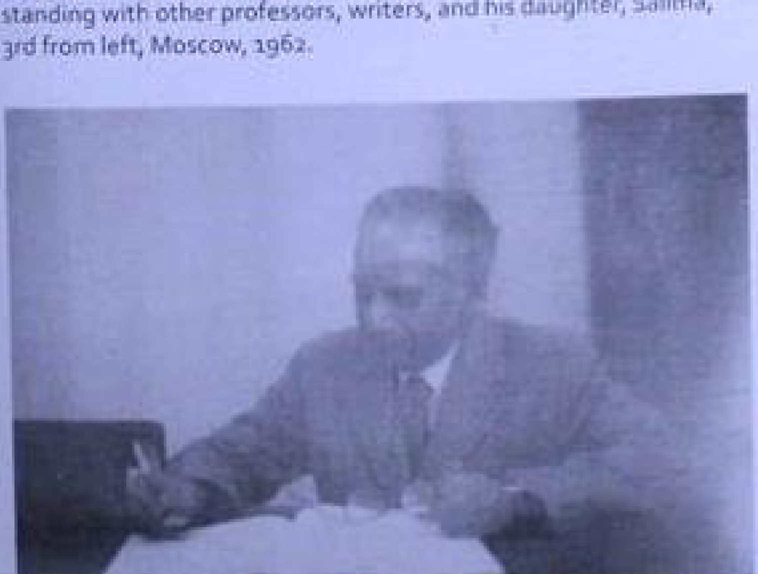

Faiz Ahmed Faiz signing a visitors' book in Chekov Museum, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz giving an interview in Chekov Museum, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with his daughter, Salima, visiting the Chekov Museum, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Yuri Voronov and a friend, Centeral Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with his daughter, Salima Faiz, Mariam Salganik, Sveltana Gothin (interpreter), Chekov Museum Staff, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with fans, Central Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with fans, Central Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers, Mongolia, Central Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz visited Mongolia, Central Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz, Art Gallery, Moscow, viewing a painting that shows the scenes from a war fought against Napoleon.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers, Mongolia, Central Asia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Sveltana Gothin (interpreter), Art Gallery, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz receiving a medal, Art Gallery, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz signing visitors' book, Art Gallery, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Russian delegates, Art Gallery, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz visiting a dam, Georgia, 1962.

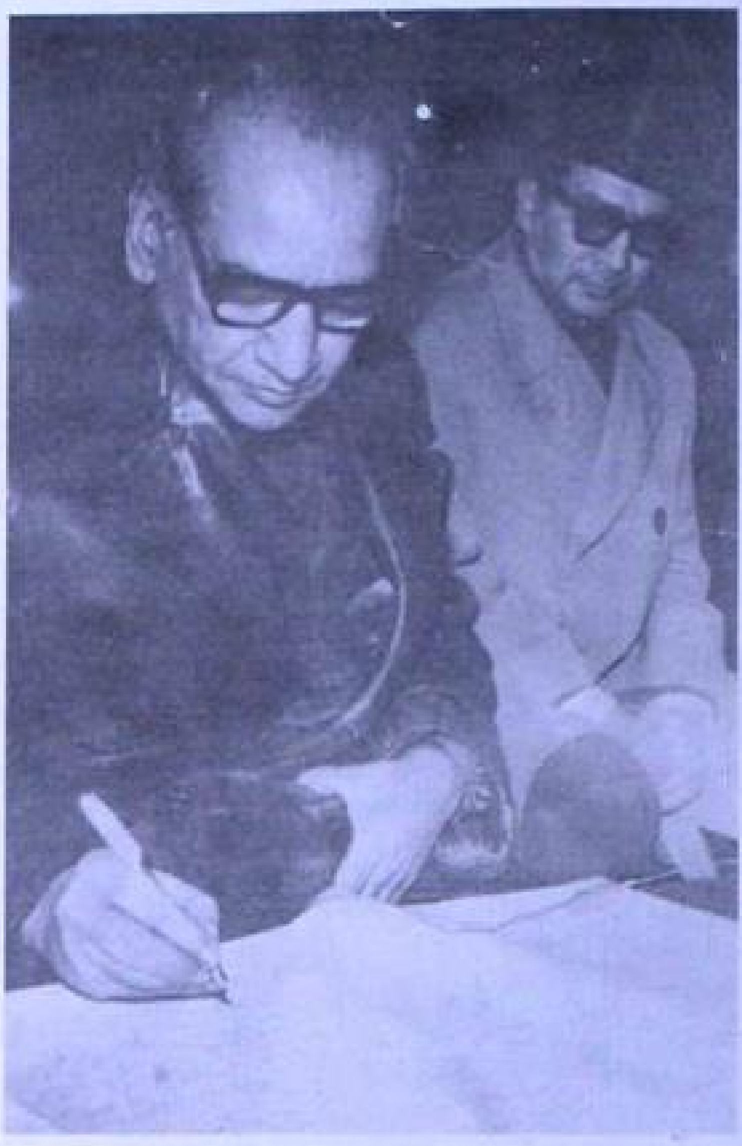

Faiz Ahmed Faiz signing visitors' book, Art Gallery, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz in a café, Rome. Photographed by his daughter, Salima, 1962.

Faiz Ahmed Faiz standing in front of Stalin's Summer House, Ritza, Georgia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Sveltana Gothin (interpreter), and a friend, Georgia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Pablo Neruda (Chile Poet), Sochi Beach near Black Sea, Georgia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer
and a Russian friend, Moscow, 1962.

A tour of Sochi Beach, Georgia, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Mariam Salganik,
Russian writer, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with an interpreter and a Russian friend,
Art Gallery of Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Russian astronauts, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers, Moscow, 1962.

Faiz Ahmed Faiz with
Rasul Hamzatov at Black Sea, 1963.

Faiz Ahmed Faiz with artists at
Samarqand National Theatre, Tashkent, 1963.

Safdar Meer, Moneeza Hashmi, Salima Hashmi, Faiz Ahmed Faiz, I.A. Rahman and Hamid Akhtar

Faiz Ahmed Faiz with Murtaza Bashir, a Bangladeshi painter, 1963.

Mohd. Nabi Jan's family, Tashkent, 1963

Faiz Ahmed Faiz with Mohd. Nabi Jan's family,Tashkent, 1963.

Faiz Ahmed Faiz, Noon Meem Rashid and others.
A poetic symposium recorded in London for BBC Urdu Service, seated round the table, 1963.

Faiz Ahmed Faiz with Dr. Aftab Ahmed,during an interview for BBC Urdu Service, London, 1963.

Faiz Ahmed Faiz in Kazakh dress in village of Russian poet Rasul Hamzatov, Kazakhstan,1964.

Faiz Ahmed Faiz with Mr. Razzaq, Lahore,1964.

Faiz Ahmed Faiz getting a warm welcome at Lahore Railway Station after returning from England on 26th February, 1964.

Faiz Ahmed Faiz giving an autograph after the exhibition, Karachi, 1965.

Faiz Ahmed Faiz inaugurating Shahid Sajjad's first exhibition, Karachi, 1965.

Faiz Ahmed Faiz with Faqir Wahid-ud-Din, Lahore, 1965.

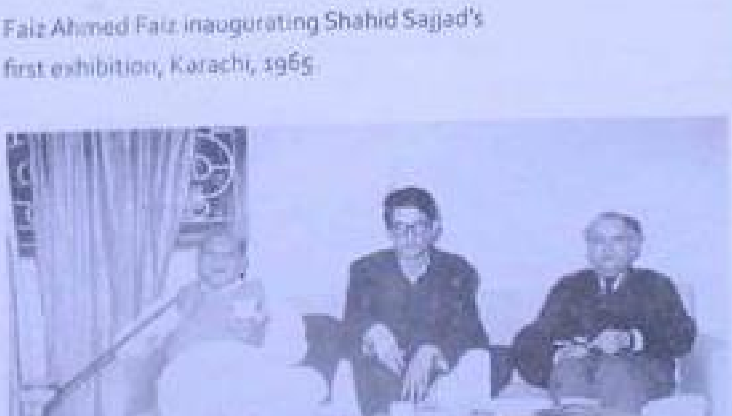

L/R: Faqir Wahid-ud-Din, Sadequain and Faiz Ahmed Faiz, Lahore, 1965.

Faiz Ahmed Faiz with Students of Islamia College, Karachi, 1965.

Faiz Ahmed Faiz with Zulfiqar Ali Shah Bukhari during a mushaira, Karachi, 14th February, 1965.

Faiz Ahmed Faiz with members of Bazm-e-Adab, Islamia College, Karachi,1965.

Faiz Ahmed Faiz with Ahmed Faraz, Himayat Ali Shayar, Dr.Ghulam Bheeki and Dr. Aftab, Murree, 1966.

Faiz Ahmed Faiz visiting Agricultural Center, Dhaka, 1966.

Faiz Ahmed Faiz visiting Agricultural Center, Dhaka, 1966.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers at Hameed Ghulam's house, USSR, 1966.

Faiz Ahmed Faiz giving speech on Agriculture under National and International Cooperation, Dhaka, 1966.

Faiz Ahmed Faiz giving an interview for Moscow TV, 1967.
L/R: Abu Bakrof, Faiz Ahmed Faiz, Mariam Salganik

Faiz Ahmed Faiz during TV interview, Moscow, 1967.

Faiz Ahmed Faiz at DJ Sindh Govt. College, Karachi
L/R: Wajid Jawad, Faiz Ahmed Faiz, Prof. Iftikhar Ahmed Ansari and Tariq Salahuddin, 1967.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers at Hameed Ghulam's house, USSR, 1966.

Faiz Ahmed Faiz delivering a speech at a dinner party in his honor, Chittagong, 1967.

Faiz Ahmed Faiz with friends at Chittagong airport, 1967.

Faiz Ahmed Faiz with Mrs. Zubeida Agha, a Pakistani painter.

Faiz Ahmed Faiz giving speech on Defense Day, Chittagong Center, 1967

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with delegates from Russia at a Soviet Embassy function, Karachi, 1968.

Faiz Ahmed Faiz delivering a speech on "The Great October Socialist Revolution" at a Soviet Embassy function, Karachi, 1968.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Japanese delegates at an embassy function, Karachi, 1968.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with delegates from Russia at a Soviet Embassy function, Karachi, 1968.

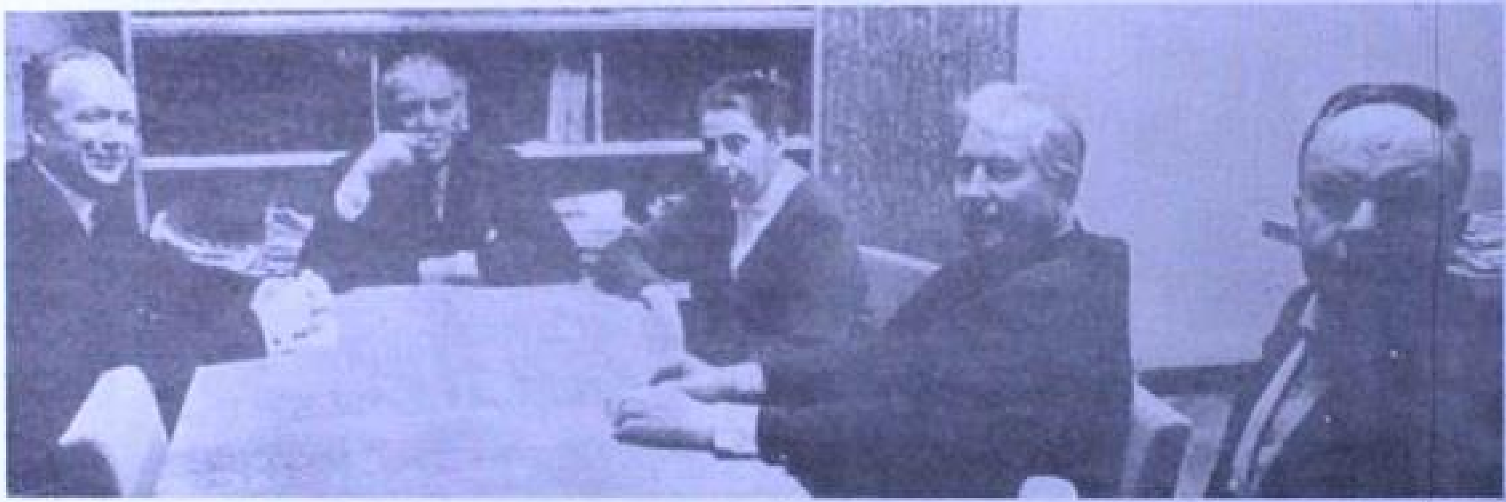

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers and an interpreter, Moscow, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers and an interpreter, Moscow, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with Russian scouts during summer camp, Russia, 1968.

Faiz Ahmed Faiz during an interview for BBC Urdu Service, 31st December, 1968, London.
L/R: Asif Jillani, Faiz Ahmed Faiz, and Zia Mohi-ud-din.

Faiz Ahmed Faiz with Russian friends, Moscow, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with a Soviet writer friend, Moscow, 1968.

Faiz Ahmed Faiz at inauguration of "Lail-o-Nihar" Magazine, London, 1968.

Faiz Ahmed Faiz at inauguration of "Lail-o-Nihar" Magazine, London, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with staff of Mahatma Gandhi Memorial and Research Center, Mumbai, 1968

Faiz Ahmed Faiz visiting Mahatma Gandhi's Memorial and Research Center and Library, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with staff of Gandhi Memorial Center, Mumbai, 1968

Faiz Ahmed Faiz during visit of a Research Center, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz during a visit to library of Mahatma Gandhi Memorial Center, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with researchers and other staff of Mahatma Gandhi Memorial Center, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with researchers and other staff of Mahatma Gandhi Memorial Center, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with Japanese delegates at an Embassy function, Karachi, 1969.

Faiz Ahmed Faiz with researchers and other staff of Mahatma Gandhi Memorial Center, Mumbai, 1968.

Faiz Ahmed Faiz with Japanese delegates at an Embassy function, Karachi, 1969.

Faiz Ahmed Faiz with Sufi Tabassum, Qateel Shifai, Parvez Qateel and Dr. Mumtaz Raja

Faiz Ahmed Faiz with friends at Col. Shad's house, Wah, 1969.

Col. Shad, Faiz Ahmed Faiz, Sufi Tabssum and Syed Zameer Jafri, Wah, 1969.

Faiz Ahmed Faiz during an interview at Lahore Radio Station, 1969.

Faiz Ahmed Faiz, Syed Zameer Jafri and Col. Shad, Wah, 1969.

Faiza Ahmed Faiz with Kulsom Sayani, Bombay Airport, 1970.

Sajjad Zaheer, Ludmilla Vaselava and Faiz Ahmed Faiz in Russian Hotel, Moscow, 1969.

Faiz Ahmed Faiz with children during a function at Pakistan High Commission, New Delhi, 1970.

Faiz Ahmed Faiz with poets, Bombay Airport, 1970.

L/R: Sveltana Gothin (interpreter), Faiz Ahmed Faiz and Sajjad Zaheer of the Communist Party of India, Moscow, 1970

Faiz Ahmed Faiz during a function at Pakistan Embassy, New Delhi, 1970.

Faiz Ahmed Faiz during a function at Pakistan Embassy, New Delhi, 1970.

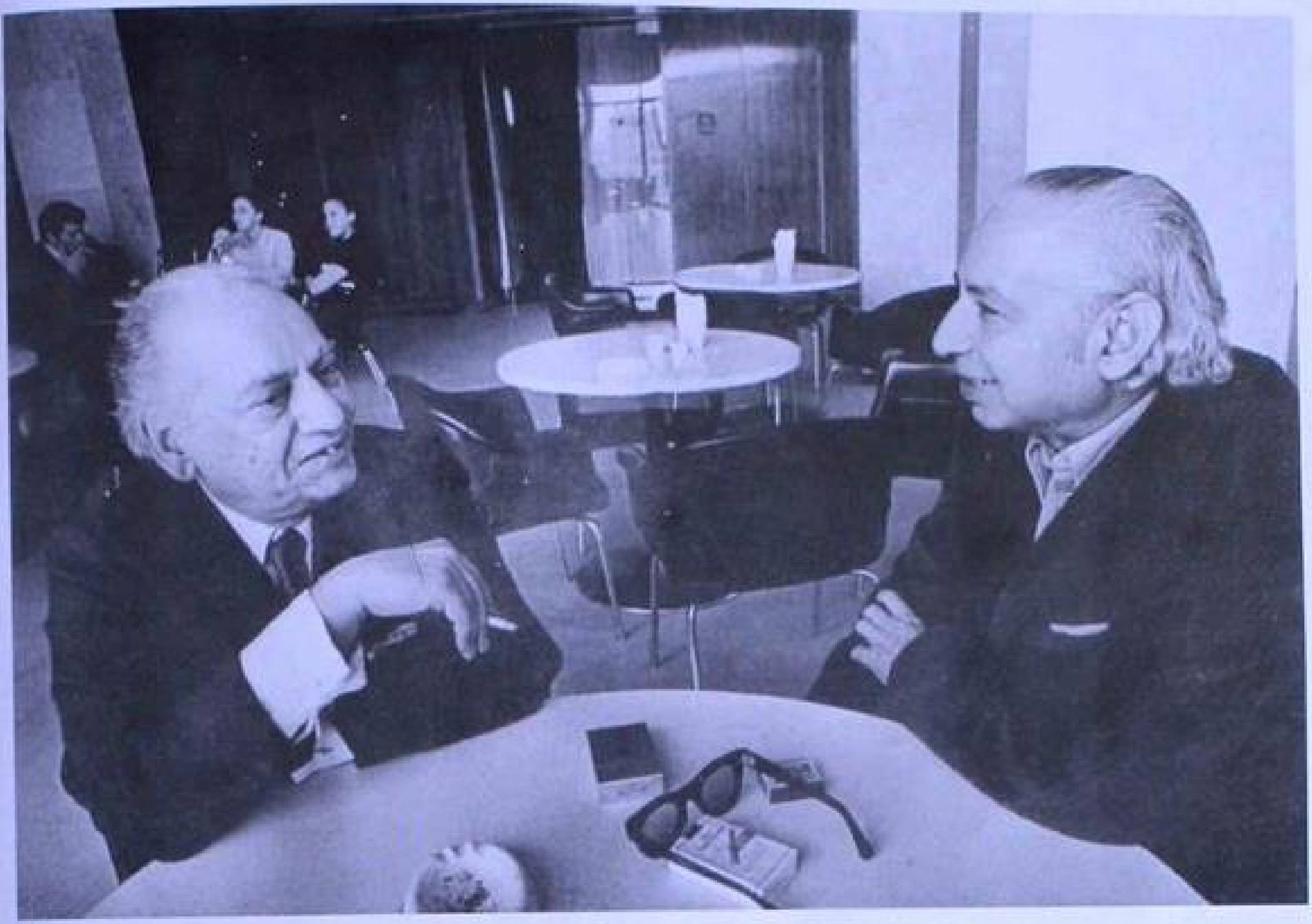

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer, Moscow, 1970.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer during an interview, 1970.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer and Russian writers, Moscow, 1970.

Faiz Ahmed Faiz during an opening ceremony of Jashn-e-Mohammed Shah, Gujjar Khan, 1972.

An exhibition on Faiz Ahmed Faiz at P.E.C.H.S Girls College, Karachi. Special paintings done by Sadequain on the 60th birthday of Faiz Ahmed Faiz, 1972.

Faiz Ahmed Faiz taking a look at poetry books, 100 years old, written by Pir Syed Mohammed Shah, a famous Pothavar poet, Kaniara Sharif, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Syed Pir Badshah after dastar bandi at the shrine of Pir Syed Mohammed Shah in Kaniara Sharif, Gujjar Khan, 1972

Faiz Ahmed Faiz presiding a Seminar on "Oriental Arts" as President of Arts Council of Pakistan, Ashkhabad, 1972.

Faiz Ahmed Faiz giving bath to the Shrine of Pir Syed Mohammed Shah with rose water, Kaniara Sharif, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with a group of Afro-Asian writers after a Seminar and Congress on "Oriental Arts", Ashkhabad, USSR, 1972.
Seated L/R: Khidir Deryayer (Novelist, Turkmenistan), Z. Ansari (India), S. Hassan (Pakistan), Aman Kekilov (Academician, Turkmenistan), Sajjad Zaheer (India), Faiz Ahmed Faiz (Pakistan) and Ogulnabad (hostess).

Faiz Ahmed Faiz with Sheikh Bashir at an Embassy function, Islamabad, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer and other Afro-Asian writers, Ashkhabad, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Sheikh Bashir at an Embassy function, Islamabad, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers, Ashkhabad, 1972.

Sajjad Zaheer and Begum Razia Sajjad Zaheer with Krishan Chander, Ali Sardar Jaffri and friends, New Delhi, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Sajjad Zaheer and Russian writers, Moscow, 1972.

Faiz Ahmed Faiz reciting a poem at "All Pakistan Urdu-Sindh Mushaira", Karachi, 1973.

Faiz Ahmed Faiz with Prime Minister Zulfiqar Ali Bhutto, Begum Nusrat Ali Bhutto and Ministers and journalists from Pakistan and China, 1972.

Faiz Ahmed Faiz with Syed Zameer Jafri, Mukhtar Masud, Sheikh Manzur Elahi, Sultan Rashk, Brigadier Siddique Salik, Mumtaz Mufti and other friends at Syed Zameer Jafri's house, 1973

Syed Zameer Jafri, Faiz Ahmed Faiz, and Brigadier Siddique Salik at Syed Zameer Jafri's house, 1973

Syed Sharifuddin Pirzada, Pir Mehfooz, Zulfiqar Ali Bhutto, Faiz Ahmed Faiz and others, Sindh Club

Faiz Ahmed Faiz at his first ever telecast for Indian TV. Produced and presented by Qaiser Qalander, Delhi TV station for Amritsar TV, 1973
L/R: Qaisar Qalander, Dr. G. N. Narang, Faiz Ahmed Faiz, Sikander Ali Wajd, etc.

Faiz Ahmed Faiz giving autographs to students, Karachi, 1973

Faiz Ahmed Faiz reciting a poem at Indian TV mushaira during recording, Delhi, 1973.

1st TV mushaira on IndianTV recorded for Amritsar, Delhi, 1973. L/R: Qaisar Qalander, Dr. G. N. Narang, Faiz Ahmed Faiz, K. K. Nayyar, and Sikander Ali Wajd.

L/R: Qaisar Qalander, Faiz Ahmed Faiz, Sikander Ali Wajd during tea, TV Center, Delhi, 1973.

Faiz Ahmed Faiz with Sheila Bhatia, an Indian poetess at Delhi TV center before recording of TV mushaira, produced by Qaiser Qalander, 1973.

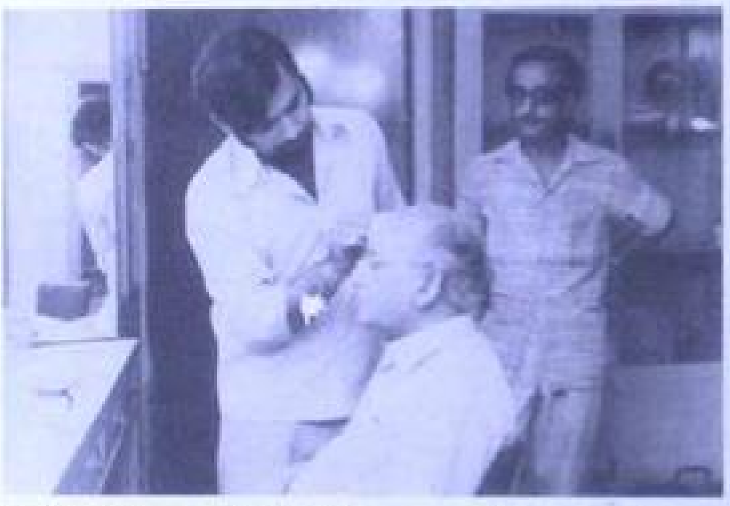

Faiz Ahmed Faiz attended by makeup man with Qaiser Qalander, Director, TV Center Delhi, 1973.

L/R: Sikander Ali Wajd, Qaiser Qalander, Faiz Ahmed Faiz, Z. Rizvi TIL Aima (Air TV) after the recording of the first telecast mushaira, Delhi, 1973.

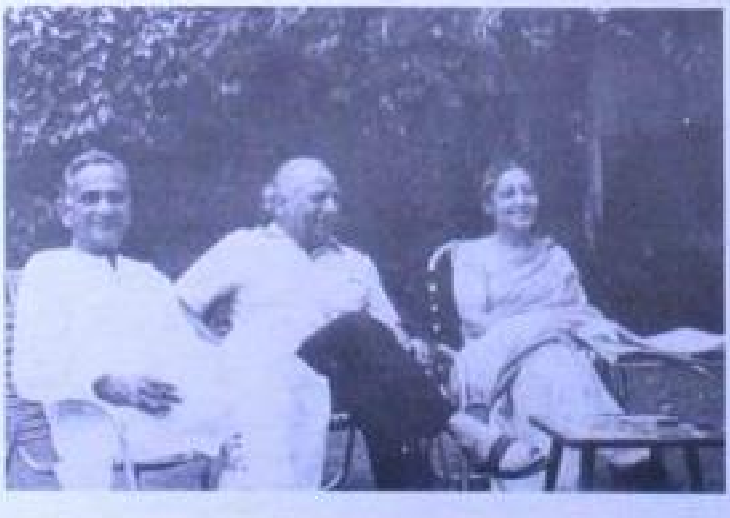

Faiz Ahmed Faiz with Mr. and Begum Bilgrami, Delhi, 1973.

Faiz Ahmed Faiz attended by makeup man, TV Center, Delhi, 1973.

Faiz Ahmed Faiz with Farida Khanum, Karachi, 1974.

Faiz Ahmed Faiz during a radio telecast at Pakistan Broadcasting Corporation, Lahore, 1973. L/R: Baqir Rizvi, Faiz Ahmed Faiz, Sufi Tabassum, and Hameed Akhtar.

Faiz Ahmed Faiz with Faiz-ul-Hassan, Lahore, 1975.

Faiz Ahmed Faiz with Hameed Akhtar, Lahore, 1975.

L/R: Abid Shah, Dr. Ayub Mirza, Faiz Ahmed Faiz, Nazish Abid Shah, Munoo Bhai, Sarmad Ali and Amjad Ali Shah, Islamabad, 1975.

L/R: Abid Shah, Dr. Ayub Mirza, Faiz Ahmed Faiz and Shaukat Ali, Islamabad, 1975.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers during a Symposium on literature, Manila, Philippines, 1975.

Faiz Ahmed Faiz with Dr. Ayub Mirza, Abid Shah and Nazish Abid Shah, Islamabad, 1975.

Faiz Ahmed Faiz at Bombay airport, 1975.L/R: Sardar Gurbachan Singh, Abid Ibne Asar, Faiz Ahmed Faiz, Inspector Mukhtar Ansari and Sub-inspector Riaz Heireyker.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers during a Symposium on literature, Manila, Philippines, 1975.

Sadequain, Huma Khawar, Huma's Mother and Faiz Ahmed Faiz, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with members of General Conference by UNESCO, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with members of UNESCO Conference, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with UNESCO Conference members and their families, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with a friend, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with members of Afro-Asian Writers Conference, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with Qudrat ullah Shahab and friends, after the UNESCO Conference, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with Russian writers during Afro-Asian Writers Conference, Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with Qudrat ullah Shahab and friends during a visit to a small town of Narok, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with artists of "Rangmanch Theatre" after a variety program "Kanak Di Balli", Nairobi, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with children of Narok, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with children of Narok, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Narok, Kenya, 1976

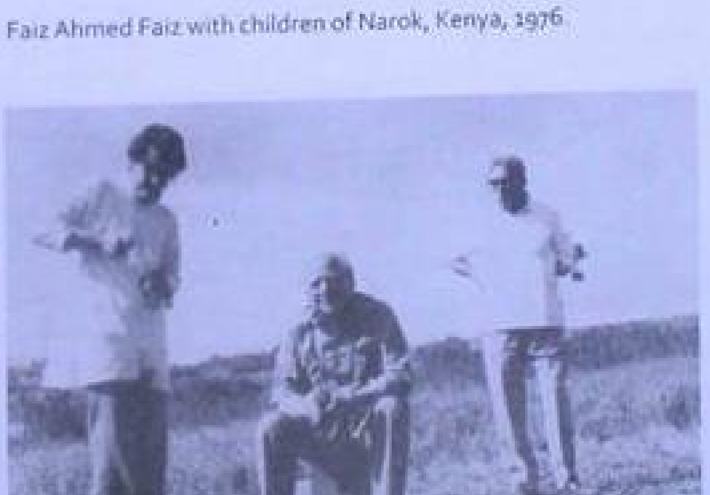

Faiz Ahmed Faiz with friend, Narok, Kenya, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with friends during a symposium, Manila, Philippines, 1976.

Faiz Ahmed Faiz during a symposium on "The Role of Cultural Centres and Festivals in the Artistic Exchange among Asian Countries", Manila, Philippines, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with Bekal Utsahi, Ali Sardar Jafri, Hifz ul Kabir and others.

Faiz Ahmed Faiz, Ismat Chughtai and Begum Sarfraz Iqbal, 1976.

Faiz Ahmed Faiz with other poets during a mushaira, Birmingham, 1977.

Faiz Ahmed Faiz, Masud Ashar and Intizar Hussain

Faiz Ahmed Faiz with Mr. and Begum Beider, Birmingham, 1977.

Faiz Ahmed Faiz with Krishan Chander and Salma Siddiqui

Faiz Ahmed Faiz with Mr. Beider, Birmingham, 1977.

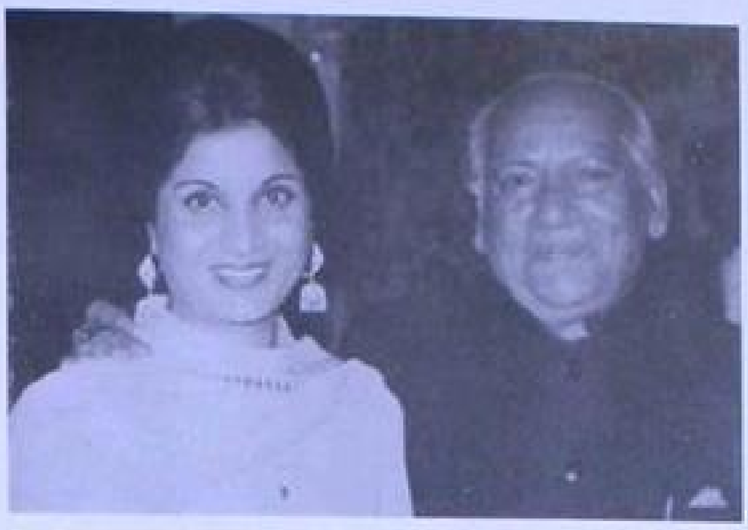

Faiz Ahmed Faiz with a friend during an Embassy function, Islamabad, 1977.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with a Russian writer, Mongolia, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Lyudmilla Vaselava, Russian poetess, Beirut, 1977.

Faiz Ahmed Faiz with Indian writers, Nampally, Hyderabad Deccan, 1978.

Faiz Ahmed Faiz during an exhibition on Allama Iqbal by Abbasi Abidi, Lahore Museum, 1978.

Faiz Ahmed Faiz during a mushaira, Nampally, Hyderabad Deccan, 1978.

Faiz Ahmed Faiz getting a warm welcome, Hyderabad Deccan, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with filmmaker Muzaffer Ali, 1978.

Faiz and Shaz Tamkanat

Faiz Ahmed Faiz during a mushaira, Bhopal, 1978.

Faiz Ahmed Faiz giving autographs to schoolgirls, New Delhi, 1978.

Faiz Ahmed Faiz during a mushaira, Bhopal, 1978.

Faiz Ahmed Faiz reciting his poem during a mushaira, Bhopal, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with poets and writers, Bhopal, 1978.

Faiz Ahmed Faiz giving autographs during mushaira at Sangeet Natak Akademi, New Delhi, 1979.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz at Sangeet Natak Academy, New Delhi, 1979.

Faiz Ahmed Faiz at Sangeet Natak Akademi, New Delhi, 1979.

Faiz Ahmed Faiz giving autographs during mushaira at Sangeet Natak Akademi, New Delhi, 1979.

Faiz Ahmed Faiz during a mushaira at Sangeet Natak Akademi, New Delhi, 1979.

Faiz Ahmed Faiz during a party given in his honor, Dacca, 1978.

Alys Faiz with other guests during a party, Dacca, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with members of Chandigardh Sahatiya Akademi, Chandigardh, 1978.

Faiz Ahmed Faiz enjoying the music at Latif Owaisi's house, Toronto, Canada, 12 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Aziz Ahmed and Hifz ul Kabir,
Toronto, Canada, 17 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Hifz ul Kabir,
Toronto, Canada, 17 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz,
Toronto, Canada, 17 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Hifz ul Kabir,
Toronto, Canada, 17 November 1978.

Aziz Ahmed talking about Faiz Ahmed Faiz's poetry,
Toronto, Canada, 18 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Hifz ul Kabir,
Toronto, Canada, 18 November 1978.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Afro-Asian writers, Moscow, 1978.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Lyudmilla Vaselava, Mariam Salganik, and Russian writers, Moscow, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers, during a visit to Moscow, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Sveltana Gothin, Russian interpreter, Moscow, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Alex Leguma, (South African Writer), Mu'in Bseiso, (Palestinian poet), and Afro-Asian writers during a conference, Tashkent, 1978.In the first row (sitting) the first from left is Mirsayed Mirshakar (1912-1993), a Tajik poet, Chief of the Tajik branch of the Committee for Asian and African Solidarity. Last one in the row (on Faiz Sahib's right) is Alex La Guma (1925-1085), one of the most notable South African novelist of the 20th century. Standing just behind Faiz sahib, with glasses, is Mahmoud Darwish (1941-2008). He was regarded as the Palestinian national poet.Left to him is Anuar Alimzhanov (1930 - 1963) a famous Soviet Kazakh writer (writing primarily in Russian), the chairman of the board of the Kazakhstan Writers' Union.Left to him the tall man in white is Mu'in Bseiso (1926 -1984), a Palestinian poet, He was the vice Editor in Chief of the Lotus Magazine. Next three are Vietnamese writers.

Faiz Ahmed Faiz with a Russian writer, Lyudmilla Vaselava, Tashkent, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with writers, Afro-Asian Writers' Conference, Tashkent, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Russian Writers during Afro-Asian Writers' Conference, Tashkent, 1978.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian writers, Tashkent, 1978.

Inauguration of "Lotus Magazine," Beirut, 1979.L/R: Mu'in Bseiso, Palestinian poet, Faiz Ahmed Faiz, PLO Leader Yasser Arafat, etc.

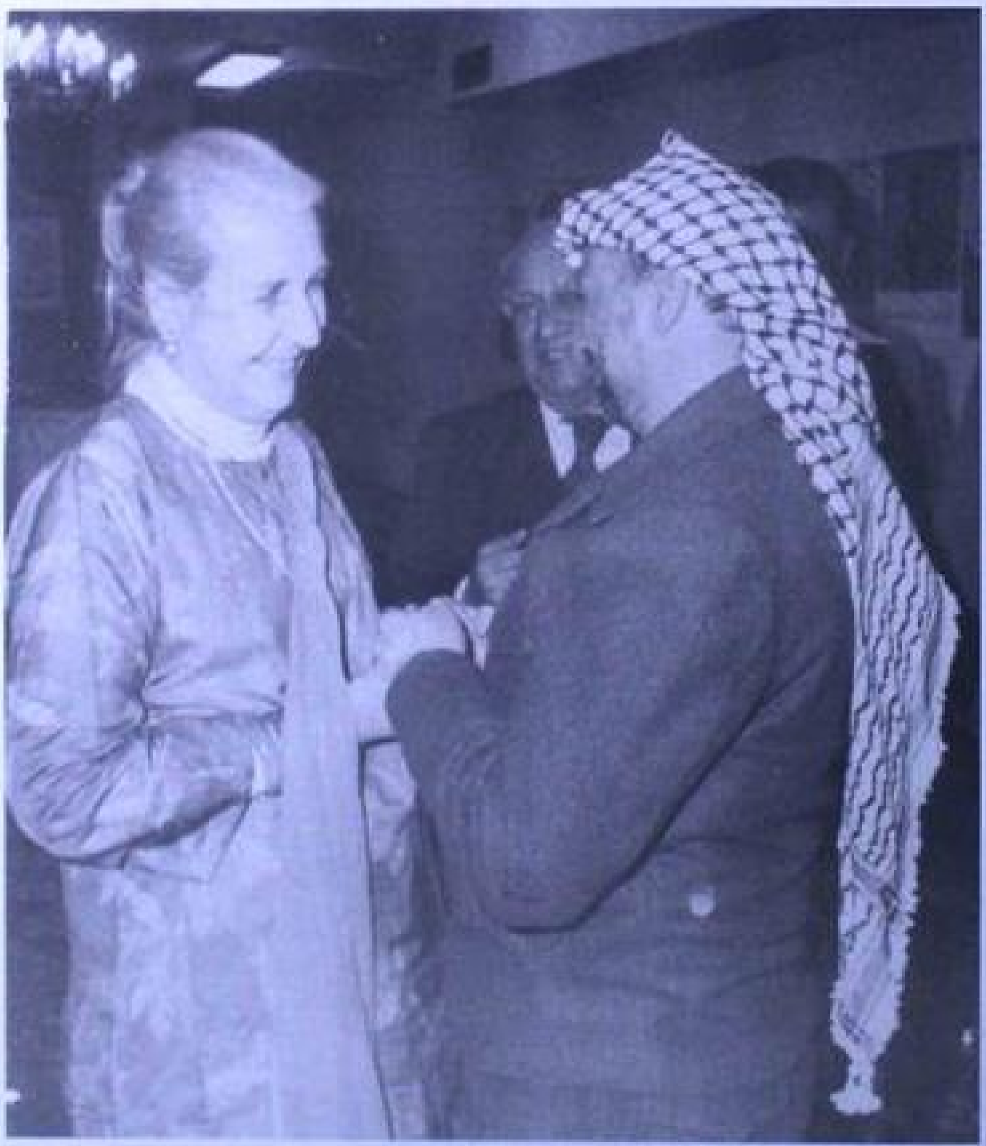

Faiz Ahmed Faiz, Alys Faiz with PLO Leader Yasser Arafat at inauguration of "Lotus Magazine", Beirut, 1979.

Faiz Ahmed Faiz with Alex La Guma, a South African writer, Adis Ababa, 1979.

Faiz Ahmed Faiz with Qaiyum Lodhi, Los Angeles, USA, 1979.

At Common Wealth Institute, 1979. On stage L/R: Zehra Nigah, Zia Mohi-ud-Din, Iftikhar Arif, and Faiz Ahmed Faiz.

Faiz Ahmed Faiz, Common Wealth Institute, London, 1979.
Front Row: Mushtaq Ahmed Yusafi, Mariam Taseer, Alys Faiz, Majid Ali, Begum F. R. Khan, Lala Bharat Ram, Humayun Gauher.

Faiz Ahmed Faiz, 1979.

Faiz Ahmed Faiz at Common Wealth Institute, London, 1979.

An evening in honor of Faiz Ahmed Faiz, London, 1980.

An evening in honor of Faiz Ahmed Faiz, London, 1980.

Faiz Ahmed Faiz and Salima Hashmi, London, 1980.

Faiz Ahmed Faiz, Beirut, 1980.

Faiz Ahmed Faiz, London, 1980.
L/R: Humair Hashmi, Faiz Ahmed Faiz,
Dr. Ayub Mirza, Khwaja Mairaj, and Salima Hashmi.

Faiz Ahmed Faiz with Alys Faiz, Mu'in Bseiso,
Salima Hashmi, Mira Hashmi, and a Russian friend, Beirut, 1980.

Faiz Ahmed Faiz as editor-in-chief of "Lotus Voice",
Beirut Office, 1980.

Faiz Ahmed Faiz presiding the symposium on "Afro-Asian Drama" from May 16-20, Damascus, 1980.

Faiz Ahmed Faiz with a Indian Ambassador G. R. Dhooni and Begum Dhooni during an Indian Embassy function, Beirut, 1980.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Lodhi's family, Toronto, Canada, 1980.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz, Ontario, Great Lake, Canada, 1980.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Bulgaria, 1980.

Faiz Ahmed Faiz with Mansoor Khalifa, Toronto, Canada, 1980.

During Calcutta's Reception for Faiz Ahmed Faiz, 1980.
L/R: Qaiser Qalander, Faiz Ahmed Faiz, Kamel Siddiqui and Begum Qaiser Qalander.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Bulgaria, 1980.

Faiz Ahmed Faiz and Dilip Kumar

Faiz Ahmed Faiz, Jan Nisar Akhtar, Raj Kapoor and Shahid Latif

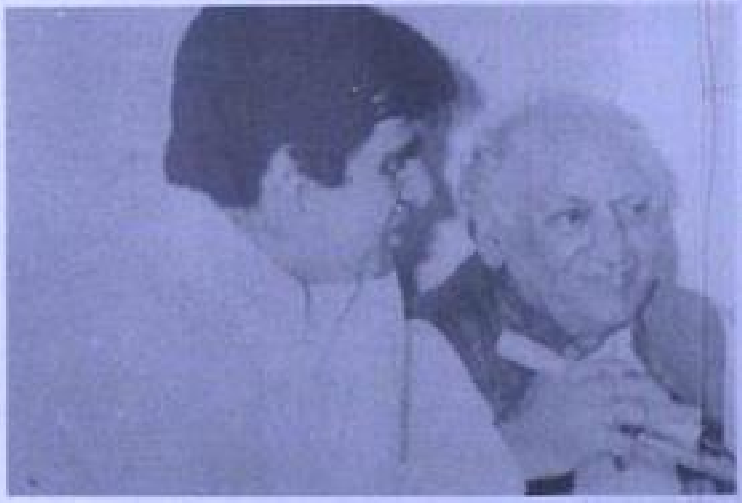

Faiz Ahmed Faiz and Dilip Kumar

Faiz Ahmed Faiz , Satyajit Ray and Sabir Dutt, 1980.

Faiz Ahmed Faiz and Javed Akhtar

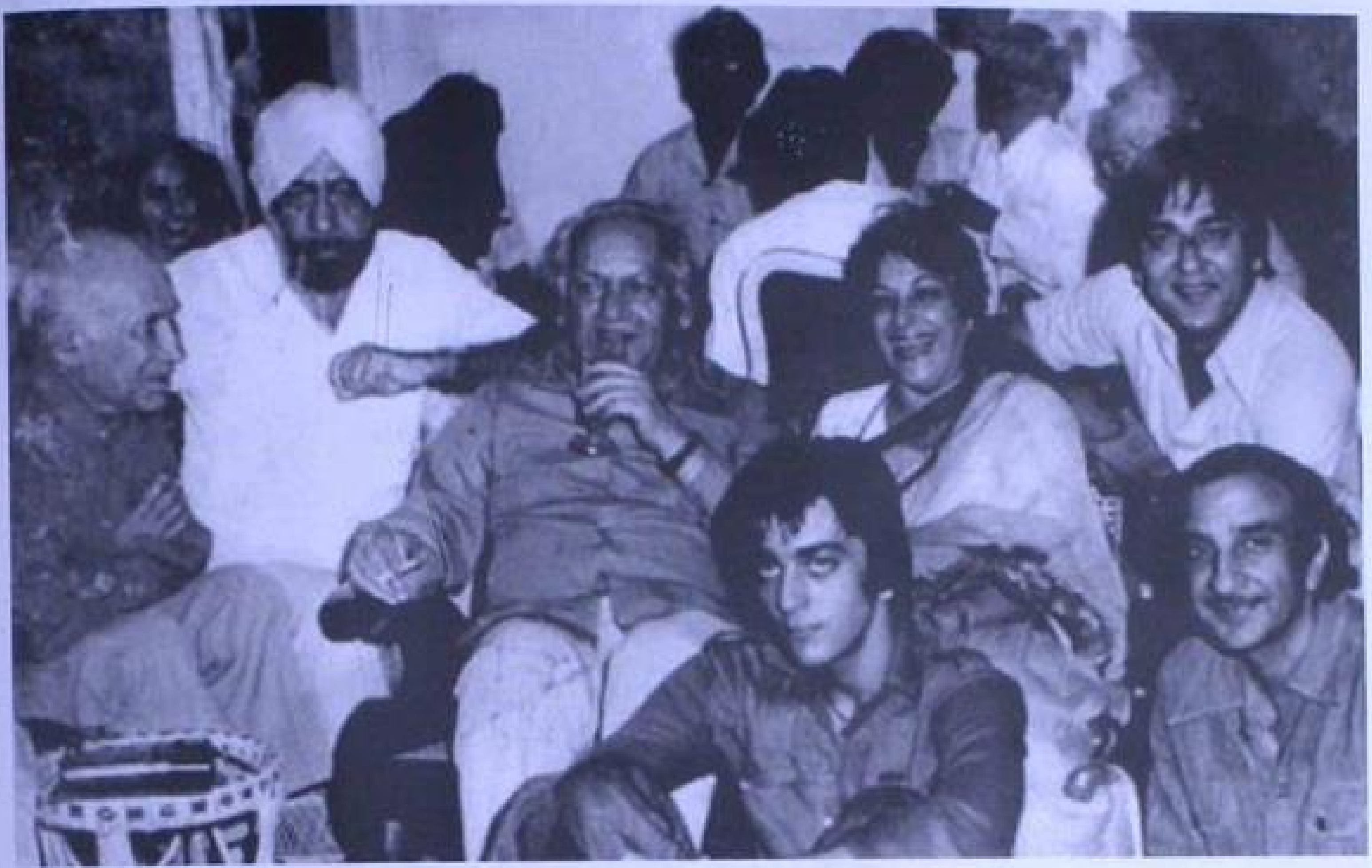

Faiz Ahmed Faiz with Sunil Dutt, Nargis, Sanjay Dutt, Khawaja Ahmed Abbas, Rajinder Singh Bedi and Raj Khosla, Bombay, 1981.

Faiz Ahmed Faiz and Qurat ul Ayn Haider

Faiz Ahmed Faiz, Sunil Dutt, Alys Faiz, Sabir Dutt and Hassan Kamal

Faiz Ahmed Faiz and S.M Shahid

Faiz Ahmed Faiz and Qudratullah Shahab

Faiz Ahmed Faiz with Sahir Ludhianvi, Rajinder Singh Bedi, Jan Nisar Akhtar, Naushad, R.D. Barman, Majrooh Sultanpuri

Allahabad University honors Faiz Ahmed Faiz on 25th April, 1981. L/R: VC. U.N. Singh, Upendra Nath Ashk, Faiz Ahmed Faiz, Mahadevi Verma, Firaq Gorakhpuri, Dr. Mohammed Hassan and others.

Ali Sardar Jafri, Sahir Ludhianvi and Faiz Ahmed Faiz

All India Peace and Solidarity Organization welcomes Faiz Ahmed Faiz in Allahabad, 1981.

Sahir Ludhianvi, Faiz Ahmed Faiz, Kashmiri Lal Zakir and Qateel Shifai, Delhi, 1956.

Faiz Ahmed Faiz at a reception given in his honor, New Delhi, 1981.

Faiz Ahmed Faiz at a reception given in his honor, New Delhi, 1981.

Faiz Ahmed Faiz with friends, New Delhi, 1981.

Faiz Ahmed Faiz receiving a book at a reception for him, New Delhi, 1981.

Mr. Atal Behari Vajpayee greeting Faiz Ahmed Faiz at a reception given in Faiz Ahmed Faiz's honor, New Delhi, 1981.

Mr. Atal Behari Vajpayee welcoming Faiz Ahmed Faiz, New Delhi, 1981. Faiz Ahmed Faiz with friends, New Delhi, 1981.

Faiz Ahmed Faiz with Mu'in Bseiso, a Palestinian poet friend, Beirut, 1981.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Beirut, 1981.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz, Kingston, Canada, 1981.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Irfan Rashid's family, Kingston, Canada, 1981.

Faiz Ahmed Faiz with Mr. Bangish, Birmingham, 1981.

Faiz Ahmed Faiz with a famous Pakistani journalist Yahya at Urdu Markaz, London, 1980.

Mir Rasul Bux Talpur, Faiz Ahmed Faiz and Ahmed Faraz, 1982

Faiz Ahmed Faiz's 70th Birthday celebrated at Mr. Badar's house, Birmingham, 1981. L/R: Naheed Niazi, Begum Badori and Begum Badar with Faiz Ahmed Faiz.

Faiz Ahmed Faiz's 70th Birthday celebrations in Honolulu, 1981. Moneeza Hashmi with Bill Lobban reciting poems of Faiz in Urdu and English.

Moneeza Hashmi displaying Faiz Ahmed Faiz's books and photographs on his birthday, Honolulu, 1981.

Faiz Ahmed Faiz giving autographs at a reception in his honor, Allahabad, 1981.

Faiz Ahmed Faiz's 70th Birthday celebrations in Honolulu, 1981. Moneeza Hashmi with Bill Lobban reciting poems of Faiz in Urdu and English.

Faiz Ahmaed Faiz giving an interview to Shafi Aqeel of Jang Daily on German Literature, Karachi, 27th Nov, 1982.

All India Peace and Solidarity Organization welcomes Faiz Ahmed Faiz in Allahabad, 26th April 1981.
L/R: Muhammad Hassan, Justice S.J. Haider of Allahabad High Court, Zia-ul-Haq, Prof. O.P. Bhatnagar, Faiz Ahmed Faiz, Zehra, Haider, S. M. Askari and Masood Mahmood.

Faiz Ahmaed Faiz with Shafi Aqeel, Karachi, 1982.

Faiz Ahmaed Faiz attending Afro-Asian Writers' meeting, Damascus, 1982.

Faiz Ahmaed Faiz with Naeem Pasha and Sibtey Hassan at Naeem Pasha's house, Rawalpindi, 1982.

Faiz Ahmaed Faiz with Abid Shah and other friends, Islamabad, 1982.

Faiz Ahmaed Faiz with Afro-Asian Writers, Damascus, 1982.

Faiz Ahmaed Faiz with members of Afro-Asian Writers' Conference, Manila, 1982.

Faiz Ahmed Faiz at Afro-Asian Writers' meeting, Manila, 1982.

Faiz Ahmed Faiz during a Conference, Canada, 1982.

Faiz Ahmed Faiz during a Conference, Canada, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with Ahmed Nadeem Qasmi, Qateel Shifai, Amjad Islam Amjad, Hassan Rizvi and Khalid Ahmed

Faiz Ahmed Faiz with Munir Niazi, Qateel Shifai and Sheikh Manzur Elahi.

Faiz Ahmaed Faiz, Humair Hashmi and Faiz's cousin Chaudhrey Sadiq at Faiz's village, Kala Kadir, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with Ahmed Faraz, London, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Beirut, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with Shoaib Hashmi, Mamoon Iqbal, Bushra Aitezaz and Naeem Pasha during birthday celebrations of Faiz Ahmed Faiz, Lahore, 1982.

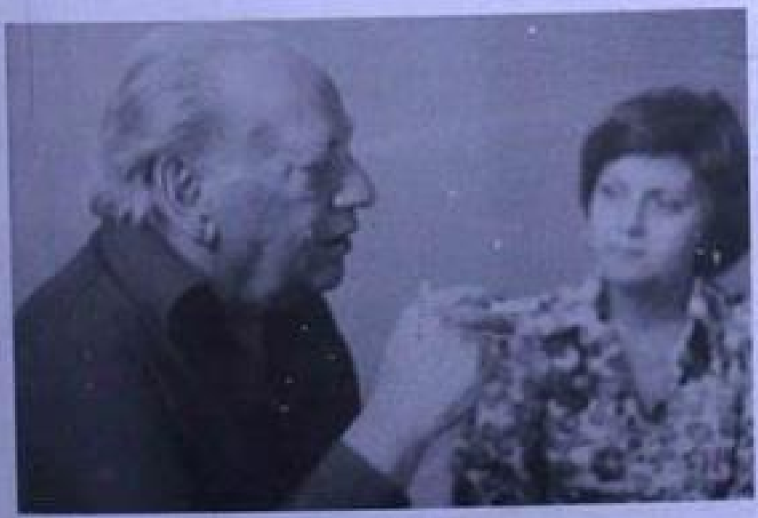

Faiz Ahmed Faiz with Salima Hashmi.

Faiz Ahmed Faiz addressing a seminar at School of Oriental and African Studies, London, 1982. L/R: Iftikhar Arif, Dr. Gopi Chand Narrang, Saqi Farooqi and Faiz Ahmed Faiz.

On Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday, Lahore, 1982.
L/R: Dr. Ayub Mirza, Faiz Ahmed Faiz, Salima Hashmi, Alys Faiz and Nazish Abid Shah.

L/R: Yousaf Kamran, Sufi Tabassum, Kishwer Naheed, Faiz Ahmed Faiz, Tanveer Masood and Munir Niazi on Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with Nayyera Noor, Farooq Qaiser, Nazish Shah, and Moneeza Hashmi on Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz, Abdullah Malik and Nayyera Noor on Faiz Ahmed Faiz's birthday, 1982.

On Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday, 1982.
Faiz Ahmed Faiz with Salima Hashmi, Nayyera Noor, Nazish Abid, and Tanveer Masood, Lahore, 1982.

On Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday celebration, Lahore, 1982.
Nazish Abid Shah and Arshad Mehmood.

On Faiz Ahmed Faiz's birthday celebrations, Farooq Qaiser and Arshad Mehmood, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz with Tanveer Masood on Faiz Ahmed Faiz's 71st birthday, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Mr. Smirnov, Ambassador of Russia, at USSR Embassy, Islamabad, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Alys Faiz, Lahore, 1982.

Faiz Ahmed Faiz at 102 H, Model Town, Lahore, 1983.

Faiz Ahmed Faiz at 102 H, Model Town, Lahore, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Kishwar Naheed and I.A. Rehman on his 72nd birthday, Lahore, 1983.

Alyz Faiz and Zafaryab, "View Point" Office, Lahore, 1980.

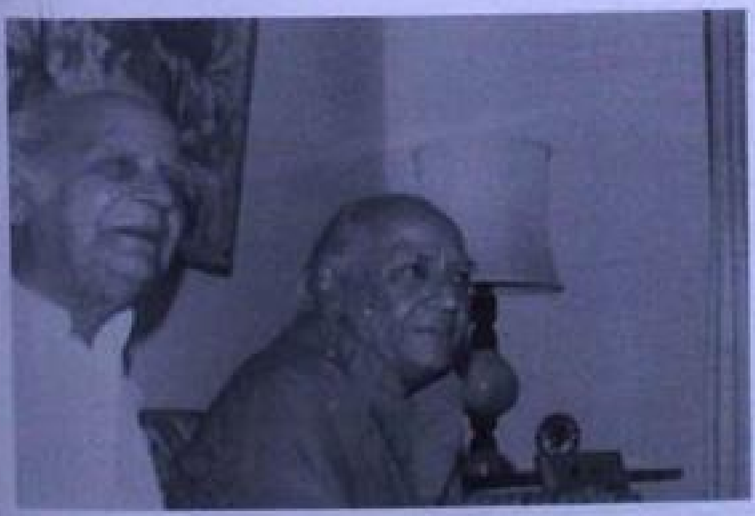

Faiz Ahmed Faiz with Syed Sibtey Hassan at Naushaba Zuberi's residence, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz being greeted by the Soviet Ambassador, Mr. Smirnov at USSR Embassy function, Islamabad, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Sibtey Hassan, during Friendship House Function, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Sibtey Hassan, during Friendship House Function, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Tahira Rafi at her residence, Karachi, January, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Zeba Haleem, giving an autograph, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz's 72nd birthday celebration at Alhamra Hall, Lahore, 1983. Ikram-ul-Waheed playing sitar.

Faiz Ahmed Faiz's 72nd birthday celebration at Alhamra Hall, Lahore, 1983. Farida Khanum singing Faiz.

L/R: Alys Faiz, Mujahid Tirmazey, Faiz Ahmed Faiz and Abdullah Malik at Mujahid Tirmazey's residence, London, 1983.

Faiz Ahmed Faiz during his 72nd birthday celebrations at Alhamra Hall, Lahore, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Inge Durrani and Saleem Shahid at Mr. Bader's residence, Birmingham, 1983.

Faiz Ahmed Faiz at a party given in his honor by Mujahid Tirmazey, London, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Mohammad Hussain Ata and Ali Imam, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with friends, Birmingham, 1983.

USSR Embassy function:
L/R: Muzher Ali Khan, Mr. Smimov, (Russian Ambassador), I.A. Rehman and Faiz Ahmed Faiz, Islamabad, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Mohammad Hussain Ata, Ali Imam and other friends, Karachi, 1983.

Faiz Ahmed Faiz, 102-H Model Town, Lahore, 1983.

Faiz Ahmed Faiz in Cromwell Hospital, London, September, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Mu'in Bseiso (Palestinian poet), and Alex Leguma (South African writer) during Afro-Asian Writers' Conference, Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Mr. and Begum Subhas Mukherjee from Bengal and also a member of Board of "Lotus", Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Alex Leugma (South African writer) and a Russian poet, Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Afro-Asian Writers during a conference, Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Mr. and Begum Alex Leguma, Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with an interpreter and Russian friends, Tashkent, 1983.

Faiz Ahmed Faiz being greeted by a Russian writer and an interpreter, Tashkent, 1983.

During inauguration of Ahmed Faraz's book, Annemarie Schimmel, Iftikhar Arif and Faiz Ahmed Faiz, London, 1983.

Ronumai of Ahmed Faraz's book "Bei Awaz Gali Kochoon Mei" at Urdu Markaz, London, 1983. L/R: Shohrat Bokhari, Mohammad Ali Siddiqui, Ahmed Faraz, Annemarie Schimmel, Iftikhar Arif and Faiz Ahmed Faiz, 1983.

Faiz Ahmed Faiz and Noon Meem Rashed share a light moment together.

Faiz Ahmed Faiz with Annemarie Schimmel, Iftikhar Arif, Mohammad Ali Siddiqui and others at Urdu Markaz, London, 1983.

Shahida Ahmed, Sardar A. Singh, Faiz Ahmed Faiz and Iftikhar Arif

Faiz Ahmed Faiz,
London, 1983.

L/R: Upinder Nath Ashk, Mohammad Ali Siddiqui, Abdullah Hussain, Shohrat Bokhari, Faiz Ahmed Faiz, Zehra Nigah and Iftikhar Arif at Urdu Markaz, London, 1983.

L/R: Faiz Ahmed Faiz, Iftikhar Arif, Zehra Nigah, Raza Ali Abidi and Mushtaq Ahmed Yusufi at book launch of Iftikhar Arif "Mehr-e-Doneem", London, 1983.

Faiz Ahmed Faiz opening an exhibition at USSR Cultural Center, Karachi, January 15th, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Raees Jahan, Ahmed Rasheed, Baqir Naqvi and Sardar A. Singh, London, 1983.

Faiz Ahmed Faiz with Sibtey Hassan and Head of USSR Cultural Center, Karachi, January 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Russian friends during an exhibition at USSR Cultural Center, Karachi.

Faiz Ahmed Faiz with friends at Friendship House, Karachi, 1984.

Faiz Ahmed Faiz during an exhibition at USSR Cultural Center, Karachi, 1984.

Faiz Ahmed Faiz giving autograph to Ada Jafri, Karachi, January 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Ustad Daman at the book launching ceremony of Qamer Yourash's book "Yaran-e-Maikada", Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Shahid Rizwan at home, Lahore, February 21st, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Qamer Yourash, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Ustad Daman, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Kishwar Naheed and I.A. Rehman, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Ustad Daman and friends, Lahore, 1984.

Ahmed Faraz, Faiz Ahmed Faiz and Saqi Farooqi

Faiz Ahmed Faiz and Hameed Akhtar

Faiz Ahmed Faiz and Ahmed Nadeem Qasmi

Faiz Ahmed Faiz, Agha Nasir and Sadequain

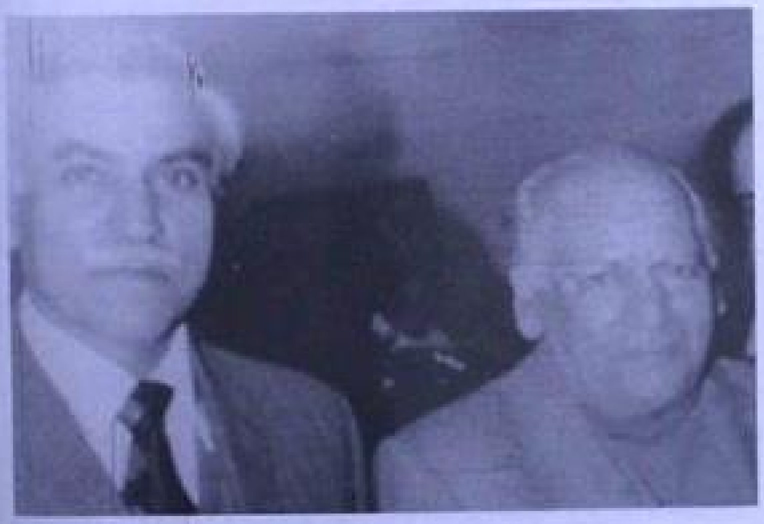

Faiz Ahmed Faiz and Col. Anwar Ahmed

Faiz Ahmed Faiz, Ashfaq Ahmed and Qateel Shifai

Faiz Ahmed Faiz, Dr. Sarwar and Syed Sibte Hassan

Faiz Ahmed Faiz, Saulat Jafri and Begum Saulat Jafri

B.B.C. Television mushaira, London, 1984.
L/R: Iftikhar Arif, Bilquis Delhivi, Shohrat Bokhari, Dr., Gopi Chand Narang, Faiz Ahmed Faiz, Ahmed Faraz, and Zahra Nigah.

Faiz Ahmed Faiz at a meeting in memory of Majaz, the poet, at Karachi Press Club, February, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Ustad Daman

Faiz Ahmed Faiz at Memorial of Ahmed Shah Patras Bokhari, Tunis, 1984.

Faiz Ahmed Faiz's birthday celebrated by "Dairah" at Holiday Inn , Islamabad, 1984.

Sadequain giving speech on 73rd birthday,
Islamabad, 1984.

Faiz Ahmed Faiz is receiving gifts from members of "Dairah"
on his 73rd birthday, Islamabad, 1984.

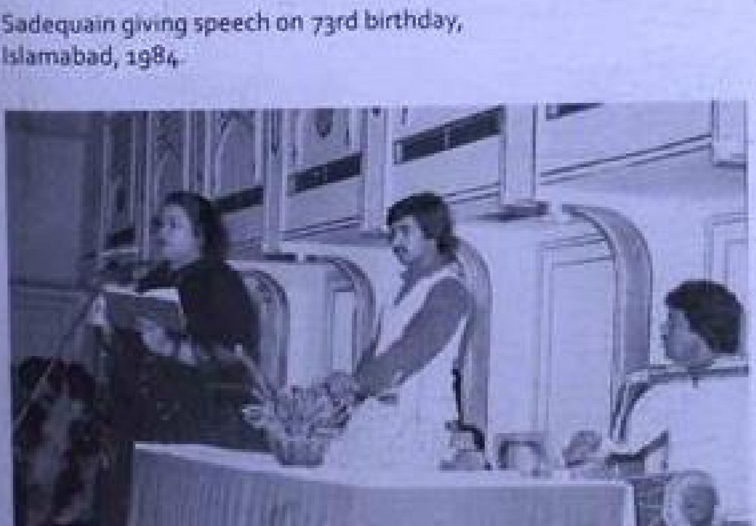

Singer Mehnaz singing Faiz Ahmed Faiz on 73rd birthday,
Islamabad, 1984.

Munno Bhai giving speech on 73rd birthday, Islamabad, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz on his last birthday, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Hameed Akhtar and Tahira Mazhar on his last birthday, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Salima Hashmi and friends on Faiz Ahmed Faiz's last birthday, Lahore, 1984.

Kishwar Naheed and friends on Faiz Ahmed Faiz's birthday celebrations, Lahore, 1984.

L/R: Ali Hashmi, Moneeza Hashmi, Humair Hashmi and Adeel Hashmi, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Salman Taseer and Kishwer Naheed, London, 1984.

On Faiz Ahmed Faiz's last birthday with Salima Hashmi (daughter) and singer Iqbal Bano, Lahore, 1984.

Faiz and Alys, Lahore, 1983.

Fazi and Alys, Lahore, 1984.

On Faiz Ahmed Faiz's last birthday, Lahore, 1984.
L/R: Hameed Akhtar, I.A. Rehman, Faiz Ahmed Faiz and daughter Moneeza Hashmi.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Prof. George Fischer and Dr. Ayub Mirza, London, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Prof. George Fischer and Dr. Ayub Mirza, London, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Dr. Ayub Mirza, London, 1984.

Faiz Ahmed Faiz giving speech on Pakistan Day, Karachi, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with friends during Pakistan Day Celebrations at Friendship House, Karachi, 1984.

Faiz Ahmed Faiz, Tashkent, 1984.

Faiz Ahmed Faiz and Alys Faiz with Russian writers, Tashkent, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Zafer Akbar Abadi, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz giving an interview to Shama Zaidi from Huriat Magazine, October 31st, 1984, Lahore.

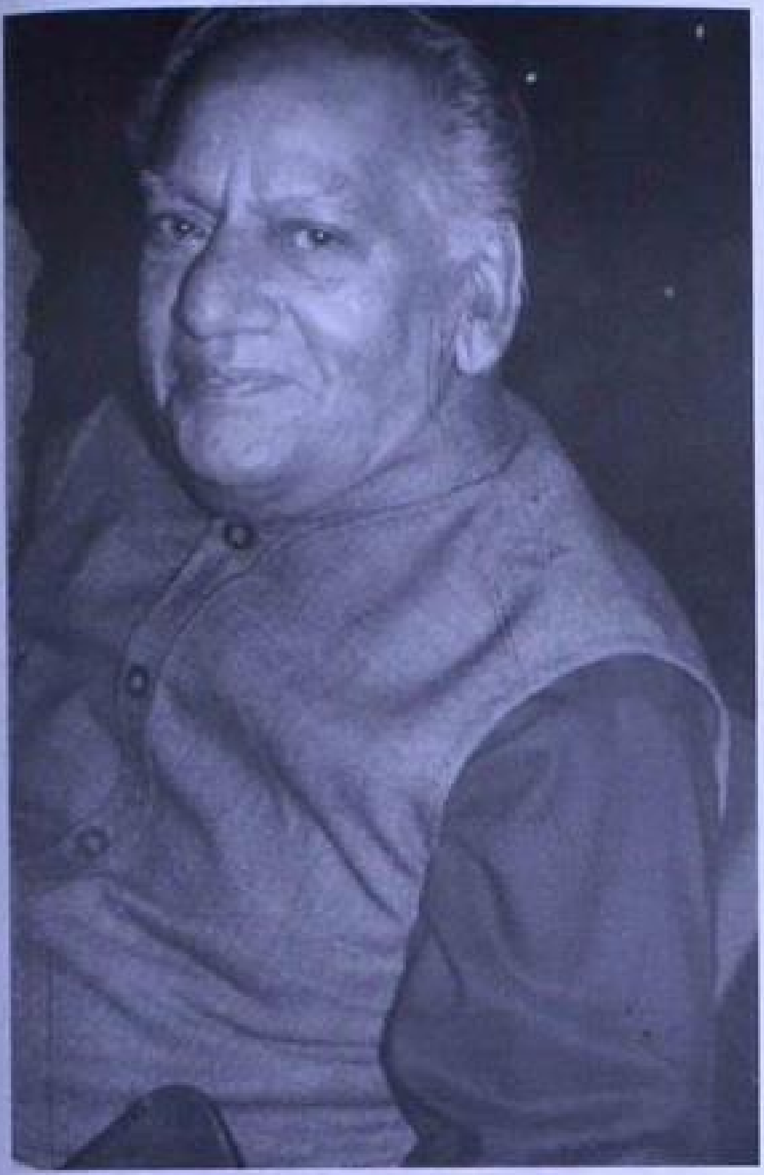

Faiz Ahmed Faiz in Hiroshima, Japan, 1982.

Faiz Ahmed Faiz during an interview, Japan, 1982.

Faiz Ahmed Faiz
in Hiroshima, Japan, 1982

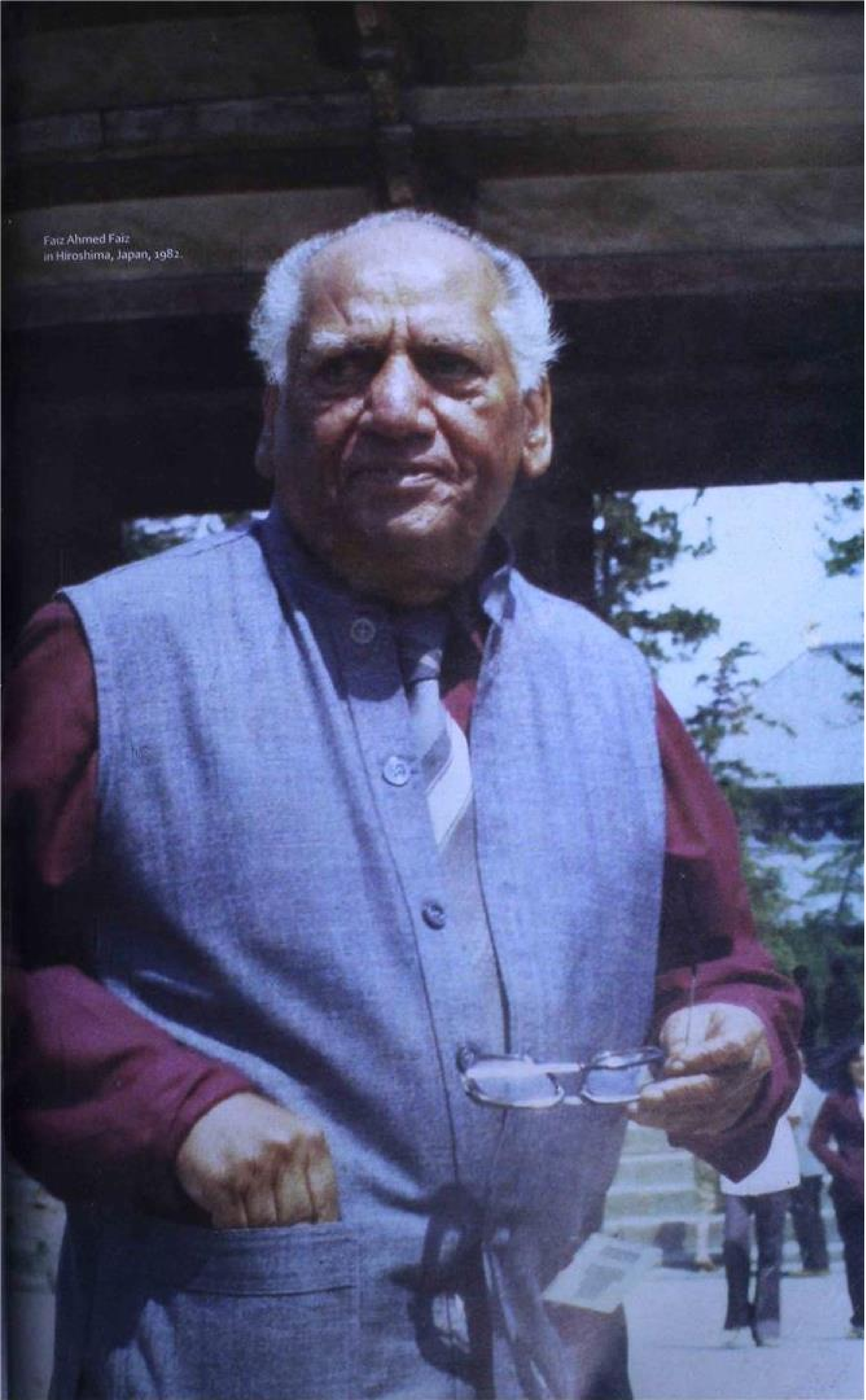

Faiz Ahmed Faiz
in Hiroshima, Japan, 1982.

Faiz and Alys
at home, Lahore, 1982

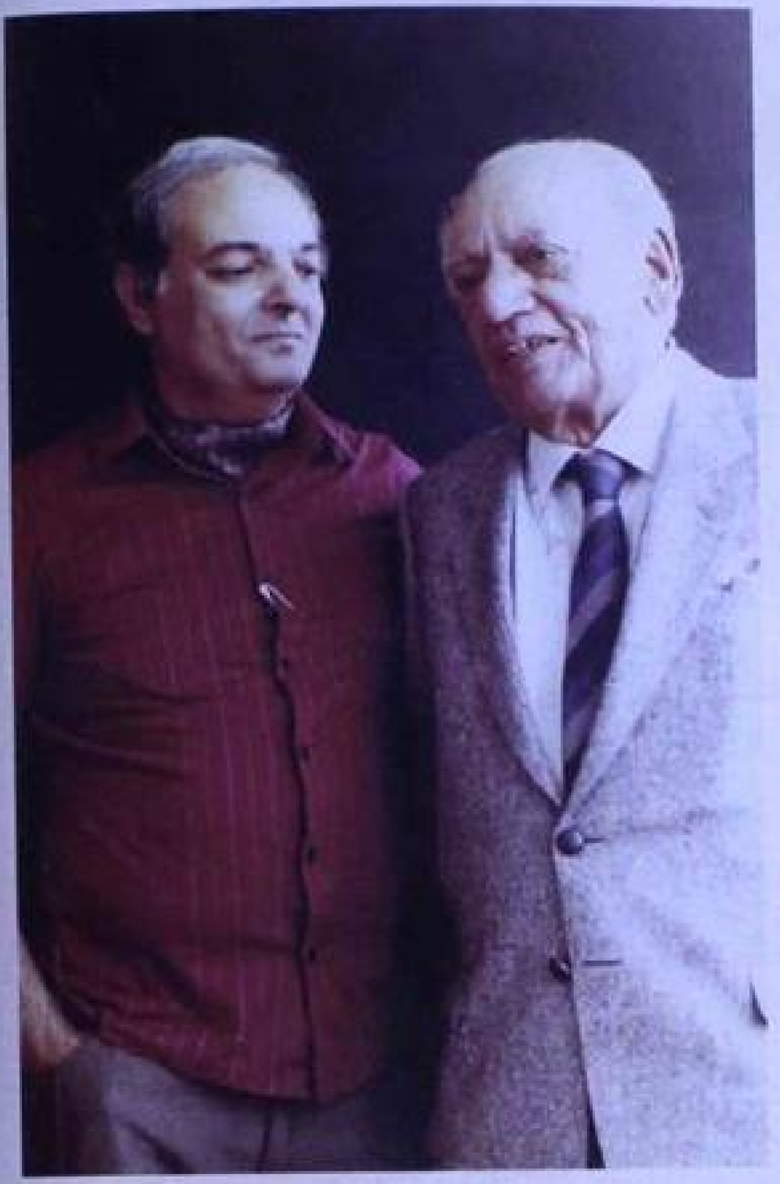

Faiz Ahmed Faiz with Krishna Gould (writer and producer) of B.B.C. Television, London, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Khatir Ghaznavi and Mohsin Ahsan at 102-H Model Town, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Khatir Ghaznavi, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz & Nawab Rahat Saeed Chattari

Faiz Ahmed Faiz with Qateel Shifai, Lahore, 1984.

Faiz Ahmed Faiz with Syed Zameer Jafri

Faiz Ahmed Faiz with Shafi Aqeel, Karachi, 1984.

Faiz Ahmed Faiz
Lahore, 1983.

Faiz and Alys, 1984.

This was Faiz's last public appearances, Lahore.

فیض اور صادقین

Faiz Ahmed Faiz with Sadequain, Lahore, 1965.

October 27, 2019

Dear Dr. Taqi Abedi,

It was a pleasure speaking with you yesterday. Thank you for the update on your progress related to research and documentation of Sadequain's rubaiyyat. I am looking forward to your book on the subject.

I was especially pleased to learn of your upcoming book on Faiz Ahmed Faiz and your plan to include in it Sadequain's paintings based on Faiz's poetry.

Sadequain painted total of forty-five (45) paintings based on Faiz's poetry; twenty-five (25) paintings on the occasion of Faiz's 60th birthday and twenty (20) paintings upon his death. It has been reported that the first batch of 25 paintings were misappropriated by a frequent visitor of Sadequain. The second batch of twenty paintings were distributed by Sadequain on various occasions to his visitors. The random distribution of paintings by Sadequain resulted in lack of traceability and record of the paintings.

SADEQUAIN Foundation, through its exhaustive search, has been able to salvage images of a few paintings based on Faiz's poetry and documented them in its book titled Mystic Expressions – An Odyssey to Exaltation with Ghalib, Iqbal, Faiz and Sadequain, and other publications.

The whereabouts of the remainder of the missing paintings are unknown.

Pursuant to our discussion I am forwarding you following material:

1. *High resolution images of eleven paintings by Sadequain based on the poetry of Faiz Ahmed Faiz.*

2. *Three WORD documents (email, mystic expressions – Faiz, poetry and painting interpretation). The paintings and their corresponding verses are numbered 1 thru 11.*

3. *A photograph of Faiz Ahmed Faiz, Sadequain and a guest.*

4. *Eight black and white portraits of Faiz by Sadequain.*

In case of any questions please do not hesitate.
Sincerely,

Salman Ahmad

Faiz Ahmed Faiz

(1911-1984)

BY SADEQUAIN

Faiz Ahmed Faiz was an eminent Urdu poet and journalist, who combined in his *ghazal* and *nazm*, the themes of beauty, love and affection, human dignity, and political ideals to envision and long for an ideal world. Like Ghalib and Iqbal, he too interpreted the defining theme of the Urdu *ghazal*, the theme of love: "to talk with women" or "to talk of women."

In the 1940s, Faiz came under the influence of the leftist progressive movement. His collection of *nazm* from that period presents philosophical and political undertones. He fused in his *nazm*, the classical and traditional forms of Western political ideas.

In the tradition of Urdu *ghazal*, the audience of Faiz's poems was his beloved. The beloved, however, was an illusionary figure, which could be at times his muse, or it could be his country, or it could be his longing for social justice. In most instances, he defined beauty as delightful to the soul, but illusive. He found himself handcuffed by other pressing distractions. What can I do, he would question the nature of the world, which has no qualms in inflicting pain; it is devoid of passion for love and causes a million heartaches.

Sometimes Faiz would sound resigned to reality, and on occasions, he sounded frustrated. He opined that beyond the realm of love, his beloved could not offer the answer to human suffering and social injustice. Frustrated, Faiz would plead:

> "Do not expect from me, beloved, love like the yesteryears (because it brings back the painful memories). As I go down the memory lane to the old familiar places, they are now mere ruins, buried under the ashes and bathed in blood."

He found the sight too distracting to pay attention to the radiance of the beloved.

Faiz's first three collections of poetry, *Naqsh Faryadi* (1943), *Dast-e- Saba* (1952), and *Zindan Namah* (1956), were politically motivated, and include some of his most famous poems based on his prison experience.

Transliteration

Tera He Aks Hai In Ajnabi Baharoon Mein
Jo Teray Lab Naheen, Teray Bazoo, Tera Kinar Nahin

Translation

When occasional spring sprouts, though it bears your image
But it cannot be your lips, your arms, or your countenance

Illustration

Sadequain illustrated this quatrain written from the perspective of a hopeless lover whose beloved is portrayed as unattainable. The heartless beloved either does not return the lover's affection in kind or returns it without sincerity. Sometimes the norms of the society do not allow the courtship to prosper. After relentless pursuit by the lover and unrelenting neglect by the beloved, the lover is eventually accustomed to this hopeless condition, and he is no longer heart-broken on account of the indifferent reaction of the beloved. However, when the spring approaches, the lover cannot help but long for the attributes of the beloved; her shapely lips and her soft hands, knowing perfectly well that they are beyond his approach.

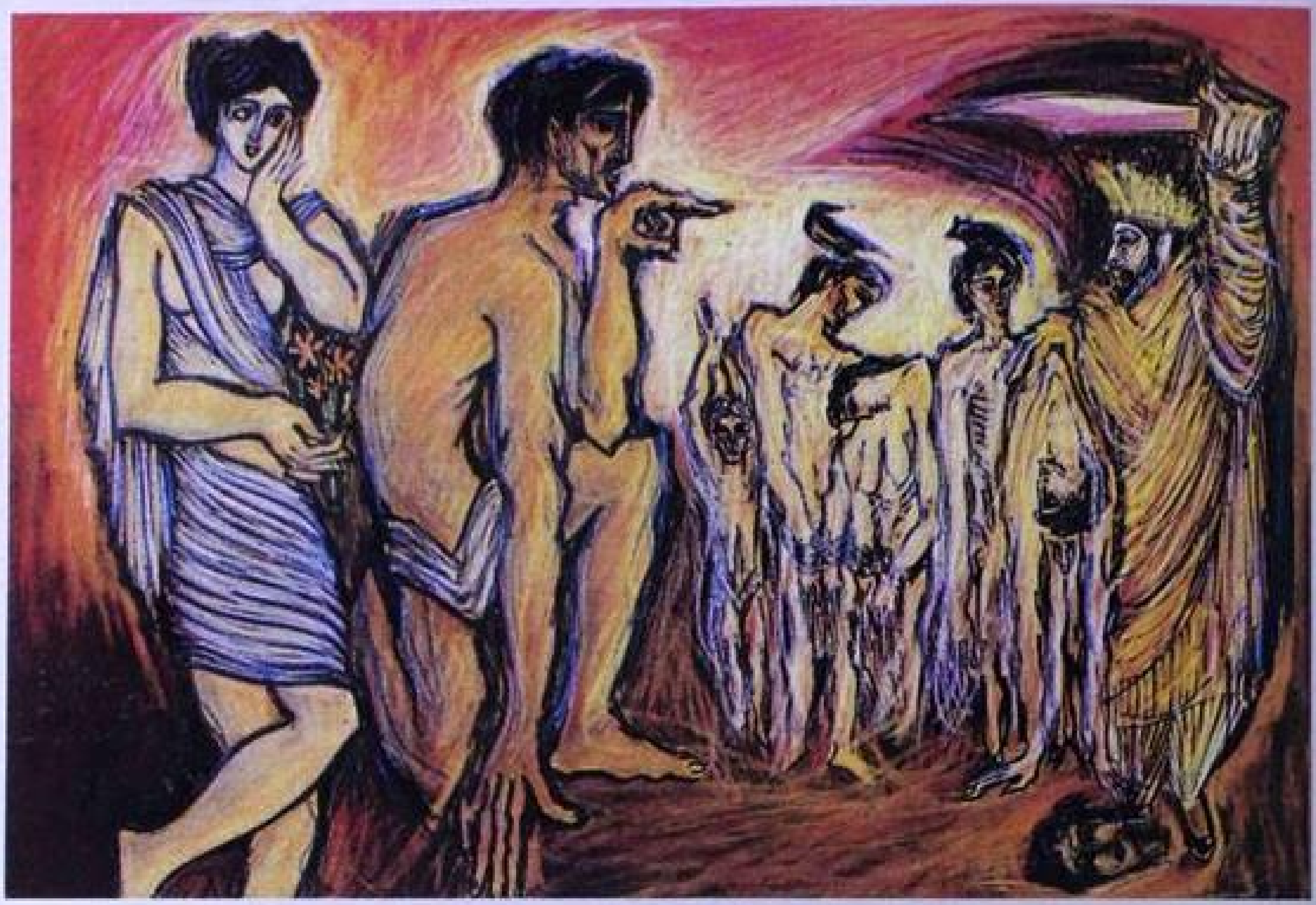

Transliteration

Lot Jati Hai Udhar Ko Bhi Nazar Kia Keejeyey
Ab Bhi Dilkash Hai Tera Husun Magar Kia Keejeyey

Translation

I cannot help but notice the dreadful conditions around
Your beauty is still captivating but what can you do

Illustration

Sadequain's illustration of the couplet epitomizes the ultimate sense of regret and an admittance by a hopeless lover, that the sad and pathetic conditions, which pervade the environment are very distracting and do not allow his tender feelings to prevail. The lover consoles his object of affection by saying that, though he still realizes her enticing radiance, he cannot help to sense the abject misery of the masses, which pollute the purity of his desire.

Faiz in this poem opens with a one-liner, in which he portrays a somber lover addressing his beloved, and urging her not to expect him to shower his affection in the same manner he used to do in the past. Faiz then proceeds to share his feelings and admits that he was wrong in assuming that if he only had won the affection of his beloved, then any measure of misery in the world would not distract him, and he could live a fanciful life. The radiance of her beauty would usher in bloom in the spring and her deep eyes would reflect the mysteries of the universe.

But then Faiz realized that it was only his wishful thinking, and the world does not revolve around his misplaced pleasures. Sadequain depicts many other disappointments lurking in the unknown besides the unfulfilled longing for the romantic embrace, and that one can also draw pleasure from fulfillments other than the kind derived from the affection of a lover. Faiz then digresses and laments about the crimes of humanity against humanity, when the high and mighty wrapped in fancy silk and velvet, but of weak morals, and ruthlessness toward the meek and hapless; human flesh for sale and innocent masses covered by hot sand and drowned in their own blood. His eyes only follow his emotions in discussing how anyone can avoid this miserable sight of helplessness.

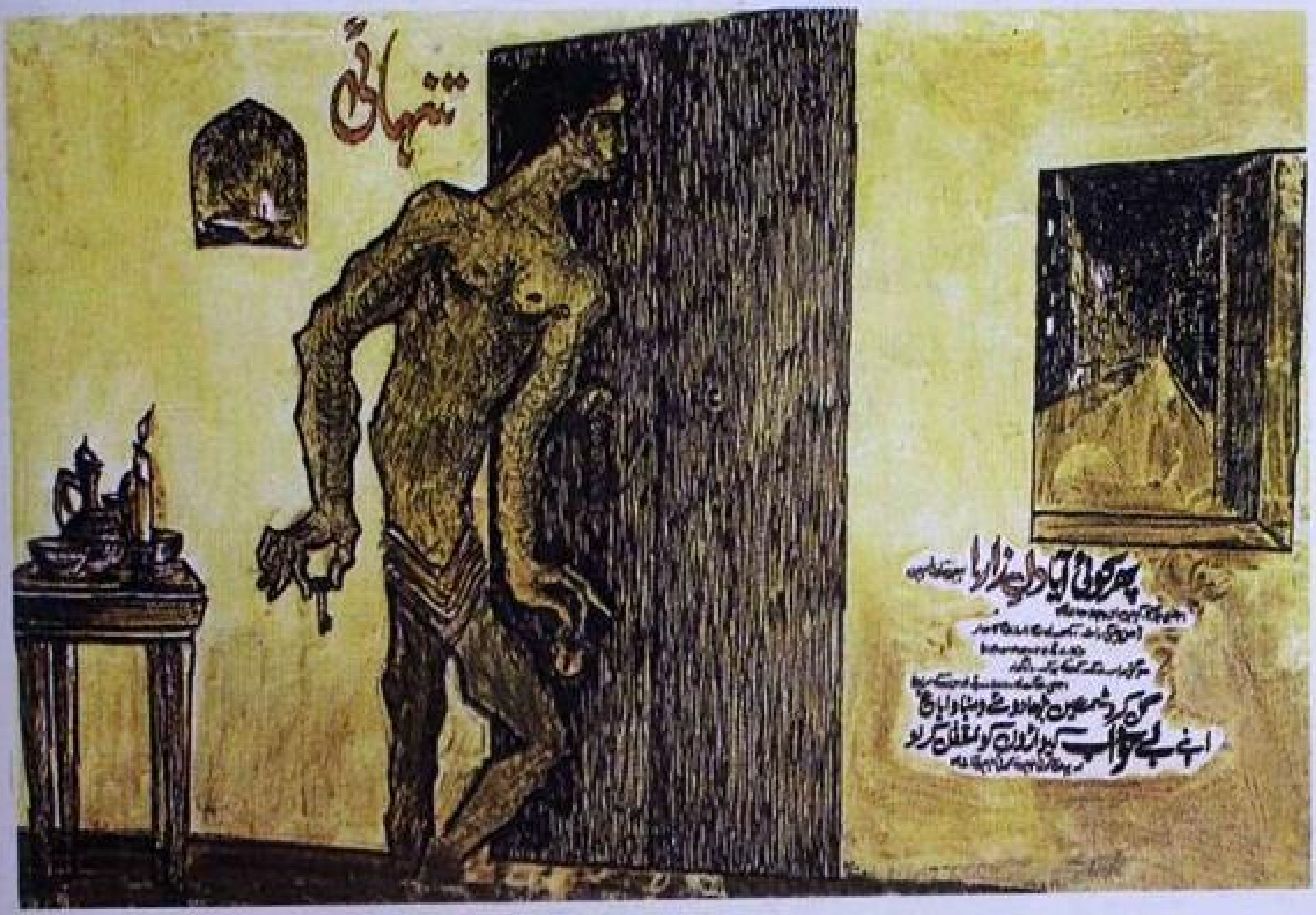

Transliteration

Phir Koi Aaya Dil-e-Zar Naheen Koi Naheen
Rah Ro Hoga Kaheen Aur Chala Jayega

Translation

Is someone knocking at the door again; my weeping heart, no one
Perhaps a passerby, but he will soon go somewhere else

Illustration

This short poem carries an extreme sense of loneliness pervading through its entire narration. Sadequain captures the mood of hopelessness engulfing the narration of a lonely person, and projects an uneasy sense of resignation to the bleakest of circumstances. The narrator is talking to himself and senses as if someone is at the door. But then he realizes that it is only his imagination or perhaps someone who is lost. Talking to himself, he murmurs that once the stranger realized he was lost, he would turn around and leave on his own. Faiz proceeds to further accentuate the feelings of depression resulting from the prevailing hopelessness in society, where the rich and mighty rule, and the meek and poor suffer and toil. He describes how the night slides into darkness, and the night lamps begin to flicker in the wind. Dejected, he resigns to put off the lamps, put away the spirits, and lock the doors, because no one is going to frequent this lonesome adobe any more.

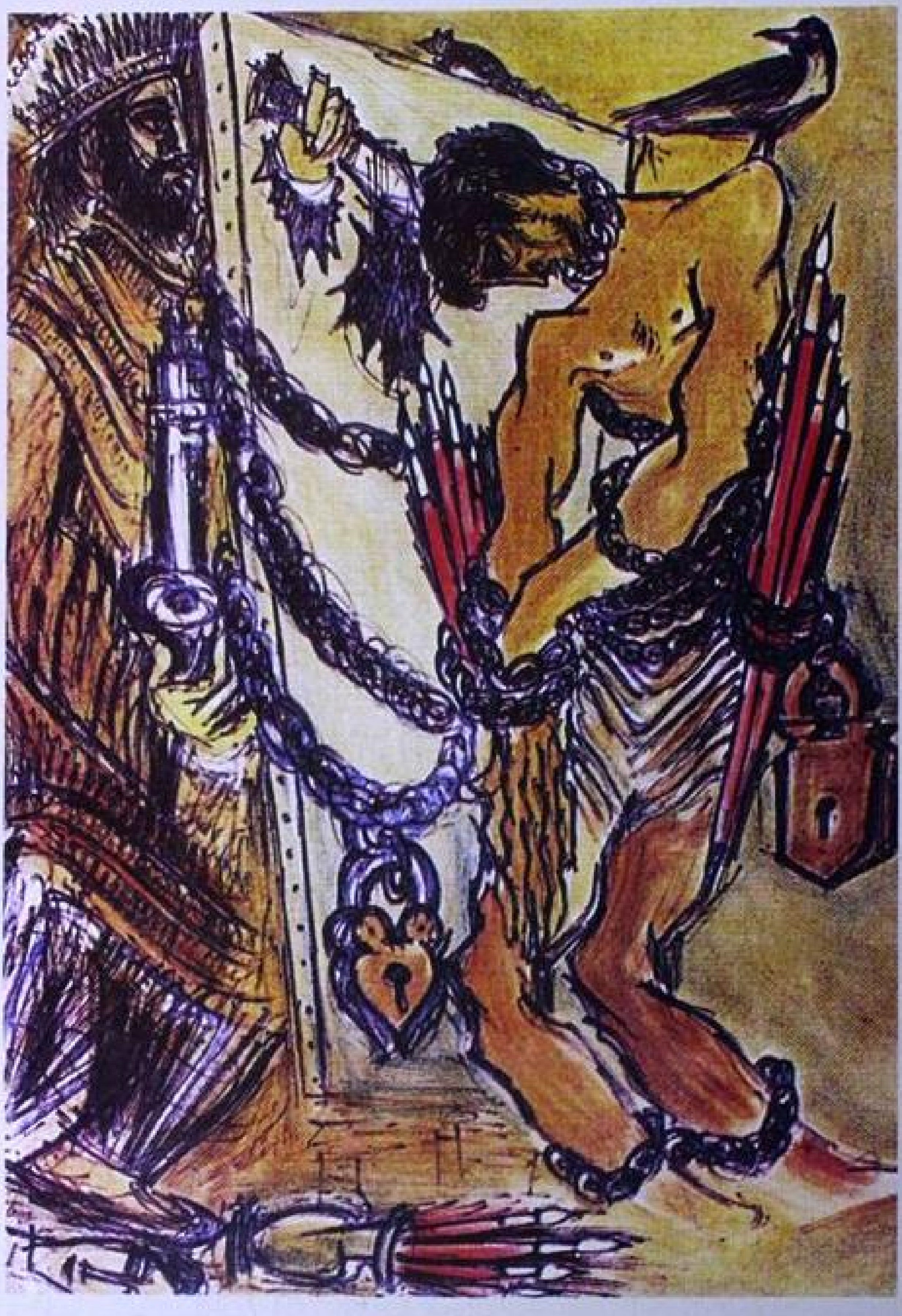

Transliteration

Jism Pay Qaid Hai Jazbaat Pay Zanjeerein Hein
Fikr Mahboos Hai Guftaar Pay Tazeerein Hein

Translation

Physical imprisonment and chained expressions
Imagination is stagnant and protest is prohibited

Illustration

This couplet is adapted from the poem titled, *Jaan*. The opening couplet of the poem draws solace from the hope that the reign of tyranny is about to end, and it is only for just a short period of time that, we have to endure the treacherous treatment of the tyrants. We have endured the hardships for a long time, during which we were confined in cells and suffered emotional distress. We endured physical distress, but could not complain. The trauma has affected our ability to reason. The imagery has painted a depressing but true picture of a subdued society, which hopes to be set free some day because of its selfless sacrifice and sustained struggle for freedom.

Transliteration

Aaj Tak Surkh-o-Siyah Sadyoon Kay Saye Kay Taley
Adam-o-Hawwa Ki Aulad Pay Kia Guzri Hai

Translation

To this day, all through the centuries past
How the children of Adam and Eve have suffered

Illustration

It is a poignant commentary on the socio-economic and cultural order of the day. Faiz opens the poem in a somber and disheartened mood by declaring that this particular evening, laden with melancholy and charred with burning sensation is about to transform into a moon-lit night, when the longing eyes of the lovers would meet, and their hands would extend out to caress. He wonders if it would be her drapes or the countenance that would illuminate the darkness of the night. Then his mind wonders if she would still be wearing that particular earring, perhaps a gift from him, at some opportune moment. His imagination wanders off to visualize the beautiful eyes, defined by the eye shadow, the luminescent cheeks and shapely arms.

Sadequain has illustrated the section of the poem when Faiz laments about the limitation of our imagination and that our world revolves around self-serving lust. In spite of the never-ending suffering through the dark and bloody centuries, during which the children of Adam and Eve have endured hardships, the end of drudgeries does not seem near yet. The shining cities are still full of hungry masses and the seemingly lush pastures only grow hunger and poverty. Faiz concludes by saying that such is the sad situation of our circumstances that prevail.

Transliteration

Bala Say Ham Nay Na Dekha Tou Aur Daekhaen Gay
Faroogh-e-Gulshan-o-Saut-e-Hazaar Ka Mousam

Translation

So what if we could not enjoy, but others will
Blooming of the spring and music in the air

Illustration

Sacrifice is the word. Faiz reminds the reader that noble people do not live only for themselves, but they strive to make the world a better place for others as well, especially the future generations. Sadequain illustrates this quest, which requires sacrifice and discipline. The imagery depicts the passion; so what if he was not able to taste the fruits of hard work? But the sacrifice has ensured so others would benefit and finally reap the fruits of labor. Employing rich metaphors, Faiz says that others will enjoy the lush green gardens, which will flourish with fruit-bearing trees, fragrant flowers blooming with rainbow colors, and scintillating music will bring the place alive. It is implied that in the end, the place will be tranquil, peaceful and justice will prevail so everyone will be treated as equal and all will be held accountable.

Transliteration

Rang Perahan Ka Khushbu Zulf Lehraney Ka Naam
Mousam-e-Gul Hai Tumharey Baam Par Aaney Ka Naam

Translation

Your attire is reflection of rainbow colors, your hair dispenses fragrance
Your stroll on to the rooftop ushers in the blossoms in the spring

Illustration

Sadequain's colorful interpretation of the verse eulogizes the beloved and serenades her attributes — the precious gifts of nature. Accordingly, her attire simply defines the rainbow colors, her locks are fragrant, and when she appears on the rooftop, her foray ushers in an ocean of blooming flowers. Faiz in the ensuing verses even urges his friends to appreciate her eyes and lips, which according to him, are the secrets behind the radiant colors of the flowers and lend credence to the good name of the tavern. Even a chance possibility of frequenting the congregation, which might result in an encounter with the beloved, can cause the eyes to vision flowers and the heart to feel the warmth of her touch. But toward the end, the poem digresses and laments about the unpleasant turn of events that have sowed the seeds of mistrust, so much so that the beloved does not even consider to step on the rooftop, and in consideration of the dreadful circumstances, the dwellers of the garden hurl unrelenting taunts daring to select a false and misleading name for the deserted abode.

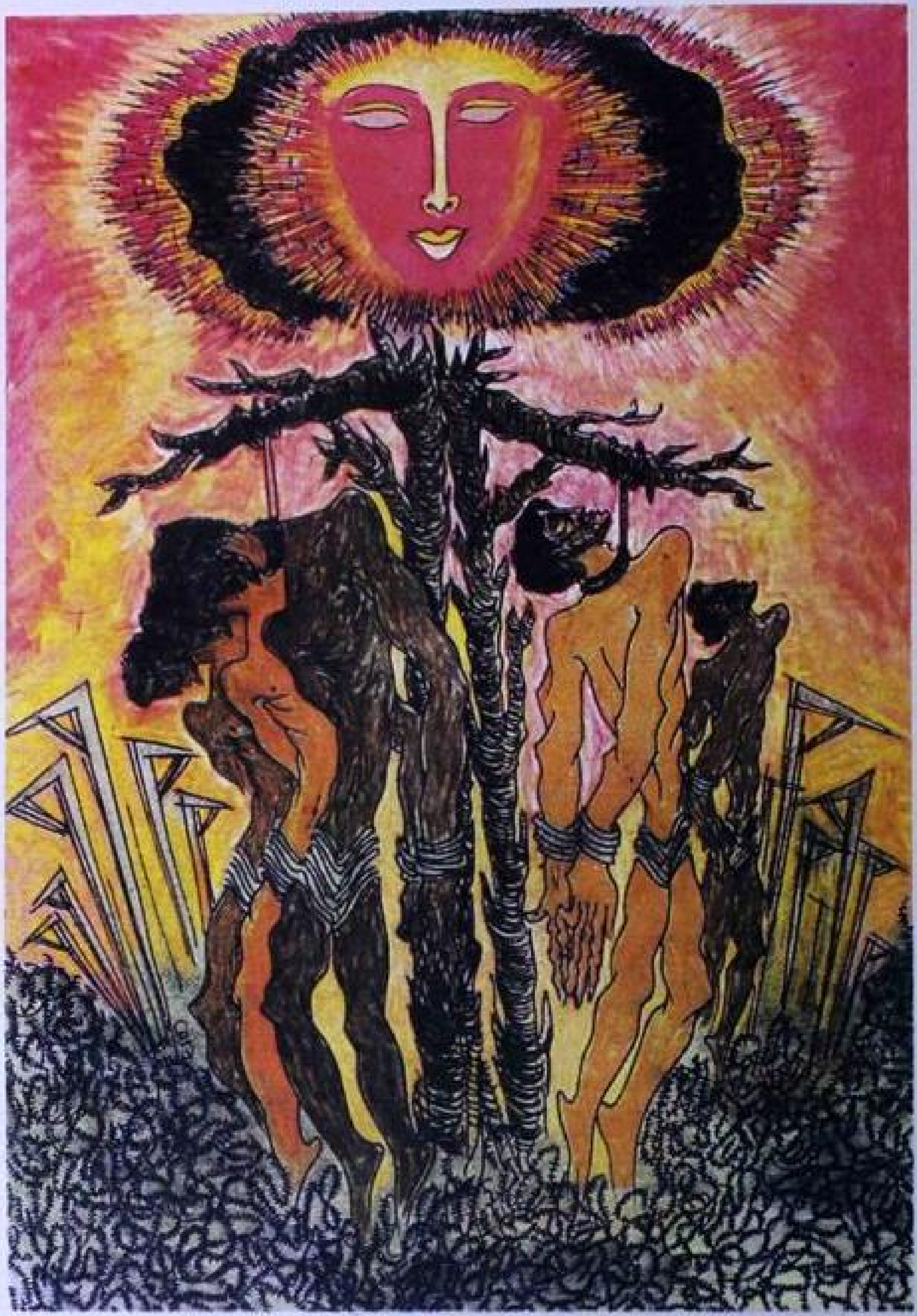

Transliteration

Teray Hontoun Kay Pholoun Ki Chahat Mein Ham
Daar Ki Khushk Tehni Pay Warey Gaye

Translation

For longing to caress your soft and rosy lips
We were hanged from a dry twig

Illustration

Inspired by the letters of Ethel and Julius Roseburg, this poem was written in a Montgomery jail in 1954. Faiz draws the disparity between what he wished for, and what he received in return. If he longed for the flowers, he was rewarded with thorns, and if he desired for the light, he was pushed into darkness.

Sadequain focuses on the irony: when he was hoisted on the crucifix, he could see up close the lips and sense the softness of the locks of his beloved, but he could not reach out and touch them. He is resigned to his ill fate now, but takes solace in the fact that he remained faithful till the end, and wishes that his sacrifice will keep hope alive and encourage others to follow in his footsteps.

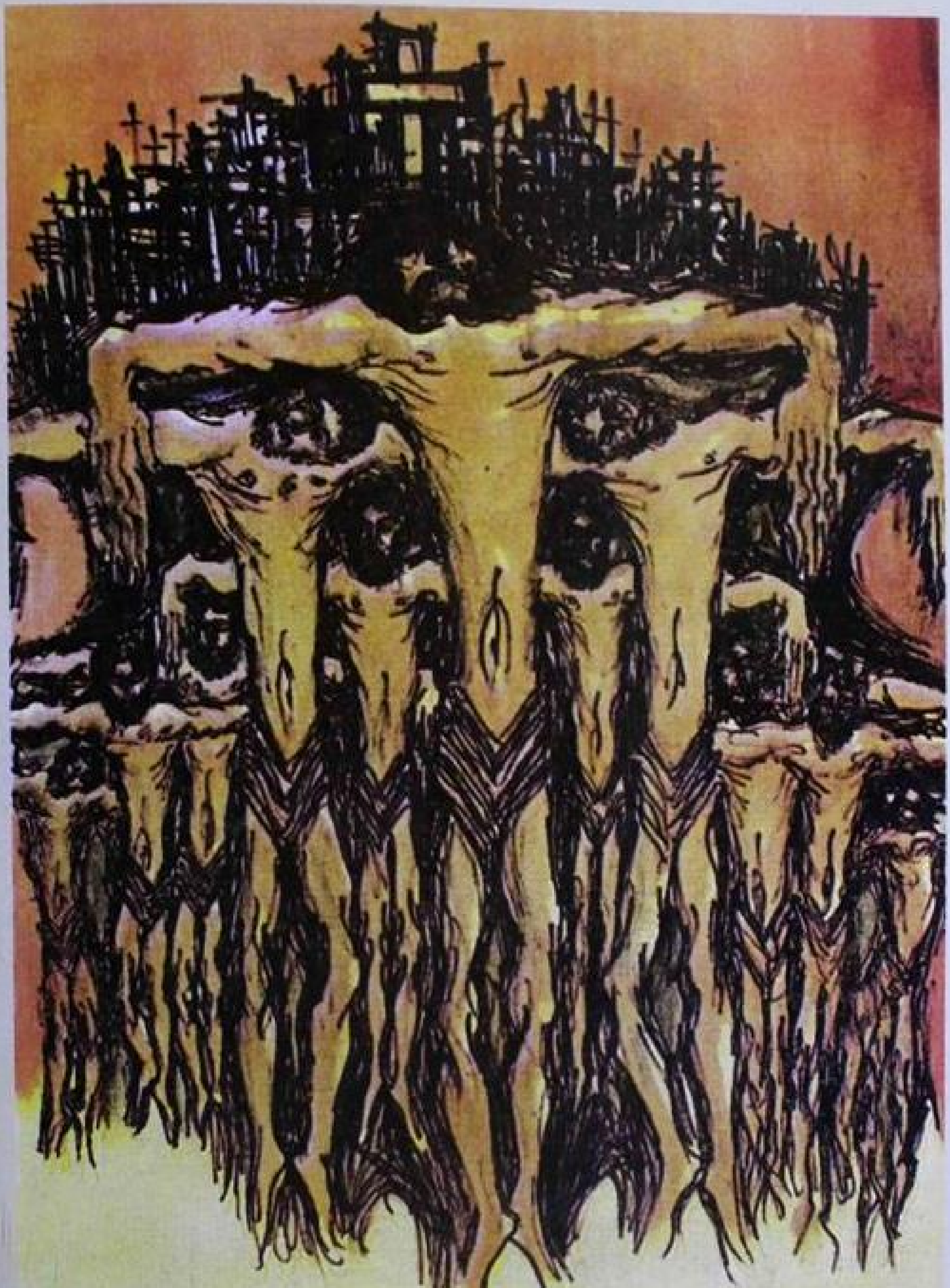

Transliteration

Gari Hein Kitni Saleebein Maerey Dareechay Mein
Her Eik Apnay Maseeha Kay Khoon Ka Rang Liye

Translation

How many crosses are visible from my window?
Each one colored in the red of its own sacrifice

Illustration

A potent message alludes to the ceaseless injustice meted to the innocent and helpless masses, which suffer at the hands of the high and mighty, but the perpetrators manage to escape accountability. The metaphor of crucifix is utilized to accentuate the sacrifices by the masses as the image of a crucifix represents a potent symbol of sacrifice. Sadequain paints a picture of fields of crucifixes dotting the horizon, which Faiz said were ubiquitous to the extent that he could see them even from his window. Each of these crucifixes is carrying its own burden and colored red with the blood of its own victim.

Transliteration

Dasht Kitnay Abhi Rah-e-Manzil Mein Hein
Teer Kitnay Abhi Dast-e-Qatil Mein Hein

Translation

How many more pitfalls along the way?
How many more arrows in the arsenal of the enemy?

Illustration

Faiz, in a pensive mood, expresses dejection because of the dismal state of affairs. He feels great grief because of the gloomy prospects that do not cease to persist, leading to further depression and dejection. This calamitous situation gives way to injustice and violation of personal liberty. There is no redress in sight.

This painting targets the theme of unjust sufferings and hardships, meted out to the meek and poor and denial of their rights, unfortunately found in many societies. The circumstances translate into exasperation because of the continuous barrage of hardships and the never-ending obstacles, which seem to have no redress in sight. After this gloomy state has persisted for long, and the struggle to ward off the tyranny has continued without success, Faiz senses deep dejection, accounting for the question posed in the couplet: how many more hurdles are still left before we reach the cherished destination and how many more weapons are still left in the arsenal of the enemy? These questions also imply that, on one hand, there is always a limit to everything, but on the other hand, if we persist and continue the struggle and continue to sacrifice, we will eventually prevail.

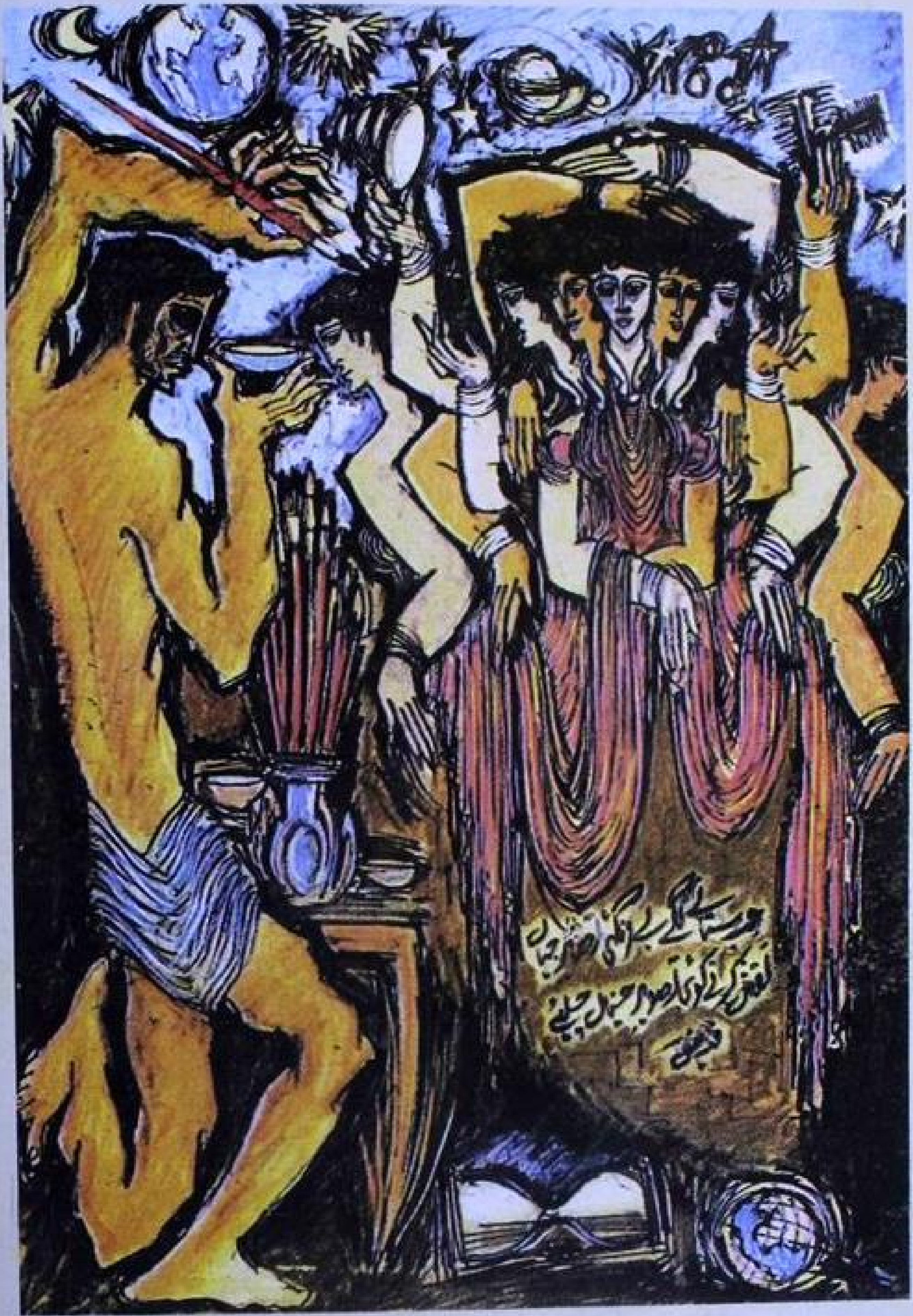

Transliteration

Jab Sataney Lagey Bay Range-a-Tasveer-e-Jahan
Naqsh Karney Koi Tasveer-e-Haseena Chale-ey

Translation

When the treacheries of time become overbearing
Let's settle in a quiet corner and paint a colorful image of the muse

Illustration

When the somber shades of the world become too depressing and start to cast a burdensome shadow on the senses, let's shake off the boredom and paint the images of ravishing nymphs. Faiz wrote most of his poetry in either jail or under duress for one reason or another. This melancholy mood pervades through most of his poetry. He does not see the world radiant with color or as a place endowed with treasures for the good of mankind. In his typical stance, "you cannot but notice the misery around you," he consistently reminds of the suffering of the masses at the hands of their fates. Sadequain illustrated the poem as a prescription to escape the miseries of everyday life.

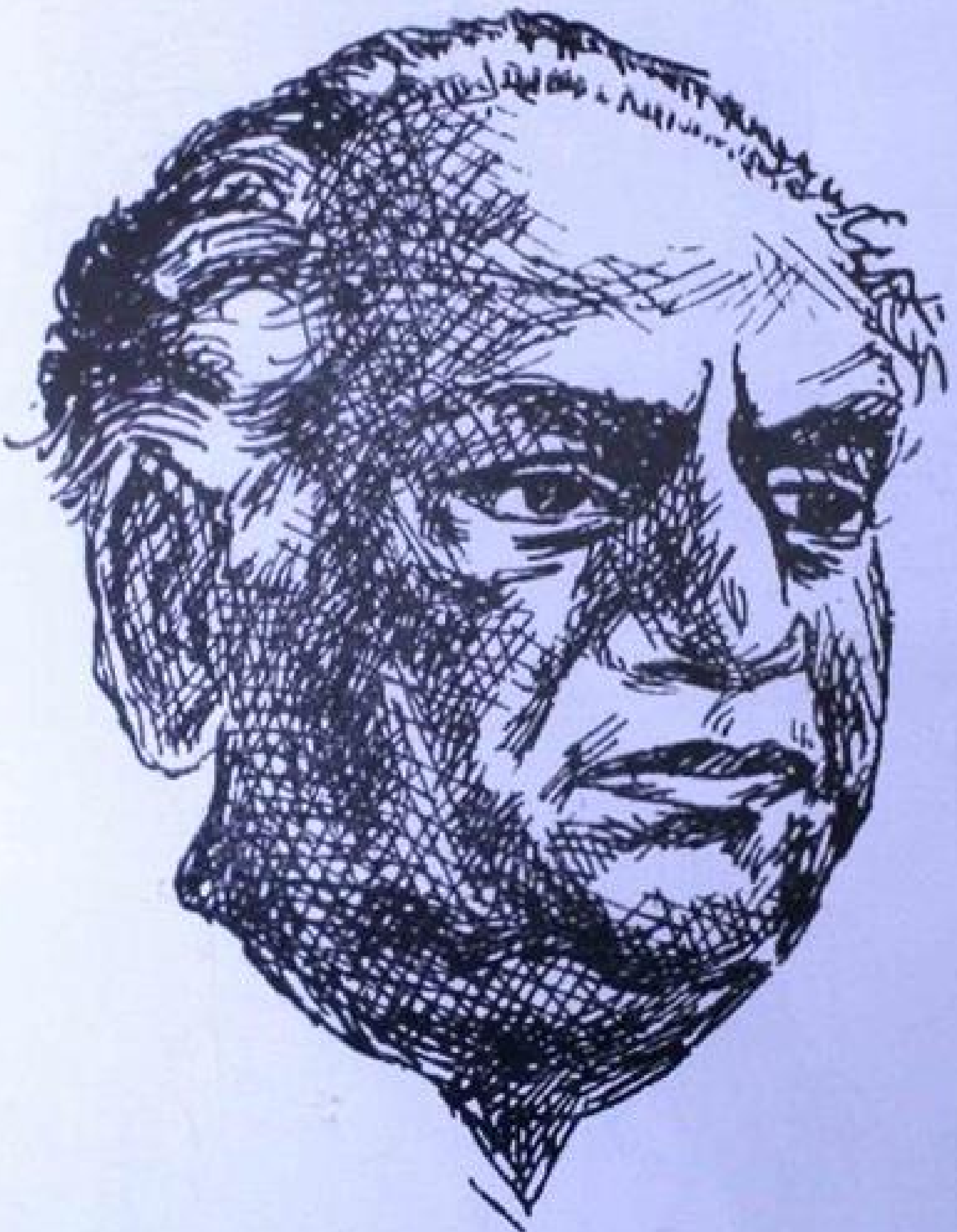

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

Black and white portrait of Faiz by Sadequain

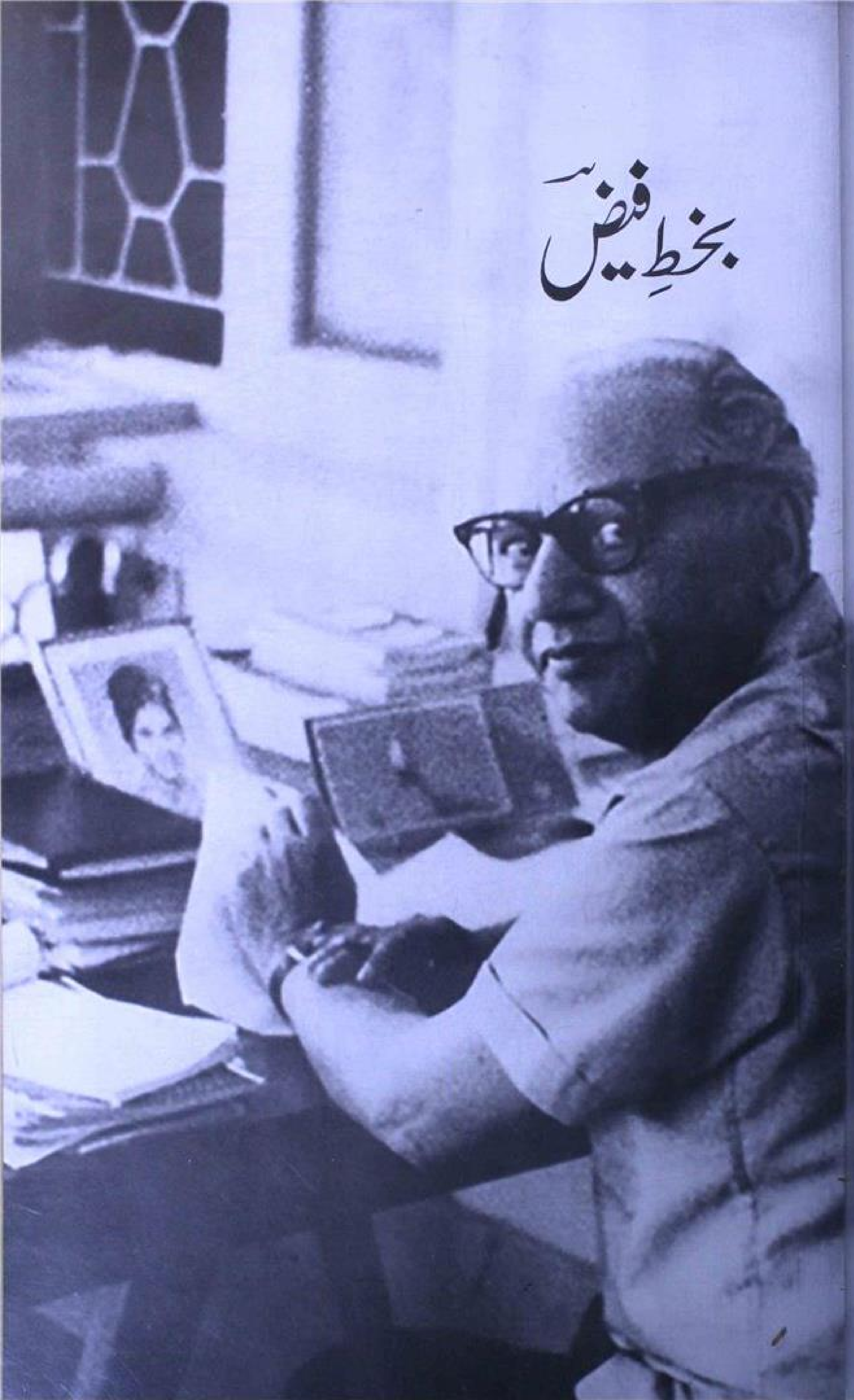
بخطِ فیض

فیض احمد فیض

غیر مطبوعہ آٹوگراف

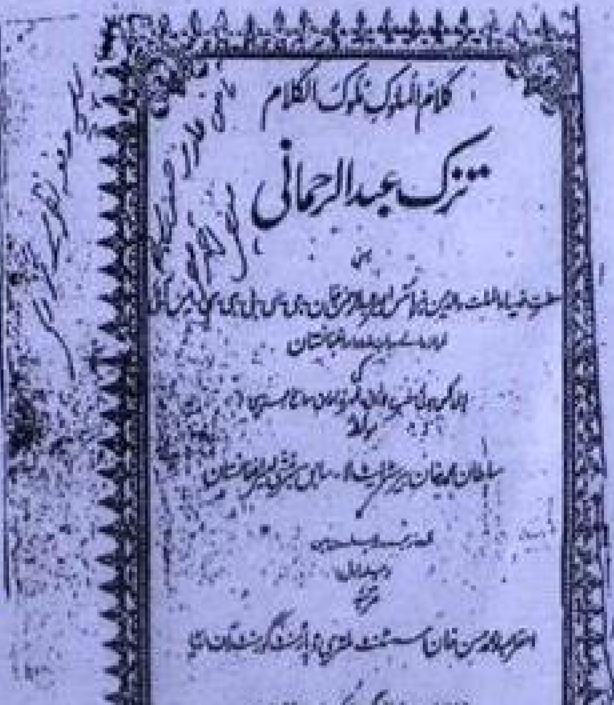

قاضی عارف حسین۔ صدر شعبۂ تصنیف و تالیف سرسید کالج واہ کینٹ کے پاس فیض احمد فیض کے والد بزرگوار سلطان محمد خان، بیرسٹر ایٹ لاء کی تالیف "تزک عبدالرحمانی" کا نسخہ جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا تھا، محفوظ تھا جسے انھوں نے اسلام آباد میں فیض صاحب کو نذر کیا۔ لیکن فیض صاحب نے یہ عبارت لکھ کر قاضی صاحب کو واپس کر دیا۔

" یہ کتاب پہلی مرتبہ نظر سے گزری۔ قاضی عارف حسین کے لیے۔ فیض احمد فیض "

قاضی عارف حسین نے فیض صاحب سے خواہش کی تھی کہ اس کتاب کی فوٹو اسٹیٹ مجھے لاہور بھجوا دینا لیکن اُن کی اچانک رحلت کے باعث قاضی صاحب اُن کی خواہش کو پورا نہ کر سکے۔

توقع ہے کہ وہ اس کی فوٹو اسٹیٹ۔ فیض فاؤنڈیشن کو ارسال فرما کر فیض صاحب کی خواہش کی تکمیل فرمائیں گے۔ یہ کتاب نایاب ہے۔

—————— (صہبا)

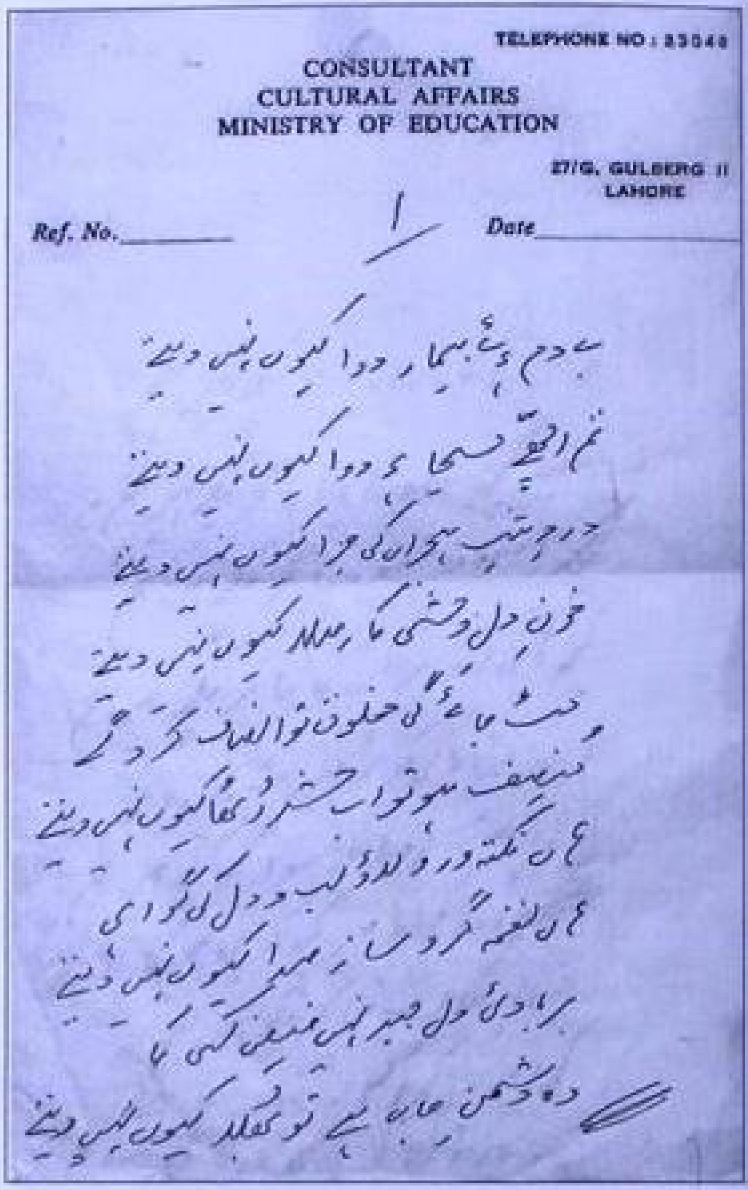

TELEPHONE NO : 83048

CONSULTANT
CULTURAL AFFAIRS
MINISTRY OF EDUCATION

27/G, GULBERG II
LAHORE

Ref. No. ________ ۱ Date ________

بے دم ہوئے بیمار دوا کیوں نہیں دیتے
تم اچھے مسیحا ہو دوا کیوں نہیں دیتے
دردِ شبِ ہجراں کی جزا کیوں نہیں دیتے
خونِ دلِ وحشی کا صلہ کیوں نہیں دیتے
مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو اب حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے
ہاں نکتہ ورو لاؤ لب و دل کی گواہی
ہاں نغمہ گرو ساز صدا کیوں نہیں دیتے
بربادیِ دل جبر نہیں فیض کسی کا
وہ دشمنِ جاں ہے تو بھلا کیوں نہیں دیتے

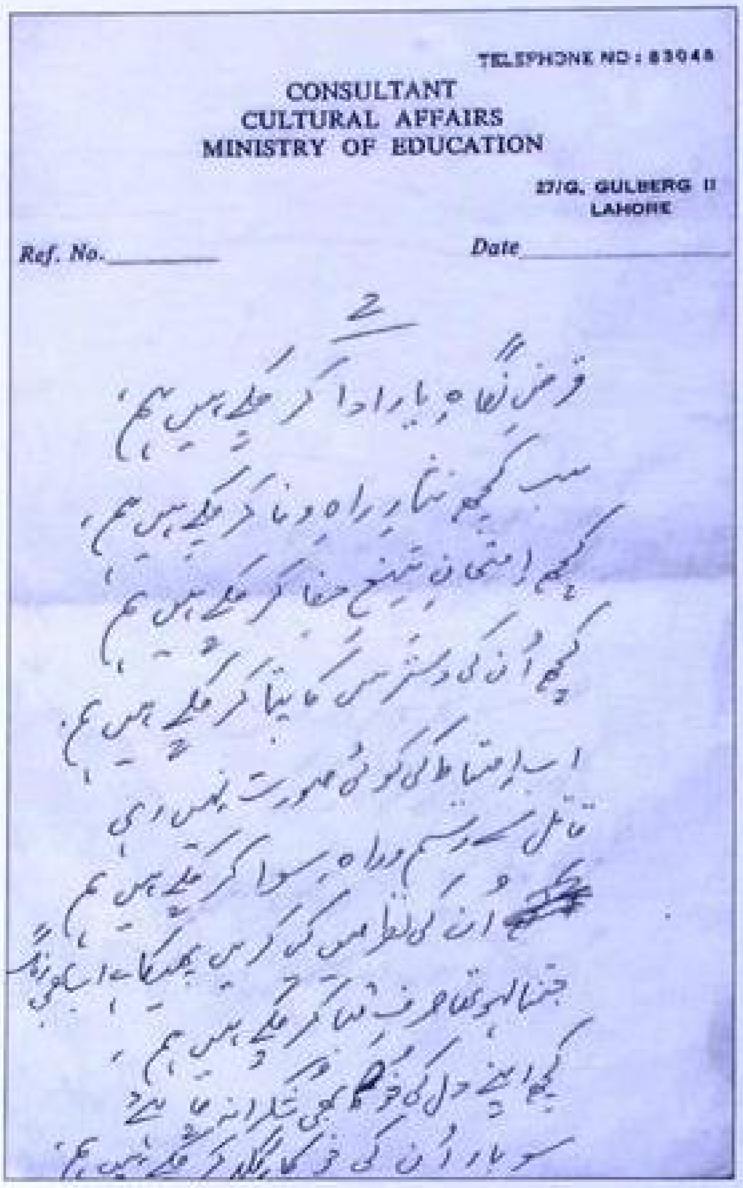

TELEPHONE NO : 83048

CONSULTANT
CULTURAL AFFAIRS
MINISTRY OF EDUCATION

27/G, GULBERG II
LAHORE

Ref. No. ________ Date ________

۲

قرضِ نگہِ یار ادا کر چکے ہیں ہم
سب کچھ نثارِ راہِ وفا کر چکے ہیں ہم
کچھ امتحانِ تیغِ جفا کر چکے ہیں ہم
کچھ ان کی دسترس کا پتا کر چکے ہیں ہم
اب احتیاط کی کوئی صورت نہیں رہی
قاتل سے رسم و راہ سوا کر چکے ہیں ہم
ان کی نظر میں کیا کریں پھیکا ہے اب بھی رنگ
جتنا لہو تھا صرفِ قبا کر چکے ہیں ہم
کچھ اپنے دل کی خو کا بھی شکرانہ چاہیے
سو بار ان کی خو کا گلہ کر چکے ہیں ہم

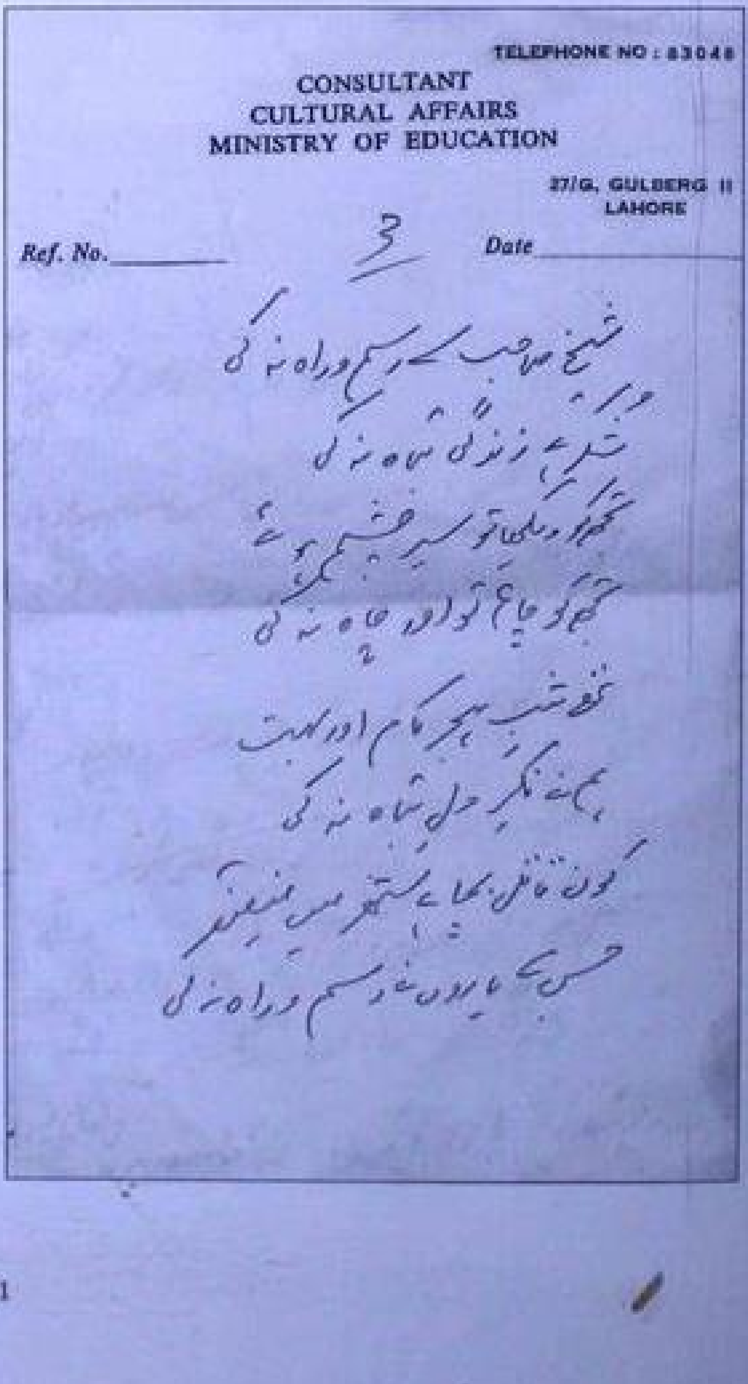

TELEPHONE NO : 83048

CONSULTANT
CULTURAL AFFAIRS
MINISTRY OF EDUCATION

27/G, GULBERG II
LAHORE

Ref. No. ________ ۳ Date ________

شیخ صاحب سے رسم و راہ نہ کی
شکر ہے زندگی تباہ نہ کی
تجھ کو دیکھا تو سیر چشم ہوئے
تجھ کو چاہا تو اور چاہ نہ کی
تھے شبِ ہجر کام اور بہت
ہم نے فکرِ دلِ تباہ نہ کی
کون قاتل بچا ہے شہر میں فیض
جس سے یاروں نے رسم و راہ نہ کی

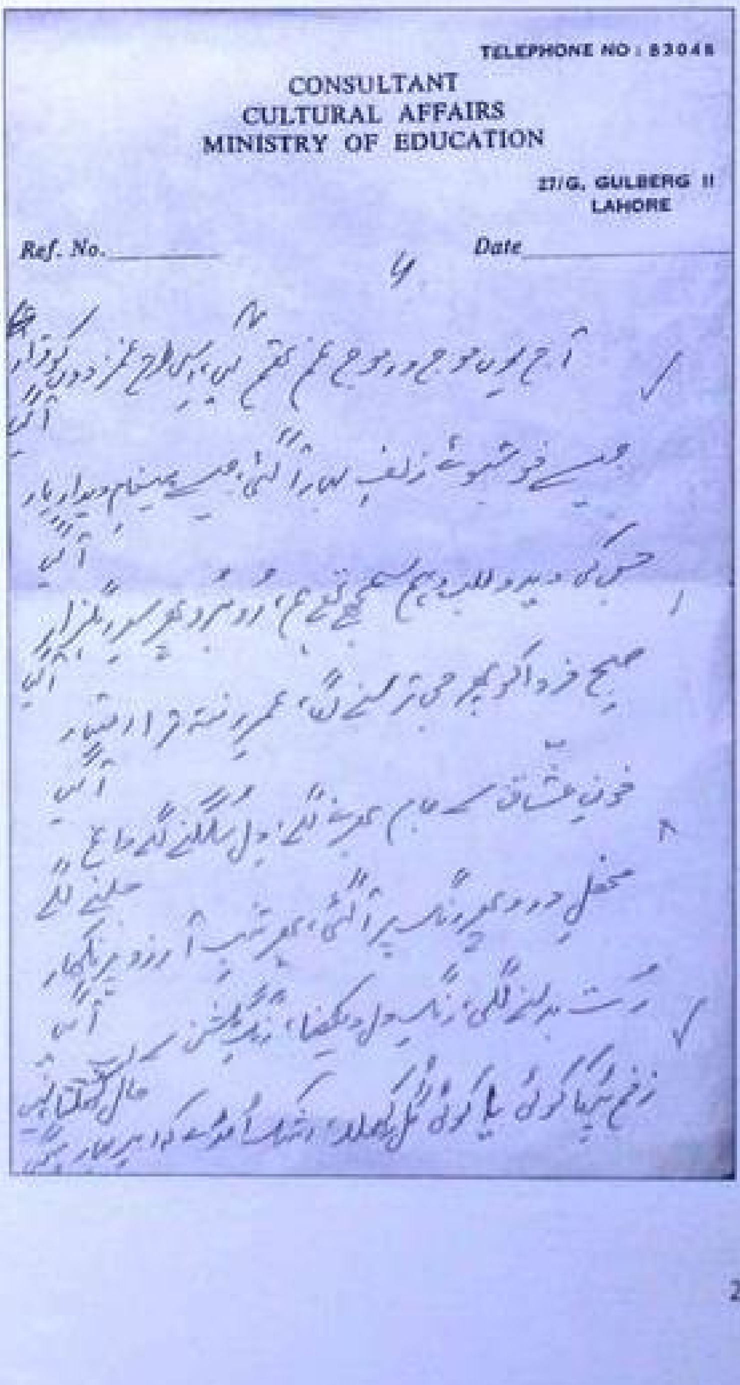

TELEPHONE NO : 83048

CONSULTANT
CULTURAL AFFAIRS
MINISTRY OF EDUCATION

27/G, GULBERG II
LAHORE

Ref. No. ________ Date ________

4

آج یوں موج در موج غم تھم گیا، اس طرح غم زدوں کو قرار آ گیا
جیسے خوشبوئے زلفِ بہار آ گئی، جیسے پیغامِ دیدارِ یار آ گیا
جس کی دید و طلب وہم سمجھے تھے ہم، رو برو پھر سرِ رہگزار آ گیا
صبحِ فردا کو پھر دل ترسنے لگا، عمرِ رفتہ ترا اعتبار آ گیا
خونِ عشاق سے جام بھرنے لگے، دل سلگنے لگے، داغ جلنے لگے
محفلِ درد پھر رنگ پر آ گئی، پھر شبِ آرزو پر نکھار آ گیا
رت بدلنے لگی رنگِ دل دیکھنا، رنگِ گلشن سے اب حال کھلتا نہیں
زخم چھلکا کوئی یا کوئی گل کھلا، اشک امڈے کہ ابرِ بہار آ گیا

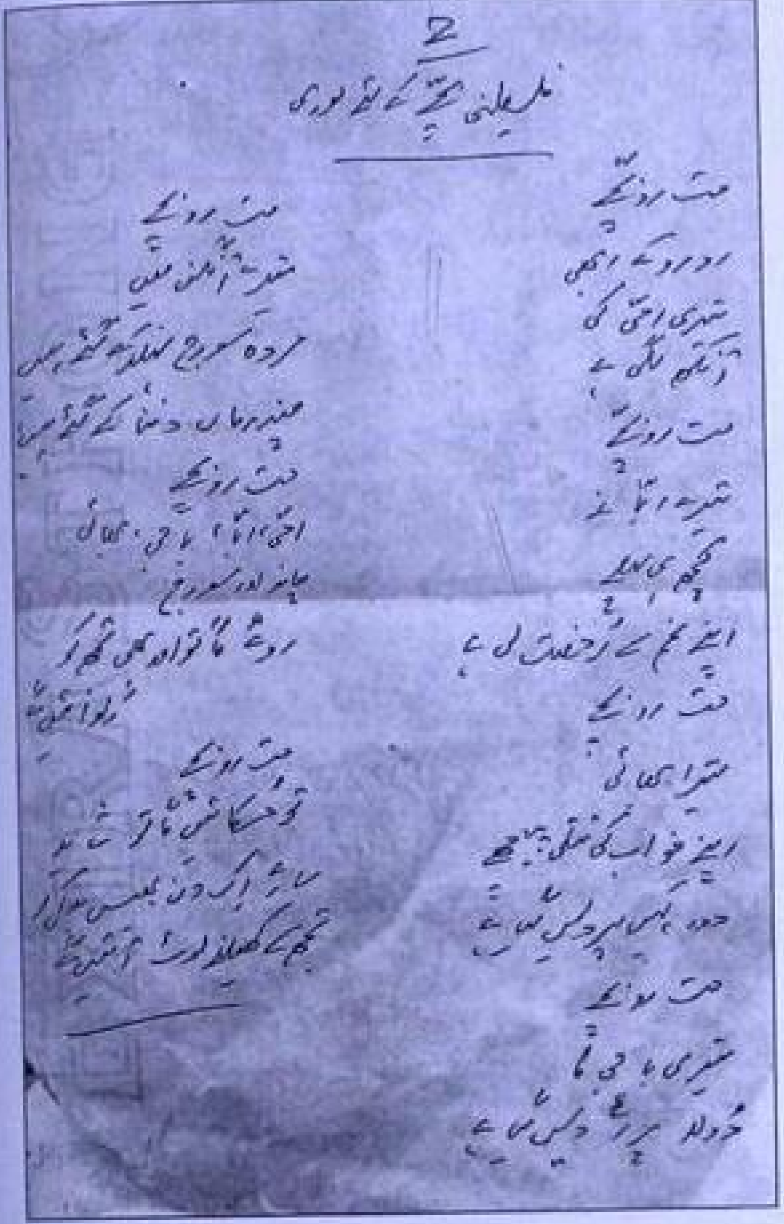

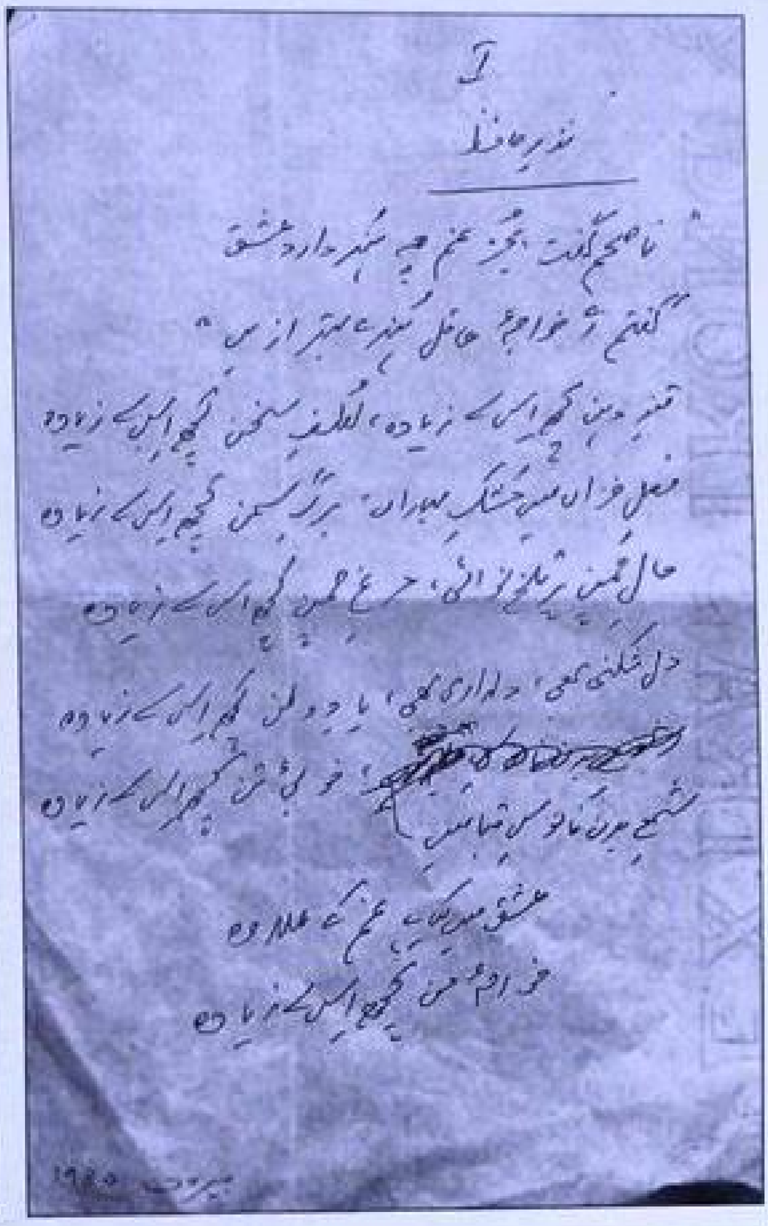

نذرِ حافظ

ناصحم گفت بجز غم چہ ہنر دارد عشق
گفتم اے خواجہ عاقل ہنرے بہتر ازیں

قندِ دہن کچھ اس سے زیادہ، لطفِ سخن کچھ اس سے زیادہ
فصلِ خزاں میں لطفِ بہاراں، برگِ سمن کچھ اس سے زیادہ
حالِ چمن پر تلخ نوائی، مرغِ چمن کچھ اس سے زیادہ
دل شکنی بھی، دلداری بھی، یادِ وطن کچھ اس سے زیادہ
شمعِ بدن فانوس قبا میں ... خوبیِ تن کچھ اس سے زیادہ

عشق میں کیا ہے غم کے علاوہ
خواجہ مگر کچھ اس سے زیادہ

بیروت ۱۹۸۰

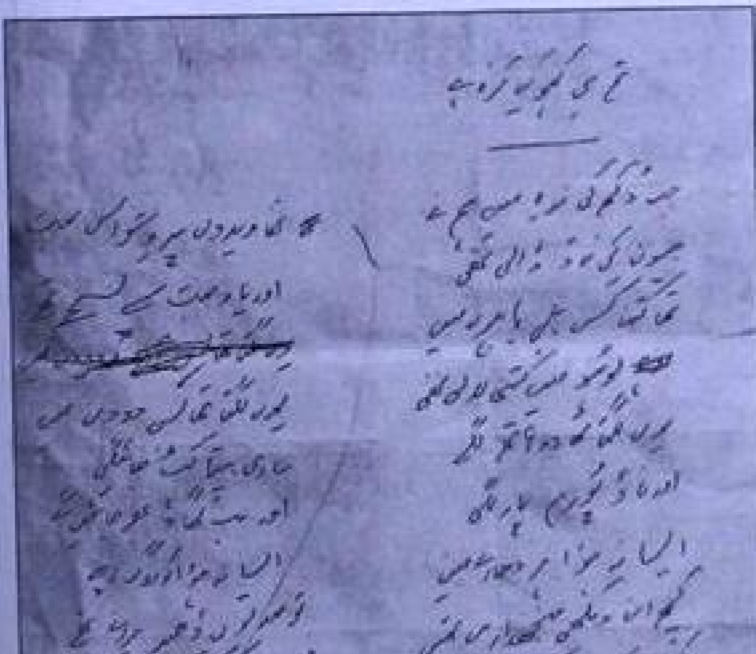

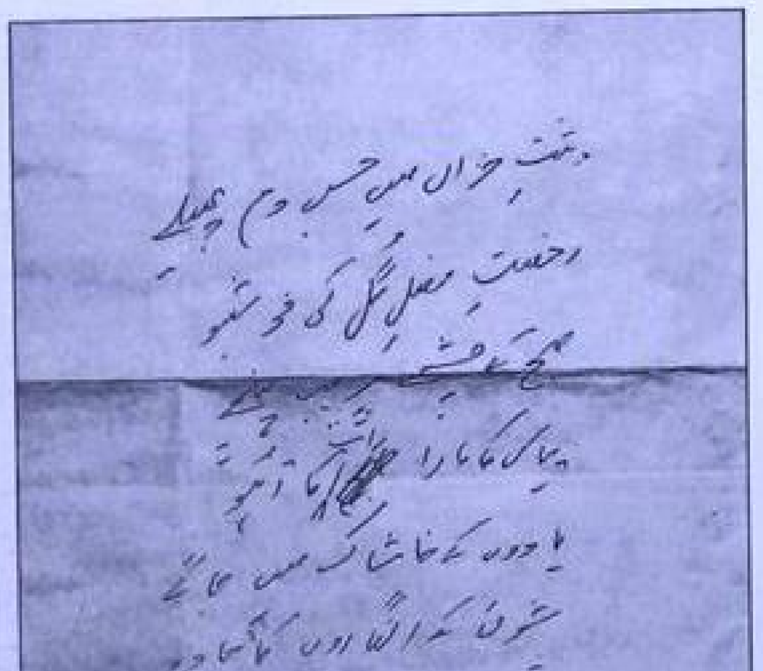

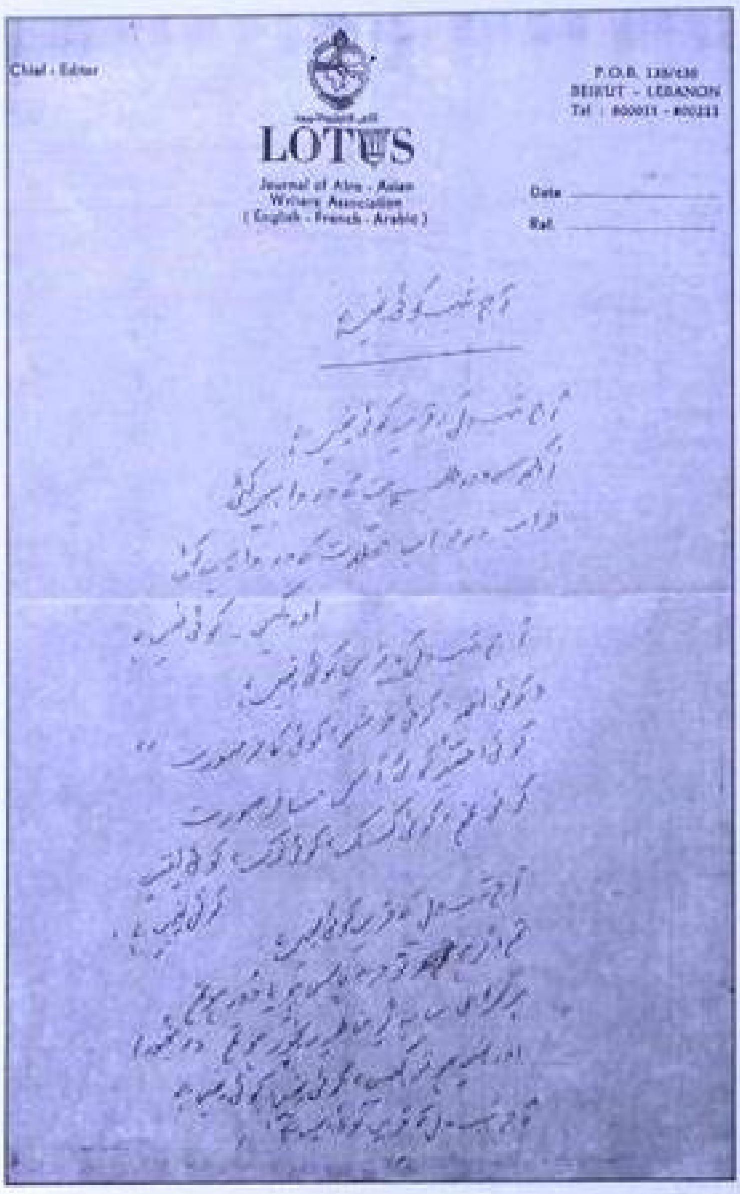

Chief - Editor

LOTUS

Journal of Afro - Asian Writers Association
(English - French - Arabic)

P.O.B. 135/436
BEIRUT - LEBANON

Date

Ref.

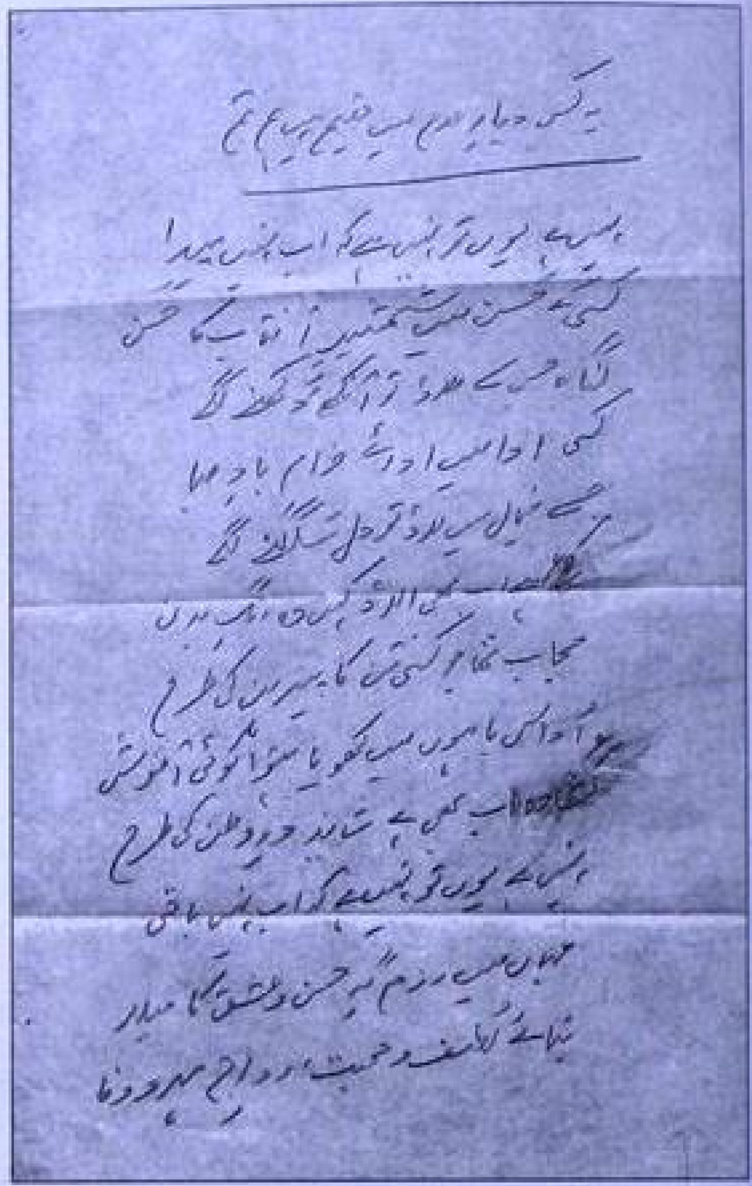

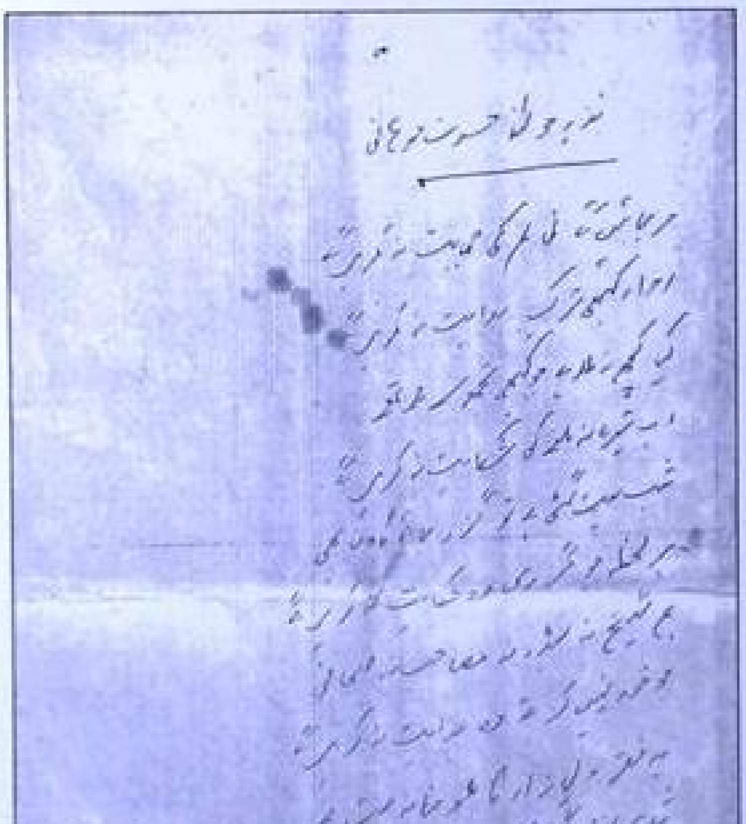

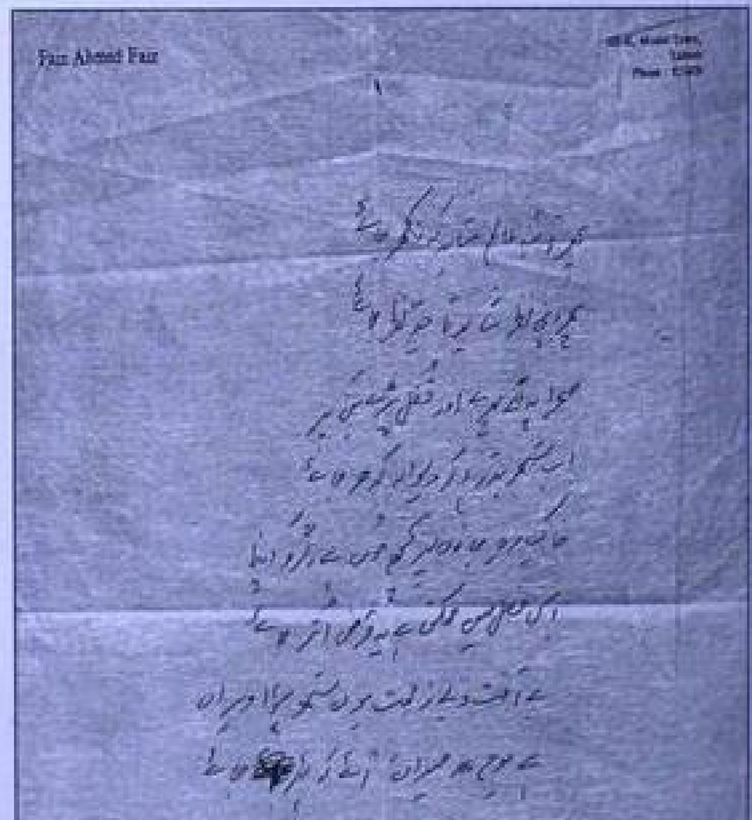

Faiz Ahmed Faiz

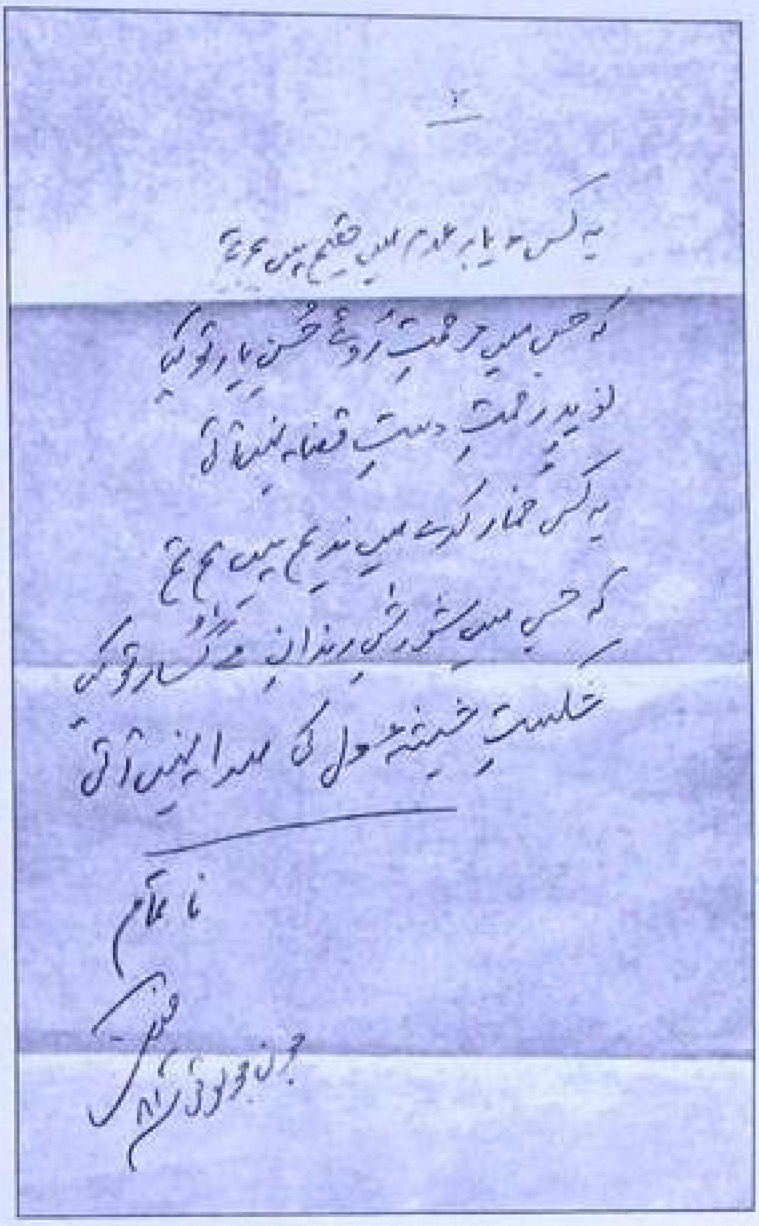

نا تمام

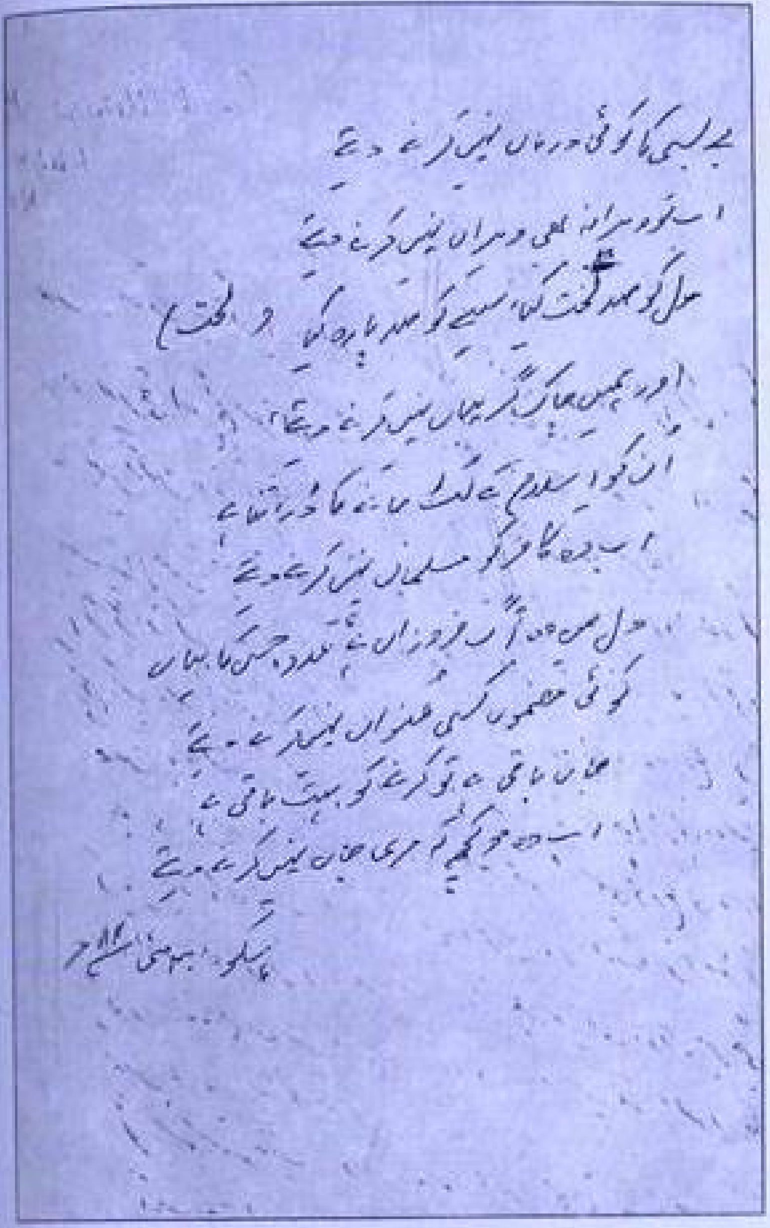

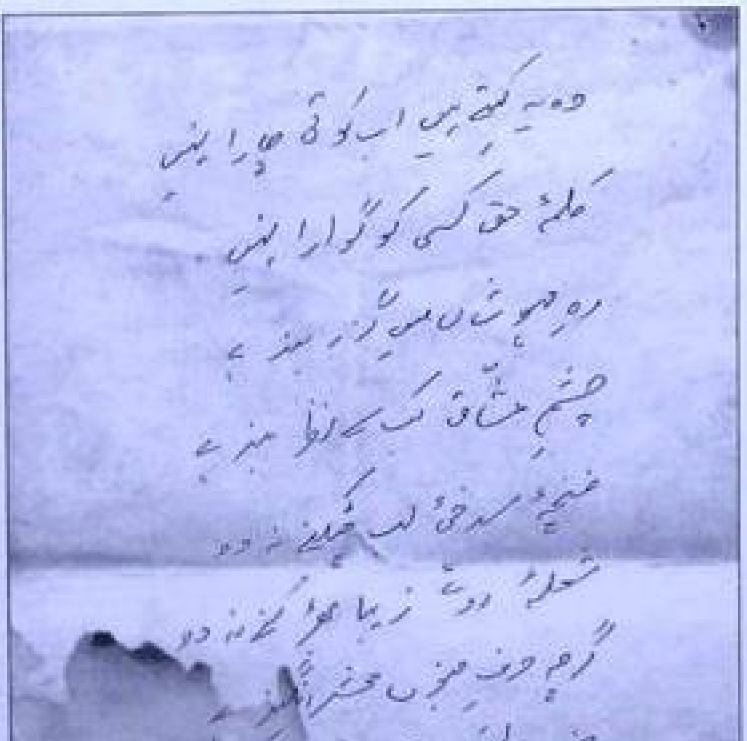

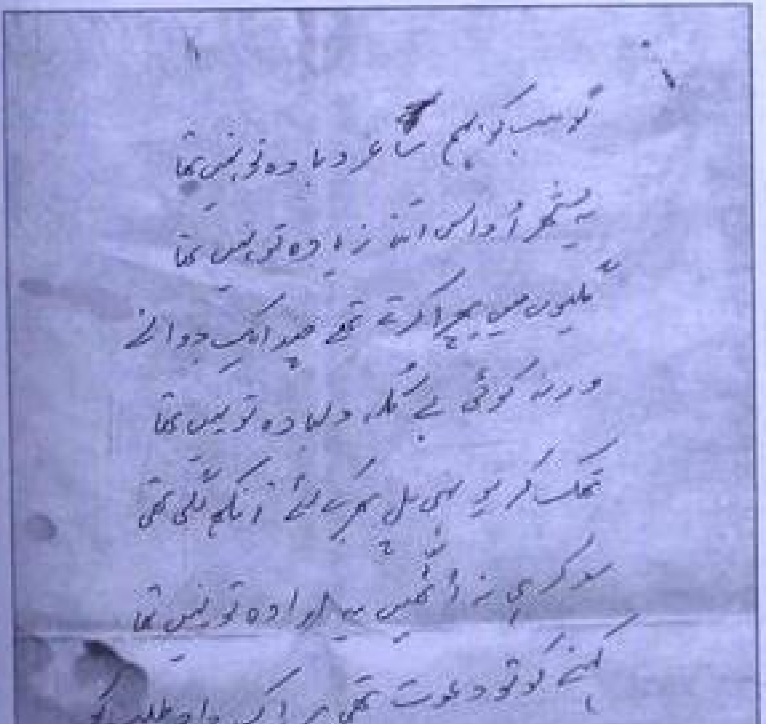

کاسۂ سر لے کے چلو

دیدۂ تر پہ وہاں کون نظر کرتا ہے
کاسۂ چشم میں خوں نابِ جگر لے کے چلو
اب اگر جاؤ پئے عرض و طلب اُن کے حضور
دست و کشکول نہیں کاسۂ سر لے کے چلو

فیض
۱۳/۱۲/۶۵

سرِ آغاز

شاید کبھی افشا ہو نگاہوں پہ تمہاری
ہر سادہ ورق جس سخنِ کشتہ سے خوں ہے

اب کہاں رسم ہے لٹانے کی
برکتیں تھیں شراب خانے کی
کون ہے جس سے گفتگو کیجے
جان دینے کی دل لگانے کی
بات چھیڑی تو اٹھ گئی محفل
اُن سے جو بات تھی بتانے کی
ساز اٹھایا تو تھم گیا غمِ دل
رہ گئی آرزو سنانے کی
چاند پھر آج بھی نہیں نکلا
کتنی حسرت تھی اُن کے آنے کی
اِس طرح آج اُن کو یاد کیا
آنکھ بھر آئی اک زمانے کی

فیض

بہت ملا نہ ملا زندگی سے غم کیا ہے
متاعِ درد بہم ہے تو بیش و کم کیا ہے
ہم ایک عمر سے واقف ہیں اب نہ سمجھاؤ
کہ لطف کیا ہے مرے مہرباں ستم کیا ہے
[illegible] کوئی کچھ دور ساتھ چلتا ہے
وگرنہ دہر میں اب خضر کا بھرم کیا ہے
سجاؤ بزم غزل گاؤ جام تازہ کرو
"بہت سہی غمِ گیتی شراب کم کیا ہے"

فیض

ہر سمت پریشاں تری آمد کے قرینے
دھوکے دیے کیا کیا ہمیں بادِ سحری نے
ہر منزلِ غربت پہ گماں ہوتا ہے گھر کا
بہلایا ہے ہر روز بہت دربدری نے
مے خانے میں عاجز ہوئے آزردہ دلی سے

مسجد کا نہ رکھا ہمیں آشفتہ سری نے
تھے بزم میں سب دودِ سرِ بزم سے شاداں
بے کار جلایا ہمیں روشن نظری نے
یہ جامۂ صد چاک بدل لینے میں کیا تھا
مہلت ہی نہ دی فیض کبھی بخیہ گری نے

سہرا

15 دسمبر

عزیزی اعجاز اور Heliza، دُعا اور پیار،

آپ کی خانہ آبادی کا دعوت نامہ ملا، بہت جی للچایا کہ کسی طرح اُڑ کر ہم بھی شریک ہوسکیں لیکن یاروں نے دُوری کی بسائی ہیں بستیاں" اس لیے تہنیت اور دُعائیں قبول کرو اور ہمیں شریک مسرت سمجھو۔ اگر تمہارے ابا جی آ جائیں تو میرا اسلام محبت، بھائی تم اور بچوں کو پیار!

مخلص فیض

سجا رہے یونہی سہرا سدا جبیں پہ تری
ہر ایک پھول درخشاں رہے گہر کی طرح
یونہی ہمیشہ چراغاں رہے تری منزل
ہر اک چراغ جھمکتا رہے قمر کی طرح
ہر ایک صبح معطر رہے بہار صفت
ہر ایک رات منوّر رہے سحر کی طرح
جو خاکہ ہو کہیں جنت کا کہ سکونت
کہ وہ بھی خوب جگہ ہے ہمارے گھر کی طرح

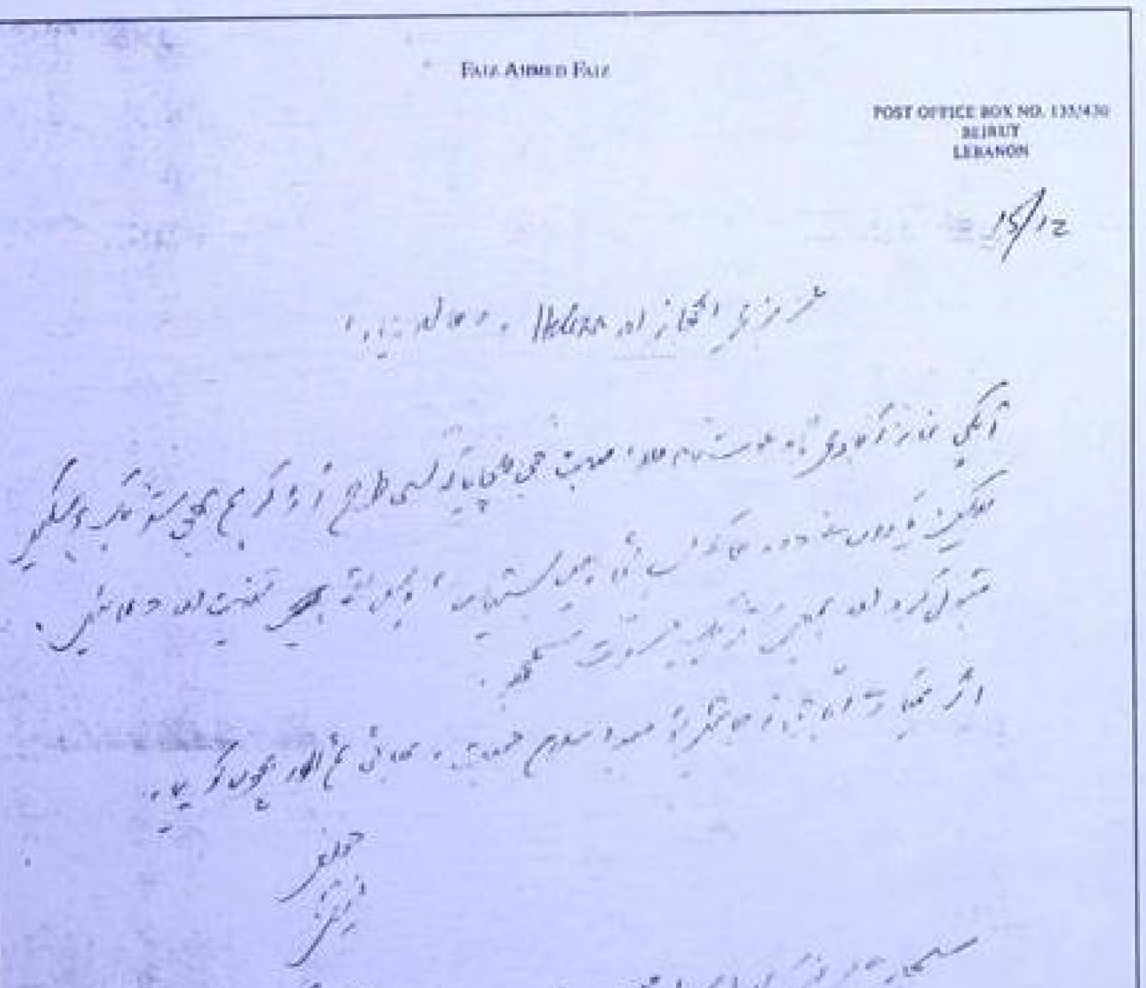
FAIZ AHMED FAIZ

POST OFFICE BOX NO. 135/430
BEIRUT
LEBANON

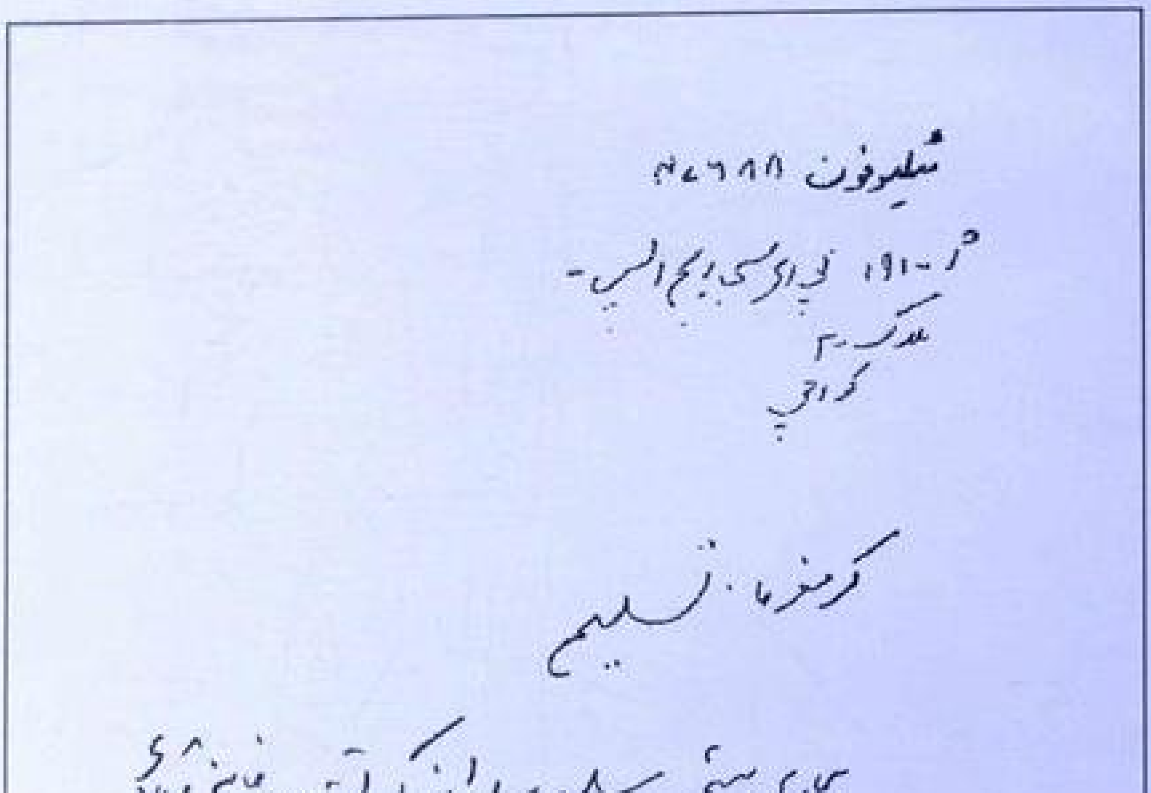

ٹیلیفون ۴۷۶۸۸

۱۹۱-۱۰/۳ پی ای سی ایچ ایس-
بلاک-۲
کراچی

کرمفرما! تسلیم

ہماری بیٹی سلیمہ سلطانہ کی تقریب خانہ آبادی
۹ اگست ۱۹۶۵ء بروز اتوار کے روز طے پائی ہے
اگر آپ اسی شام چھ بجے بیچ لگژری ہوٹل
کو رونق بخشیں ہمارے ساتھ شریک مسرت ہوسکیں
تو کرم ہوگا۔

منتظر جواب
منیر احمد شیخ-
ویلیس فیرنٹ

سلیمہ سلطانہ کی شادی کا رقعہ

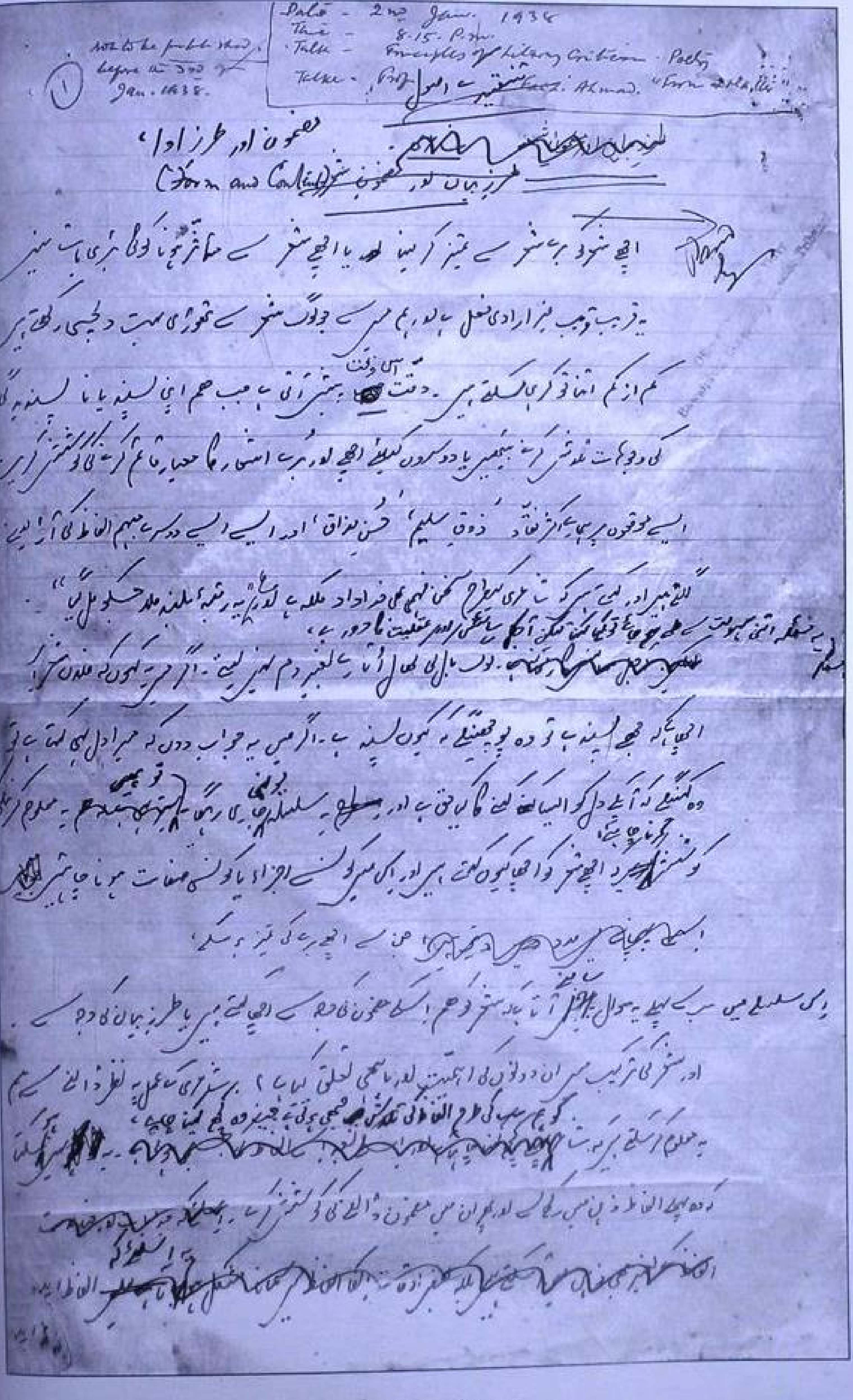

Date - 2nd Jan. 1938
Time - 8.15 P.M.
Talk - Principles of Literary Criticism - Poetry
Talker - Prof. [illegible] Ahmad. "From Delhi"

not to be published before the 3rd of Jan. 1938.

مضمون اور طرزِ ادا
(Form and Content)

اچھے شعر کو برے شعر سے تمیز کر لینا اور یا اچھے شعر سے متاثر ہونا کوئی بڑی بات نہیں
یہ قریب قریب ہر ایک کا فعل ہے اور ہم میں سے جو لوگ شعر سے تھوڑی بہت دلچسپی رکھتے ہیں
کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔ دقت اس وقت پیش آتی ہے جب ہم اپنی پسند یا ناپسند کی
کوئی وجہ تلاش کرتے ہیں یا دوسروں کیلئے اچھے اور برے اشعار کا معیار قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں
ایسے موقعوں پر ہمارے نقاد ذوقِ سلیم، حسنِ مذاق اور ایسے ہی دوسرے مبہم الفاظ کی آڑ لیتے ہیں

ایک طویل مضمون کے صفحۂ اول کا عکس

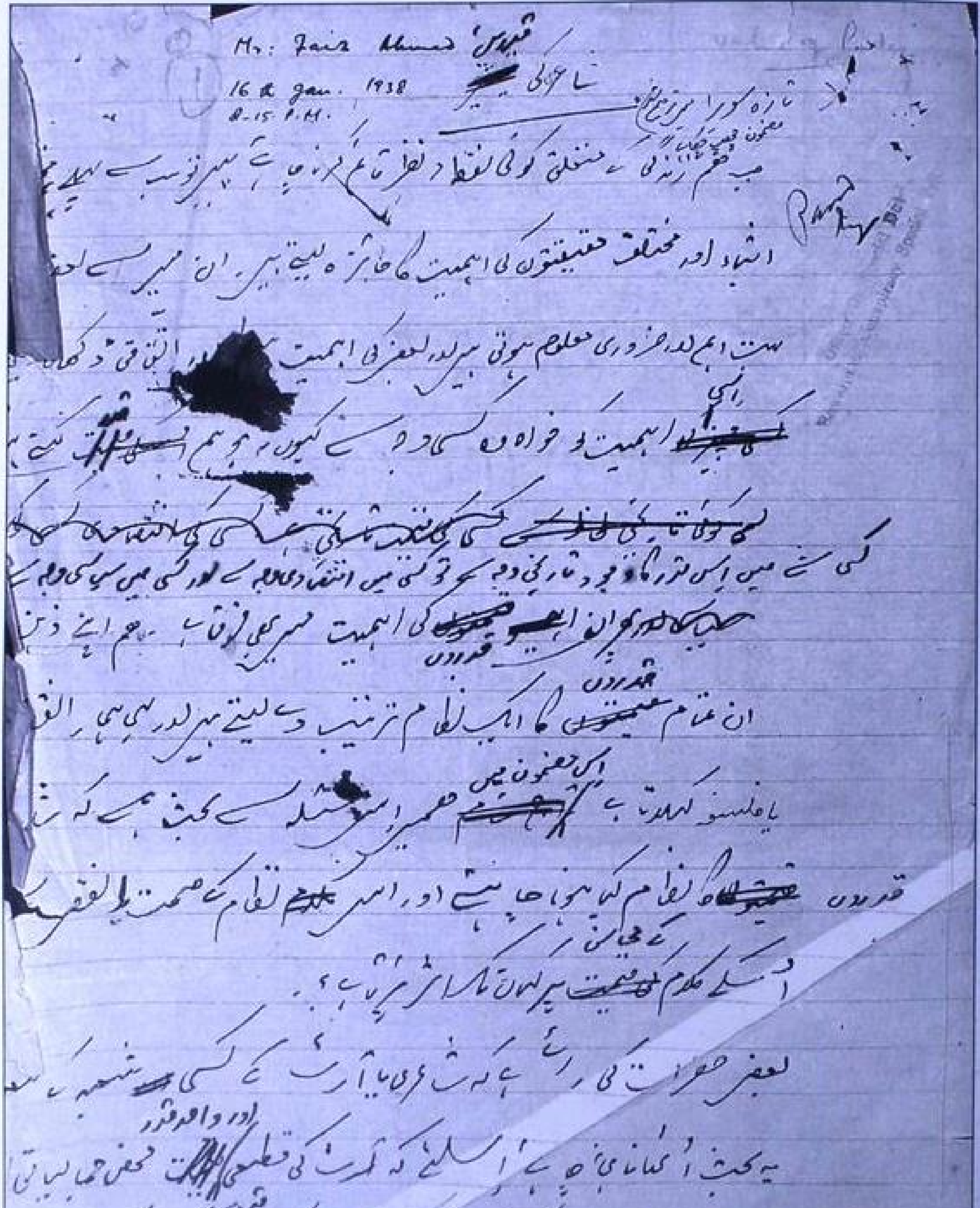

ایک طویل مضمون کے صفحۂ اول کا عکس

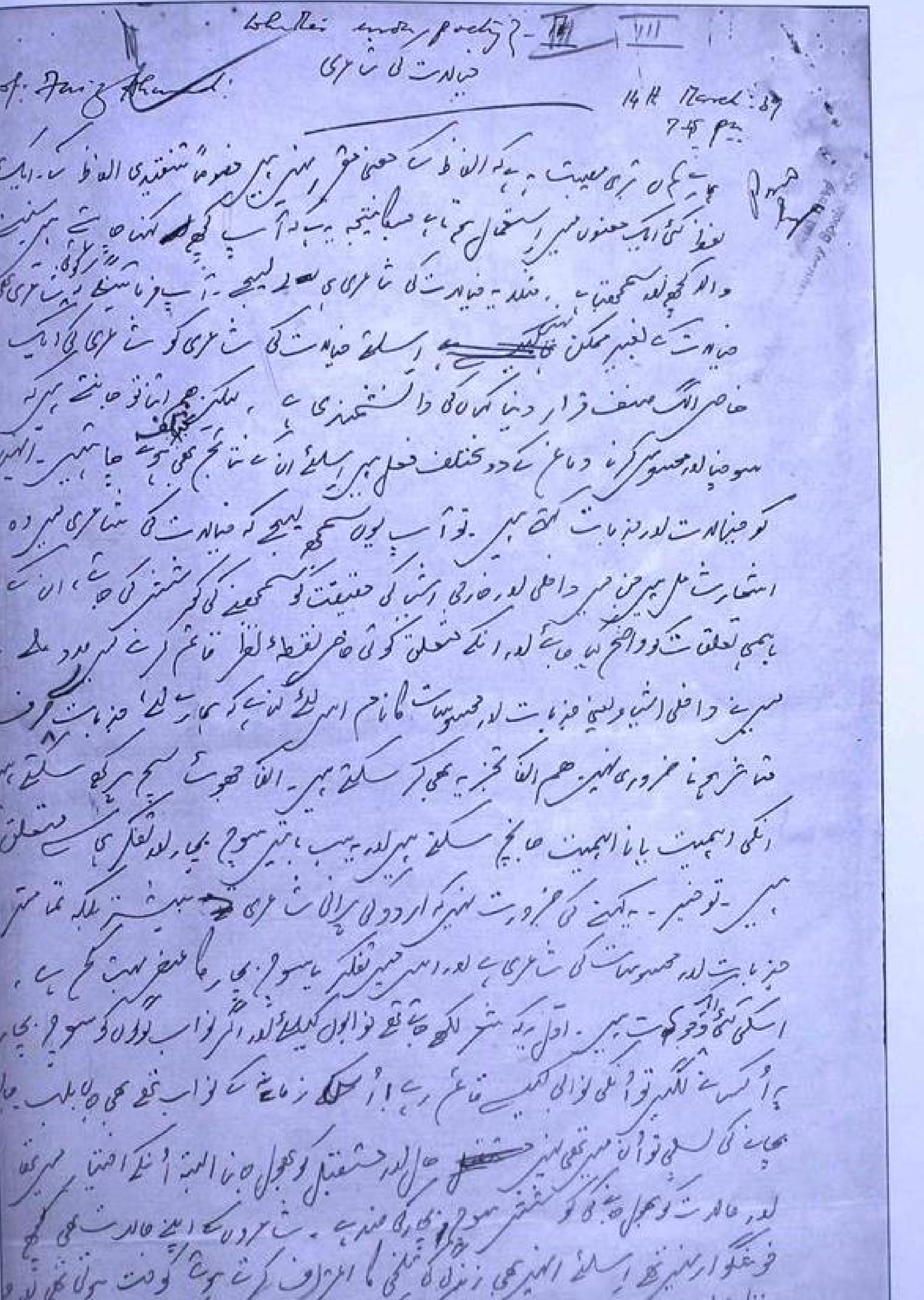

جبلّات کی شاعری

14th March: 87
7-45 pm

یہ بھی بڑی مصیبت ہے کہ الفاظ کے معنی مقرر نہیں ہیں خصوصاً تنقیدی الفاظ کے۔ ایک ہی
لفظ کئی ایک مضمون میں استعمال ہوتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں سننے
والا کچھ اور سمجھتا ہے۔ مثلاً جبلّات کی شاعری ہی لے لیجیے۔ آپ فرمائیں گے کہ ہر شاعری بھی
جبلّات کے بغیر ممکن نہیں اس لئے جبلّات کی شاعری کو شاعری کی ایک
خاص الگ صنف قرار دینا کہاں کی دانشمندی ہے؟ لیکن ہم اتنا تو جانتے ہیں کہ
سوچنا اور محسوس کرنا دماغ کے دو مختلف فعل ہیں اس لئے ان کے نتائج بھی ہوتے جاتے ہیں۔ انہیں
کو خیالات اور جذبات کہتے ہیں۔ تو آپ یوں سمجھ لیجیے کہ جبلّات کی شاعری میں وہ
اشعار شامل ہیں جن میں داخلی اور خارجی اشیا کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، ان کے
باہمی تعلقات کو واضح کیا جائے اور انکے متعلق کوئی خاص نقطۂ نظر قائم کرنے میں مدد ملے۔
میں نے داخلی اشیاء یعنی جذبات اور محسوسات کا نام اس لئے لیا ہے کہ ہمارے لیے جذبات کو صرف
محسوس کرنا ضروری نہیں ہم انکا تجزیہ بھی کر سکتے ہیں۔ انکا جھوٹ سچ پرکھ سکتے ہیں
انکی اہمیت یا نا اہمیت جانچ سکتے ہیں اور یہ سب باتیں سوچ بچار اور تفکر ہی سے متعلق
ہیں۔ تو ضمیر۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اردو کی پرانی شاعری بیشتر بلکہ تمام تر
جذبات اور محسوسات کی شاعری ہے اور اس میں تفکر یا سوچ بچار کا عنصر بہت کم ہے۔
اسکی کئی وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ شعر لکھے جاتے تھے نوابوں کیلئے اور اگر نوابوں کو سوچ بچار
پر اکسانے لگیں تو انکی نوابی کیسے قائم رہے! اسکے زمانے کے نواب تھے بھی جاہل۔ جاہل
بچانے کی لئے تو ان میں تھی نہیں حال اور مستقبل کو بھول جانا البتہ انکے اختیار میں تھا
اور عادت کو بھول جانے کی کوشش میں سوچ بچار کی ضد ہے۔ شاعروں کے اپنے حالات بھی کچھ
خوشگوار نہیں تھے اس لئے انہیں بھی زندگی کی تلخی کا اعتراف کرتے ہوئے خوف سا ہوتا تھا اور
لفظی ڈھکوسلوں اور جذباتی عبارت پر اکتفا کرنا اپنے دنیاوی اور ذہنی اطمینان
کیلئے زیادہ مناسب خیال کرتے تھے۔ اس سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ پرانی شاعری

ایک طویل مضمون کے صفحۂ اول کا عکس

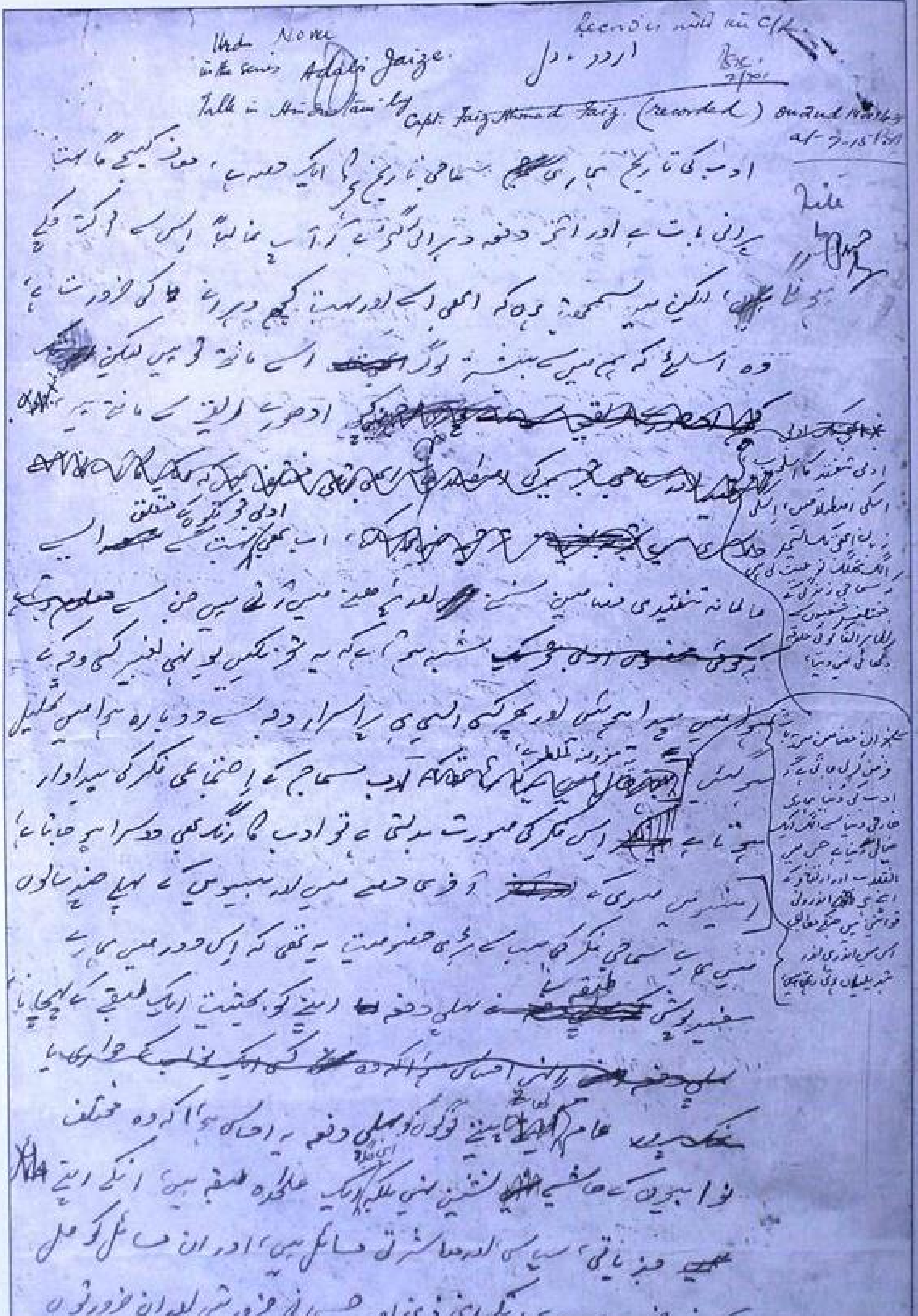

ایک طویل مضمون کے صفحۂ اول کا عکس

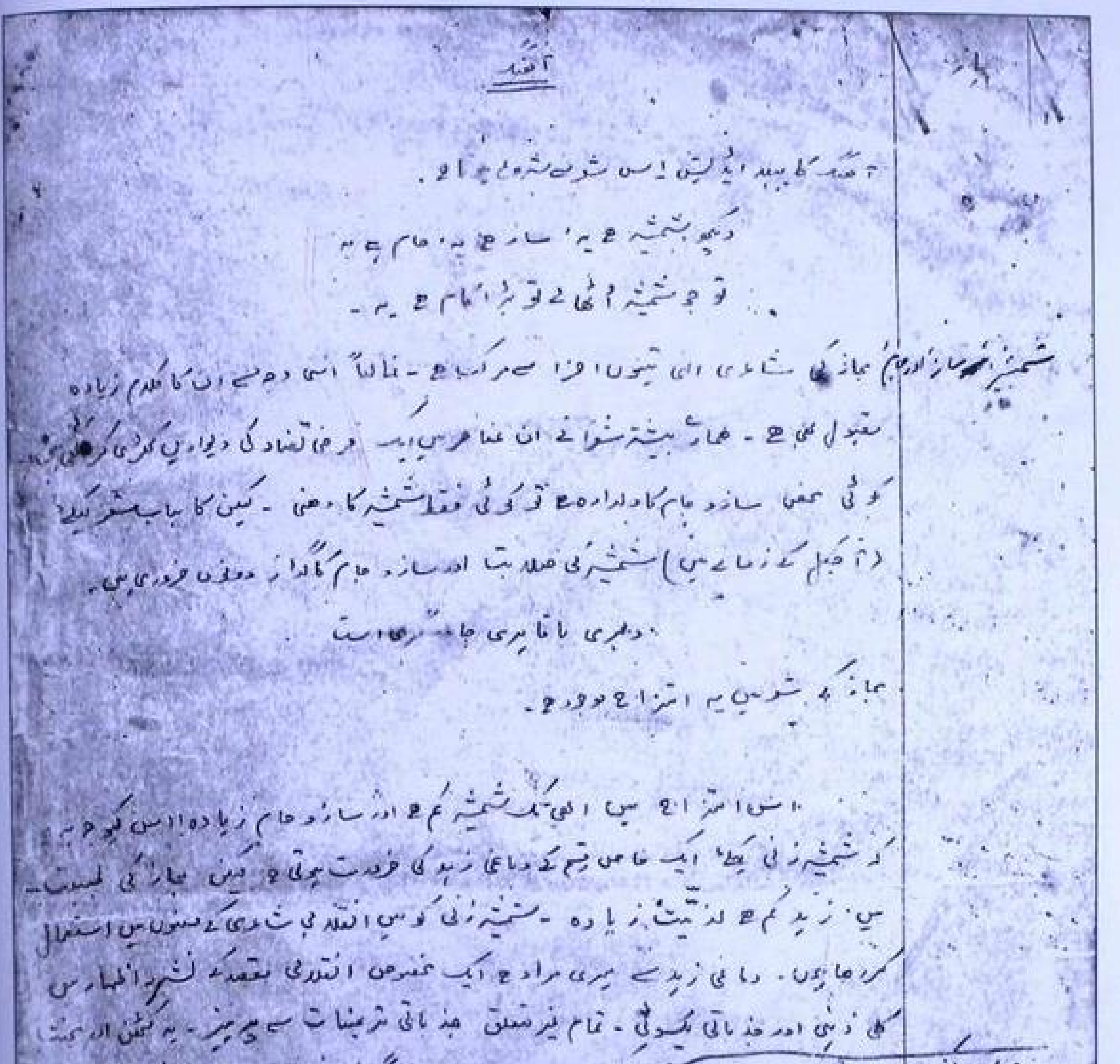

آہنگ

آہنگ کا پہلا ایڈیشن اس شعر سے شروع ہوا۔

دیکھ شمشیر ہے یہ، ساز ہے یہ، جام ہے یہ
تو جو شمشیر اٹھا لے تو بڑا کام ہے یہ۔

شمشیر، ساز اور جام مجاز کی شاعری ان تینوں اجزا سے مرکب ہے۔ غالباً اسی وجہ سے ان کا کلام زیادہ مقبول بھی ہے۔ ہمارے بیشتر شعرا نے ان عناصر میں ایک طرح تضاد کی دیواریں کھڑی کر رکھی ہیں۔ کوئی محض ساز و جام کا دلدادہ ہے تو کوئی فقط شمشیر کا دھنی۔ لیکن کامیاب شعر کیلئے (آجکل کے زمانے میں) شمشیر کی صلابت اور ساز و جام کا گداز دونوں ضروری ہیں۔

دلبری با قاہری جادوگری است

مجاز کے شعر میں یہ امتزاج موجود ہے۔

اس امتزاج میں البتہ شمشیر کم ہے اور ساز و جام زیادہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شمشیر زنی کیلئے ایک خاص قسم کے داخلی زہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن مجاز کی طبیعت میں زہد کم ہے لذتیت زیادہ۔ شمشیر زنی کو میں انقلابی شاعری کے معنوں میں استعمال کر رہا ہوں۔ داخلی زہد سے میری مراد ہے ایک مخصوص انقلابی مقصد کے لئے اظہار میں کلی ذہنی اور جذباتی یکسوئی۔ تمام غیر متعلق جذباتی ترغیبات سے پرہیز۔ یہ کٹھن اور ہمت طلب عمل ہے۔ مجاز ہم سب کی طرح ڈرامائی اور سہل انگار انسان ہیں۔ چنانچہ جب بھی ذوقِ پنہاں کو کام و آسودگی کا موقع ملے۔ باز نہیں رہ سکتے۔

[illegible]

مجاز کے شعر کا ارتقا بھی ہمارے بیشتر شعرا سے مختلف ہے۔ عام طور سے ہمارے ان شعرا کی شاعری کا ارتقائی عمل یہ صورت اختیار کرتا ہے۔ ساز و جام — پھر ساز و جام + شمشیر — شمشیر۔ مجاز کے شعر میں اس عمل کی صورت یوں ہے۔ ساز و جام۔ شمشیر — ساز و جام + شمشیر۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ رستہ نسبتاً بہتر ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر کے تجزیہ اور تجربہ میں مطابقت اور ہم آہنگی زیادہ گہری ہوتی جا رہی ہے۔ شاعر کی طبیعت خارجی اور انقلابی مضامین کے اندر گداز اور حدت کے جذبے میں زیادہ لذت محسوس کرنے لگی ہے۔

مجاز بنیادی طور پر اور لہجتاً غنائی شاعر ہے۔ اسکے [illegible]

ایک طویل مضمون کے صفحۂ اول کا عکس

امرتا پریتم کا نام ہند و پاکستان کی سرحد کے دونوں جانب یکساں معروف اور مقبول ہے۔ پنجابی شاعری میں تو ان کا مقام کسی ذکر کا محتاج نہیں لیکن نثر کی مختلف اصناف میں بھی ان کی تحریریں کچھ کم قیمت نہیں۔ ناول، کہانیاں، ناٹک، خود نوشت، الغرض کتنے ہی ان کے شعر کی طرح پنجابی ادب میں گراں قدر اضافہ ہیں۔ ان میں سے بیشتر اردو تراجم کی صورت میں ہمارے ہاں شائع ہو چکی ہیں لیکن منظر عام پر آ جانے کے بعد نہ ان کی اشاعت کے لئے مصنفہ سے اجازت طلب کی گئی نہ ترجمے اور طباعت میں مناسب احتیاط اور سلیقے سے کام لیا گیا ہے۔ "ایک اداس کتاب" غالباً ان کی پہلی تصنیف ہے جو ان کی اجازت سے شائع ہوئی اور جسے مترجم ڈاکٹر کشور اور احمد سلیم نے شگفتہ زبان اور عمدہ طباعت سے مزین کیا ہے۔ یہ تذکرہ ہے ~~[illegible]~~ مختلف ادوار اور مشرق و مغرب کے ان نامور مصنفین، سوختہ اختر ادیبوں شاعروں کی شمع حیات کا جو نامساعد حالات کے سبب ان کے رنج کے ہاتھوں یا ان کے عشق الم ناک کے ہاتھوں پیش از وقت گل ہو گئی۔ امرتا پریتم نے ان کی زندگی کے کوائف اور ان کی تحریروں کے نمونے کا حق حقیقت اور درد مندی کے ساتھ یکجا کئے ہیں جنہیں مترجمین نے ضمیمے کے طور کے ساتھ مزید دو اضافہ کیا ہے۔ اہل ذوق اور شائقین ادب کے لئے یہ اداس کتاب یقیناً لطف اور دلچسپی کا باعث ہوگی۔

منیر احمد شیخ

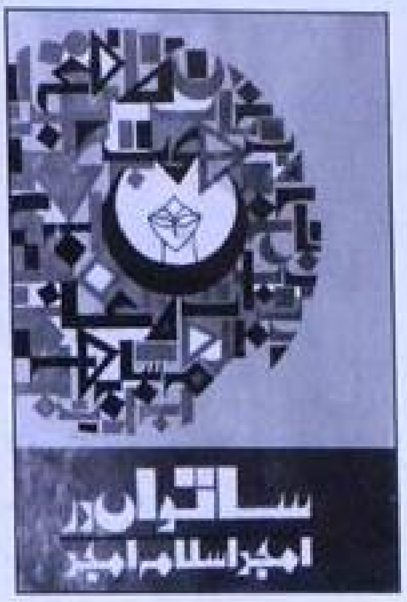

''اس مجموعے میں تعداد اور حجم کے اعتبار سے نظموں پر غزلیات کا پلّہ بھاری ہے لیکن مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے باوجود امجد اسلام امجد صاحب کی طبع شاید نظم ہی کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ غزل ایک طرح سے کشیدہ کاری کا کام ہے جس میں ایک دیے ہوئے ڈیزائن کی چوکھٹ میں شاعر کے جذبہ و خیال کی بُنت سے ہزار رنگ کے پھول پتیاں اور نقش و نگار ابھرتے ہیں لیکن اس بنیادی ڈیزائن میں ایجاد و اختراع کی گنجائش بہت کم ہوتی ہے اور امجد صاحب چونکہ طبعاً جدت پسند واقع ہوئے ہیں اس لیے انہیں نظم کی صورت میں آہنگ و اظہار کے نئے پیرائے بروئے کار لانے میں زیادہ کامیابی ہوتی ہے۔''

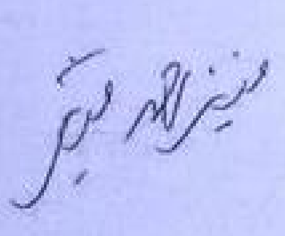

امجد اسلام امجد کی کتاب ''ساتواں در'' پر تاثرات

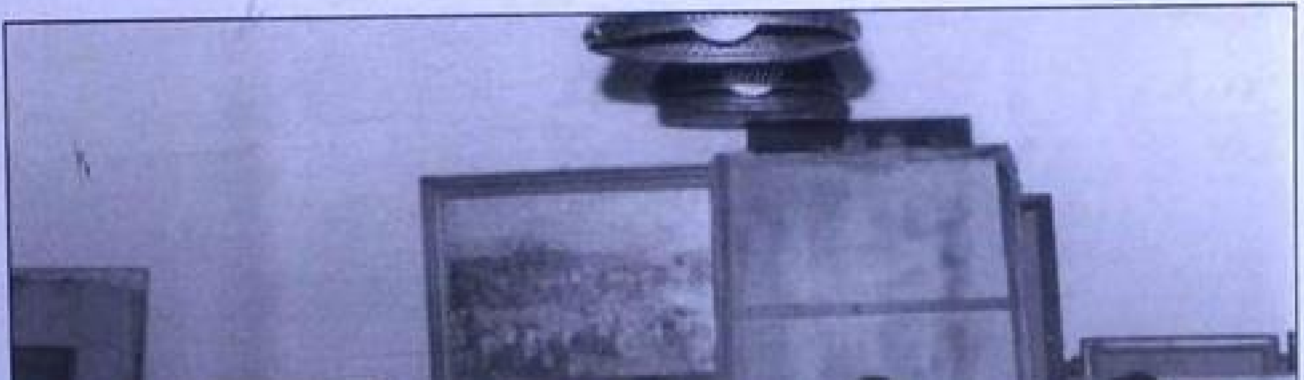

پنجاب آرٹ کونسل کی ایک تقریب
فیض احمد فیض، ایلس فیض، امجد اسلام امجد، صادقین، محمد ادریس، سید سرفراز احمد، معین نجمی اور دیگر

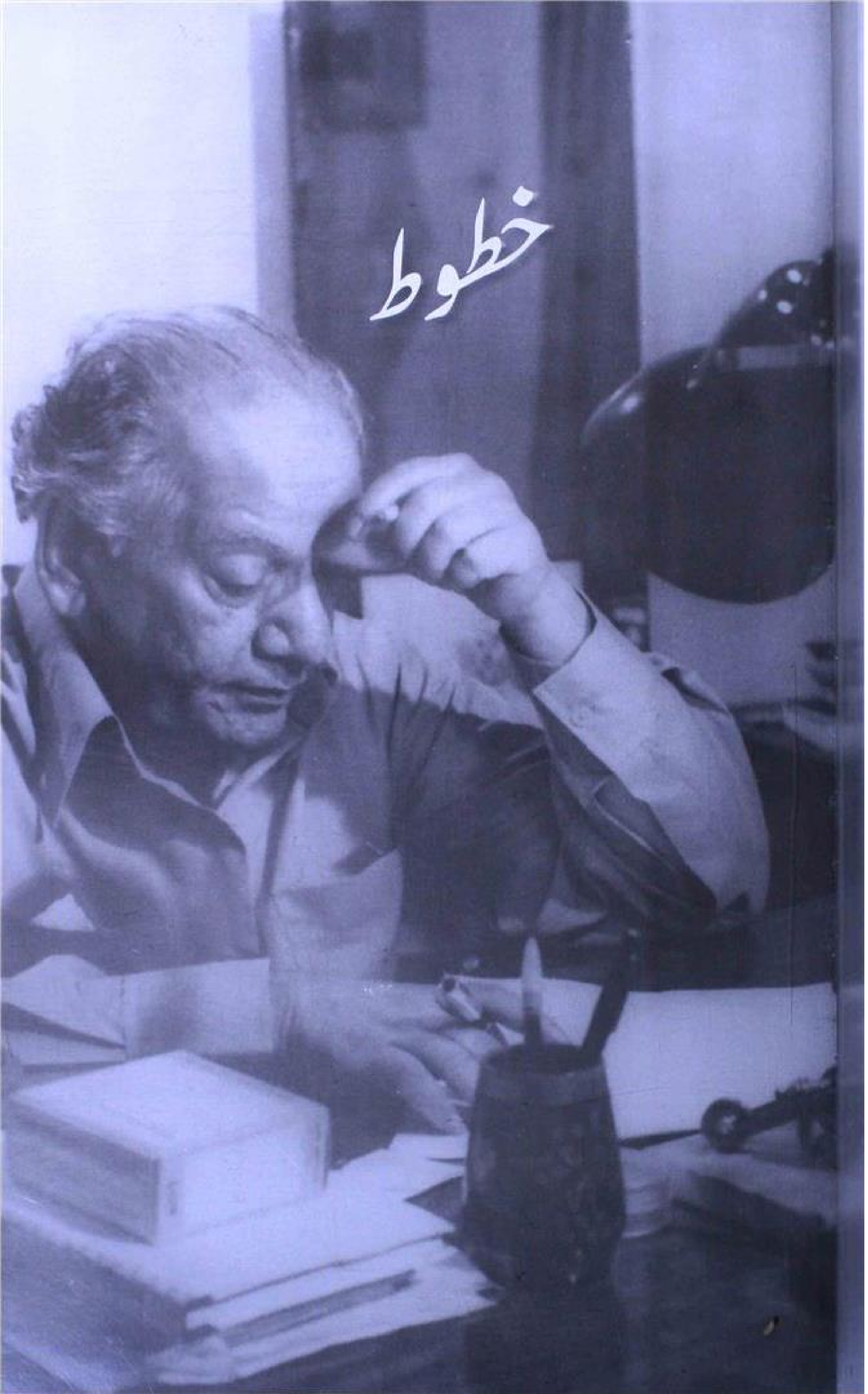
خطوط

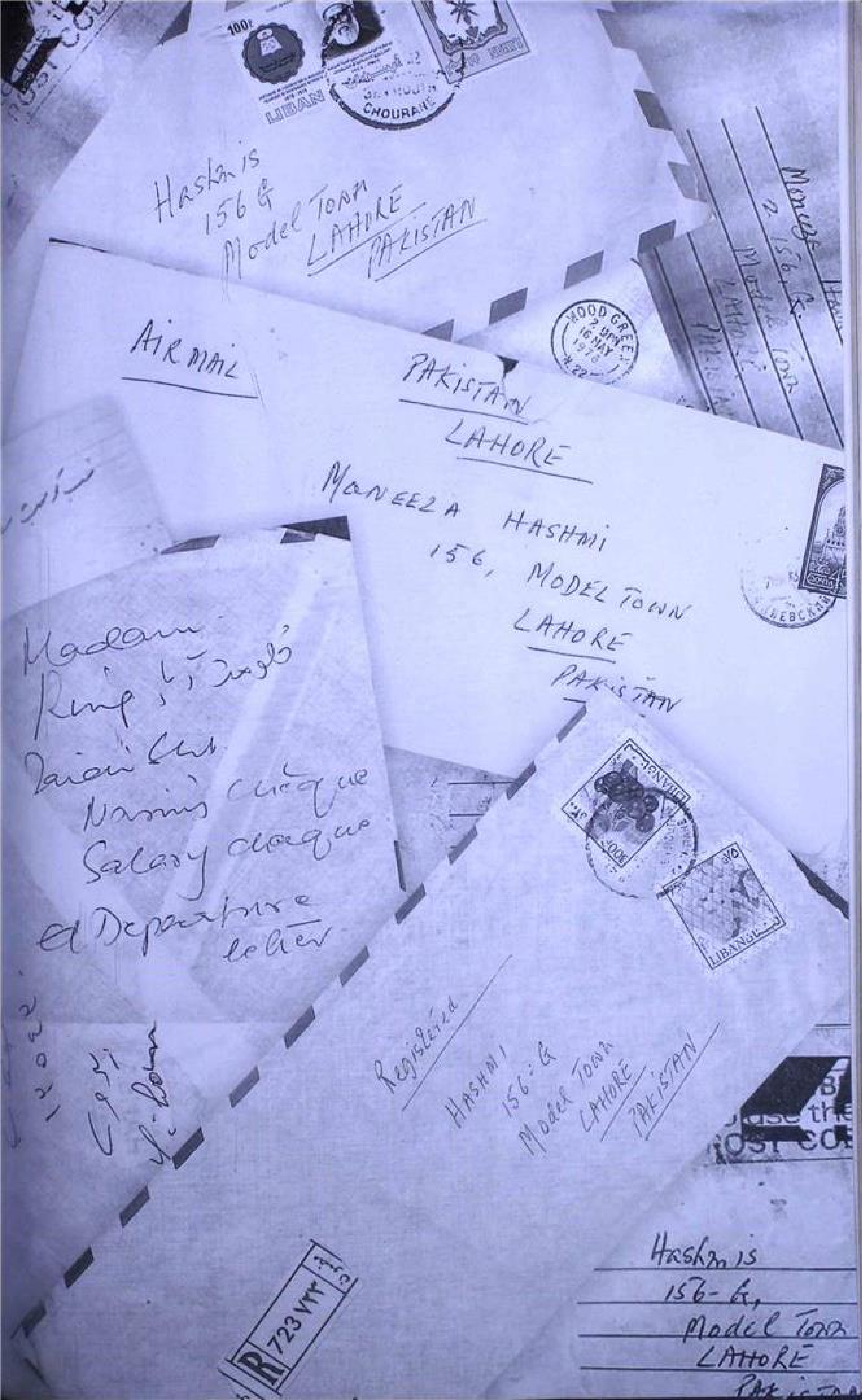
Hashmis
156 G
Model Town
LAHORE
PAKISTAN
LIBAN
CHOURANE
AIR MAIL
PAKISTAN
LAHORE
MANEEZA HASHMI
156, MODEL TOWN
LAHORE
PAKISTAN
LIBAN
Registered
HASHMI
156-G
Model Town
LAHORE
PAKISTAN
R 723
Hashmis
156-G,
Model Town
LAHORE

1945

Wednesday 15th

Darling

I am sorry I haven't been able to write the last few days but this much I have told you, that nothing will be as [illegible] and I am safely back in Delhi. The journey, however, was quite eventful. The rail-road line failed [illegible] the driver was naturally a [illegible] and refused to move. A special train was [illegible] therefore [illegible] travelled in style to Kalka [illegible] for some delays [illegible] we got [illegible] midnight. As I walked [illegible] Kalka station I heard persons shouting from the platform & I thought we were going to walk into a communal riot. As the train stopped I found ~~that~~ realized

with some horror that the shouting & gesticulating crowd was making a bee-line for my compartment. When I understood. It was the Nawab of Mamdot again who travelled with me from Simla. I found him a very nice and unaffected chap although [illegible] rather nincompoop.

I have been busy the last two days what with the business of work, changing of houses, seeing off Chris & comforting [illegible]. The last named element the heat. The [illegible] though not positively unbearable is sufficiently enervating to diminish one's enthusiasm for the good things of life. Col Mallik is in Kashmir & Amma's house is all dug up ~~[illegible]~~ for re-flooring, Tahira has gone to Lucknow

so Amma is feeling fed up. She rang me up this morning & gave me a very nice lunch so all my sympathies are with her (and her menu).

I had a nice surprise the day I arrived when a parcel insured for Rs 200/- suddenly turned up on my [illegible] bearing some Bombay address. Inside was an expensive looking watch and a letter from Miss Jaddan Bai (the film star) who wanted a poem of mine for her film saying that she wanted to use only 3 lines from a ghazal and as she [illegible] not offer money (the verses being invaluable of course) would I kindly accept a present. There was nothing for it but to accept the present but I wish she had made it money instead.

Your nice tea-set gave me a shock. I looked in the [illegible] almirah and it wasn't there. I looked among the boxes it wasn't there either & then

I had nearly given it up. It was found under the bed. Must have been your cook's wonderful idea.

I hope my darlings are well. The ~~[illegible]~~ few days in Simla have done a lot of good to my morale.

Love xxxxx

F

Two letters came from mother asking about you. She is now at Gurdaspur so will you please write to her there.

• فیض کے خطوط جو ان کی قید کے دوران جیل سے لکھے گئے اس میں شامل نہیں کیے گئے۔

1947 Friday

Darling,

Arrived here safely day before yesterday. For once safety has some meaning for if I had been a Hindu or a Sikh I could never have got beyond half the way. The situation in the West, however, bears no comparison to what has happened and is happening in the East. It seemed so unreal and far away as long as I was in Srinagar but it has all come back and it is far, far worse than anything I had feared or imagined. Since I came early morning till late evening one heard nothing but tales of horror & even though one shuts one's mind tight one can't fight against them

there is no escape from the horror or tragedy that surrounds one from every side. [illegible] To be alone and over it all is an unbearable pain and one has conceived a horror of being alone with one's thoughts. It is difficult to see a path or a light in the gloom but one has to maintain one's reason and one's courage & I shall certainly maintain. I am glad you are not here for although Lahore is peaceful now, it is no longer [illegible] resembles more a desolated wilderness than a populated city. There are hardly any shops open but the necessities are available for a price. The weather is not unpleasant & it rains a lot – to add to the hardships of hundreds of thousands of unsheltered refugees fleeing from East Punjab and waiting by the banks of swollen rivers in a hostile land.

Billie and Tufail's family it appears got out of Gurdaspur just in time; another day might have been fatal. She came here with half a dozen destitute refugees in my absence and left Tufail whose family stranded at the Amritsar station (they all went without food & drink for two) but they have since arrived safely in Gujranwala. Nothing of the refugees are staying here while Tufail's house is in order. There is little physical danger here but the whole atmosphere of the place is so oppressive that I would prefer you to stay in Pindi for another week or two. Your [illegible] shifted to the Hotel. I am addressing my letters on the presumption that you have & are comfortable. Please write to me at once. Love to the babies.

xxx
Yours
F

Your [illegible] are safe.

Tel 47594
19-? PECHS-2
KARACHI

Dear

My wife and I shall be very happy if you will kindly join us at a reception at the Beach Luxury Hotel, Karachi, on Sunday, August 8, at 6 pm (1800 hrs) to celebrate the wedding of our daughter Salima Sultan with Mr Shoaib Hashmi. An acknowledgement will be appreciated.

Yours sincerely
Faiz Ahmed Faiz

1956

Peking Hotel
Peking
June 7.

Darling

I am very sorry I haven't been able to write to you earlier. I am hardly conscious of where we arrived here or whether I am standing on my head or on my feet because our programme has been just one continuous whirl & apart from a few hours of sleep there is hardly a moment to spare. To top it all my colleagues insisted on making me the leader of the delegation, a distinction I certainly did not aspire to, and that all sorts of additional responsibilities. Of course, it also means a separate suite of rooms which Queen Elizabeth might well envy: what with all the plush & velvet & silk I hardly know where to put my feet. The hospitality of our hosts you have already experienced so I don't have to dilate on that, nor

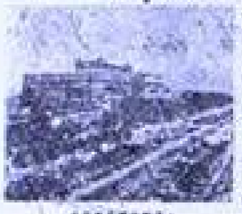

on the wonderful things there are to see. I have been trying my very best to economise on time & stick to our original schedule of two weeks but our hosts will just not hear of it & I don't think it will be possible to get back before the end of the month. So you will please inform Mazhar & Co. The leader is anyhow "tied up" with the rest of the delegation & can't leave before they do. So you might expect me round about the 28th or 30th, maybe a day or two later. I am not sure yet. Time for next appointment so I have got to rush off. Meanwhile lots & lots of love to you & kisses for the little ones. I hope they have received my cards.

XXXX
Love from
Faiz

Darling Sweetheart

Your letter came after a bit of waiting & late last evening your telegram about the [illegible] to the hospital. Good [illegible] you everywhere in the army. It is a pity that I am not there to share in [illegible] [illegible]. I shall miss much of it [illegible] [illegible]. We have just escaped from the first heat wave of the season 115° for nearly a week. This morning it promises to be a bit cooler. The nights have been uniformly pleasant. Social life is much better now & I have been out only twice and to go to the [illegible] Cinema is once to see the [illegible]. Do you know Mrs [illegible] ([illegible])? I am told is [illegible]. I haven't seen [illegible] person since her visit to the Studio. [illegible] as she had gone out to see the [illegible] but anyway [illegible] this that she was very much better. [illegible] looking for a job. [illegible] has come [illegible]. I have received a [illegible] for you [illegible] to [illegible] Calcutta. [illegible]

Simla so I am keeping them for her. Your air parcel from England has also arrived and I shall bring it up with me when [illegible].

I hope you are looking after yourself darling & the [illegible] just is getting [illegible]. I miss you both on the long [illegible] evenings. Give my love to everybody, congratulations to Betsy, [illegible] a friend to [illegible] XXXXX for you both from

F.

216, Hotel Shahbag
Dacca
26/9.

Dearest

I arrived here rather late on Wednesday night — the plane was delayed for more than two hours (at Lahore there is an hour's difference in time). The chaps rushed me straight to this hotel room & have almost locked me up ever since. The work is so much behind schedule that we got down to script discussion almost immediately after I arrived & we have been at it ever since except for breaking up for meals. The songs have yet to be written & the dialogues so there seems to be hard work ahead but it is quite pleasant & so far seems to be going well.

Sarwar went into hospital the same evening that I arrived and on Thursday produced another girl much to everybody's disappointment including her own. I visited her in the hospital last evening & she seemed to look much better than when I saw her last & the baby too looked pretty.

We shall probably leave for the location tomorrow & return in three four days. I am not quite sure yet as to how many days my work will take but the schedule will be clearer after we return from Chittagong. I would much rather finish it now than do another trip & am hoping to be able to return by the end of first week of October. I shall keep you informed.

The weather here is much the same as in Lahore but much more beautiful to look at. Hope the little ones are well. Am thinking of you all the time & waiting for word of you.

All my love xxx Faiz

Darling,

Returned safely, I mean duly returned yesterday & found Delhi much as it was before [illegible]. I reached Calcutta in very good time & slept. I reached [illegible] the driver & gave a handsome [illegible]. Last evening we had our Mushaira and it was quite a success. And the audience was as varied international as you can imagine — Burmese, Thailanders, Englishmen & women & even one American War Correspondent (Faiz's contribution). They were all trying most fearfully to look interested & I believe some of them were. They must have thought that this was some form of an Indian hulla-hulla & Hafiz actually made them laugh at the same [illegible] before the [illegible] of his tricks e.g. he squatted down before the microphone & refused to begin until people parted with some more money (besides what they had paid for the ticket) & actually collected about 80 rupees.

The box-office that came to over a thousand, so it wasn't too bad. The bureaucracy including Amin were strongly represented.

We finished at about 1 a.m. so I am [illegible] evening today & shall write more later. As I said the day & night with you will support me for sometime now & only that time & the naked grass-[illegible] night [illegible]. Love you

xxxxxx

F.

1972 Ziarat
16th

Dearest

The setting is just setting beyond the rim of semi-barren hills. I am sitting out on the terrace of the hotel which overlooks the valley. The valley too is only semi-green but it looks nice from here. It is cold here, almost chilly & the air is fresh & bracing although without the perfume of Nathiagali's pines. There are pines here too but they look haggard & lean & hungry – sort of poor men's pines unlike their fat & sleek brethren of Nathiagali.

Arrived in Quetta yesterday after quite a pleasant flight – it felt strange to arrive at a place unreceived, unannounced, unwelcomed, to hire my own transport & go looking for a place to stay. I don't even remember when it happened to me last. There are no taxis at the airport so I had to take the PIA station-wagon. The driver asked where I wanted dropped. I said I don't know, some hotel you know of. He took me to Lourdes which was full up & then dropped me at Grands where I spent the night. It certainly looks grand from outside, marble & what not, but the rooms are rather cheerless. I made a round of the town in a rickshaw – what a dreary, one-eyed place it is, quite unlike what I remembered of it from the past – then I slept for a while & in the evening

3

began investigations for a drink. Lourdes happened to be the only place. I found one solitary drinker in the bar, sitting on a bar-stool & looking for all the world like Picasso's Absinthe Drinker. I sat in a chair nearby & ordered a drink. I am not quite sure whether I liked or disliked the loneliness – perhaps both. Before I had finished my drink the bearer brought another one unasked. And then the absinthe drinker turned round & said, If I may have the honour sir. So I had to ask him to join me. He introduced himself as Bashir something, an engineer working with Recos. I am sorry I don't quite recognize' I said. 'How can you when we have never met. But I read poetry etc. & I never thought I would ever be alone in the same room with such a great man (ahem! etc.)' Fortunately he was not a bore – in fact an intelligent & aware youngman (not so young). I walked back to my hotel, had a nice native meal & went to bed.

Morning – Telephone from Lourdes – 'Sir, since you are going to Ziarat in a taxi, would you mind taking two young ladies with you? They don't have an escort & feel nervous about going alone in a bus.' I suppose a gentleman has no option

So ~~...~~ I had to ~~...~~ say yes, imagining some glamorous American beauties. They turned out to be two PIA girls, a blackie from the Punjab & a not too bad looking Parsi from Karachi – both equally dumb. Anyway it halved the damage on the taxi fare (Rs100) so I didn't mind. I tried to make some bright conversation on the way & ~~...~~ drew a blank – no oil in these seeds as they say in Urdu. So we all landed up in this hotel in Ziarat to find that we are the only three denizens in the place. A sore disappointment for them – but not for me. But there

is ~~...~~ a nice young Parsi boy in charge of the place here & I think he is keeping them amused. I spent part of the afternoon reading ~~...~~ Stalin's Leninism, had a nice nap, a hot bath & then went on a long walk by myself – absolutely weird, like walking through ghostland, not a soul, not a sound, not even a bird. Almost terrifying! So that is what it is – this hotel – a very nice, clean place at the top of the hill, very friendly, you can have the run of the house & cook for whatever you like, ideal for a honeymoon couple terribly in love, but I think ordinary

2

mortals would find it a bit trying – as these two kids are doing, who are, as I write, desperately trying to get through to Karachi. I have a feeling that they are not going to last out for more than a day unless young Parvez (our manager) rises to the occasion. How he can rise to both of them I don't know.

Your telephone just came. (The 'line' has been down the whole day). Immediately after I had a call from the Commissioner, an old friend, who wanted to know what the hell I meant by intruding into his

realm without intimation (I suppose it was the hotel reporter) & that he will give me just 24 hours before a transport brings me to him. So my brief anonymity is over & the world is back with us. See you soon, perhaps before this letter.

Love

F

These last pages are badly written because electricity is off at 10 pm every day.

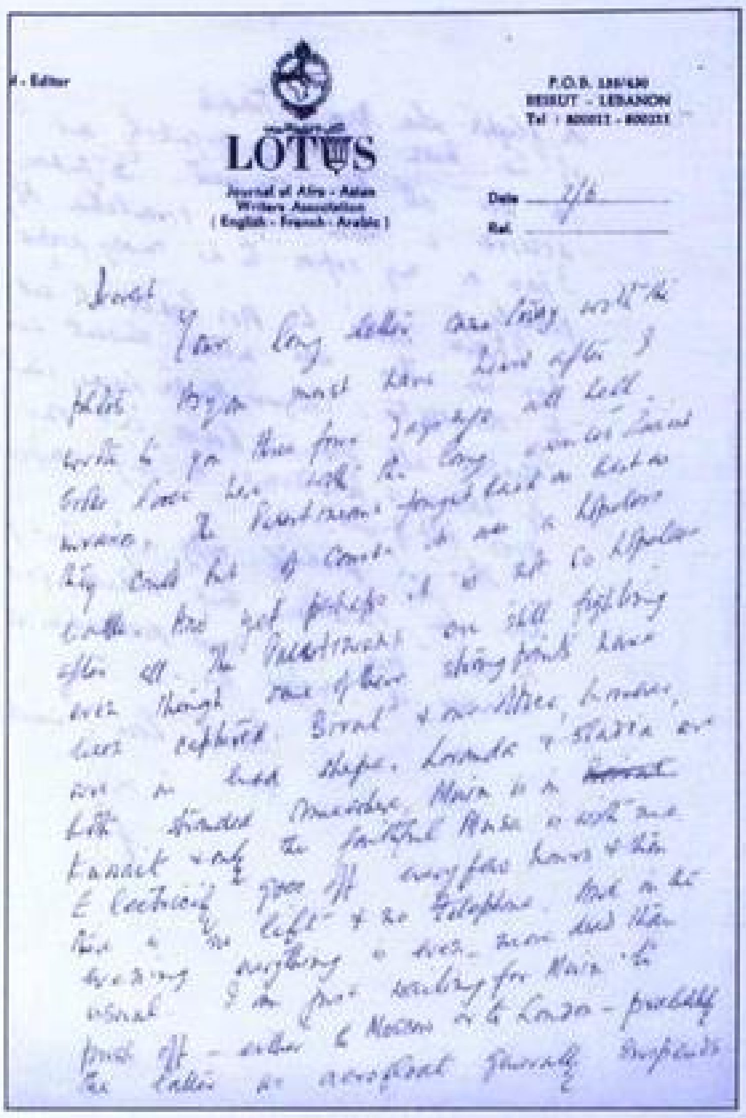

[illegible] - Editor

LOTUS
Journal of Afro - Asian Writers Association
(English - French - Arabic)

P.O.B. [illegible]
BEIRUT - LEBANON
Tel : [illegible]

Date 2/6
Ref.

Dearest
Your long letter came today with the photo. By now you must have heard after I wrote to you [illegible] all hell broke loose here with the long [illegible]. The Palestinians fought back as best as they could but of course it was a hopeless battle. And yet perhaps it is not so hopeless after all. The Palestinians are still fighting even though some of their strongpoints have been captured. Beirut & our office, however, are in bad shape. [illegible] Mira [illegible] only the faithful [illegible] with me [illegible] only [illegible]. Electricity goes off every few hours & there is no lift & no telephone. And in the evening everything is even more dead than usual. I am just waiting for Mira to push off – either to Moscow or to London – probably the latter as airport generally [illegible]

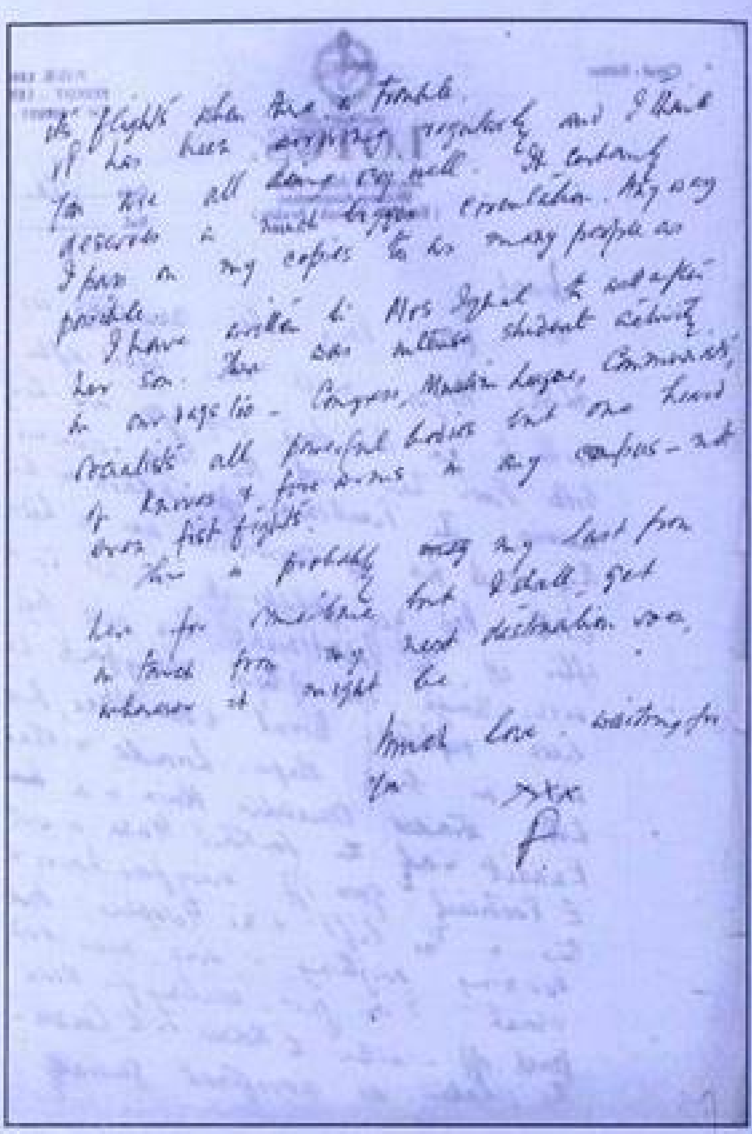

the flights when there is trouble. It has been [illegible] regularly and I think you are all doing very well. [illegible] deserves a much bigger circulation. Anyway I pass on my copies to as many people as possible.
I have written to Mrs Iqbal [illegible] her son. There [illegible] student activity in our [illegible] – Congress, Muslim League, Communists, Socialists all peaceful bodies but one heard of knives & fire arms in my campus – not even fist fights.
This is probably my last from here for sometime but I shall get in touch from my next destination, wherever it might be.
Much love waiting for you
xxx
F

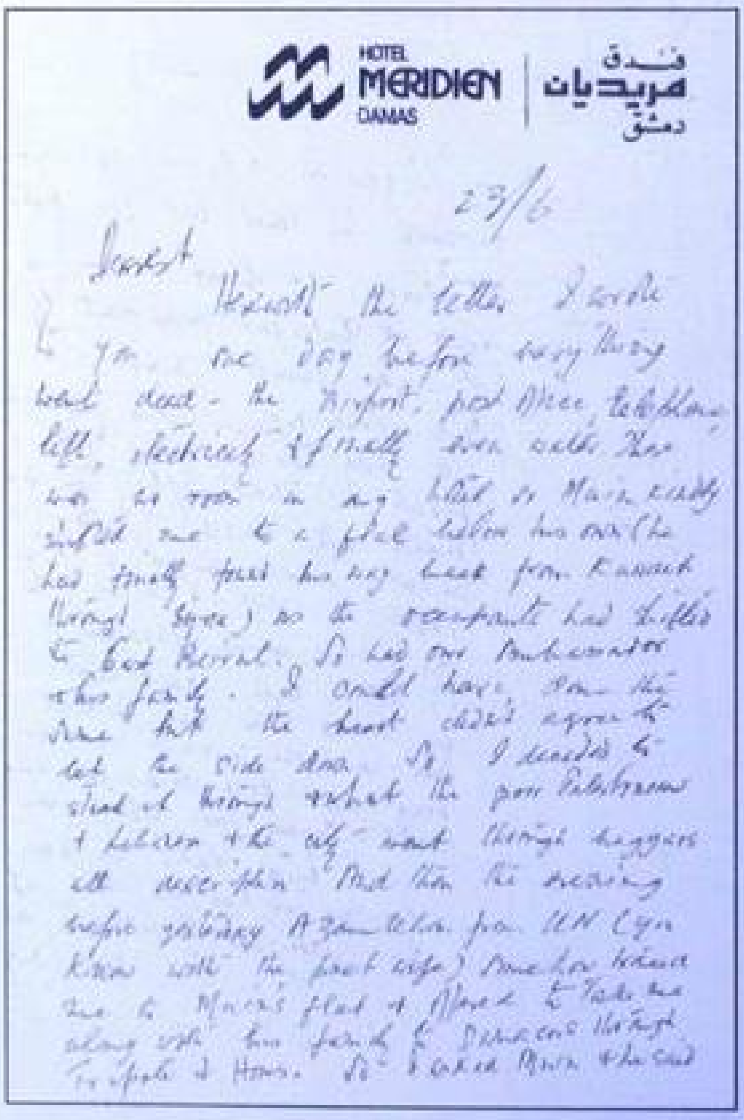

HOTEL MERIDIEN DAMAS | فندق مريديان دمشق

23/6

Dearest
Here is the letter I wrote to you the day before everything went dead – the airport, post office, telephone, lift, electricity & finally even water. There was no room in my hotel so Mira kindly invited me to a place below his own (he had finally found his way back from Kuwait through Syria) as the occupants had shifted to East Beirut. So had our Ambassador & his family. I could have done the same but the heart didn't agree to [illegible] the side door. So I decided to stick it through what the poor Palestinians & Lebanese of the city went through [illegible] all description. And then the morning before yesterday A. [illegible] from UN (you know with the French wife) somehow traced me to Mira's flat & offered to take me along with his family to Damascus through Tripoli & Homs. So I asked Mira & he said

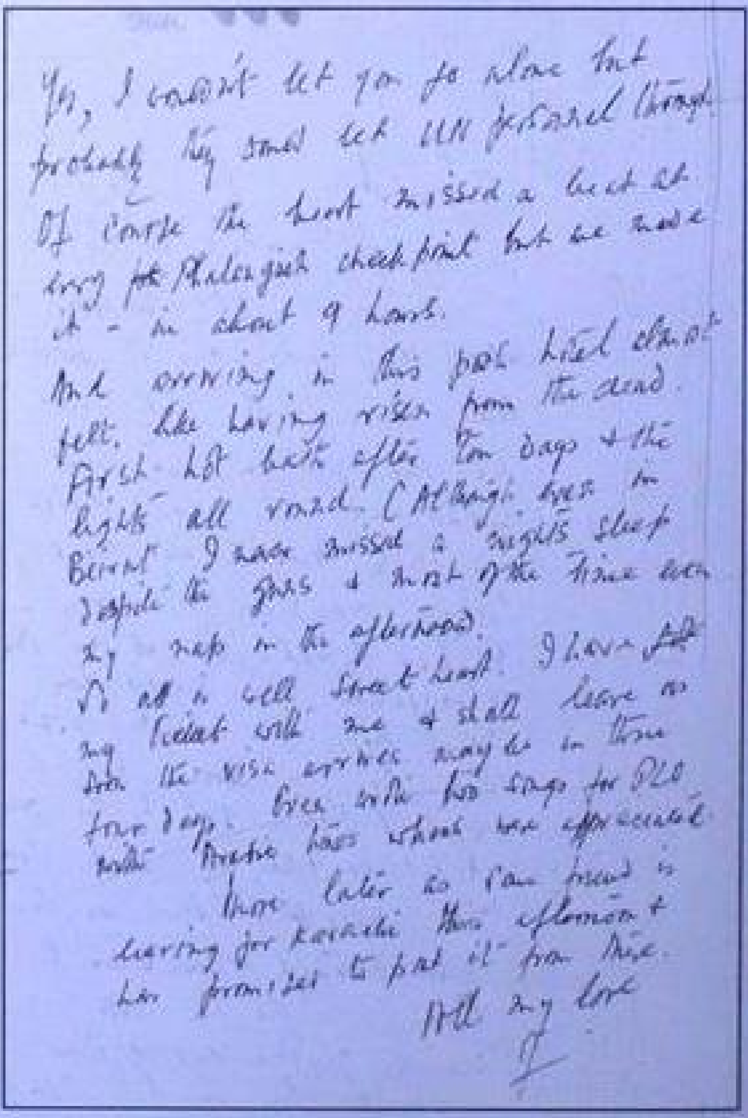

Yes, I wouldn't let you go alone but probably they would let UN personnel through.
Of course the heart missed a beat at every Phalangist checkpoint but we made it – in about 9 hours.
And arriving in this posh hotel almost felt like having risen from the dead. First hot bath after ten days & the lights all round. (Although even in Beirut I never missed a night's sleep despite the guns & most of the time even my nap in the afternoon.)
So all is well sweetheart. I have got my ticket with me & shall leave as soon as the visa arrives maybe in three four days. Been with two songs for PLO with Arabic [illegible] which were appreciated.
More later as our friend is leaving for Karachi this afternoon & has promised to post it from there.
All my love
F

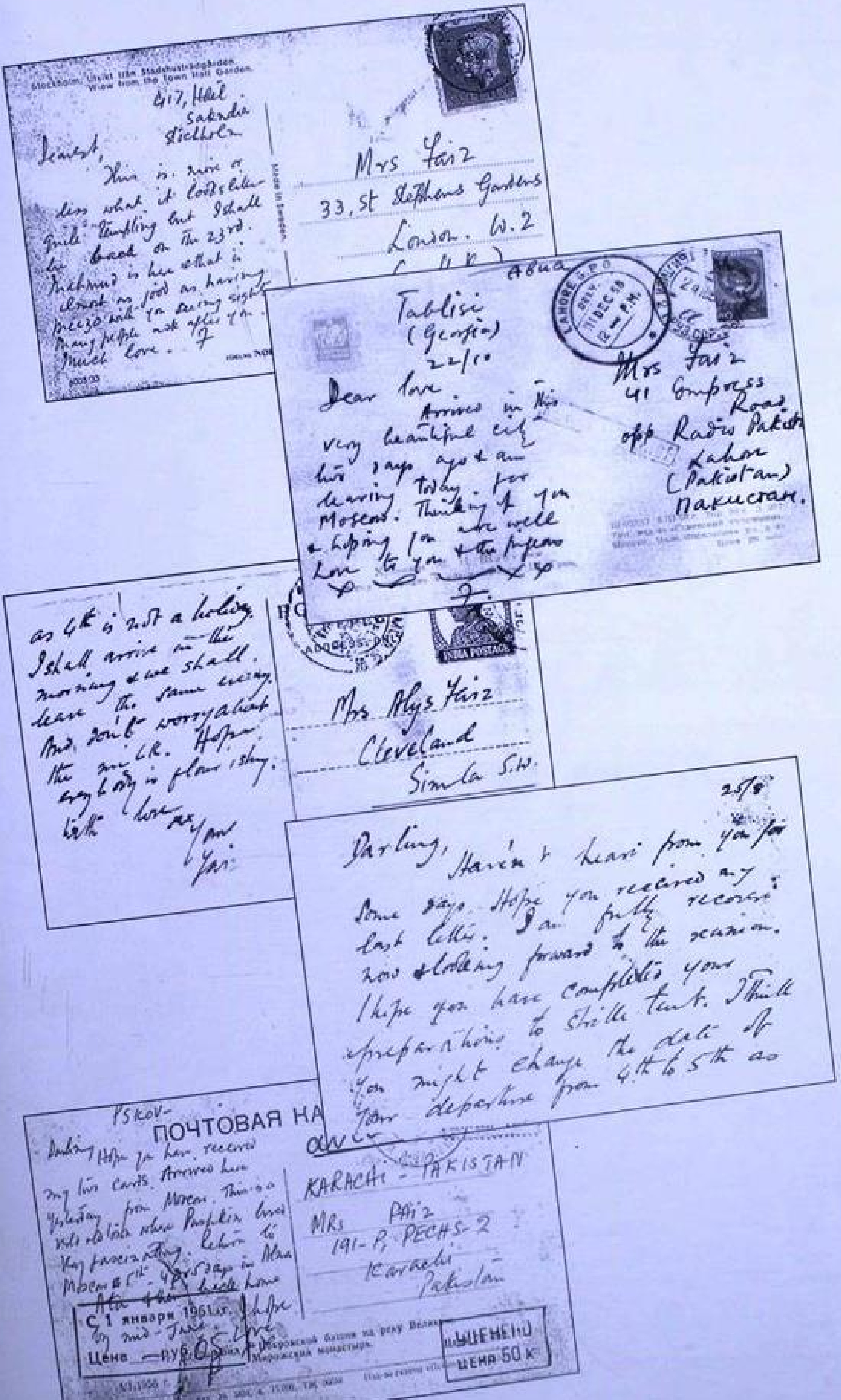
Stockholm. Utsikt från Stadshusträdgården. View from the Town Hall Garden.

617, Hotel Sakandia Stockholm

Dearest,
This is more or less what it looks like. Quite thrilling but I shall be back on the 23rd. Mahmud is here which is almost as good as having [illegible] with you seeing sights. Many people ask after you. Much love. F

Made in Sweden

Mrs Faiz
33, St Stephens Gardens
London. W.2
(U.K.)

Авиа

Tablisi (Georgia) 22/10

Dear love
Arrived in this very beautiful city two days ago & am leaving today for Moscow. Thinking of you & hoping you are well & hoping [illegible]. Love to you & the [illegible] F.

LAHORE G.P.O. 11 DEC 58

Mrs Faiz
41 Empress Road
opp Radio Pakistan
Lahore
(Pakistan)
Пакистан.

as 4th is not a holiday I shall arrive on the morning & we shall leave the same evening. And don't worry about the milk. Hope everybody is flourishing.
With love,
Yours
Faiz

Mrs Alys Faiz
Cleveland
Simla S.W.

25/8

Darling, Haven't heard from you for some days. Hope you received my last letter. I am fully recovered now & looking forward to the season. I hope you have completed your preparations to strike tent. I think you might change the date of your departure from 4th to 5th as

PSKOV-

ПОЧТОВАЯ КА

Darling, Hope you have received my two cards. Arrived here yesterday from Moscow. This is a very old town where Pushkin lived. Very fascinating. Return to Moscow 6th - 4 or 5 days in Alma Ata & then back home by mid-Jan. Love F

KARACHI - PAKISTAN
MRS FAIZ
191-P, PECHS-2
Karachi
Pakistan

С 1 января 1961 г.
Цена — руб. 05 к.

УЦЕНЕНО
ЦЕНА 50 К

We were in an awful [illegible] [illegible] leaves, & the old one is doing [illegible] so we can't get another.
Fakir phoned me saying he will return to Delhi when I do - he seems to be fed up - should I bring him? He can have food & he useful until he can find another job.
There is no more news - I long for you always darling. I hear that Delhi registers 119°!! [illegible] !!!
Saleema has actually sent a [illegible] ..!
Look after yourself Daddy-Jan.
Any hope for [illegible]?
XXXX for your sweetheart. —
Alys.

Aberfoyle
Simla
Sunday

Darling Sweetheart.
It's only a week since you went but it seems a year. The days without you & without letters - do write often sweetheart.
Saleema is well & her 'uncle' also. We saw "Bambi" today.
Do let me know whether you have sent a cheque to Dr Jain - if not I shall send it. Saleema will have her second whooping cough injection tomorrow - there was no ill-effect at all.

together now - such as "[illegible]" "[illegible]" - she should be useful to the AIR soon for their news bulletins - she would be as efficient as most of their women announcers I should think.
Have bought you lovely bedspreads & tablecloths - to match - for your room.
The time passes - but only just - it would be more pleasant if there were a few more letters from you, darling. I wrote a letter to your 'Mum' yesterday in Urdu - that should please her.
[illegible] also was favoured with a letter from me!
Saleema has developed a taste for mangoes - another huge basketful came today from your friend - real "dussaries" - they are delicious.
Parveen is coming to spend the day with us tomorrow, with her baby. Is there any more news of [illegible] or Majeed? Are either of them really coming back.

1

Aberfoyle
Simla.
29/6/44.

Darling.

I know you do need a long rest between letters - but let me know as soon as you can - if the 15th meets with your approval. There is a terrible rush nowadays for seats. So I must book early. However, if you don't need me in Delhi yet I can wait!! Please send my [illegible] because I have to purchase my ticket with the reservation - from Simla - Delhi.
[illegible] is staying here for a few days - & is taking us to tea in Davico's - it seems that [illegible] is the real attraction here.
Saleema has started putting words

"Aberfoyle"
Simla
29/4/44

Beloved
I'm so glad you appreciated the picture - I have ordered some more prints - but don't display them at random - they cost Rs- each.
I hope you will stick to your programme & come here next week - for a week - Tayyab is here - I met him - & he managed to tell a few stories about your misconduct - & your misuse of the freedom of New Delhi!!
I hope you'll be here this time next week, darling.
I have chosen two lovely

I have sent my Savings Book to the bank to be made up - do ask them to return it soon.
We are well & are sending the "Clothe Man".
Please write soon to me - don't get slack because there is only a short time left. These days drag more than ever.
It seems to have been very hot in Delhi for some days - but by 15th or so it should be OK.
Love & kisses to you beloved.
Your wife
Aly.

Aberfoyle
Simla
4/4/44.

Darling Sweetheart
We got your post card - which was a relief & a great joy.
I shall book my seat on Monday for Saturday [illegible] - shall let you know later definitely.
I am counting the days now. [illegible] should arrive on the 16th - leave Delhi on the 17th & we can leave on 18th - according to our plan.
We are having a Big Tea Party at Davico's today - Champa [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] & the [illegible] in [illegible] [illegible] - it will be amusing.
[illegible] will leave for Delhi tomorrow.
The weather seems to have cooled in Delhi now - hope it remains cool.
There's really no more news - am feeling well but extremely tired. [illegible] has caught [illegible] - & my nights are a sleepless

Sarees - & 1940 ones for Rs 2!! Wait till you see them!
Did you ask the bank to increase Saleema's monthly a/c! And do you keep an eye on the Bank a/c?
Please do!
Did I pay by cheque for the saris I bought - do you know.
All is well here - Saleema is as smart as ever -
Come soon, Jan we both need you.
I have written to the Chief -
Dear Parveen -
More later - am taking Salima to a cinema now
[illegible]

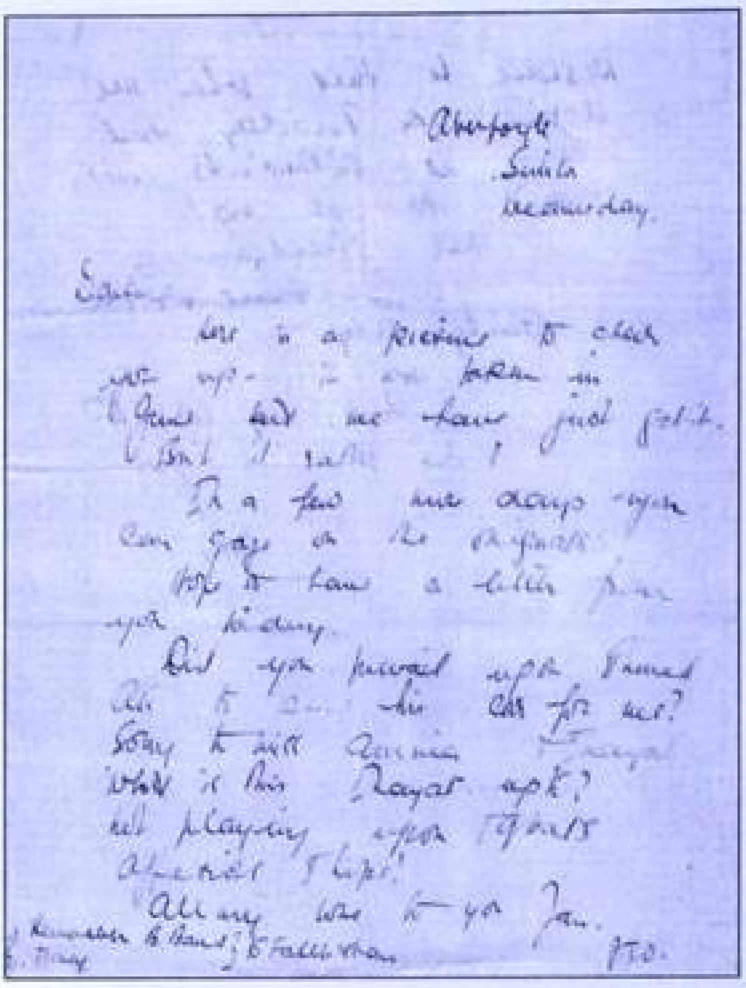
Aberfoyle
Simla
Wednesday.

[illegible]
Here is a picture to cheer you up – it was taken in [illegible] & we have just got it. [illegible]
In a few more days you can gaze on the original.
Hope to have a letter from you today.
Did you prevail upon [illegible] to [illegible] his car for us?
Sorry to miss [illegible]
What is this [illegible]?
[illegible] playing [illegible]
[illegible]!
All my love to you Jan.
[illegible]
PTO.

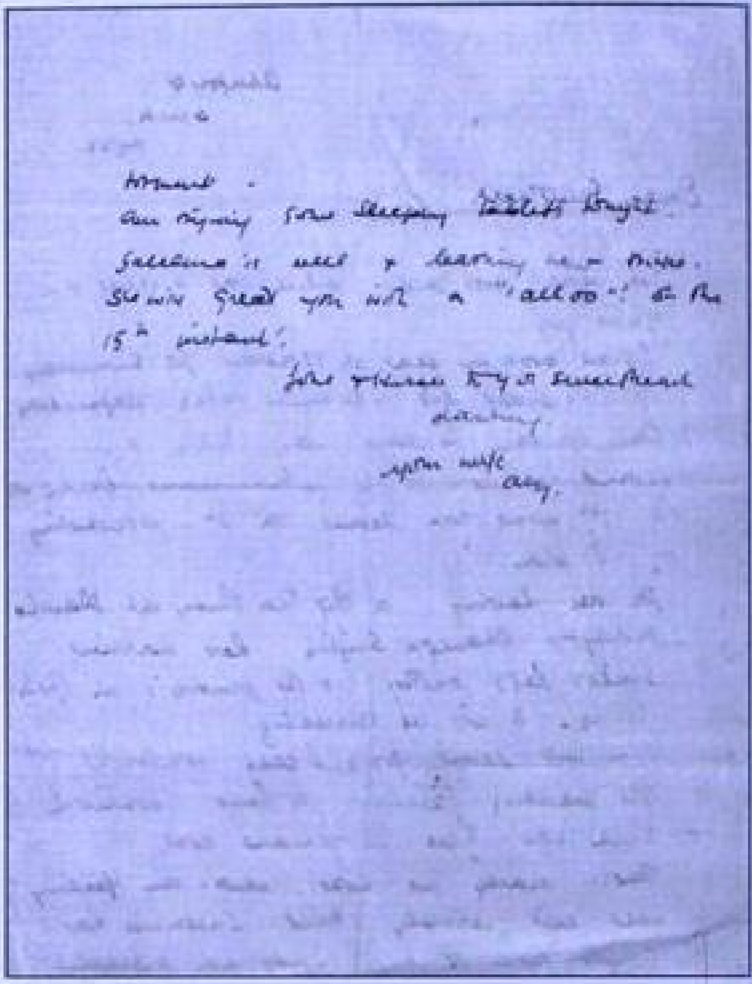
[illegible]
Are enjoying some sleeping [illegible] tonight.
Saleema is well & learning new tricks.
She will greet you with a "allo-o"! on the 15th instant!
[illegible] darling.
your wife
Alys.

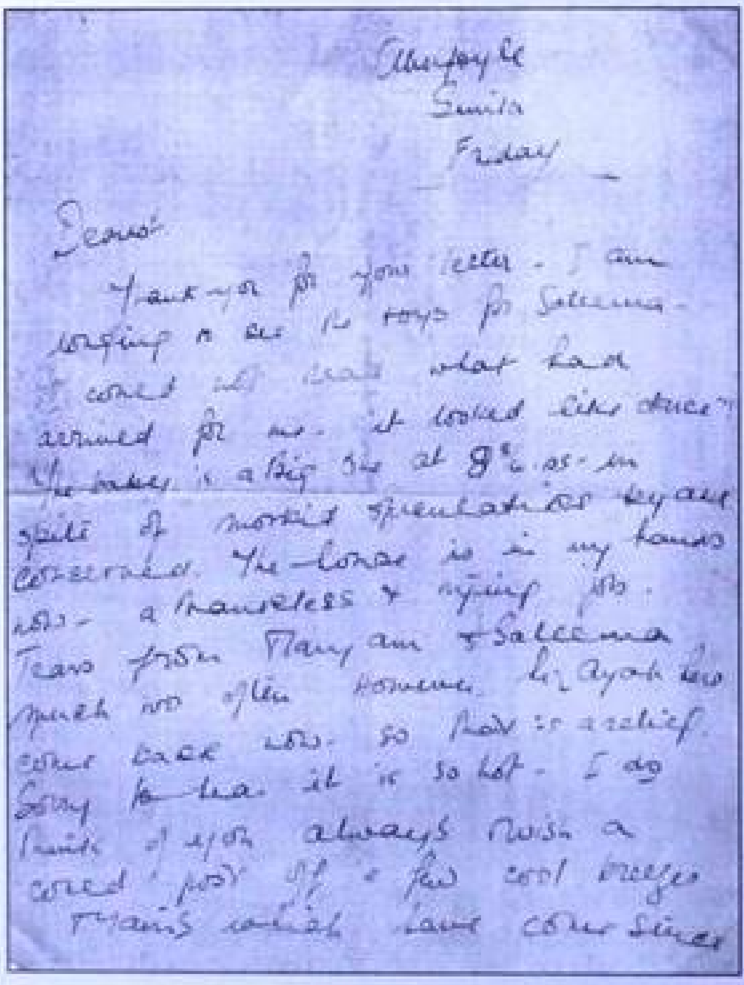
Aberfoyle
Simla
Friday

Dearest
Thank you for your letter – I am longing to see the toys for Saleema – I could not [illegible] what had arrived for me – it looked like [illegible]
The baby is a big one at 8 [illegible] – in spite of morbid speculations [illegible] concerned. The house is in my hands now – a thankless & trying job. Tears from [illegible] & Saleema [illegible] the ayah [illegible] much too often. However [illegible] come back now. So that is a relief.
Sorry to hear it is so hot – I do think of you always. Wish a [illegible] few cool breezes [illegible] rains which have come since

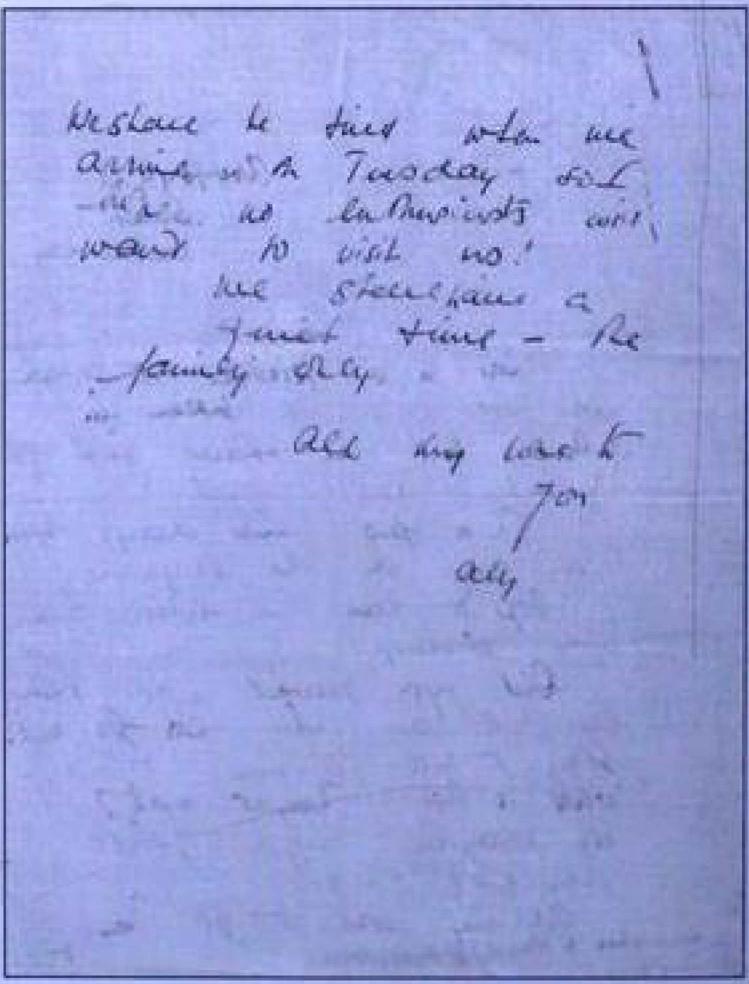
We shall be tired when we arrive on Tuesday [illegible] no enthusiasts will want to visit us!
We shall have a quiet time – the family only [illegible]
All my love to you
Alys

"Cleveland"
Simla S.W.
Tuesday 10th

Beloved Sweetheart,
So! you do seem to be enjoying yourselves in Delhi. Chris is most suspicious about Faiz's split pyjamas especially since they are split at the back! I wonder would yours bear inspection? And I know all about your nocturnal wanderings in the singing girls' quarters – you'll have to give an account of yourself when I come. I am sorry we have to vacate the house by October 15th – this is [illegible] of we have "14 Windsor Place" does it also mean we have to get out at the same time? Anyway I can, I shall return at the very beginning of September provided the weather doesn't take a turn for the worse – even if it does I don't think I can bear to stay away

any longer from you. Please allow the cook to come to Simla and fetch me, if you can manage without him for two or three days. He can take the luggage from Simla to Kalka by train & then either travel in a coupé (1st) with me & the luggage, or book the luggage by 'goods' & travel separately whichever you advise. Anyway, when he comes he should bring a suit case with him for extra luggage. I have written a list separately of things you must see to before I come back, darling sweetheart. And you may ask Capt. Hamish to invite his girl friend to stay with us as long as she is not an [illegible]. Then, as long as she is not too attractive! I have paid all our miscellaneous [illegible] by cheque – which was possible (+ no transfer charges). Faiz's secretary bought 3 cups &

3

saucers from Delhi which Taseer would like to have taken them for nine rupees only which is quite cheap & we did need them very very badly. Your little daughter does sit up quite well, can clap her hands together and can give fairly accurate account of most happenings only nobody speaks her language except her mummy, so my word must be accepted! Did you receive her picture? I am writing to my mother regularly, so you need not worry. Please write also, darling. Give the enclosed letter to Amma for me please. I am afraid my Ayah is not willing to come down to Delhi with me – so perhaps Amma's Ayah with the help of Amma has no objection whatsoever

yesterday.
I am well so don't worry about me – eating as well as my appetite permits – & busy fattening up the Glamour Girl: She is fast improving in understanding & has one or two new tricks.
Met Tho Mya [illegible] today & the [illegible] with her brood.
Let me know when you may come to Simla as Tho [illegible] wants you to bring her camera from Delhi for her.
Darling Sweetheart – I do miss you so! And sometimes your absence depresses me terribly – but I know that this is something, so I have to shake it [illegible] kiss & kiss our darling daddy.
xxxx Aly.

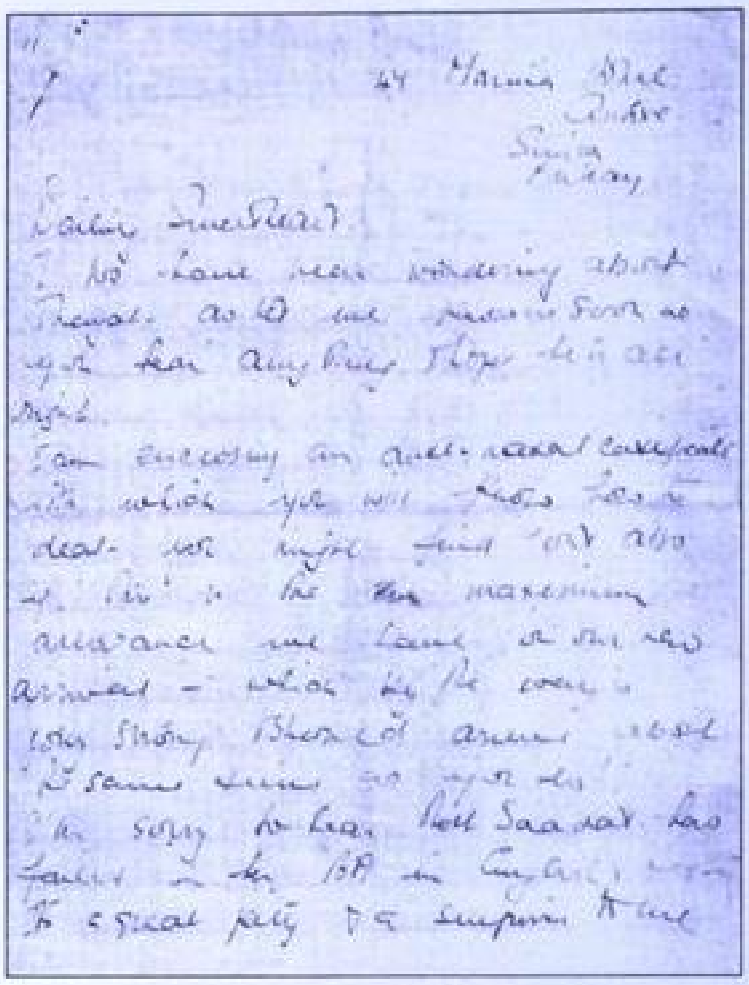
44 [illegible] Road
[illegible]
Simla
Friday

Darling Sweetheart,
I [illegible] have been wondering about [illegible] as [illegible] you hear anything. I hope he is all right.
I am enclosing an [illegible] which you will [illegible] dear [illegible] might find [illegible] also [illegible] is the maximum allowance we have [illegible] – which by the way is [illegible]
I am sorry to hear that Saadat has failed in his BA in England, [illegible] a great pity [illegible]

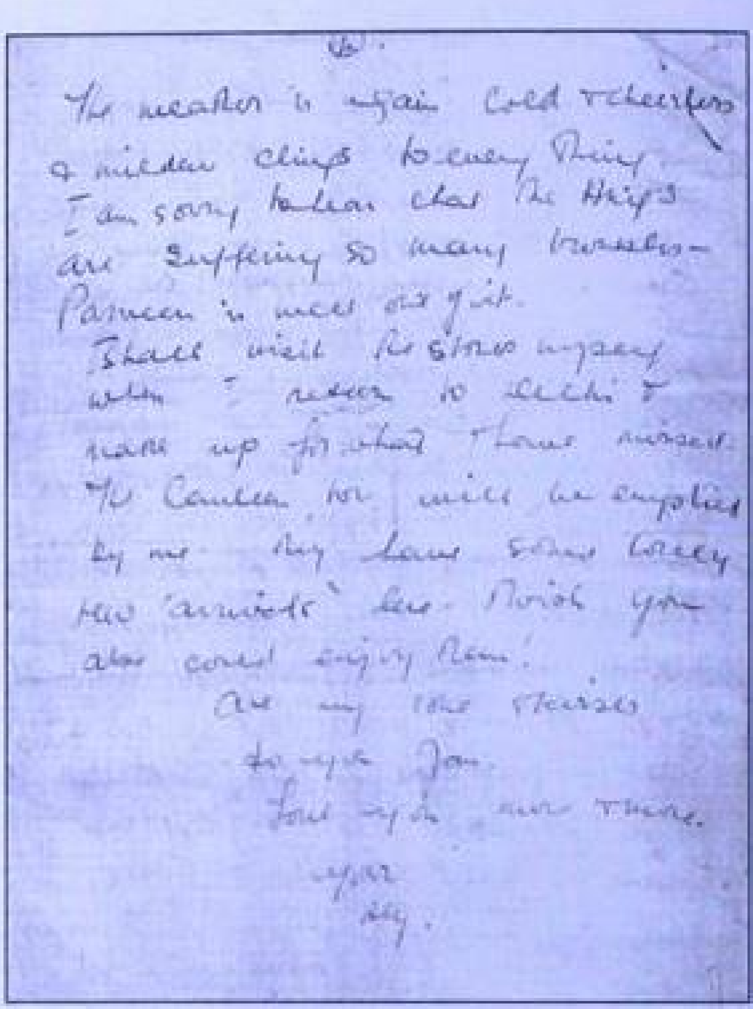
(2)
The weather is again cold & cheerless & mildew clings to everything.
I am sorry to hear that the [illegible] are suffering so many troubles – Parveen is well out of it.
Shall visit the stores [illegible] when I return to Delhi & make up for what I have missed. The canteen [illegible] will be supplied by me. They have some lovely new 'arrivals' [illegible]. Wish you also could enjoy them!
All my love & kisses
to you Jan.
Love you all the time.
Your
Alys.

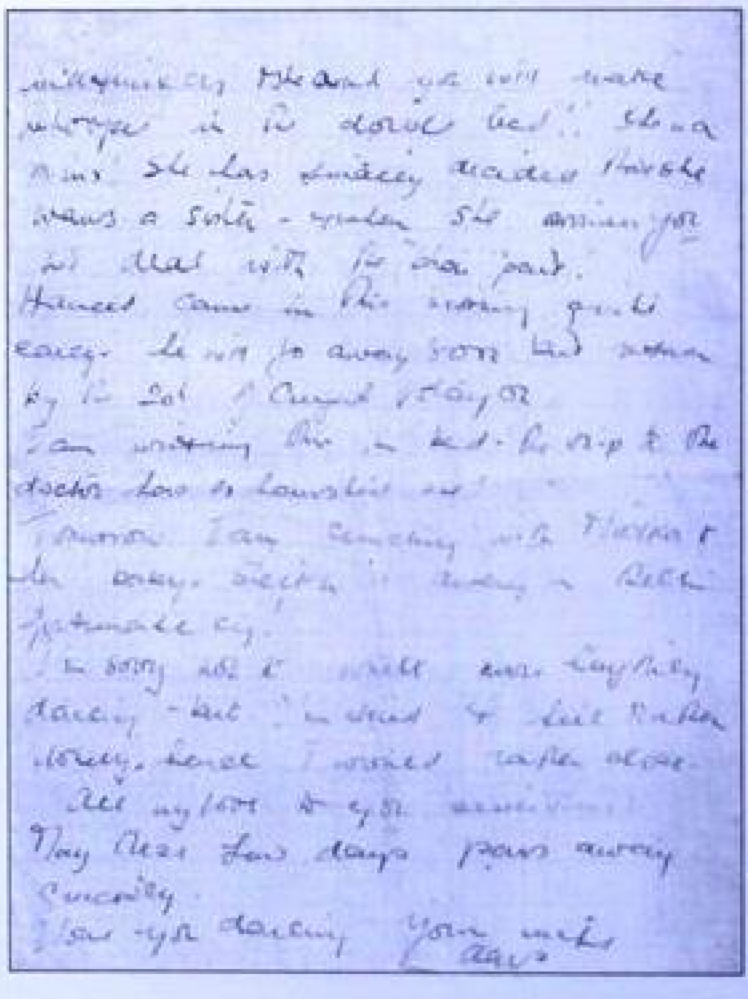
[illegible] you will make [illegible]
[illegible]
Hameed came in this morning [illegible]
[illegible]
I am writing this in bed [illegible] the doctor has [illegible]
Tomorrow I am [illegible]
[illegible]
I am sorry [illegible]
[illegible]
All my love to you [illegible]
May these few days pass away quickly.
I love you darling. Your wife
Alys

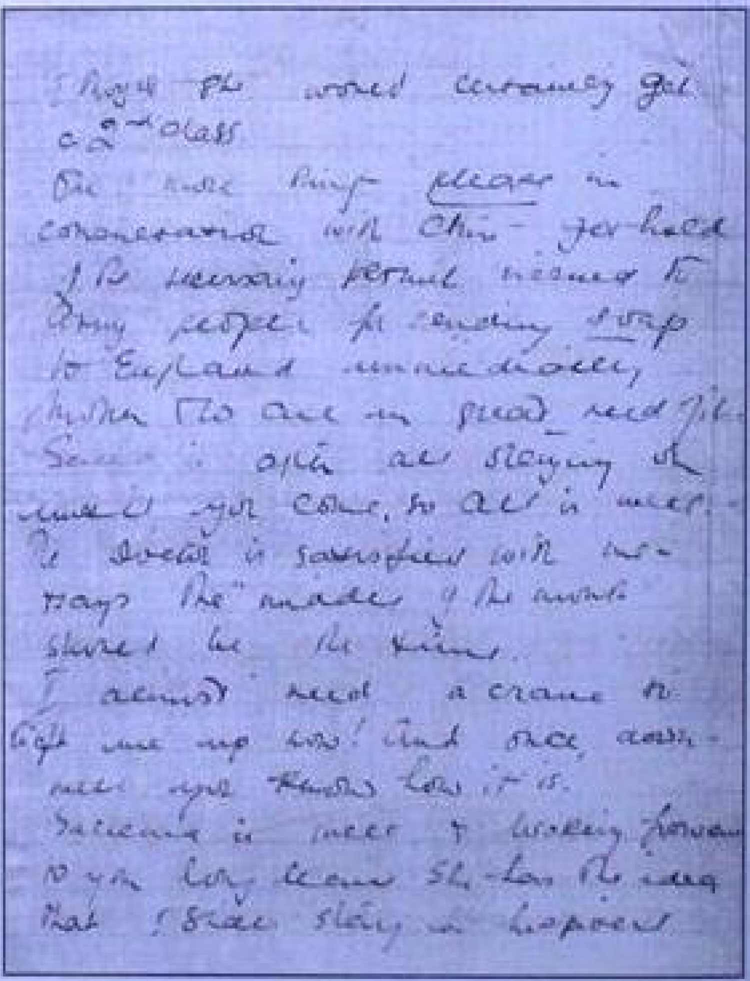
I hope the world economy gets a 2nd class
One more thing please [illegible] with [illegible]
[illegible] to England immediately, [illegible]
[illegible] so all is well.
[illegible]
I almost need a crane to lift me up now! And once down [illegible] you know how it is.
Salima is well & looking forward to you [illegible] that [illegible]

I want to meet you at the
car stand or train so let
me know how you will
come
All are O.K. here.
I'll write a long letter
tonight — at the moment
there is a great rush!

XXXXXX
for daddy.

Your wife
Alys.

[illegible]
Simla
Tuesday

Jan
Please let me know
early whether you are definitely
coming on Sunday — if you are
please bring Tarek Khan with
you!
We are anxious [illegible]
Adalat had a fit today
and was sent to hospital. It is
very difficult to manage
so Tarek Khan will be a great
help.
Thanking [illegible] 1) [illegible]
2) [illegible] } [illegible]
I keep reminding you so that you
don't forget!

I told Brenda about [illegible] [illegible]
accommodation.
All the kids are going to see the
[illegible] — I am waiting for [illegible] —
her baby — I am going again
to see Sayeeda [illegible] [illegible]
tomorrow. He seems to be quite well &
[illegible] [illegible] & [illegible] also want a
[illegible] [illegible] now — [illegible] [illegible]
— [illegible] Salima doesn't start walking
[illegible] yet.
How many more days left now Jan before
your family will be [illegible] [illegible]
— half the days are past.
Remember — when the rains come —
I come too.
All our love to our
darling daddy & xxxxx & xxxx
to you
Alys.

[illegible]
Simla
Sunday

Sweetheart darling
If you are really coming here in
the middle of June [illegible] [illegible] will
[illegible] [illegible] ([illegible] — [illegible] [illegible]
I am longing for you.
[illegible] I am [illegible] [illegible] tea & sugar &
[illegible] a parcel of
[illegible] money.
The weather is again lovely — I
want you here to enjoy it [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]!
Salima is well — she has a new
[illegible] a holiday & is well away [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] so far [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] the Sunday!
Please [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

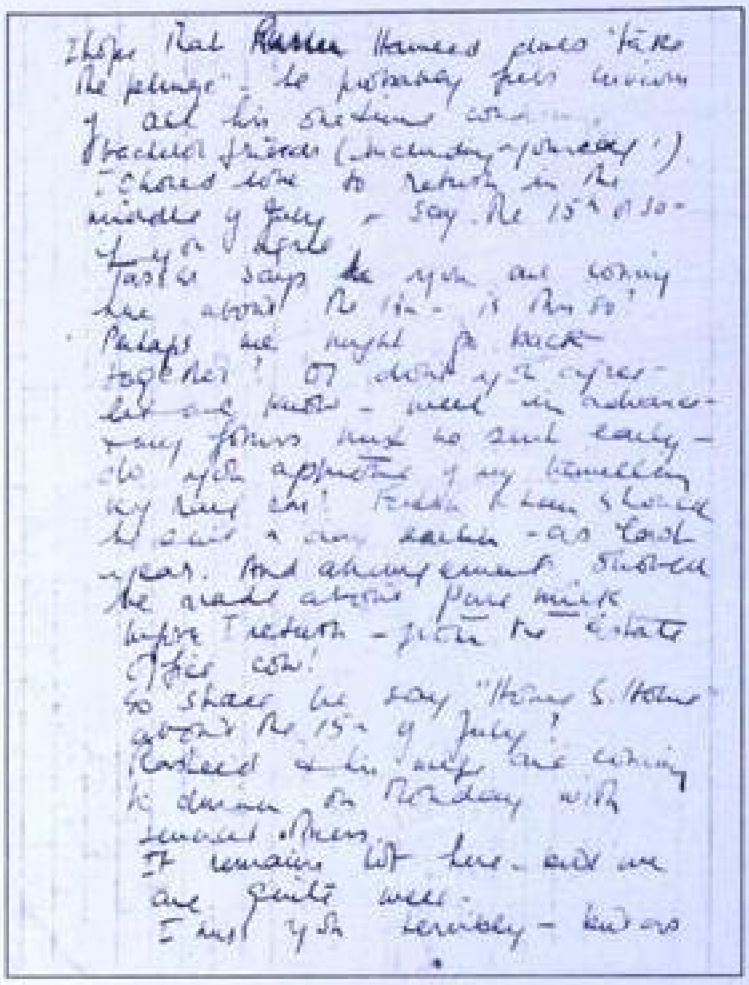

I hope that ~~Rashid~~ Hameed does "take the plunge" – he probably feels envious of all his erstwhile con[illegible] bachelor friends (including yourself!) I should love to return in the middle of July – say the 15th or so – if you agree.
Taseer says that you are coming here about the 15th – is this so? Perhaps we might go back together? Or don't you agree – let me know – well in advance – as my forms must be sent early – do you appreciate my travelling by my car! Fateh Khan should be sent a day earlier – as last year. And arrangements should be made about pure milk before I return – from the Estate Office cow!
So shall we say "Home Sweet Home" about the 15th of July!
Rasheed & his wife are coming to dinner on Monday with several others.
It remains hot here – but we are quite well.
I miss you terribly – but as

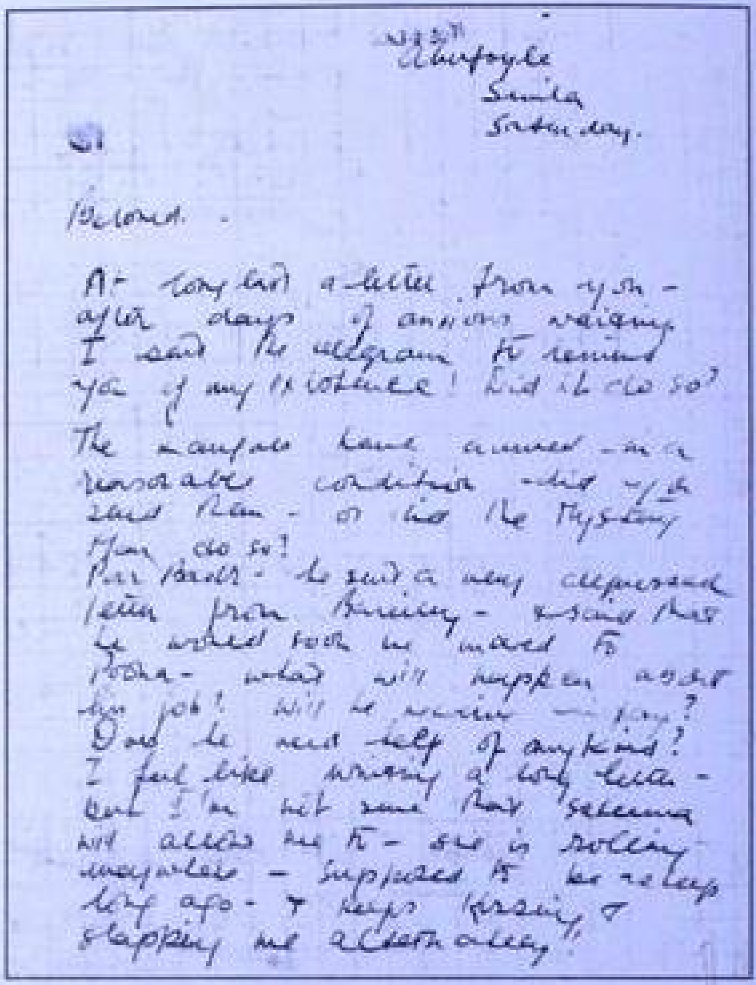

[illegible]
Abergoyle
Simla
Saturday.

Beloved.

At long last a letter from you – after days of anxious waiting. I sent the telegram to remind you of my existence! Did it do so?
The samples have arrived – in a reasonable condition – did you send them – or did the Mystery Man do so?
Poor Bashir – he sent a very depressed letter from Bombay – saying that he would soon be moved to Poona – what will happen about his job? Will he receive [illegible] pay? Does he need help of any kind?
I feel like writing a long letter – but I'm not sure that Saleema will allow me to – she is rolling everywhere – supposed to be asleep long ago – & keeps kissing & slapping me alternately!

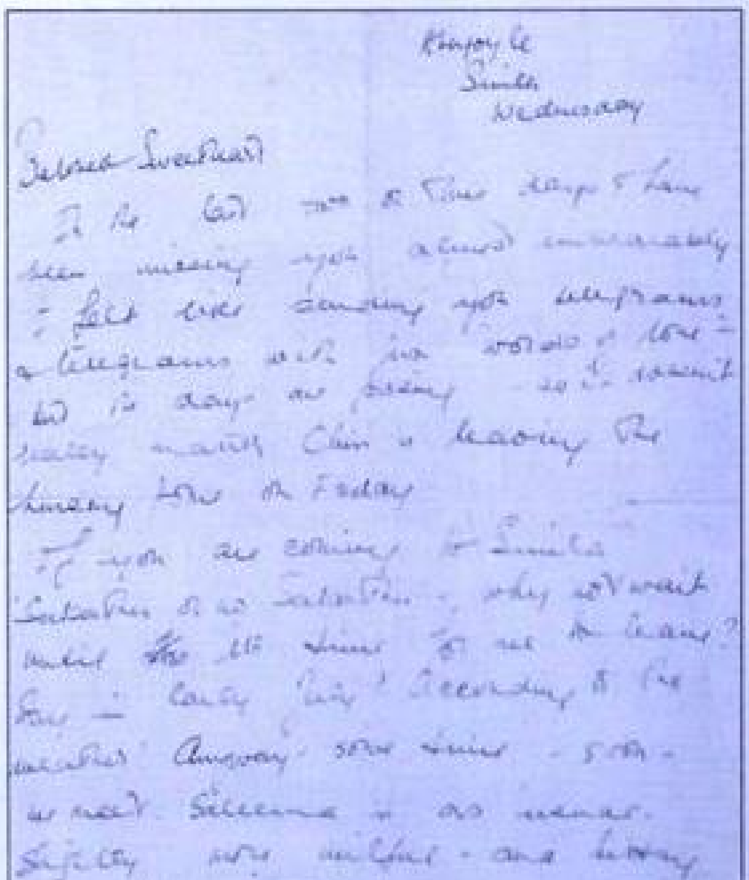

Abergoyle
Simla
Wednesday

Beloved Sweetheart

In the last two or three days I have been missing you almost unbearably – felt like sending you telegrams – telegrams with just "words of love" – but the days are passing – so it doesn't [illegible] matter. Chin is leaving the [illegible] tomorrow on Friday.
If you are coming to Simla Saturday or so Saturday – why not wait until the [illegible] to see the [illegible]? [illegible] lovely [illegible] according to the weather. Anyway soon – soon we meet. Saleema is as usual. Slightly more [illegible] – and [illegible] [illegible] occasionally.
Thank you my dear husband

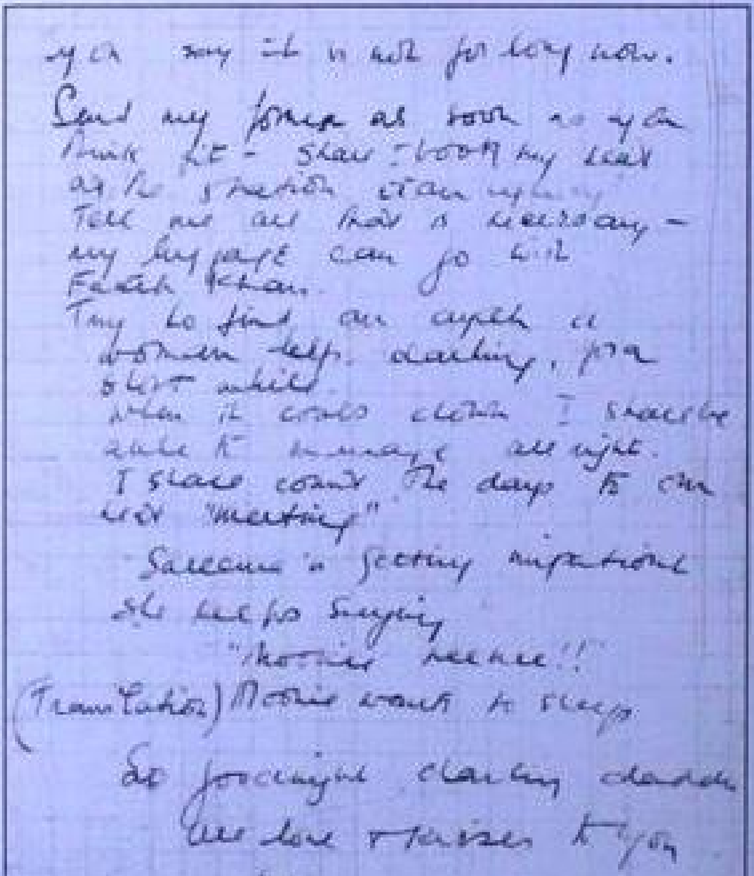

you say it is not for long now.
Send my forms as soon as you think fit – shall I book my seat at the station from here?
Tell me all that is necessary – my luggage can go with Fateh Khan.
Try to find an ayah or woman help, darling, for a short while.
When it comes closer I shall be able to manage all right.
I shall count the days to our next "meeting"
Saleema is getting impatient she keeps saying
"Mommie neende!!"
(Translation) Mommie wants to sleep.
So goodnight darling darling
all love & kisses to you
from ay.

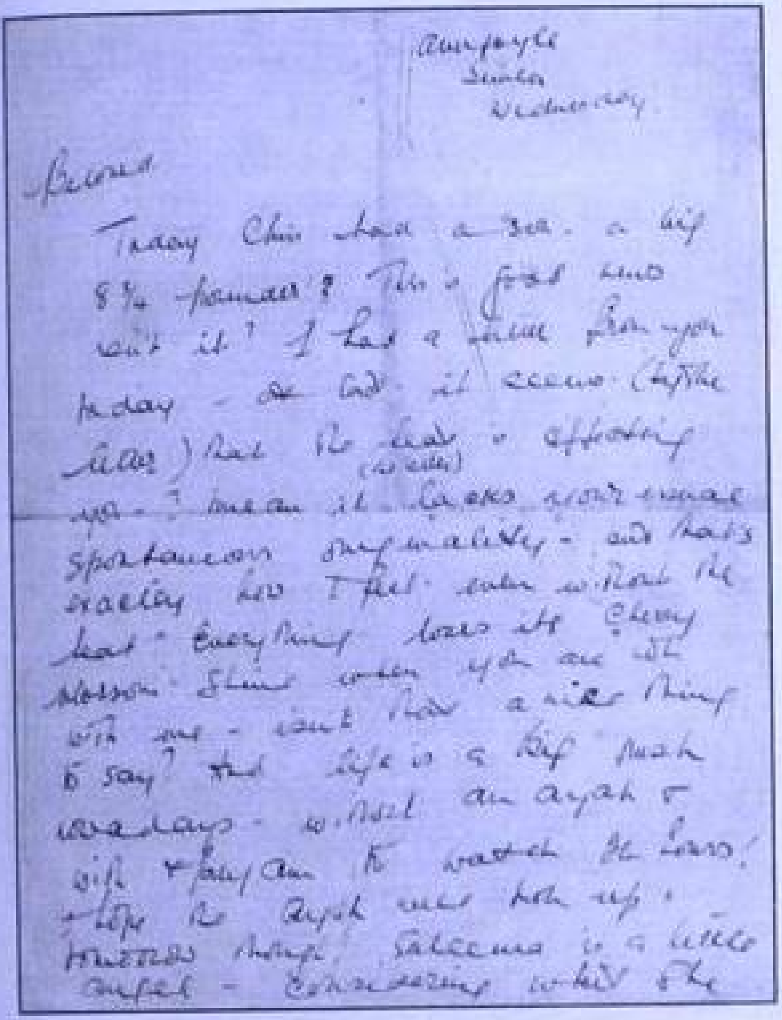

Armagyle
Simla
Wednesday

Beloved

Today Chi had a son - a big 8¾ pounder! This is good news isn't it? I had a letter from you today - at last - it seems (by the size) that the heat is affecting you - I mean it lacks (words) your usual spontaneous originality - and that's exactly how I feel - even without the heat - Everything loses its [illegible] when you are not [illegible] - [illegible] with me - isn't that a nice thing to say? And life is a big rush nowadays - without an ayah & with [illegible] to watch the boys! [illegible] the ayah will turn up tomorrow though! Saleema is a little angel - considering what she

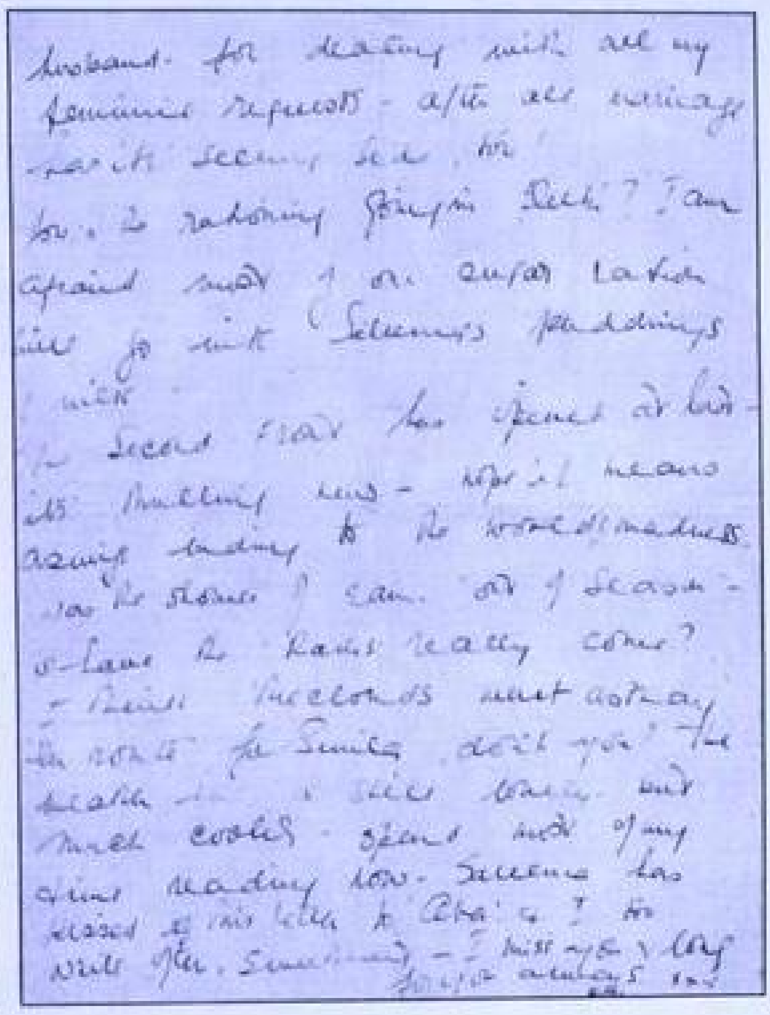

husband for dealing with all my feminine requests - after all marriage [illegible] seeing [illegible] for [illegible] rationing [illegible] Delhi? I am afraid that I am an awful [illegible] [illegible] Saleema's puddings [illegible]

[illegible] second [illegible] has opened at last - it's thrilling news - [illegible] it means [illegible] to the [illegible] [illegible] out of season - [illegible] the rains really come? [illegible] must [illegible] for Simla, don't you? [illegible] much cooler - spend most of my time reading now - Saleema has [illegible] this letter to [illegible] - [illegible] write often. Something - I miss you & long for you always [illegible]

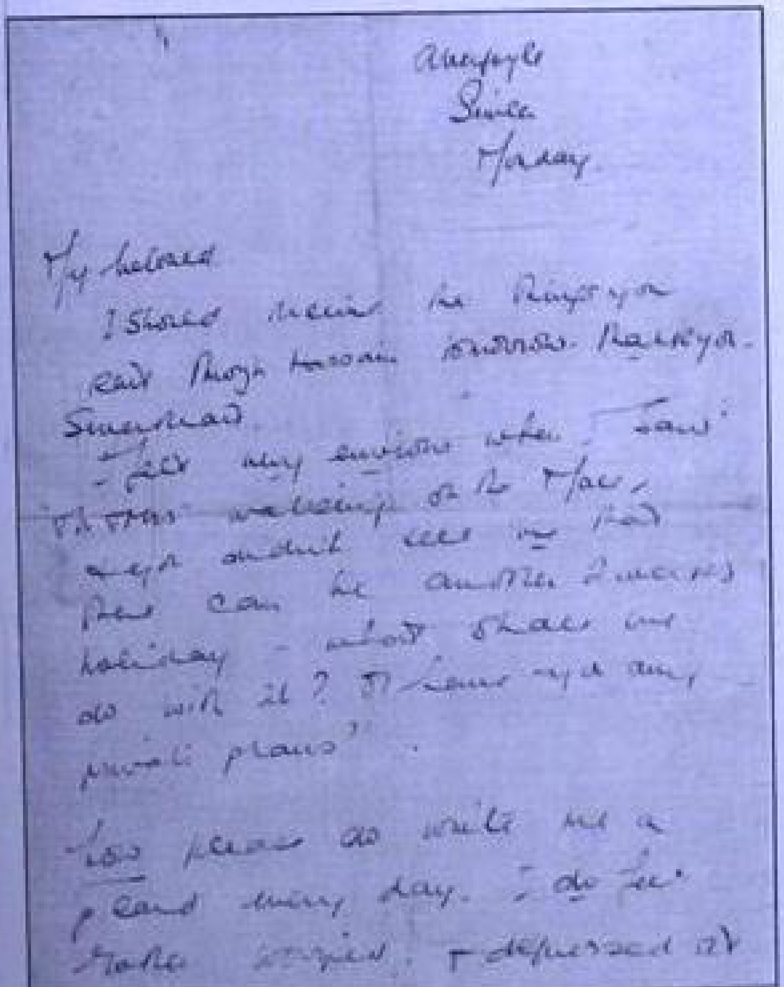

Armagyle
Simla
Monday

My beloved

I should receive the things you [illegible] tomorrow. [illegible] through [illegible] [illegible]

[illegible] - feel very envious when I saw [illegible] walking on the Mall, [illegible] [illegible] there can be another 2 weeks [illegible] holiday - what shall we do with it? Do have you any private plans?

Now please do write me a [illegible] every day. I do feel [illegible] worried & depressed if

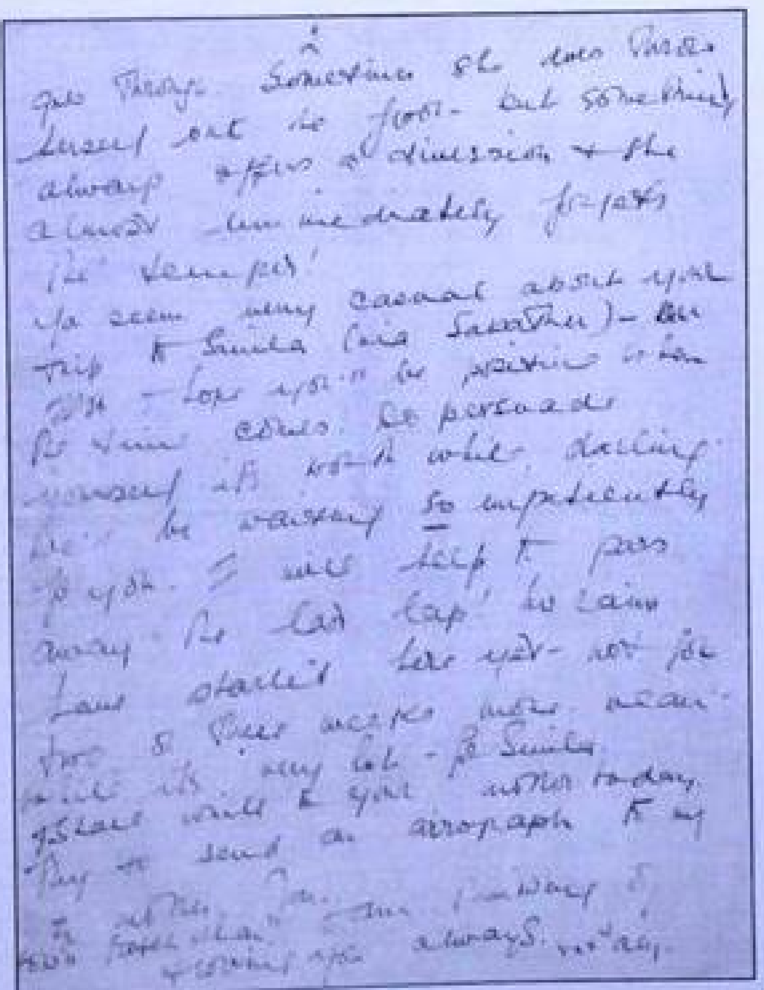

[illegible] through. Sometimes she does throw [illegible] out her [illegible] - but something always offers a diversion & she almost immediately forgets the temper!

You seem very casual about your trip to Simla (via [illegible]) - but [illegible] - hope you'll be [illegible] when [illegible] comes. Do persuade yourself it's worth while, darling. [illegible] be waiting so impatiently [illegible] you. I will help to pass [illegible] away the last lap [illegible] have started [illegible] two or three weeks more [illegible] it's very [illegible] - to Simla. I shall write to you [illegible] today [illegible] an aerograph to my [illegible] send [illegible] always [illegible]

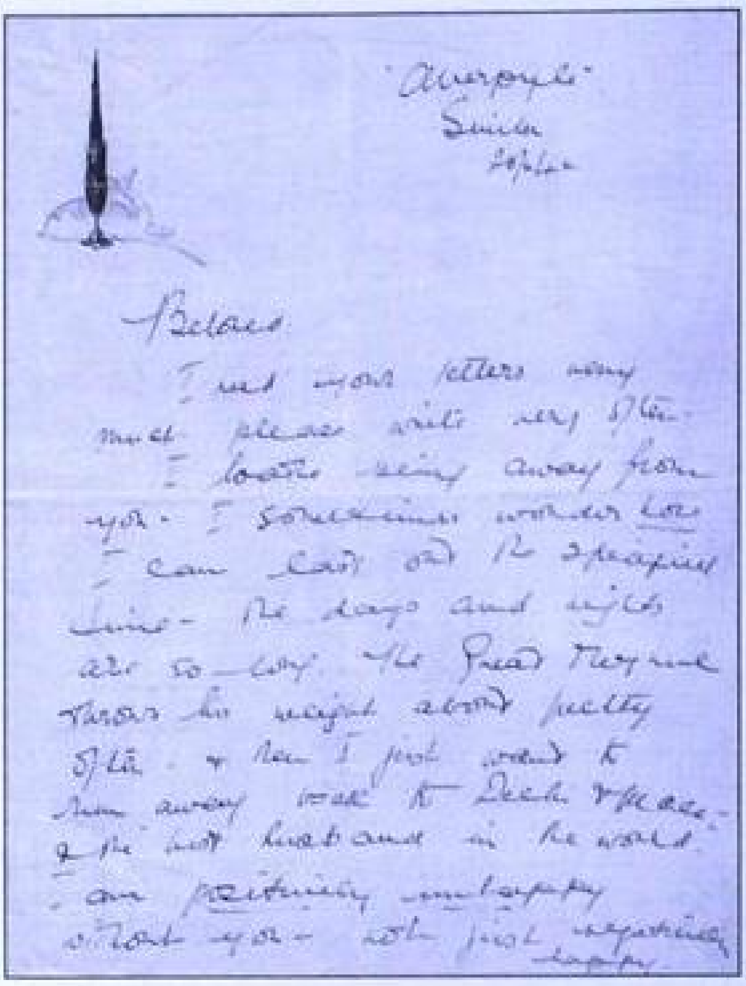

[illegible]
Simla
[illegible]

Beloved
I need your letters very much please write very often.
I loathe being away from you. I sometimes wonder how I can carry out the [illegible] line. The days and nights are so long. The Great [illegible] throws his weight about pretty often & then I just want to run away with the Delhi [illegible] & the best husband in the world. I am positively unhappy without you - not just negatively happy.

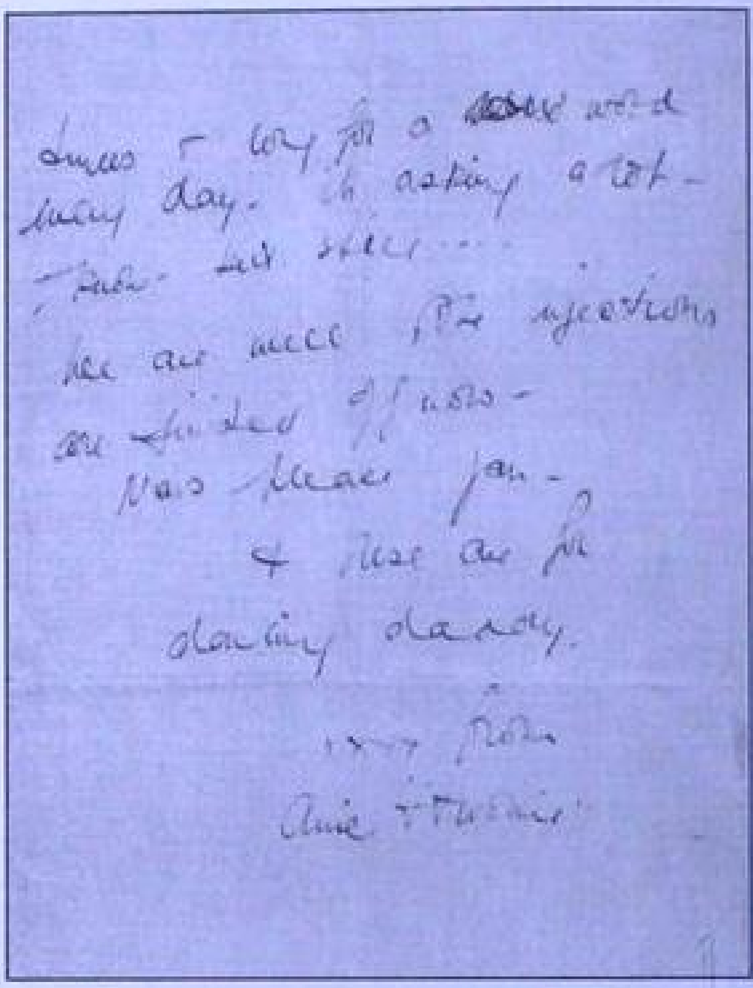

[illegible] - long for a [illegible] word every day. Is asking a lot - [illegible] ...
[illegible] are well. The injections are finished off now -
[illegible] please [illegible] -
& [illegible] for darling daddy.
[illegible] from
Alys [illegible]

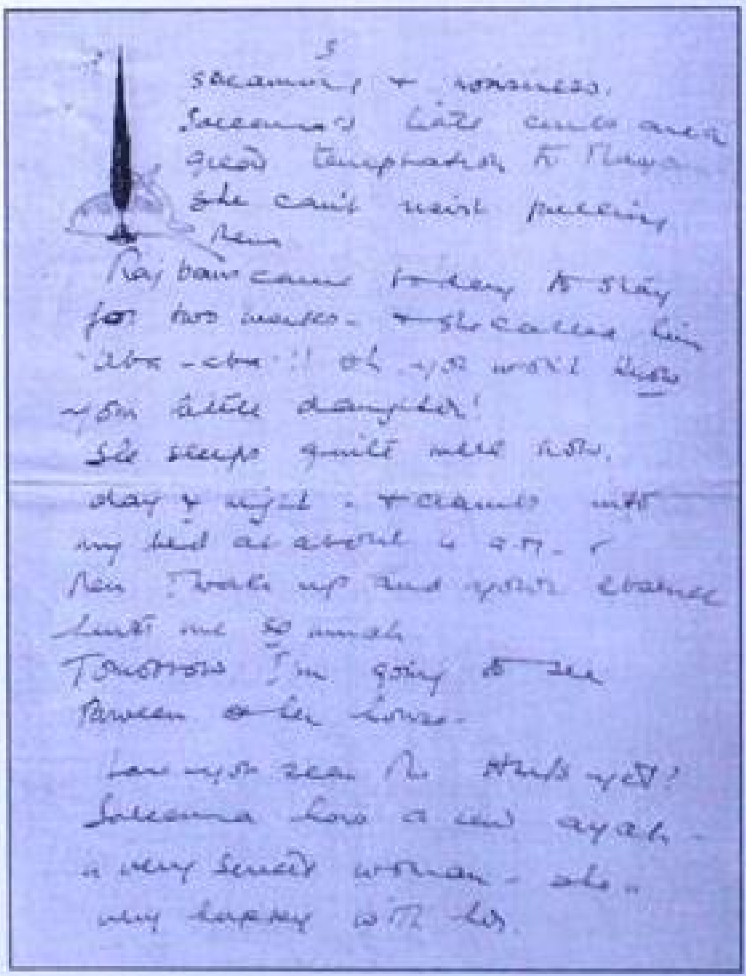

3
screaming & naughtiness. Salima's little [illegible] is a great temptation to [illegible] she can't resist pulling them.
Rajbano came today to stay for two weeks - & she calls her 'aba - aba'!! Oh you won't know your little daughter!
She sleeps quite well now, day & night - & comes into my bed at about 4 a.m. & then I wake up and your absence hurts me so much.
Tomorrow I'm going to see Parveen at her house.
Have you seen the [illegible] yet? Salima has a new ayah - a very sensible woman - she [illegible] very happy with her.

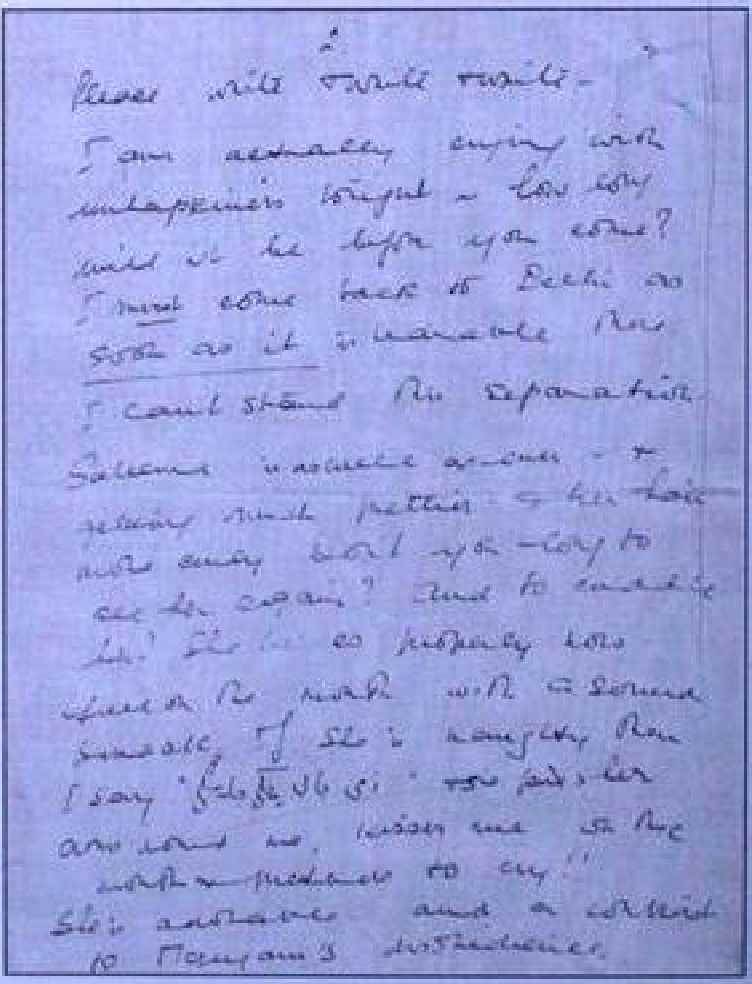

4
Please write write write -
I am actually crying with unhappiness tonight - how long will it be before you come? I must come back to Delhi as soon as it is bearable then I can't stand the separation.
Salima is walking alone - & getting much prettier - & her hair [illegible] - won't you - long to see her again? And to cuddle her! She is so [illegible] now [illegible] with a [illegible]. If she is naughty then I say '[illegible]' she puts her arms round me, kisses me [illegible] [illegible] to cry!!
She's adorable and a contrast to [illegible]'s [illegible].

Annfoyle
Simla
15/6/44.

Beloved,
Hope you had a good journey back, darling, & that the 'colonels' were not too terrifying!!
Another week & again missing you every moment!
Don't forget that the dinners need doing, [illegible] to more, [illegible] of the

4.
I am glad you are not lonely in Delhi & that the rooms are kept full - and remember for the F.B.'s say 'thy wife's department' - I don't intrude!! If I do, they start running my office!!
Think of me often & look after yourself
All the dinners must be [illegible] when the time comes
Do you love me?
I do you - darling - more than words can say - when can we meet, sweetheart?
Do we know - Can't you wangle a w/end in Simla or [illegible]
xxxx for you & you - [illegible] and an [illegible] Salima [illegible] kiss to 'abu' xx Alys

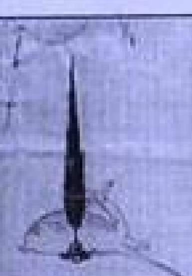

Annfoyle
Simla
19/4/44

My darling Sweetheart -
Dr. S[illegible] says our photos will be ready and I shall send you a copy - both Salima & I have come out very well.
Salima is trying to read my letter over my shoulder - so I am writing more and more unintelligibly than usual!!
You haven't written for some days - and I worry? Do let me know how you are - do you miss us both terribly? Or have

moment -
Keep well & look after yourself - I shouldn't worry but I do - because after all you are my beloved husband - & I am your adoring wife.
Alys.

xxxx+ from us two to you.

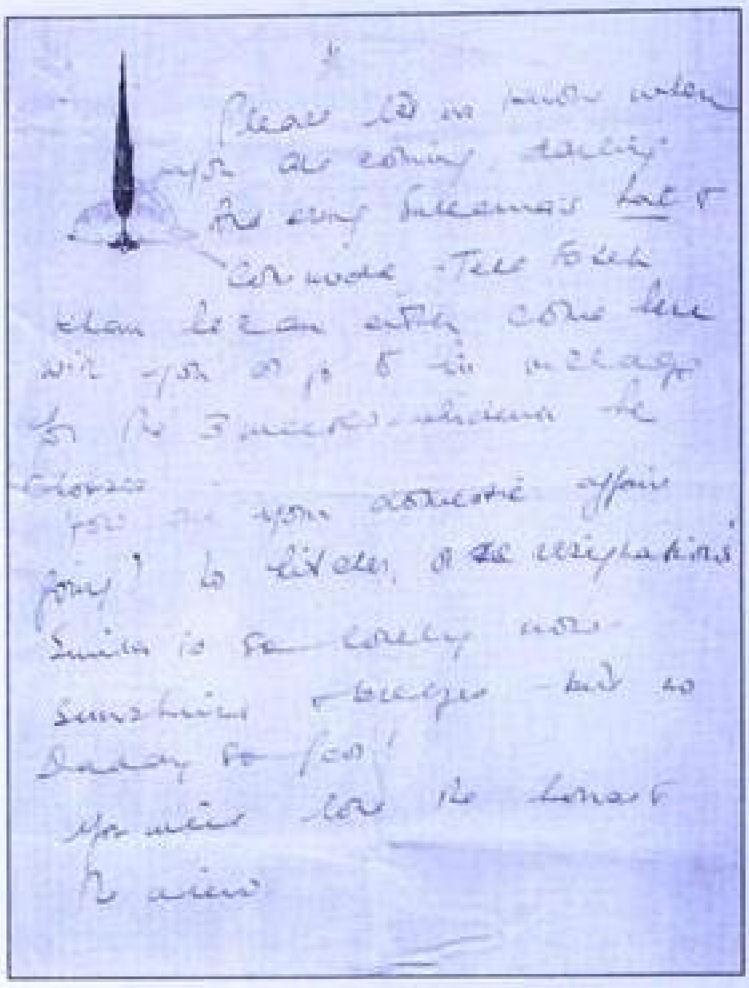

Please let us know when you are coming darling
The cosy Saleema's hat & cardigan – Tell [illegible] then he can either come here with you or go to the [illegible] for the 3 weeks – whichever he chooses
How are your domestic affairs going? [illegible]
Simla is so lovely now – sunshine & breezes – but so [illegible] without you!
You will love the [illegible] view

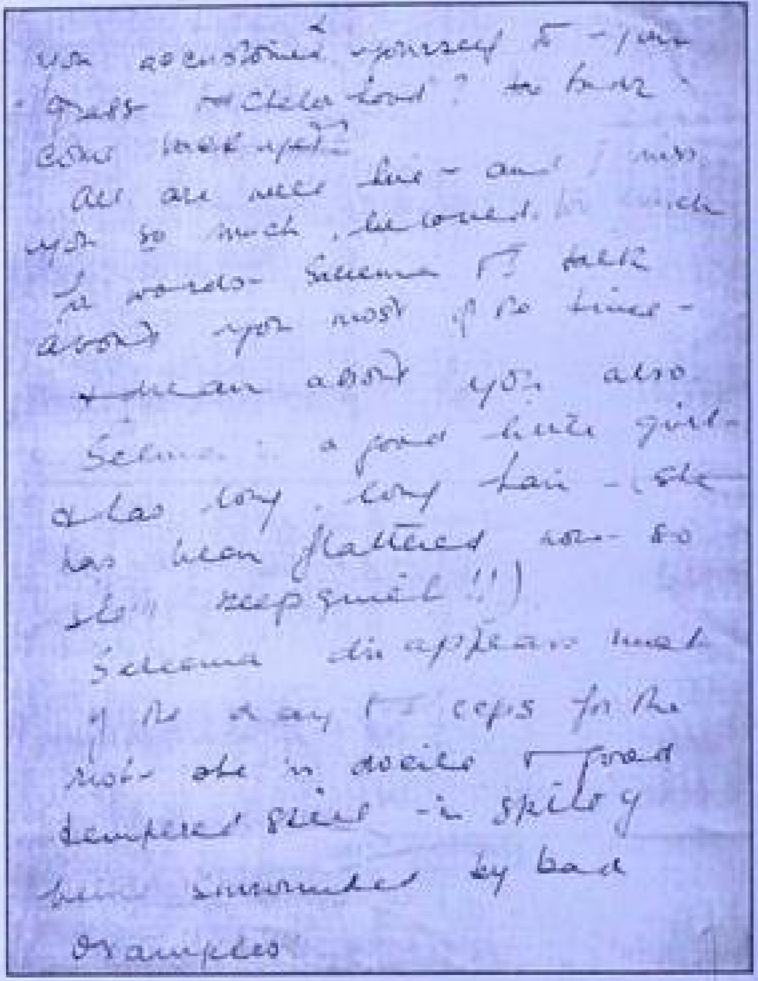

you accustomed yourself to – your "grass widower-hood"? [illegible] come back yet?
All are well here – and I miss you so much, beloved, [illegible] words – Saleema & I talk about you most of the time – & dream about you also.
Saleema is a good little girl & has long, long hair – (she has been flattered [illegible] keep quiet!!)
Saleema disappears most of the day & I [illegible] for the rest – she is docile & good tempered still – in spite of being surrounded by bad examples

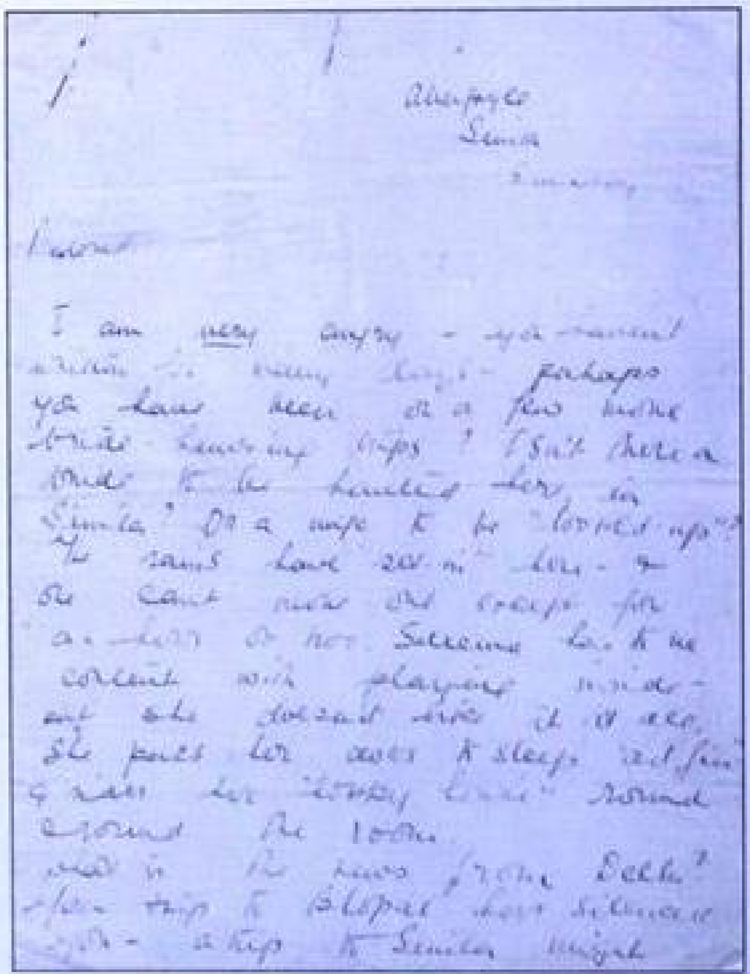

[illegible]
Simla
[illegible]

Darling

I am very angry – you haven't written for many days – perhaps you have been on a few more [illegible] trips? Isn't there a [illegible] in Simla? Or a [illegible] to be "looked up"? [illegible] Saleema [illegible] content with playing [illegible] she doesn't [illegible] she puts her dolls to sleep [illegible] round the room.
What is the news from Delhi? [illegible] trip to Bhopal [illegible] – a trip to Simla might

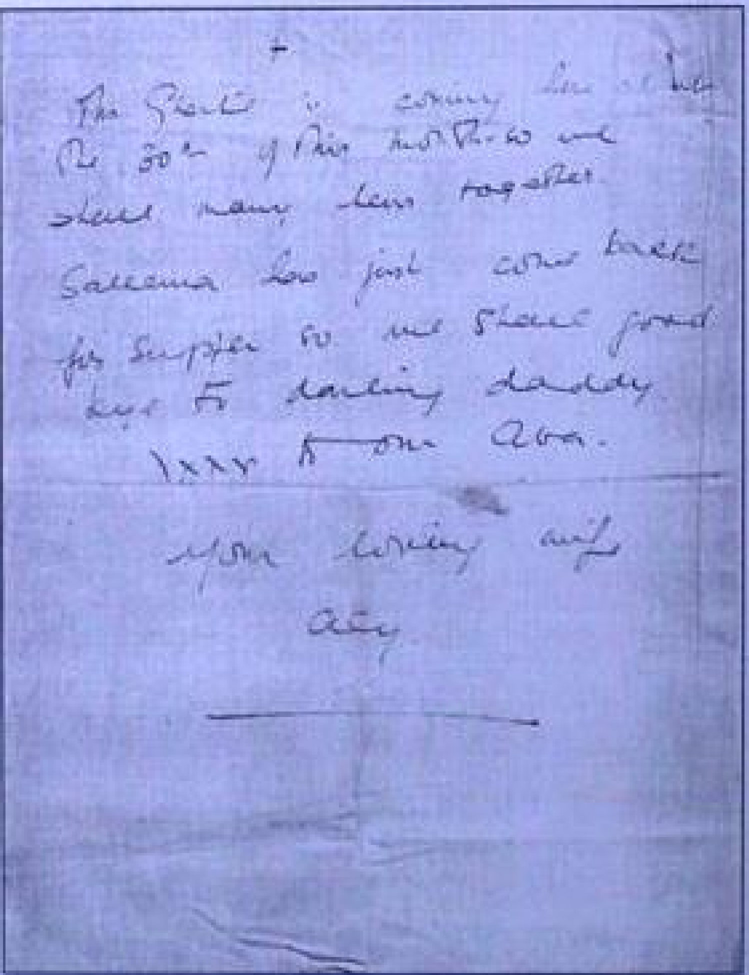

The [illegible] is coming [illegible] the 30th of this month – so we shall [illegible] many [illegible] together
Saleema has just come back for supper so we shall [illegible] kiss to darling daddy
xxxx from [illegible]

Your loving wife
Alys

[illegible]
Simla

[illegible]
[illegible] "just a line to [illegible] you [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] 25th [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] 23rd [illegible] with [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] is OK [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] after the [illegible]. [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] counting the days [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible].

[illegible]
Alys

It's a surprise!
Here it is very Christmas - only here today to celebrate Salima's birthday - we are busy preparing for it all.
Did you "photo" my Bank - do please let me know if the book has been received - they are stuck!

Hope you are keeping well - let me know immediately.

I shall write again when I hear from you - Remember this letter will be all for many days. Ultimatum!

I say:- [illegible]
Salima says [illegible]
I say: [illegible]
Salima says [illegible]

So that's that!
Much love to you. Alys

24 [illegible]
[illegible]
Simla

Beloved,
Have received your letter re Tassar's "pre-dated" theory. He must have put in a smaller one his explanation to keep you from going to Lahore. Generally I suppose it's better to you [illegible] of an emergency. Now the extraction is this - on Friday (the 25th) I have been to doctor - and the nearest the date is August 20th or before. If she sees any change she will tell me - Moreover I should say your leave should be fixed tentatively from 17th the

24 [illegible]
[illegible]
Simla

Beloved,
Have received your letter re Tassar's "pre-dated" theory. He must have put in a smaller one his explanation to keep you from going to Lahore. Generally I suppose it's better to you [illegible] of an emergency. Now the extraction is this - on Friday (the 25th) I have been to doctor - and the nearest the date is August 20th or before. If she sees any change she will tell me - Moreover I should say your leave should be fixed tentatively from 17th the

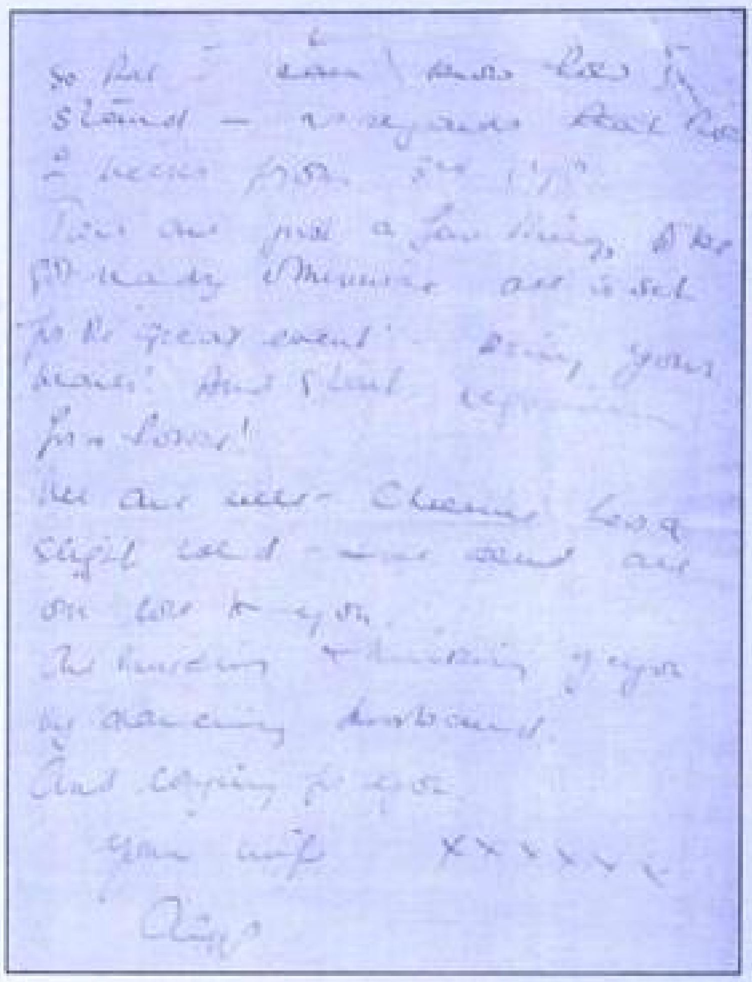

so that I [illegible] [illegible] the [illegible]
stand — [illegible] that [illegible]
I heard from 3rd [illegible]
There are just a few things, the
old lady Mummie are [illegible]
for the great event — bring your
dresses! And start [illegible]
from tomorrow!
We are well — Chanu has a
slight cold — and send all
our love to you.
[illegible] thinking of you
my darling husband.
And longing for you.
Your wife xxxxxx
Alys

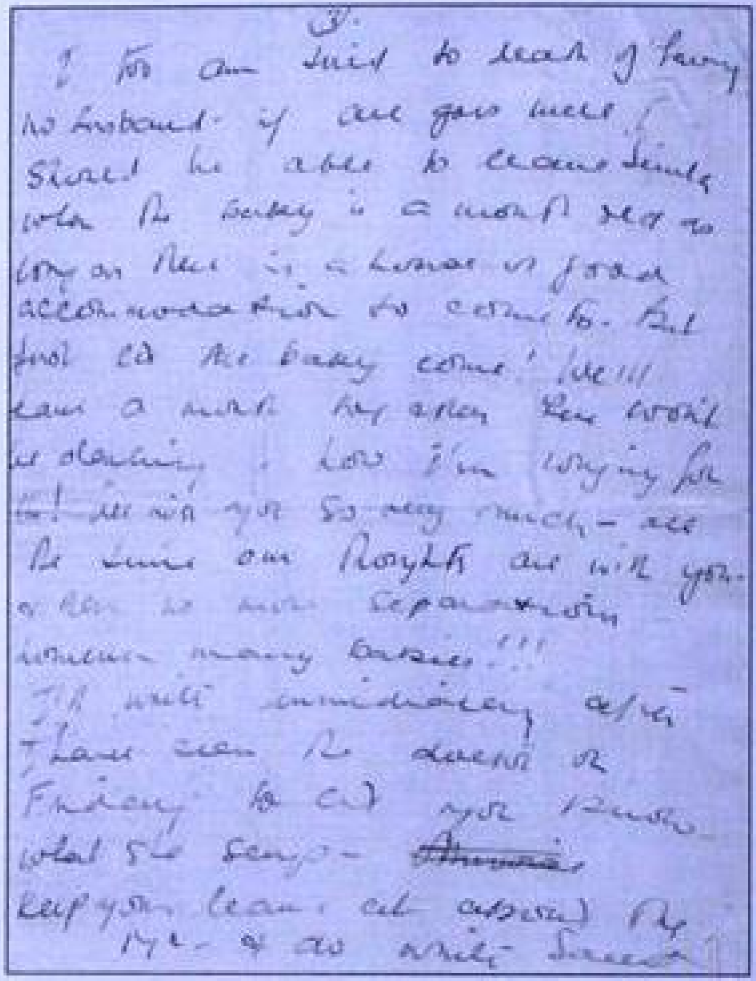

3.
I too am sad to hear of having
no husband — if all goes well I
should be able to come down
when the baby is a month old so
long as there is a chance of good
accommodation to come to. But
first let the baby come! We'll
have a month by then, then would
be darling — how I'm longing for
it! We miss you so very much — all
the time our thoughts are with you —
is there no more separation
between many babies!!!
I'll write immediately after
I have seen the doctor on
Friday to let you know
what she says — ~~[illegible]~~
keep your [illegible] all around the
1st — & do write soon.

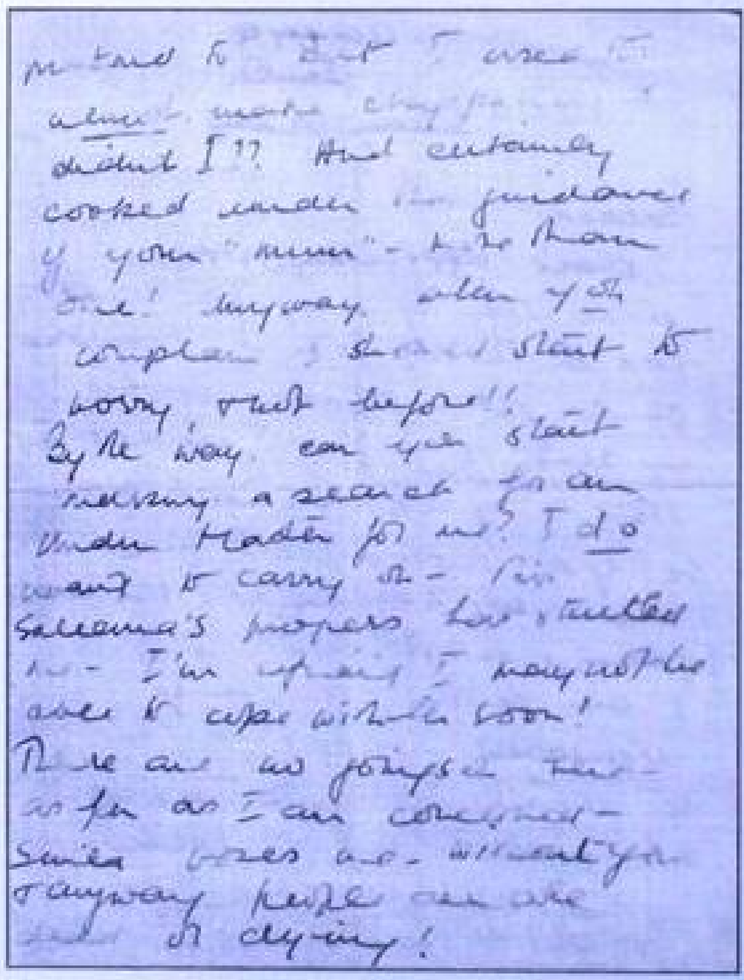

pretend to that I used to
almost make chapatis,
didn't I?? And certainly
cooked under the guidance
of your "mum" — more than
once! Anyway when you
complain I shall start to
worry, not before!!
By the way can you start
making a search for an
Urdu Master for me? I do
want to carry on — the
Saleema's papers have [illegible]
me — I'm afraid I may not be
able to cope with them soon!
There are no [illegible] [illegible]
as far as I am concerned —
Simla bores me — without you
& anyway people here are
[illegible] of dying!

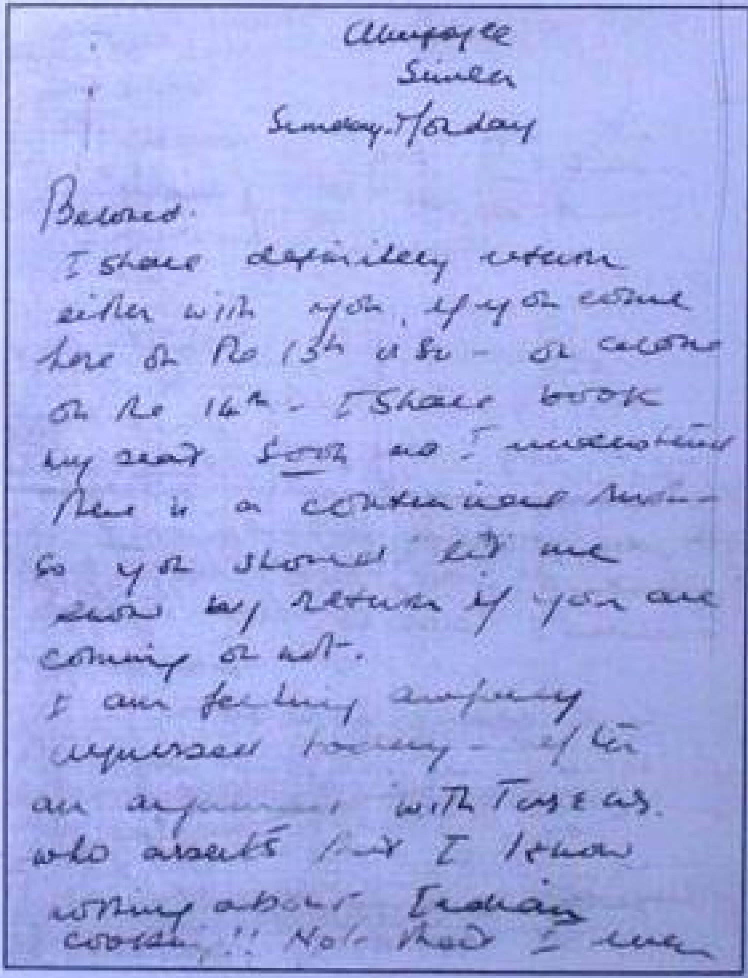

[illegible]
Simla
Sunday. Monday

Beloved.
I shall definitely return
either with you, if you come
here on the 13th or so — or alone
on the 16th — I shall book
my seat soon as I understand
there is a continuous rush —
so you should let me
know by return if you are
coming or not.
I am feeling awfully
depressed today — after
an argument with Taseer
who asserts that I know
nothing about Indian
cooking!! Not that I ever

attached to Saleema -
She says she is a Shareef
Baba!!"
She is the rascal in
my opinion!
No more now. Bed time
is here -
And my thoughts are
always with you
darling.

XXXX for daddy,
your wife Alys.

staying away from you for
long - makes me terribly fed
up with the world -
I wonder if Rokhsi & Hamid
will again 'fade away' when I
come back as they did last
year! Perhaps I scare them -
anyway kitchen [illegible] will be
a welcome guest.
The thought of coming home is
very, very comforting indeed.
The ayah wept when I
told her we were
going away soon.
She has grown very

It is very cold today
but gloriously sunny -
Saleema is quite ~~pleased~~
resigned to your absence,
in the hope of reaching
Delhi very soon.
Am missing you every
moment, beloved.
Love on love to all at
58.
Kisses & love from
your three sweethearts
your wife
Alys

44 Hotel Prince
Annexe
Monday.

we are * allowed to enter a [illegible] compound!

Darling Sweetheart.
Got your cheques
yesterday - herewith am
sending three* - also let
me know the house of
Azad's father (& his name) -
so that I can go there.
I hope you arrived
safely - we are [illegible]
good night [illegible] Sunday.
Today I have [illegible]
[illegible] feel. Hope to hear
soon from you darling.

1

"[illegible]"
Simla
22/4/44
Saturday

Beloved.
I have sent our picture to
you today — please send it on
to your mother (Bibi-ji) & have
another for the other [illegible] — & we'll
have a large one done for
ourselves. Let me know if you
like it, darling.
The food situation reached
its climax two days ago
(there was an awful row —
(I was 'out' this time!) so
the temperature is at zero.

2

The pansies refuse to wake up in
spite of many Bibi-ji's efforts.
So tea at Davico's went off
anyway.
Please keep an eye on our
house a/c in Delhi & let
me know when you have
instructed them to increase
Saleema's a/c to Rs 80-(or
Rs 100) per month.
There are some "beautiful"
Dacca saris here of "[illegible]"
for Rs 32 — should I get one?
Say, next month. They have
a huge stock & the designs
are lovely. Wish you were
here tho'.

3

What news for me, Jan?
Please keep up your
correspondence — it makes
me so happy to get a letter.
Saleema is well (as you can
see by the picture!)
The atmosphere is rather
depressing in the house now —
I have to be diplomatic
with our parties — altho'
my sympathies are with [illegible]
What about your holidays?
Let us know soon, darling.
I am sure Fateh Khan is
looking after you well.
& how is Abdul Rahman?

4

And are you well Jan? &
keep the pounds down & the
spirits up.
I gave [illegible] Chinese
lunch yesterday.
Have got my chit for
the [illegible] [illegible] This
time is [illegible] at all.
Remember me to
the [illegible]
xxxx to our
darling "Ava-jan"
Kay

1

47. Hotel
Marina
Annexe
5/8.

Darling.
I discovered only yesterday that I can send letters to G.H.Q. Sorry I didn't think of it before. All the post boxes are sealed here - so I can't even write to Chris. But apparently the situation will ease by tomorrow. I'm terribly sorry to hear about Chris - please let me know as soon as possible how she is. I shall write as soon as this unofficial strike permits.

2.

I'm glad you are passing these few weeks pleasantly. I wish I was - although I have a tea invite & Doris's to dinner tonight so I shouldn't grumble! I don't think there are any things to bring from Delhi - only paint for Salima - she has had another doll & pram from a friend in Adelaide so don't bring a doll & then [illegible] can be bought from here. Just arrived permanency on the 14th & I ask for no more! I'm seeing the doctor again tomorrow. Pameen is certainly a very funny fellow,

3.

leaving Poochoo for so long. I saw him parading on the Mall yesterday with Khadoose & the famous Zeb. He looked thin & pale & had hurt his eye badly as Salima did last year. He must be missing Pameen a lot! Well I'm glad Bokhari didn't fall for P.J. - it would have shaken my faith in his good taste!
About finances. I think I can manage on what I have - but you will probably need money for your extravagant tastes while here. I can draw on the P.O. [illegible] until there is something else there.

4.

But please ascertain how much there is left for the month - excluding all expenses such as [illegible] & [illegible] wedding gifts & then arrange to draw that in case of necessity. You will also, I suppose, get your delayed T.A. for holiday expenses, so that will do easily. Also please ascertain how much there is in the S. Bank (exactly) - I presume we shall pay the doctor's bill on the 1st

I was afraid you
might decide in
favour of a yearly
separation – but
pregnancy leave
has been unfruitful
this year!
Morris Jones (perhaps
I told you?) has been
here [illegible] & gave
her the silk. She was
very pleased. I need
nothing else for the
baby's [illegible] together –
all is quite ready &
packed. Just waiting now!
Please don't forget to
put a chowkidar in
charge of your room.

of September – so that
can be adjusted
in the next month.
Did you receive the
certificate & did you
do anything about
the soap permit? I
wonder, darling, if
you actually read
my letters – or perhaps
the handwriting
makes them unread-
able!! Do answer
queries darling –
Why did Sadaat
need money? To console
her!! I'm glad you
are missing us both –

the right effect. Never mind, my darling,
you are all I wish – as a
correspondent, I mean!!
But you'll have to write again –
to let me know whether you intend
to bring the things, I [illegible]
should I get them through the [illegible]
[illegible] than!
As for your coming on the 24th – there's no
argument at all – do come.
Last night there was a huge [illegible]
[illegible] to bid farewell to [illegible]
he is leaving on the 22nd – what a pity
you couldn't see him, isn't it? There
were some new faces but mostly the
same old ones. It is more than a pity
that you are not here this week-end
my first & last fling for some
time – aren't you stupid? I am
looking most beautiful – did you
realise this was a compliment –
the 3rd perhaps since we have
been acquainted – I will remember

[illegible]
Friday 14th

Dearest,

Today was a red letter day – news from
you – though not very thirst quenching
after such a long wait – and
lovely news from Home – a money order
XX for Rs 132/8/- for us – with wedding
congrats! Aren't they darlings? I really
didn't expect it because things are
so difficult there! I have sent a
cable thanking them. This will help us
in Kashmir.
So you find my letters nice and
warm? Phew! They are nothing –
what might they be – but who cares
to write alone! I intended that
they should be a [illegible] but a
cold one! But they [illegible] had the

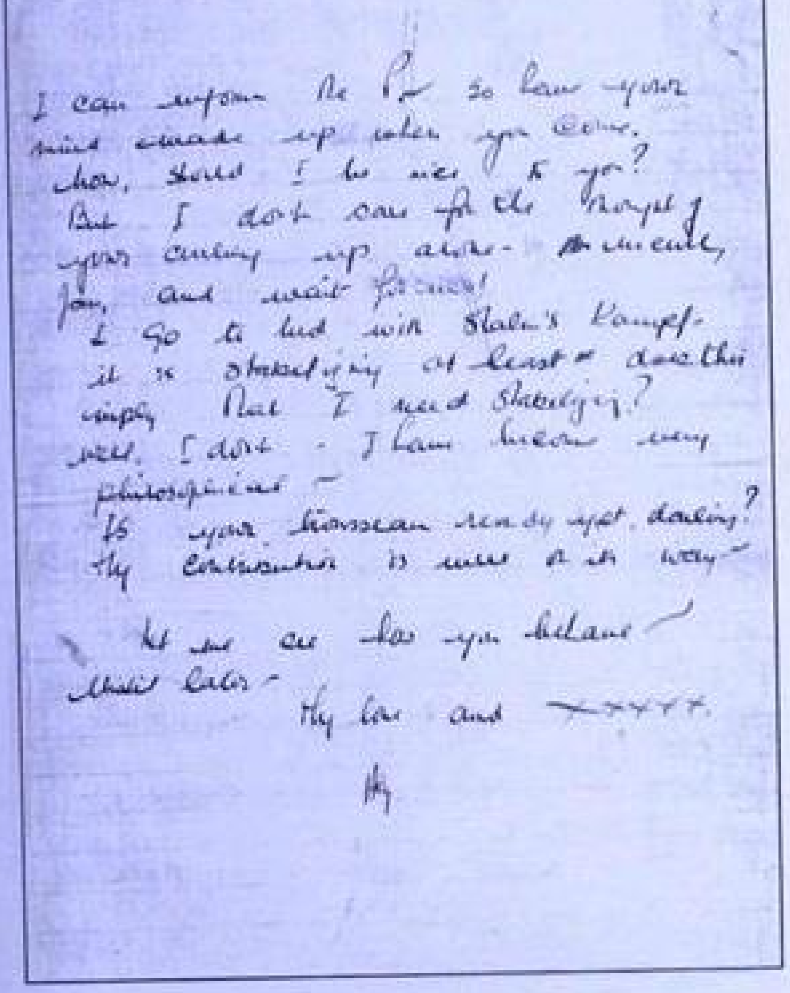

I can imagine the P— so have your mind made up when you come. How, shall I be nice to you?
But I don't care for the thought of your coming up alone— [illegible], Jan, and wait for me!
I go to bed with Stalin's Kampf— it is stultifying at least— does this imply that I need stultifying? well, I don't— I have become very philosophical—
Is your trousseau ready yet, darling? My [illegible] is well on its way—
We are all [illegible] you [illegible]— [illegible] later—
My love and xxxxx
[illegible]

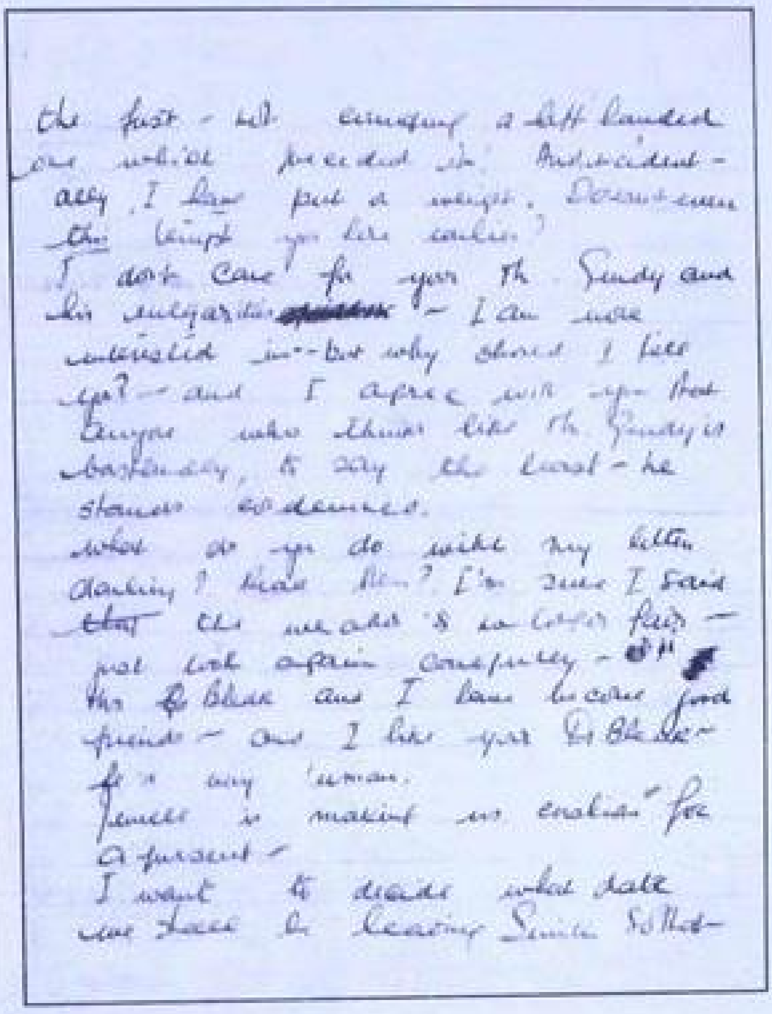

the first— [illegible] [illegible] a left handed one which preceded it. Incidentally, I have put a weight. Does even this tempt you like earlier?
I don't care for your Mr. [illegible] and his vulgarities [illegible] — I am more interested in— but why should I like you?— and I agree with you that anyone who thinks like Mr. [illegible] is [illegible], to say the least— he [illegible] [illegible].
What do you do with my letters darling? [illegible] them? I'm sure I said that the [illegible] [illegible] — [illegible] again completely— [illegible] Mrs. [illegible] Blake and I have become good friends— and I like your Dr Blake— [illegible] very [illegible].
[illegible] is making us [illegible]" for a present—
I want to decide what date we have to leaving Simla so that—

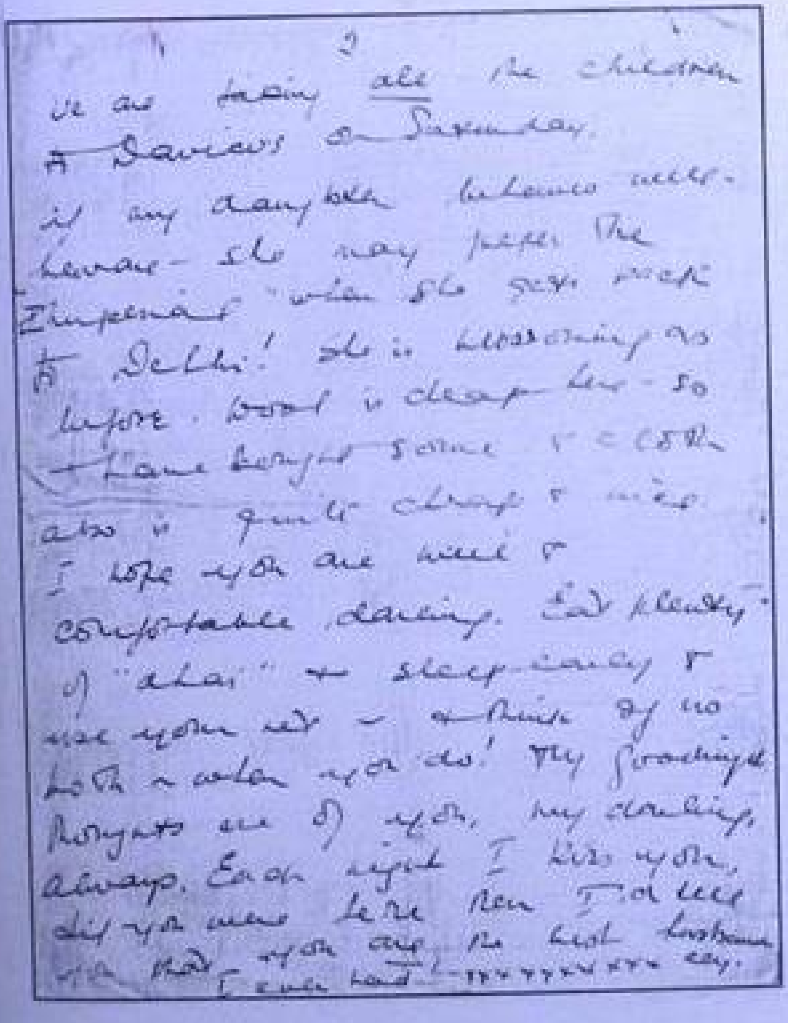

2

we are taking all the children to Davico's on Saturday.
If my daughter behaves well— she may prefer the [illegible]— she may [illegible] "when she gets back to Delhi! She is blossoming as before. Wool is cheap here— so I have bought some [illegible] also is quite cheap & nice.
I hope you are well & comfortable darling. Eat plenty of "[illegible]" & sleep early & use your net— & think of us both when you do! My [illegible] thoughts are of you, my darling, always. Each night I kiss you, did you mean here then I'd tell you that you are the best husband I ever had!— xxxxxxxxxx [illegible].

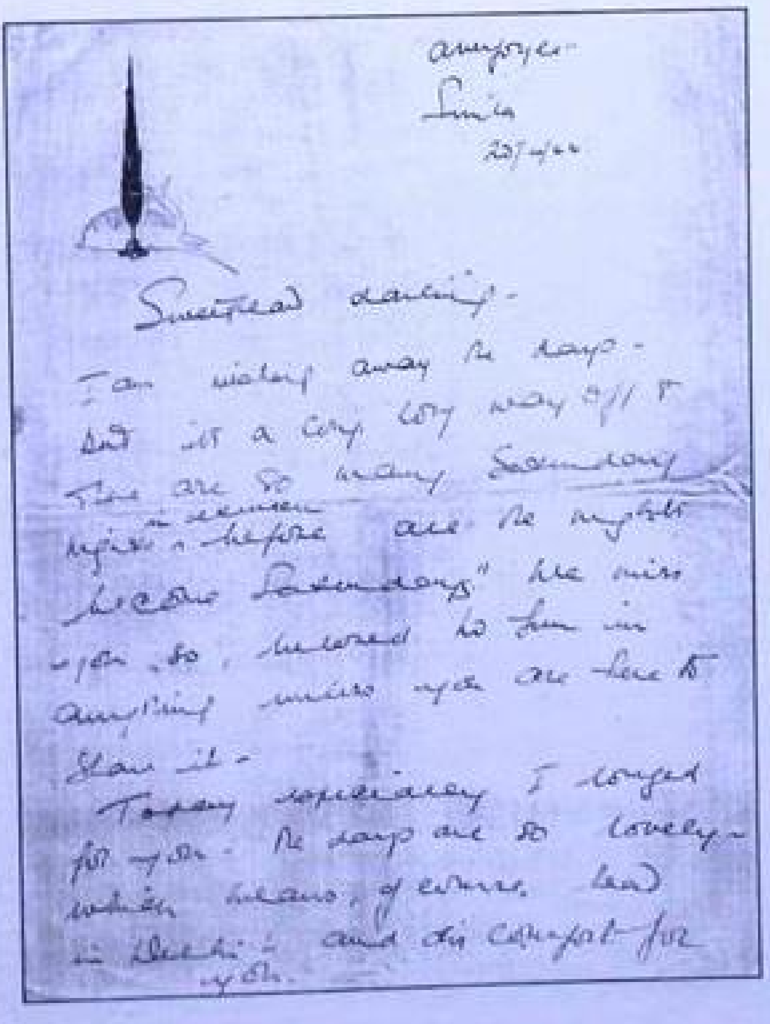

[illegible]
Simla
22/4/44

Sweetheart darling—
I am wishing away the days— but it's a very long way off & there are so many Saturdays in between before all the nights become Saturdays" — we miss you so, we need to [illegible] in anything unless you are here to share it—
Today especially I longed for you— the days are so lovely— which means, of course, [illegible] in Delhi— and no comfort for you.

2

I miss you so much - I feel as though I have been away for ages instead of only so

Seeds & [illegible] I must come back -

I need you so.

Last night we went out to dinner -

at Prem Jaberi's - I think you know

her husband in Lahore. It was a

pleasant affair - although there were

one or two 'nice' English men [illegible]

[illegible] Wright who knew you. I

enjoyed [illegible] [illegible] by contradicting

[illegible] about [illegible]

children - I don't think anyone has

dared to do so before!

And [illegible] - very [illegible]

Khalid - she says "I [illegible]". I don't

[illegible] [illegible] [illegible]

difficulties [illegible] [illegible]

"So [illegible]" [illegible] please do tell me

what this means! Can you read it?

"[illegible]"

Simla

Monday

My darling

Yesterday a letter from Faiz Khan

came assuring me that you were

being quite spoiled & coddled by

him! I had no ayah for 2 days.

[illegible] was [illegible] & the good

[illegible] - so I'm quite exhausted.

[illegible] & the ayah has

[illegible]. Have you decided upon

coming back? Have you had

your holiday [illegible] yet? [illegible]

[illegible] in [illegible], sweetheart. -

[illegible] (O.K.)

[illegible] (all so [illegible] - [illegible]

[illegible] Capital

June [illegible] (fairly O.K. just a weak

about [illegible] (I am one of [illegible])

June [illegible] - [illegible] it seems!

after July the rains come!

arrangements to [illegible] to go before

I've had to put it off because

things here.

Do write soon, sweetheart.

Really Simla is very dull.

Make Faiz Khan go & [illegible]

[illegible] - give him the money

(Rs 15) he may be too shy to ask

for it himself.

I have written to your

mother too.

I am reading "Storm in Shanghai"

it is a good book to read in

Simla - I come down to 'plains'

of reality every time I pick it

up! xxxx & xxxx for you.

Do you miss me as I miss you? any

3

I think I [illegible], [illegible] a little

[illegible]!

Salima has become quite

amusing. She says "[illegible]" &

"[illegible]" & also "[illegible]" (mouth)

& points out everyone - when [illegible]

the [illegible] - she puts her doll to

sleep & gave Maryam a slap today!

When you come - we must [illegible] one

or two real evenings together. The

[illegible] makes me want to [illegible] off &

be in some cool place - and when

[illegible] you are here we'll go to that

lovely spot at Jakko.

[illegible] is [illegible] with [illegible] & [illegible]

[illegible] place & [illegible] is coming soon -

quite near [illegible] - so you'll know one or

two people here. I have written to

[illegible].

I am going to see [illegible]

tomorrow - I have had

[illegible] asked Saeed to send you [illegible] for many, many days! She is busy drawing a picture of you to enclose (complete with hair parted and curly "[illegible]"). I fear she is going to be an artist! Please note the [illegible] — it is an [illegible] effort — please keep it!! [illegible] [illegible] with all the news — the [illegible] strike is [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible].

[illegible] waiting and [illegible] for you — counting the days.

All my love and [illegible],

[illegible] your wife

[illegible]

[illegible] [illegible]
Simla

Beloved.

This letter may come by hand to you through Saeed or by post. Please see that his business is properly settled and do try to persuade him to stay [illegible] [illegible] you come. [illegible] he has nothing [illegible] to do in Lahore so do your best. I am seeing the doctor on Friday and [illegible] tell you [illegible] the latest developments. We are both very well and I'm missing you so very much. How I long to have you [illegible] again — Salima too

---

I met a Colonel Clarke yesterday who [illegible] you quite well. He came from Bombay with you last month. How is the office going along? Has Bader returned yet? I go out every day to the [illegible] [illegible] and am making myself generally useful — in fact I am quite busy — but still I miss you very much, darling.

[illegible]
Simla
Wednesday

Beloved

No news means good news — so I don't worry — much! Salima and I have had awful colds but today we are both better. I was rather depressed about Salima because she just refused to get accustomed to places or people but today she is much happier and [illegible] quite well

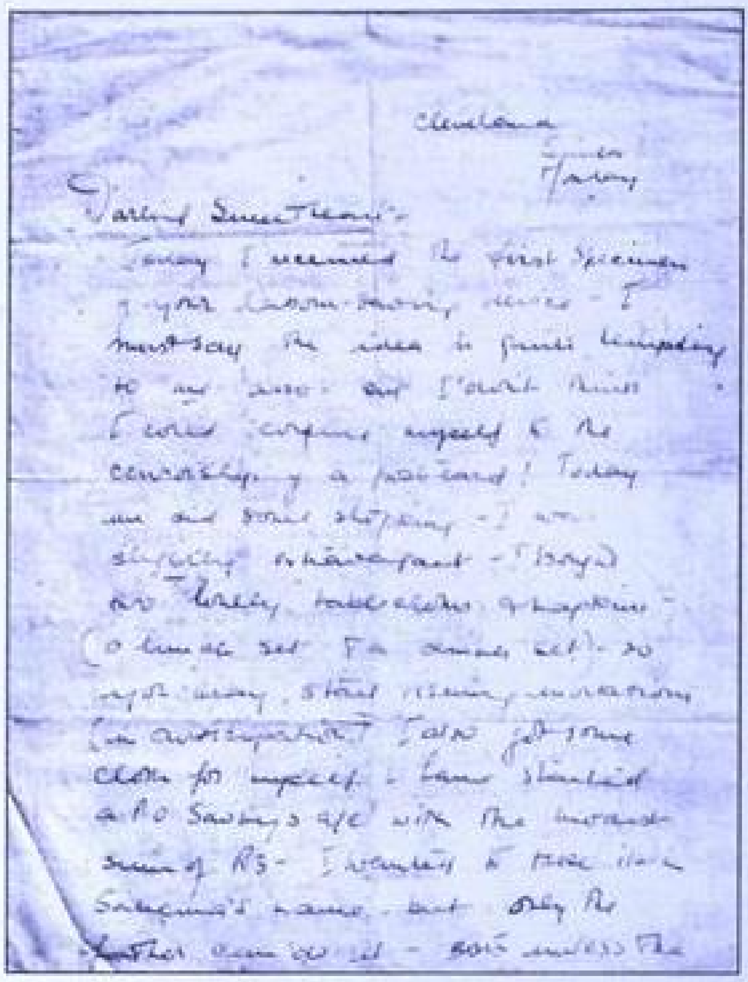
Cleveland [illegible]

Darling Sweetheart,

Today I received the first specimen of your [illegible] — I must say the idea is quite tempting [illegible] a postcard! Today [illegible] shopping [illegible] I have started a P.O. Savings a/c with the [illegible] sum of Rs 5 — I wanted to [illegible] Salima's name — but only the [illegible]

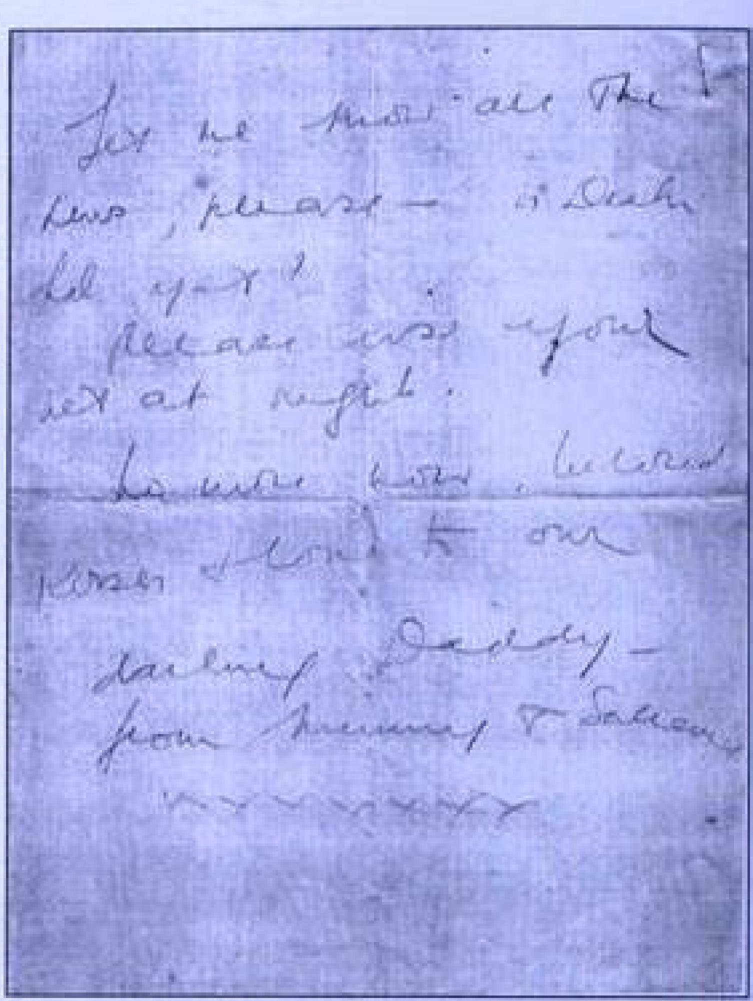
Let me know all the news, please — [illegible] yet?

Please kiss your [illegible] at night.

[illegible] to our darling Daddy — from Mummy & Salima

xxxxxxxxx

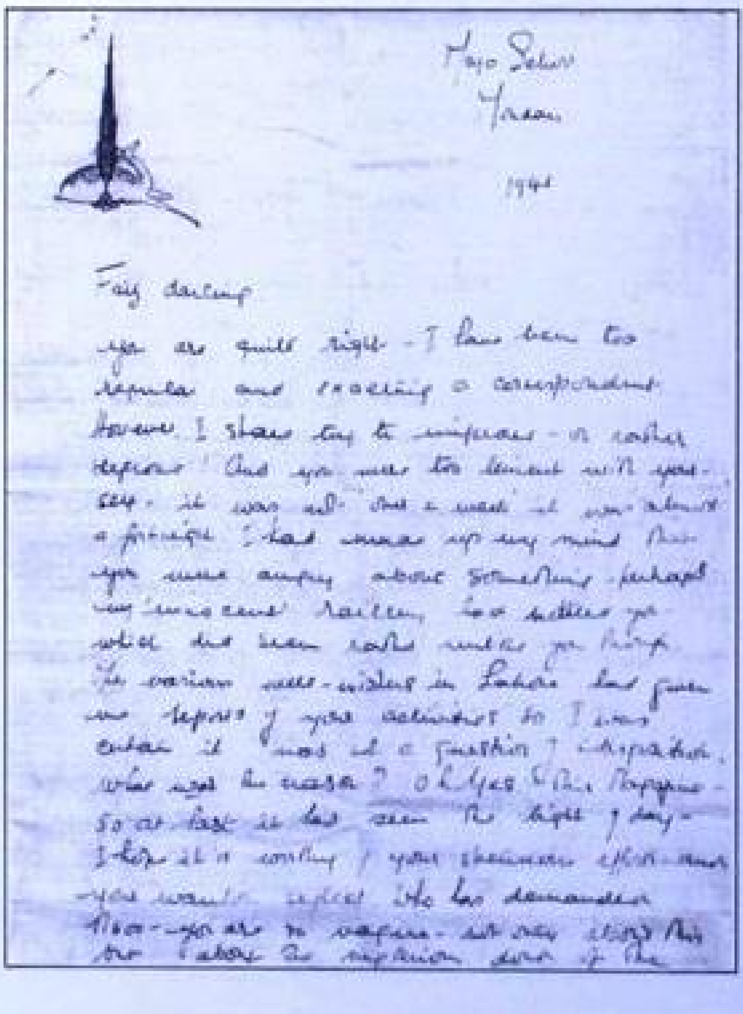
[illegible]

1941

Faiz darling

You are quite right — I have been too [illegible] and exacting a correspondent. However I shall try to improve — or rather [illegible] [illegible]

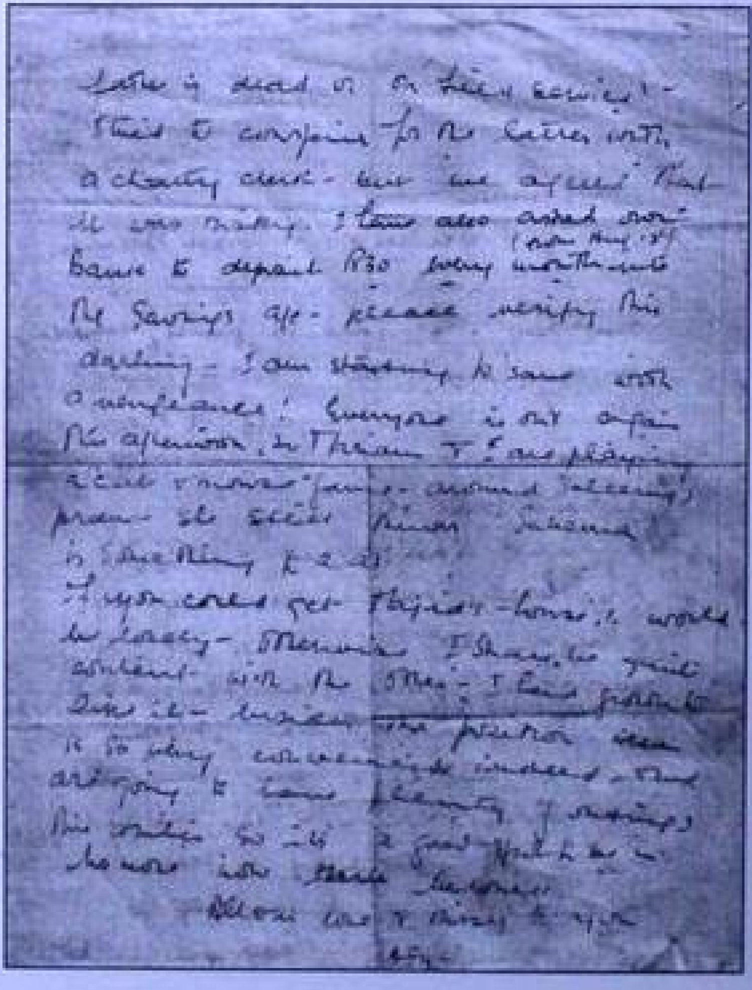
[illegible] a charity [illegible] I have also asked [illegible] bank to deposit Rs 30 every month into the Savings a/c — please verify this darling — [illegible] If you could get [illegible] it would be lovely — [illegible]

Alys

for her name can be out. Every one [illegible] with her — whenever she [illegible] the [illegible] [illegible]

Say no more about that friendship — there can be no difference of opinion. I shall never [illegible] her again.

[illegible] says if there is any [illegible] in her house when you arrive you can stay with her. I [illegible] that. She has told [illegible] that they may stay with her until they can find accommodation. [illegible] They are [illegible] and [illegible] Simla and they may [illegible] I am looking forward [illegible] when they come. But who cares? [illegible] Simla [illegible] you are wrong about not getting [illegible] [illegible] So now [illegible] for another fortnight waiting and then [illegible] letter [illegible] important my old man has become.

[illegible] Did you get [illegible] I have seen it and passed judgement [illegible] what you would declare [illegible] [illegible] paper [illegible]

Anima and I have become great friends — [illegible] Delhi [illegible] She [illegible] with the family [illegible] Anima [illegible] on my way to [illegible] I was [illegible] The family has [illegible] when she was in Delhi — forgetting that [illegible] completely [illegible] [illegible]

[illegible] instead of gossiping together after dinner we gather together and read some book — and discuss it afterwards [illegible] But now Russia and Germany have gone to war — what excitement [illegible] 20th Century [illegible] Simla [illegible] views of Russia —

You must have heard that I have modified the [illegible] of my life. [illegible] I don't want to [illegible] you [illegible] enough!

The weather is [illegible] — cloudless days and balmy nights — when I [illegible] you [illegible] —

College [illegible] in Simla — Are you trying to [illegible] I [illegible] am longing to see you — I shall have to work off all my [illegible] [illegible] understanding. On Saturday we went cycling to [illegible] and spent the afternoon lying in the pine woods. It was almost like Kashmir. And what about Kashmir [illegible]? You haven't replied [illegible] I am going to write and tell [illegible] [illegible] When you come can you [illegible] bring Plato's Republic and [illegible] with you — borrow them from the library. [illegible] I happen to be [illegible] [illegible] I am enjoying [illegible] and learning some Indian history [illegible]

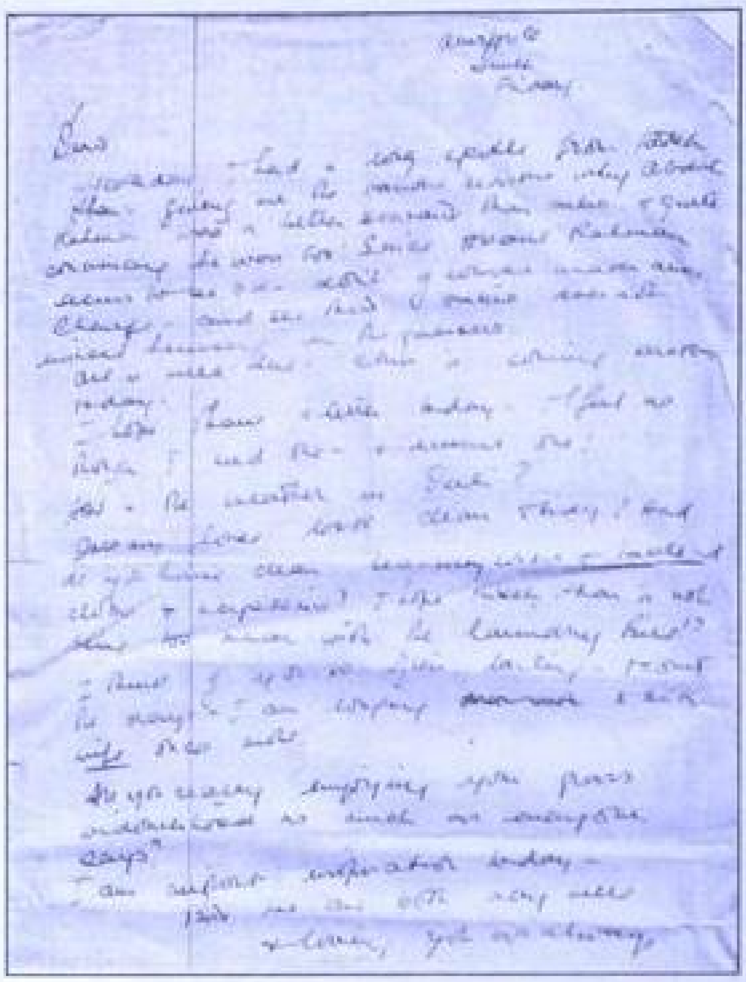

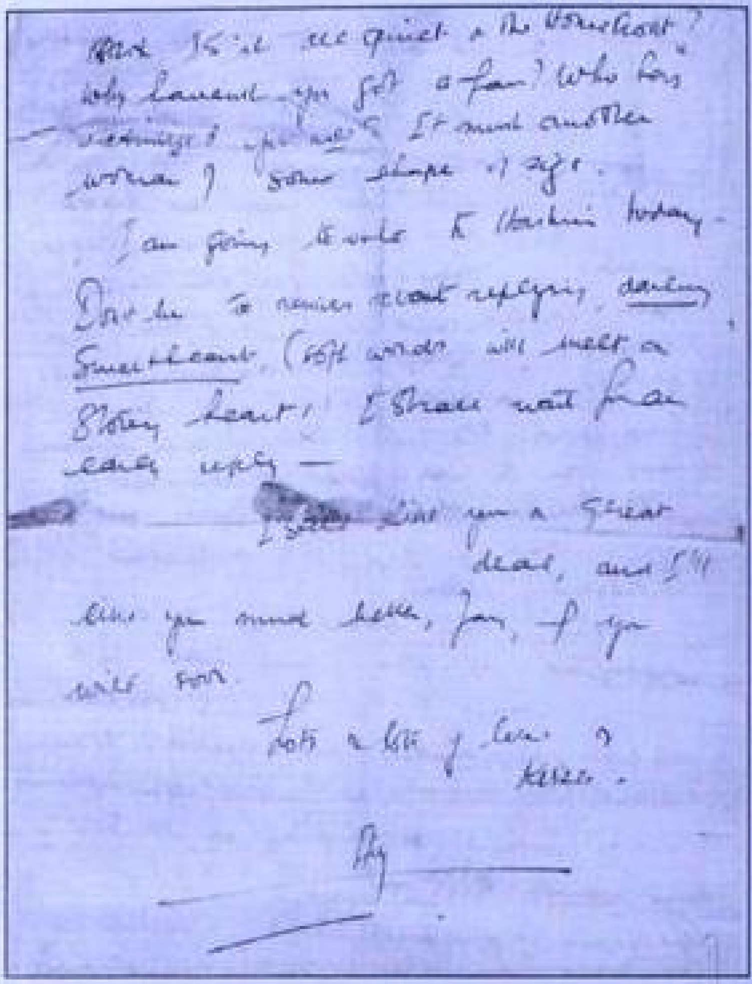

How is it all quiet on the houseboat? Why haven't you got a fan? Who does cooking? if you not? It must another woman of some shape or age.

I am going to write to Hashim today.

Don't be so remiss about replying, darling Sweetheart. (soft words will melt a stony heart!) I shall wait for each reply —

I miss you a great deal, and I'll love you much better, Faiz, if you write soon.

Lots & lots of love & kisses.

Aly

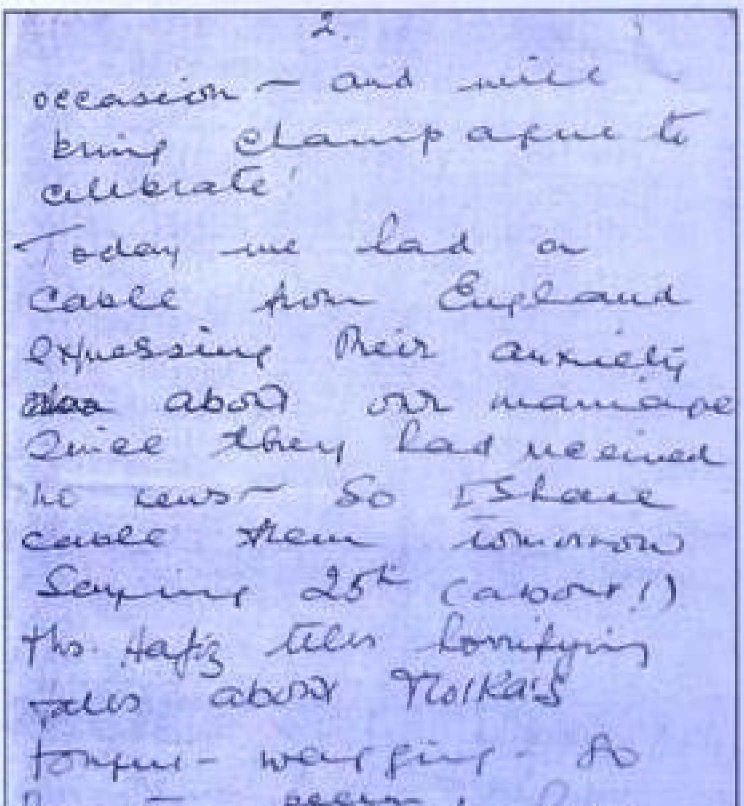

2.

occasion — and will bring champagne to celebrate!

Today we had a cable from England expressing their anxiety ~~also~~ about our marriage since they had received the news — so I shall cable them tomorrow saying 25th (about!) Mrs. Hafiz tells horrifying tales about Noika's tongue-wagging — so far I ~~seem~~ seem to have escaped — but Chris has suffered horribly

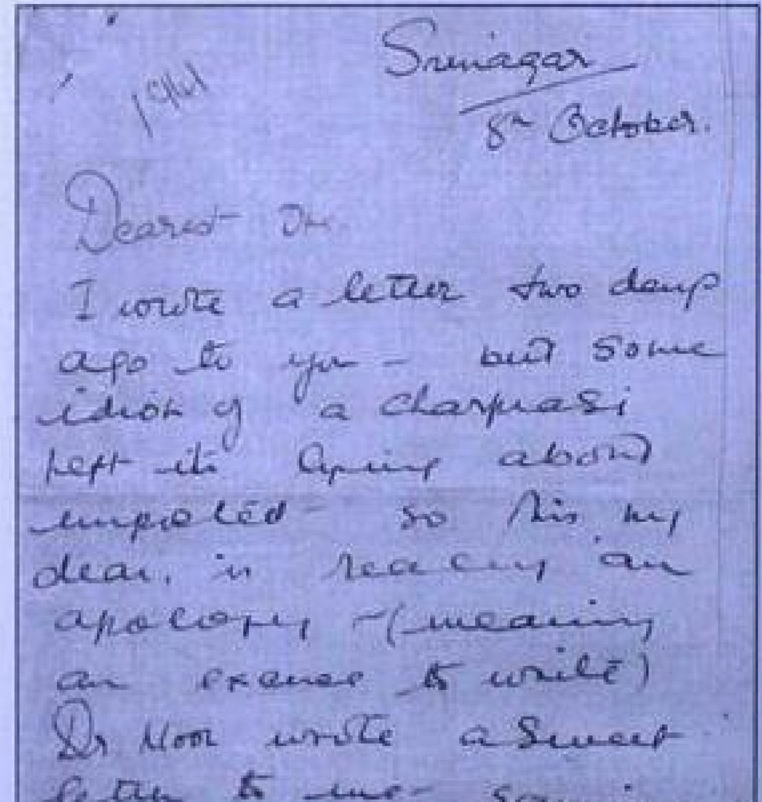

1941

Srinagar
8th October.

Dearest Jh

I wrote a letter two days ago to you — but some idiot of a chaprasi left it lying about unposted — so this, my dear, is really an apology — (meaning an excuse to write) Dr Noor wrote a sweet letter to me saying he is taking a week's holiday, ~~also~~ for this auspicious

4

So the women were left to the mercy of each other and the ghosts and shadows of the Raj! I am longing to hear from you – do write soon my darling –

I love you

Aly

*Taseer will leave 30th when you are [illegible]

[illegible] about 'I [illegible]' – Taseer will be leaving [illegible]

P.S. It appears that there is to be a University Senate meeting on the 26th. Taseer wants to attend – and says Hashim also will – there is a conspiracy to postpone until the 26th (or 27th) – so that all can come together – I say I might as well come to Lahore & stay there – if Hashim is

3

Slander.
Living is terribly expensive here – prices of English foods are simply ludicrous – and those of indigenous foods are almost as bad. Chris's indignation reached boiling point when we were asked R 2/4 for a packet of toilet paper! Taseer works very hard – from 10–5.30

2

letters! I feel like punishing you by not writing for a week or two – but, no, I should be the sufferer I'm afraid! Anyway xxx and thank you for the letter!
Badr & Chris have written to me – so now I'm feeling less neglected – really I feel like having a whisky at Wenger's to drown my domestic sorrows, but have been too busy. Our holidays have started – and my first outing was a picnic arranged by Begum Hug-Amin and her friends also went – we had no idea who was going – we were only told we should meet 'lots of new people'. So, we cast in our lot. It poured with rain – so we trooped to Rothney Castle – about twenty all told – including one three-year old. The owner was a member of the party – so it was ours for the afternoon. Well the picnic was a bunch of 'bright young things' – very young, but not very bright! Anne, myself and Manor Jan

Simla.

Tuesday.

Darling One,

Today my barometer grew round to 'Dry & Fair' – and I made friends with the postman. After long long waiting came a letter – and, well, yes, I must say, quite satisfying. But I don't believe any of your excuses – if I did, there would be no point in your making them, I wonder why? Your handicap is enormous and you'll never catch up – here, my darling, you cannot but admit my unquestionable superiority – I am a better correspondent than you – (poking out of tongue, understood!) I really have been genuinely worried – and ill on account of your laziness. I hope you were ashamed when you saw how much money I spent on my last

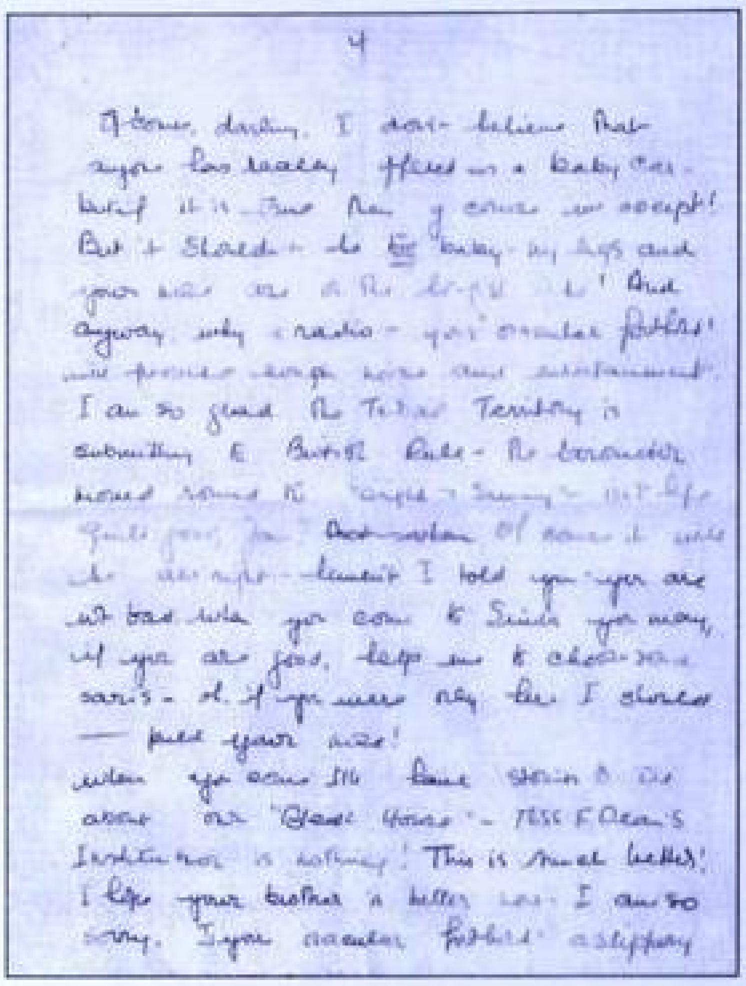

4

Of course, darling, I don't believe that you have really [illegible] in a baby car — but if it is true then of course we accept! But it should be the baby — my legs and your [illegible]! And anyway why a radio — you [illegible] fellas! [illegible] I am so glad the Tribal Territory is submitting to British Rule — the [illegible] [illegible] — I told you you are not bad. When you come to Simla you may, if you are good, help me to choose saris — if you were [illegible] — [illegible] your [illegible]!
When you come I'll have stories to tell about our 'Black House' — Miss F. Dean's Institution is nothing! This is much better! I hope your brother is better now. I am so sorry. [illegible] a slippery

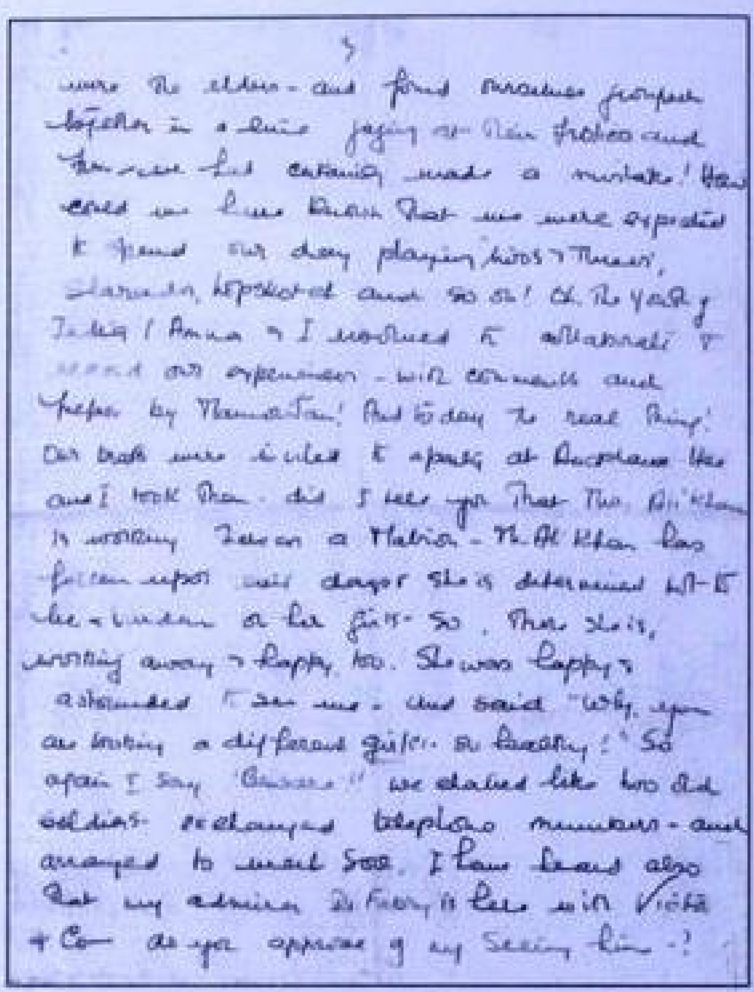

5

were the elders — and found ourselves jumped together in a [illegible] — However [illegible] certainly made a mistake! How could we have known that we were expected to spend our day playing [illegible], hopscotch and so on! Oh, the [illegible] Anna & I [illegible] to [illegible] our experiences — with comments and [illegible] by [illegible]! But today the real thing! Our [illegible] at [illegible] and I took them. Did I tell you that Mrs. Ali Khan is working here as a Matron — Mr. Ali Khan has fallen upon evil days & she is determined not to be a burden on her girls — so, there she is, working away & happy, too. She was happy & astounded to see me — and said "Why, you are looking a different girl — so healthy!" So again I say 'Bravo'!! We chatted like two old soldiers, exchanged telephone numbers — and arranged to meet soon. I have heard also that my admirer Dr. Faiz is here with [illegible] & Co — do you approve of my seeing him —?

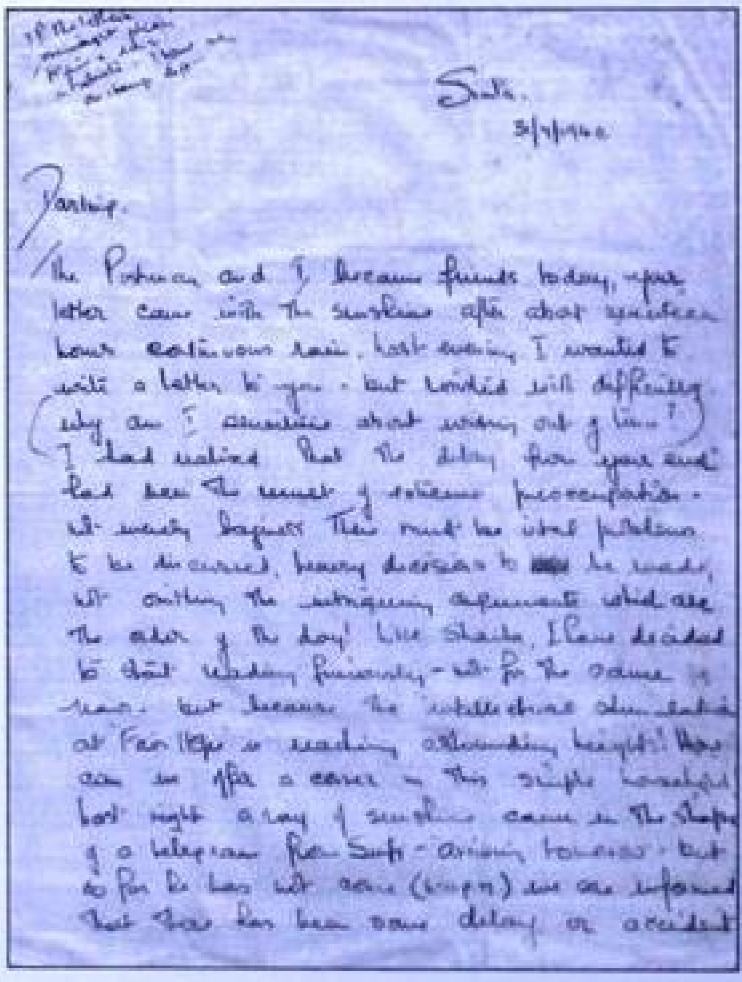

[illegible marginal note]

Simla.
3/7/1944

Darling,
The Postman and I became friends today, your letter came with the sunshine after about sixteen hours continuous rain. Last evening I wanted to write a letter to you — but [illegible] with difficulty (why am I [illegible] about writing out of turn?) I had realised that the delay from your end had been the result of extreme preoccupation — it merely suggests there must be vital problems to be discussed, heavy decisions to be made, not omitting the intriguing arguments which are the order of the day! Like Shaikh, I have decided to start thinking furiously — not for the same reason but because the intellectual stimulation at [illegible] is reaching astounding heights! How can we offer a career in this simple household? Last night a ray of sunshine came in the shape of a telegram from Sufi — arriving tomorrow — but so far he has not come (6 p.m.) and we are informed that there has been some delay or accident

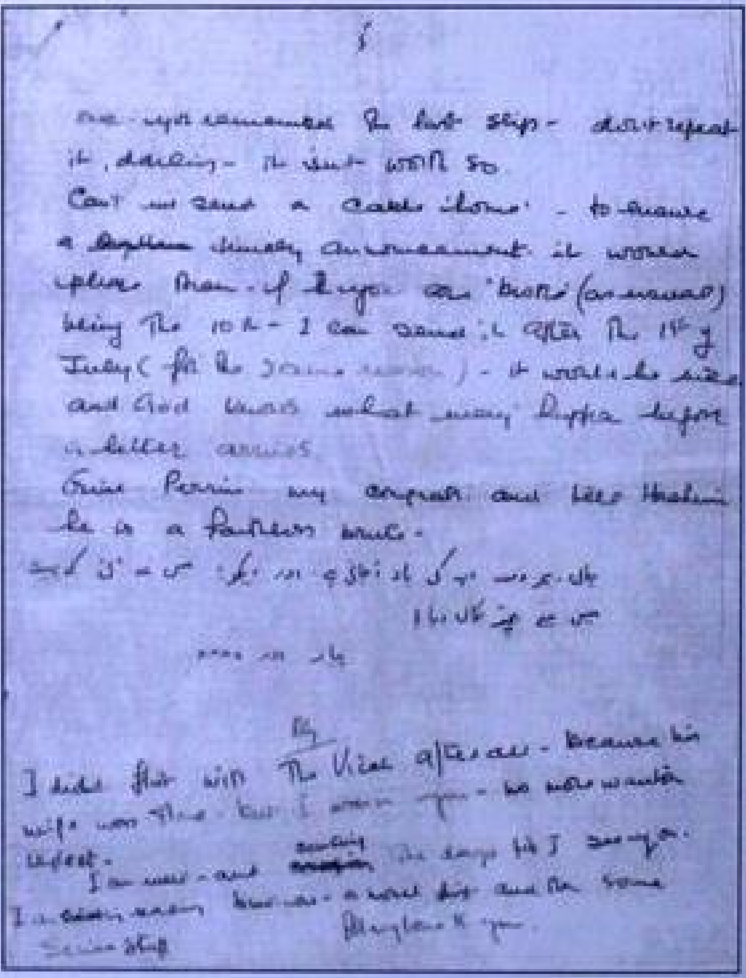

6

[illegible] — you remember the last slips — don't repeat it, darling — it isn't worth so.
Can't we send a cable 'home' — to ensure a timely announcement? It would [illegible] then — if they [illegible] (as usual) being the 10th — I can send it after the 1st of July (for the [illegible]) — it would be nice, and God knows what may happen before a letter arrives.
Give Pervin my congrats and also Hashim, he is a fortunate [illegible].
[illegible]

I did flirt with the Vicar after all — because his wife was there — but I want you — no more [illegible] [illegible].
I am well — and counting the days till I see you.
[illegible]
[illegible] longing for you.

feel that in order to avoid suspicion I should look as though I'm going somewhere in particular, and this is hypocritical and spoils the enjoyment.
Woodwork, the French classics and the gentleman on Ethics "dedicated" to my mother are becoming firm and [illegible] friends — There is a mirror in front of the table where I work and like the lady of Shalott I'm tired of shadows. I long for the sunshine of Gulmarg to wonder what a cool brought us to this spot.
But what a gloomy picture I am painting of Simla perhaps it will frighten you, and the 20th may ascend still further — it has already graduated from the 15th — do not let it ascend beyond the height of Simla — I am counting the days & hoping that we make alternative preparation than "Oakwood" inn [illegible] [illegible] while.
Sufi "Jugnoo" Sahib is staying just near us — you remember he used to come to the "Haunt of the Opium Eaters" during Exam. days — I've met him once or twice, he wanders out, too, daily in the morning with his chin bandaged —

on the road for Kalka. I hope he hasn't changed his mind.
Darling, I can't change mine about Simla — for three long, long days I have been trying to go riding with Shams's people — and for three whole days I have cursed the [illegible] of the weather — in the evening the rain clears and then Chris and Kassie roll down to the Mall to meet friends or sit in Davico's or Wenger's. I [illegible] climb up to the corner and [illegible] solemnly soliloquise about our want of [illegible]. I have avoided promenades on the Mall — firstly because the displays in the shops are damaging for empty pockets and secondly it is not pleasant to see ourselves reflected in the passer by! And every now and then one [illegible] and scrape to some bulging stomach or painted face knowing that a moment later the worked aspects of one's [illegible] will be turned over for inspection and comment!
No, Simla is not much of a place. There are some good walks true I've found — but it is not much fun taking "oneself" for a walk — I always feel rather self-conscious and

Camp Shamsuddin
Hukam Singh Road
10/9/[illegible]

Faiz darling,
At last a letter — I was audacious enough to expect one yesterday or the day before — didn't I warn you that I was cheeky? Really I've been feeling quite ashamed at missing you so much — and am compelled to practise rigid self-control to prevent my thoughts from flying off into the altitudes of speculation and romance — but these things are of the past — the present and future are made of sterner stuff!! You should have [illegible] with a little poetic description of the beauties of Kashmir Point — your silence is no proof.
A few days ago I wanted Sufi's address for some reason or other and the only place to look for it was in one of your last year's letters — it was found, together with a "startling" description of your visit to Simla last year in search of a bride — and the words "I never want to see Simla again" jumped out, with their fingers on their

[illegible] [illegible]
I'm glad your Professor [illegible] my Sanskrit prayer. Shams in addition to his [illegible] & other encumbrances has burdened himself with the secrets of the [illegible] and delivers long lectures and puts [illegible] funny faces in an attempt to irritate us with the same enthusiasm and clasps a dirty little primer in his hand wherever he goes. If & when you come, darling, I am going to make one demand of you — a demand [illegible]! Shake someone with my name or [illegible] — Mr. Shah [illegible] under [illegible] every day for [illegible] an hour. I'm sufficiently [illegible] to become your [illegible] — it might mean a shift upwards for the 20th!!
Down in the valley I can hear the [illegible] voice coming — so peace is ended — and Sufi and Hamid have [illegible] come.
So I shall bid farewell to you.
Remember me, my thoughts are of you.
My love.
P.T.O.
Alys

and declared it uneatable - but since then
Pir Sahib has come to my rescue and
under his benign influence Tanzeer is
producing quite palatable meals. He has
been most helpful & he and his wife
are struggled bravely along in Urdu (my
struggling, his bravery) but yesterday he suddenly
launched into English, so now we can play
about with two languages.
Dr. Noor Hussain has written saying that he is
passing through Khushab on the 19th morning - I
am also informed that I must entertain
him for one day, until the evening - I think
I'll take leave and spend time with the babies -
what else can I do with him?
You most haven't told me much about [illegible],
really, darling it was not necessary to
begin by saying that you had just awakened
from a Rip Van Winkle slumber - and the
notebooks and the pencils and the stoic
resolution are they then packed in a neat
parcel with a hand-written complication?

worse! I'm afraid I gave a blurry result, and I'm
also afraid I gave you Tassie's address
wrongly - it should be "Oakwood Place". It has
been terribly hot here, especially in the night -
but today it is glorious and we have planned
to go to the Canal. There has been no contact
Eastwards - but the quarrelling is most
disturbing - yesterday during a pretty hilarious
round I put the gramophone on in
desperation - but unluckily I picked the
record to which strains you had your first
last dancing lesson - and this made me
angry! Since you deserted me, I've found
a new guardian - a slender grey cat
which comes and sits on my front
verandah at even-fall - and we gaze at
each other with mutual feline sympathy.
But I'm afraid he, too, will go the way of
all bachelors.
Malik's [illegible] (late) came here the other
evening for sometime - he was so angry that
he had missed you both - he tasted my food

to believe that these passing tricks are but the
means -
I have been working quite hard during the
past few days - but have also been looking
after myself (who else will, pray?) - and
no, Faiz, the promise remains, but has it
matured from a promise into a real
desire - if only it doesn't fool me! I
want most fervently to see it work, but
the past is so weighty, and the future so
light.
I am feeling so well physically that
I fear that I shall lose that coveted
"ethereal" look which Malika so much
envies - I shall see her on Saturday
and exchange opinions on the joys
being 'Bloody healthy'. There is no outward
difference so far - only a glint in the
eye and a turn of the lip! For
example just now I started to despair,
but I (do I flatter myself?) think
perhaps you may be glad to receive

letters on what kind of account you can
render most times and most. But the papers
have saddened - do keep it up - the physical
exercises - make all the Wordsworth days which ...
Victor's rhymes are as good as ever - but I'm
not going to return them. Sir.
These days now are passing all too slowly
now I want to get away because the place
is full of "ghosts" which distributes at 7.30 &
10.30 - but I just look the other way - and
pretend I haven't seen them - but you
can't imagine how persistent they might be,
if I allowed them.
How is Shanta-darling - (the darling belongs
to Shanta, the "dear"!) - haven't she attempted to
enlighten you change on the I. Situation?
If she finds a key to the present one, please
let me know - Oh, God how I dread to
look at the paper - and no news from
home for so long. One feels so helpless and so
bitter and angry and oh, so many other
things - and the stress and strain of trying

"Cleveland"
Simla S.W.
Friday

Darling Sweetheart
Because the weather is glorious & we are going for a picnic on Jakko Hill – my heart is gay! And the best answer is a letter to my [illegible]
First business – after the 1st please pay the following accounts – (I am told by Shyam that I cannot write cheques except to "self".)
(1) Rs 5 to Walker Hospital
(2) Rs [illegible] to Health Dept. Simla Municipality (for typhoid, cholera inj.)
(3) Rs [illegible] to M. [illegible] – for [illegible] telephone [illegible] to [illegible]
[illegible]
Is it possible for you to remember? Do try & please inform me [illegible] when you have done so

a letter as soon as possible so I'm forgoing my afternoon sleep!
Now what a good example, Faiz!
Don't fall asleep after you receive this letter – you are sure to forget about it – and if you were sleeping before you received take a cold bath before answering it
I don't know what I miss most about you – the pleasure of your company, the [illegible] you give the place, the joy of having myself with you, the way...
... but I think this is at variance with my first paragraph, isn't it?
If there is a moment when Shauka is silent just butt in and give her & her darling my best wishes.
And when you have a moment to spare accept for yourself
My love.
Always.
Alys

I am well – looking much better now – we saw "Young Woodley" which was fine – there is an epidemic of typhoid at the Cecil so all are being injections including the Ayahs.
We are leaving for Jakko now – all my love to you. [illegible]
Look after our few pieces of furniture etc.
xxxx from us both to darling Daddy.
Alys.

This month I am going to buy some cloth for myself for two suits & two pyjamas & next month again & the month after ..... & so on! I shall also get some table cloths & napkins from Punjab Bros – they are very cheap. I would get some shirt & pyjama cloth for you – but they tell me that in October all cloth prices will [illegible] with a bump – so I shall only buy what is quite necessary now. I lost an umbrella which I felt compelled to replace today – the [illegible] were so terrifying that I ran off at once to the Bazaar. [illegible] sets are on sale here for Rs 5 – so I shall get one for ourselves (& one for [illegible]!)

wear while you were here!
To work out our budget
each month - on the basis
of the details I sent & if
there is any extra expenses
we will discuss & I can go
slowly here. My purchases
for the new baby can be
spread out over the
~~[illegible]~~ remaining few
months & actually there
are not many - nappies &
baskets & a few other odd
things.
I'm rather depressed about
the necessity of an extension
in G.H.Q. but I suppose there's
no help for it - we can't be
stranded just yet - I
suppose by January

47 Marina Avenue
Simla
Sunday.

Darling.
Today I had a letter after
several days & was so happy
one from Salima as well &
one straight from England.
Mother will write to me here
direct now - but I'll send
her letters for you to see.
I'm glad you are being
entertained in Delhi - so
the John's woman has turned
up - well it had to be
someone - & I suppose she is
less dangerous than most!
I'm glad you managed
to buy some clothes I was
wondering what you would

much. She went early
this morning - it is
now 6 p.m. & no sign
of her!! I suppose I shall
have to get used to it
eventually.
She is very happy here -
she has an assortment
of pals - chiefly males -
they come yelling at our
doors for her all day long!
The boys seem to like her best!
Just like her Mother!)
The Home Front progresses
well with no major
calamities. The cook is
working nicely. Salima
looks round & rosy.

3
something ought to turn up.
Did you make sure
that Salima's R350 was
put away? And what
about Ikayal's address.
Please answer my queries!!
& don't be lazy. Please
let me see the Bank
statement when it comes -
Please remember that when
you come it should not
be between 20th - 23rd try
to avoid these dates -
you know why. I'm sorry to
hear about Hameeda - I
shall write to her.
Salima has gone out for
the day with her boy friend
& his parents. I miss her so

1

[illegible] Hotel [illegible]
[illegible]
Simla

My beloved,
I am living with my fingers crossed these days hoping [illegible] of a good word! He is a good fellow - hope he likes us. Had a regular [illegible] wondering what I should do [illegible] [illegible] actually it is [illegible] [illegible] [illegible] are [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] arrived [illegible] [illegible] tomorrow [illegible] today [illegible] has been appointed principal of the [illegible] College which is good news for [illegible]

2.

I also am looking forward! I am feeling lonely these days as Jenner is busy with guests - do come soon sweetheart - we are both longing & longing for you. The flat looks neat & clean with new curtains & we have plenty of sunshine. There'll be more when you come. Parveen has arrived & sent her servant to me today. I'll be seeing her again a day or so. Do you remain a Lt. Colonel until January? Hope so!! For the sake of the future generation!
All my love to you darling & pl. send Thayar's address.
xxxxx Waiting & waiting days.

3.

And how she is admired everywhere! On the office man people stand watching! But she misbehaves quite a [illegible] that actually it [illegible] [illegible] [illegible] for me. If you were here you would manage her I think.
I am [illegible] this little [illegible] has a [illegible] show today. [illegible] [illegible] & now the [illegible] is beautifully [illegible] [illegible] [illegible] I miss you so very much darling and am longing & longing to see you again - even for a day - [illegible]
I am waiting also from Block for his address for Saleem's.

4

[illegible] yesterday [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] We were [illegible] in different stages of development. I [illegible] [illegible] Parveen has [illegible] the casualty list [illegible] the bottom [illegible] party. [illegible] had tea with [illegible] yesterday [illegible] tea party. It was quite enjoyable [illegible] India's [illegible] Your daughter is quite [illegible] laughing delight.

Allonpyle
Simla
Tuesday

Darling
I am feeling worried – [illegible] from you since you left. [illegible] [illegible] that you are well, [illegible] a line more often, if only a p card. The Baby is [illegible] day. So [illegible] especially since my [illegible] [illegible] all my [illegible] [illegible] previous letters.
[illegible]
wait [illegible]
[illegible] – [illegible]

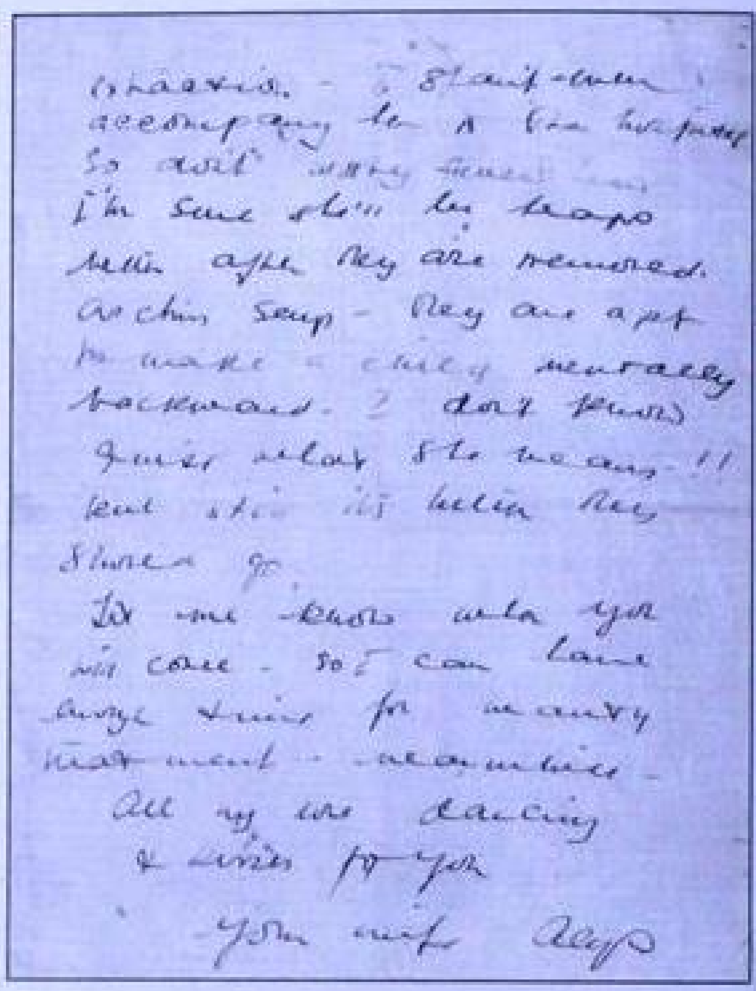

[illegible] – [illegible] accompany her to the hospital So don't worry [illegible]
I'm sure she'll be happy after they are removed. [illegible] – they are apt to make a child mentally backward. I don't know quite what she means!! but still it's better they should go.
Let me know when you will come – so I can have [illegible] for [illegible]
All my love darling & kisses for you
– Your wife Alys

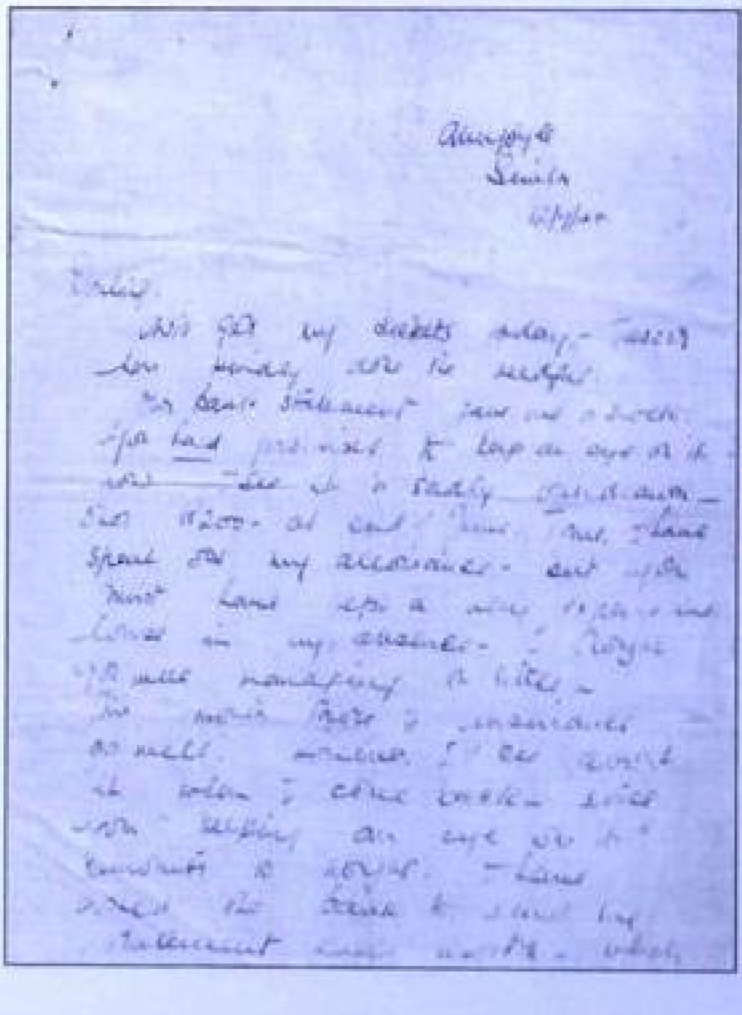

Allonpyle
Simla
[illegible]

Darling
[illegible] my [illegible] today – [illegible]
[illegible] statement [illegible] you had promised to keep an eye on it [illegible] Rs 200 – [illegible] my [illegible] – but you must have [illegible] in my absence – [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] when I come back – [illegible] keeping an eye on it [illegible] statement [illegible]

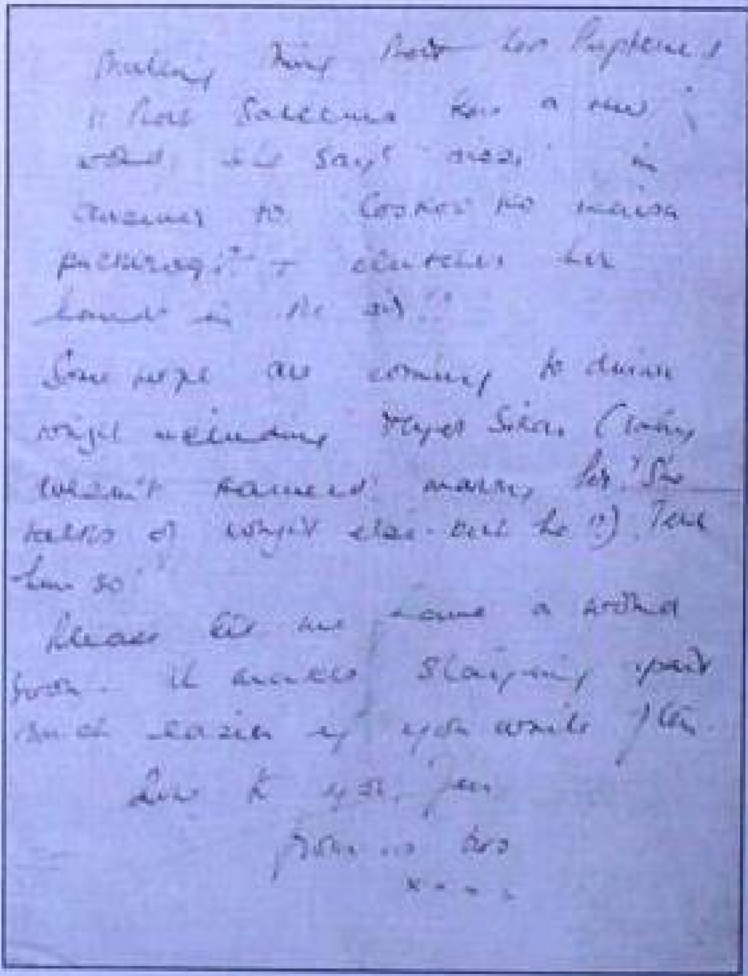

Darling [illegible]
[illegible] says [illegible] in answer to [illegible] [illegible] hand in the air!!
Some people are coming to dinner tonight including Mahmud Sahib (why [illegible] [illegible] – but he is!). Tell him so.
Please let me have a [illegible] soon. It makes [illegible] much easier if you write often.
Love to you, Jan
Your [illegible]
x x x

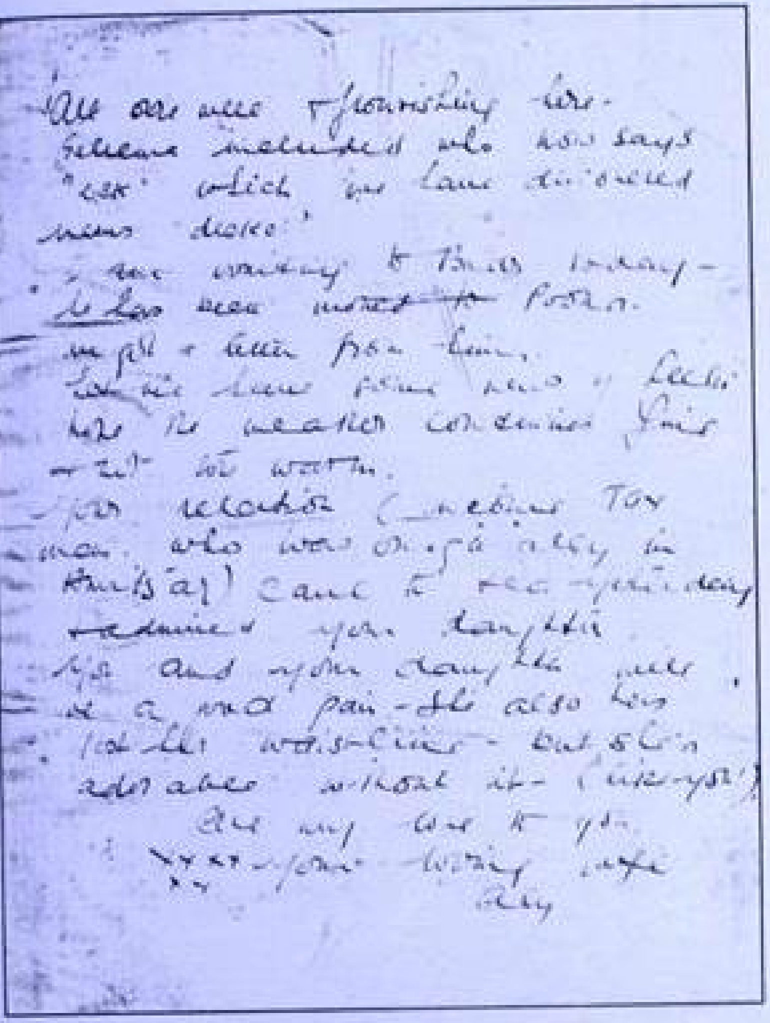

All are well & flourishing here. Saleema included who now says "cat" which we have discovered means "dog"!
I am waiting to [illegible] today — he has been moved to Poona.
We got a letter from him.
[illegible] have some news of [illegible] here the weather continues fine [illegible] worth.
Your relation ([illegible] man who was [illegible] in [illegible]) came to see yesterday & admired your daughter.
He and your daughter [illegible] a [illegible] pair — she also has [illegible] — but she's adorable without it — ([illegible])
All my love to you
XXX your loving wife
Alys

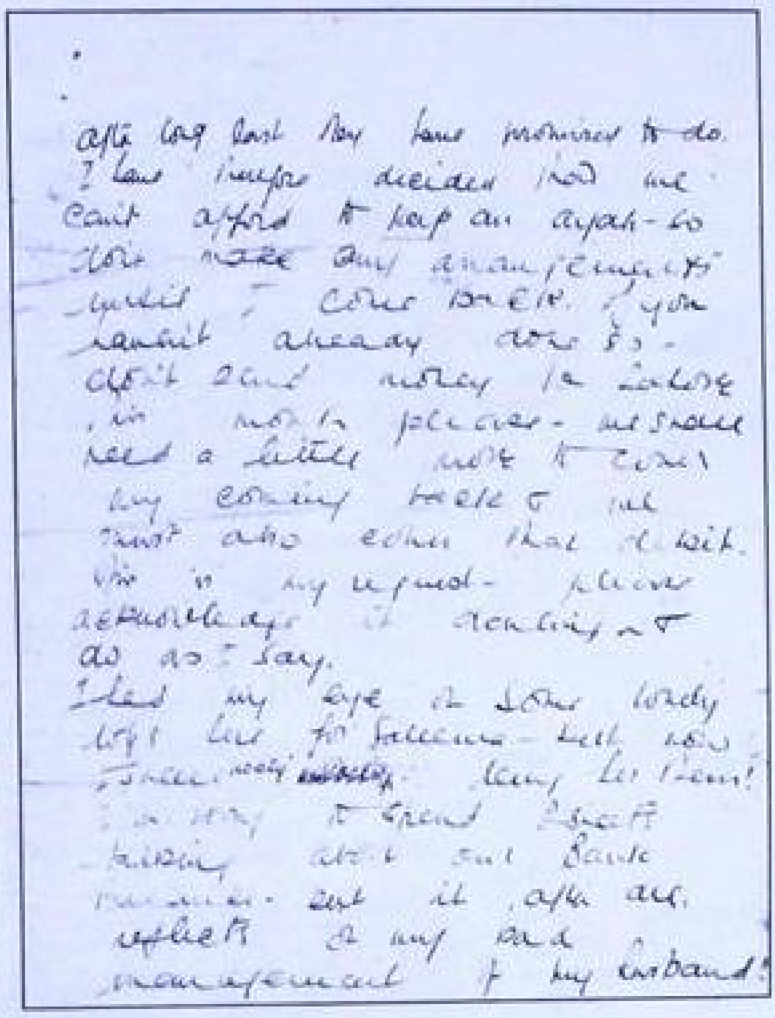

after long last they have promised to do. I have [illegible] decided that we can't afford to keep an ayah — so don't make any arrangements until I come back. If you haven't already done so — don't send money to Lahore this month please — we shall need a little more to cover my coming back & we must also ensure that it will. This is my request — please acknowledge it [illegible] & do as I say.
I had my eye on some lovely [illegible] for Saleema — but now [illegible] — [illegible]!
I am sorry to spend so much talking about our bank balance — but it, after all, reflects on my bad management of my husband!

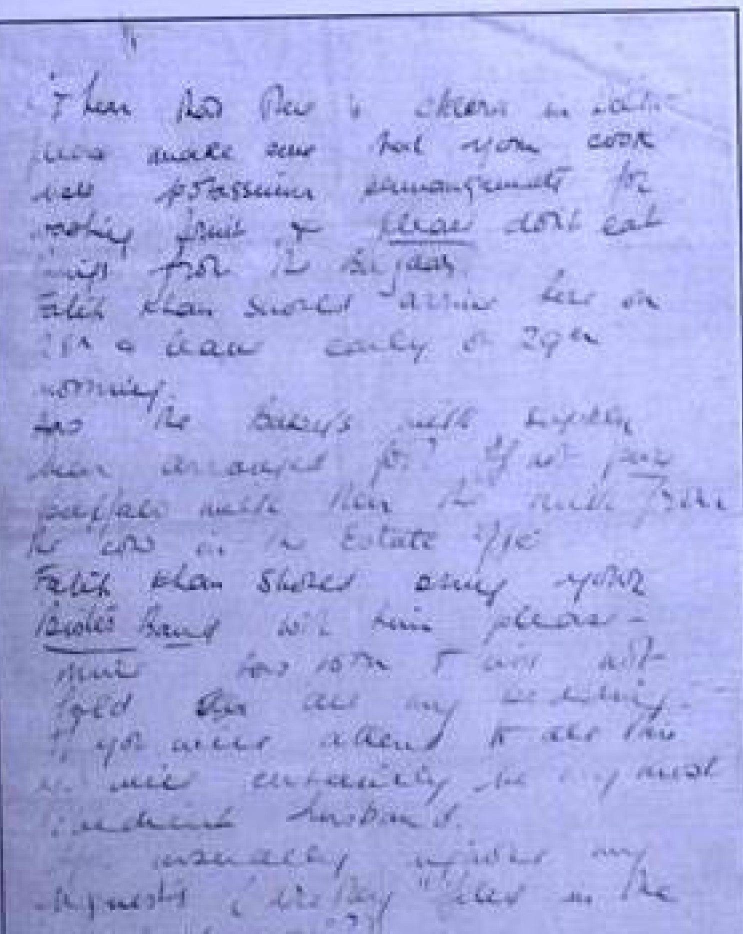

I hear that there is cholera in Delhi — please make sure that your cook [illegible] arrangements for [illegible] & please don't eat [illegible] from the bazaar.
Fateh Khan should arrive there on 28th & leave early on 29th morning.
Has the baby's milk supply been arranged for? If not [illegible] buffalo milk than the milk from the cows in the Estate [illegible]
Fateh Khan should bring your [illegible] with him please — [illegible] I am [illegible] all my [illegible] — if you were [illegible] to all this [illegible] husband.
[illegible] usually ignore my requests ([illegible] the [illegible] way?)
[illegible] well [illegible] order.

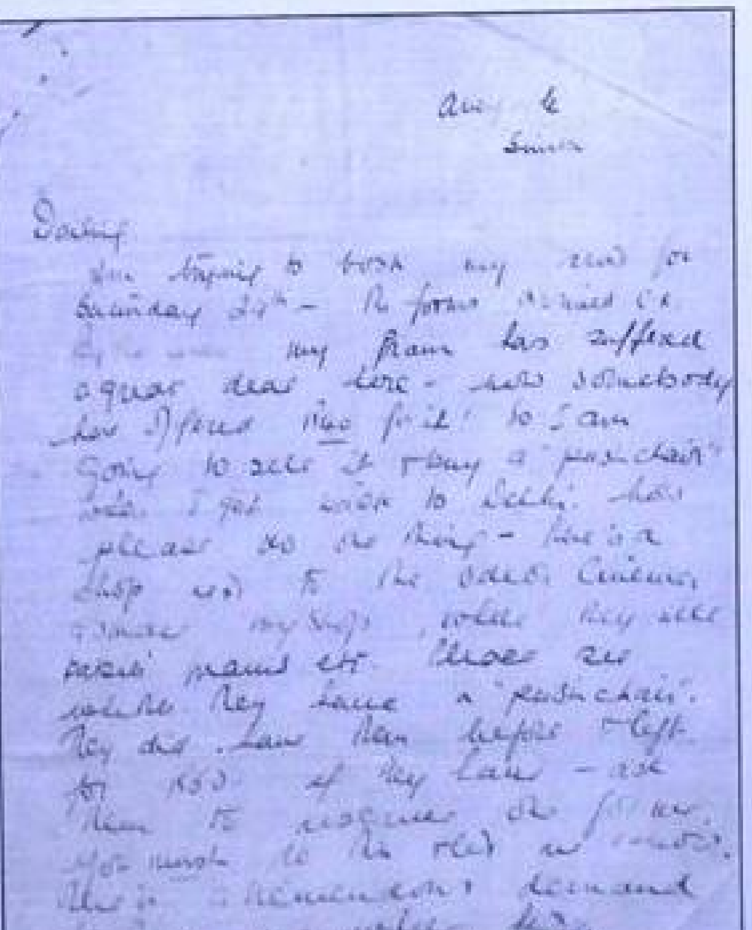

[illegible]

Darling
I am trying to book my seat for Saturday 24th — the [illegible] my [illegible] has suffered a great deal here — [illegible] somebody has offered [illegible] so I am going to sell it & buy a "pushchair" when I get back to Delhi. Now please do one thing — there is a shop next to the Odeon Cinema, [illegible], where they sell baby prams etc. Please see whether they have a "pushchair". They did have them before I left. [illegible] — ask them to reserve one for me. [illegible] This is [illegible] demand for them everywhere. [illegible]

Falik Khan didn't reply to my letter what does he [illegible] mean [illegible]?
Tell him I expect at least an acknowledgement of my instructions.
Taslim may have to go away to Bombay soon — a film [illegible]
[illegible] also.
I love you as always
kiss from us both,
[illegible] darling daddy
Your wife
Alys

Saleema's in disgrace because she did a little [illegible] in the bed last night at 2 a.m.! Actually her tummy was upset. But she howled & said "Moomie wash!" I had to wash her at 2 a.m. because she was in such a mess — we settled down again at about 3.30!!
The little Taslim is getting a very well — & is much better behaved than anyone else he knows very pretty Saleema adores him.
The days are few now to your coming here is not [illegible] — I hope my garden will look presentable on my return. The days will drift [illegible] & again we shall be [illegible] — [illegible] there is a little "[illegible]" for a celebration? It has [illegible] [illegible]. The kitchen [illegible] [illegible]! I'm [illegible] [illegible] [illegible] with [illegible] [illegible] as my guests

she can barely manage.
Saleema is well, but her behaviour [illegible] a little [illegible] [illegible] again — on her bottom — & then she looks at me very reproachfully, says "Moomie chat" — & [illegible] back!
We had a very successful [illegible] here last night — Rasheed & Taslim [illegible] at each other on the question of Soviet Communism with [illegible] [illegible]!! [illegible] also contributed [illegible] [illegible]. The women listened for the most part — and it was a good discussion.
I am glad [illegible] is there to keep you company — [illegible] [illegible] more [illegible] [illegible] when [illegible] come back — I am sending a separate letter of instructions to [illegible] about [illegible] arrangements for milk etc. I hope my [illegible] / Saleema's will be quite ready.

[illegible]
Simla
Tuesday.

Beloved —

I am already counting the days to our reunion — not many more. There is apparently a special [illegible] [illegible] going on — so [illegible] [illegible] [illegible] I should book my seat for. at once. The 15th is a good day [illegible] [illegible] [illegible] a Saturday so that the next day [illegible] home — is a Sunday. [illegible] — in that case [illegible] should arrive here on the 14th morning. The [illegible] is [illegible] [illegible] — [illegible] last year.
[illegible] also [illegible] [illegible] come back in July. [illegible] the [illegible] [illegible] very [illegible] —

1

Aberfoyle
Simla
2[illegible]/6/[illegible]

[illegible]

No other letter yet from you - hence I am worried & rather depressed. Hope you are well. How is the weather at home? I am very homesick & longing for you. Saleema is well & so am I - but still there is an emptiness everywhere, without you.

I [illegible] these pictures today - [illegible] them well - there is very [illegible] like the [illegible] of my [illegible]-time beauty!

There were a few old snaps of you, too - [illegible] your gay [illegible] days - when you were [illegible]

The weather is showery but very pleasant here - but it makes me long for your company.

I hope my duties have been worked by the P.W.D.

Write soon darling & inform me which date I [illegible] for - I send my forms very soon.

All my love to you sweetheart.

Hope you have arranged for plenty of [illegible] in Delhi [illegible]

Saleema sends kisses to darling Abba Jan.

Your wife,
Alys.

& frivolous!

Rasheed was here last evening with his bride. How aged she looks - & how listless they both were - perhaps the heat of Delhi left them like that.

How are you, sweetheart? What happens in Delhi?

Nowadays, Sunday even for [illegible] - I am rather tired of the Mall walks - I would rather wander in Lodhi Gardens - when will those be? Not long perhaps! Let me know, beloved, how the land lies.

I love you so much - but I wish you would write.

Love & xxx's & your wife Alys.

VINCENT VAN GOGH 1853-1890
laan met populieren: herfst
avenue of poplars: autumn
allée des peupliers: l'automne
pappel allee: herbst
nuenen 1884 - 99 x 66 cm

Amsterdam
12/9

Dearest Cheetah Mizzu.
Have been here for two days,
sight seeing & party making.
Very nice. Sent some things
for the children with Azhar
& Selma has promised to send
your water colour paper &
Scholls. Return to London
Tomorrow & then proceed to
Canada.
Much love
Abba.

© van Gogh museum amsterdam 1973

edition and colour-correction rijksmuseum vincent van gogh amsterdam 't lanthuys

Salima Hashmi Mizzu Hashmi
156 G
Model Town
LAHORE
PAKISTAN

MODEL TOWN 18 SEP 82 9.30 A.M. LAHORE

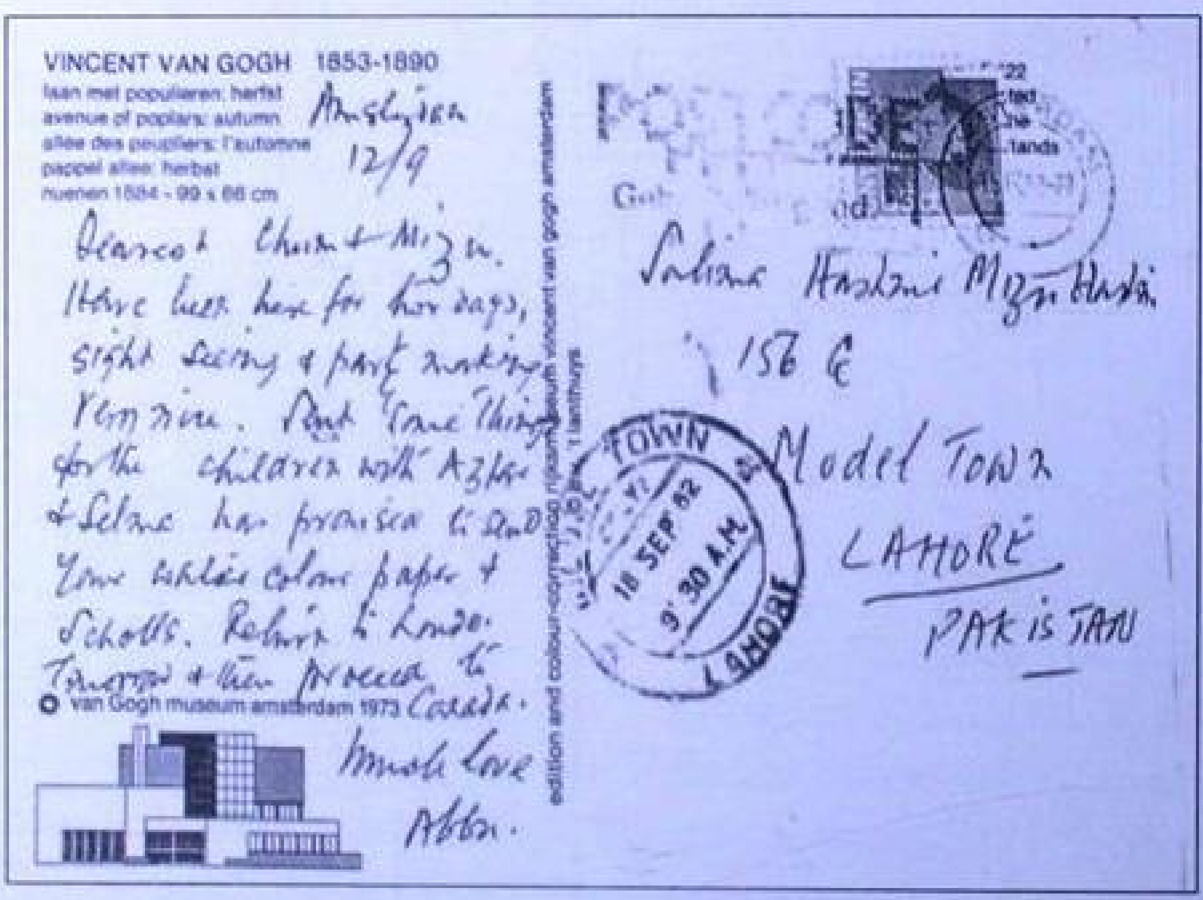
VINCENT VAN GOGH 1853-1890
laan met populieren: herfst
avenue of poplars: autumn
allée des peupliers: l'automne
pappel allee: herbst
nuenen 1884 - 99 x 66 cm

Amsterdam
12/9

Dearest Cheetah Mizzu.
Have been here for two days,
sight seeing & party making.
Very nice. Sent some things
for the children with Azhar
& Selma has promised to send
your water colour paper &
Scholls. Return to London
Tomorrow & then proceed to
Canada.
Much love
Abba.

© van Gogh museum amsterdam 1973

edition and colour-correction rijksmuseum vincent van gogh amsterdam 't lanthuys

Salima Hashmi Mizzu Hashmi
156 G
Model Town
LAHORE
PAKISTAN

MODEL TOWN 18 SEP 82 9.30 A.M. LAHORE

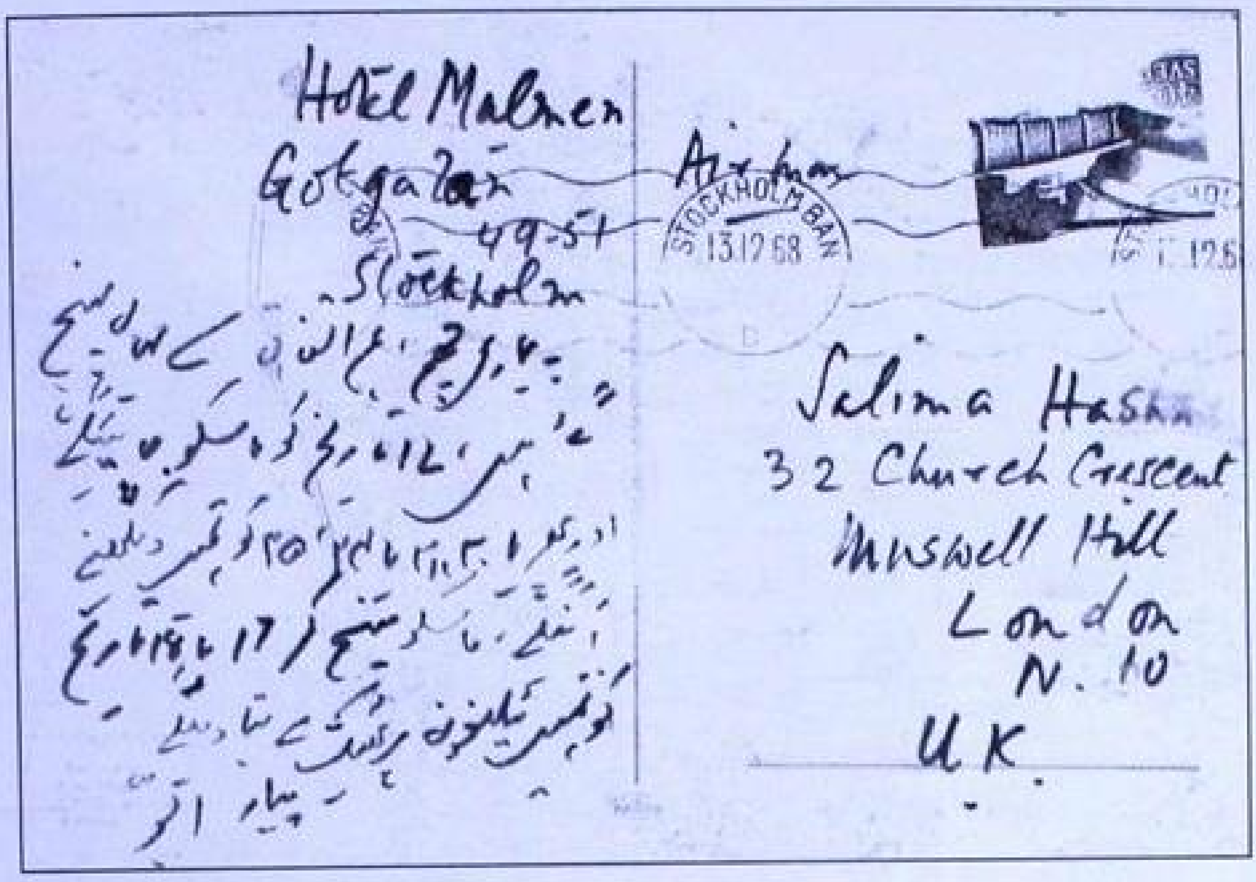
Hotel Malmen
Gotgatan
49-51
Stockholm

Airmail

STOCKHOLM BAN 13.12.68

Salima Hashmi
32 Church Crescent
Muswell Hill
London
N. 10
U.K.

پیاری جھمی

ہم اتفاق سے یہاں پہنچ گئے ہیں، 17 تاریخ کو ماسکو جائیں گے اور پھر 20، 21 یا 24، 25 کو تمہیں دیکھنے آئیں گے۔ ماسکو پہنچ کر 17 یا 18 تاریخ کو تمہیں ٹیلیفون پر ٹھیک سے بتا دیں گے۔ پیار، ابو

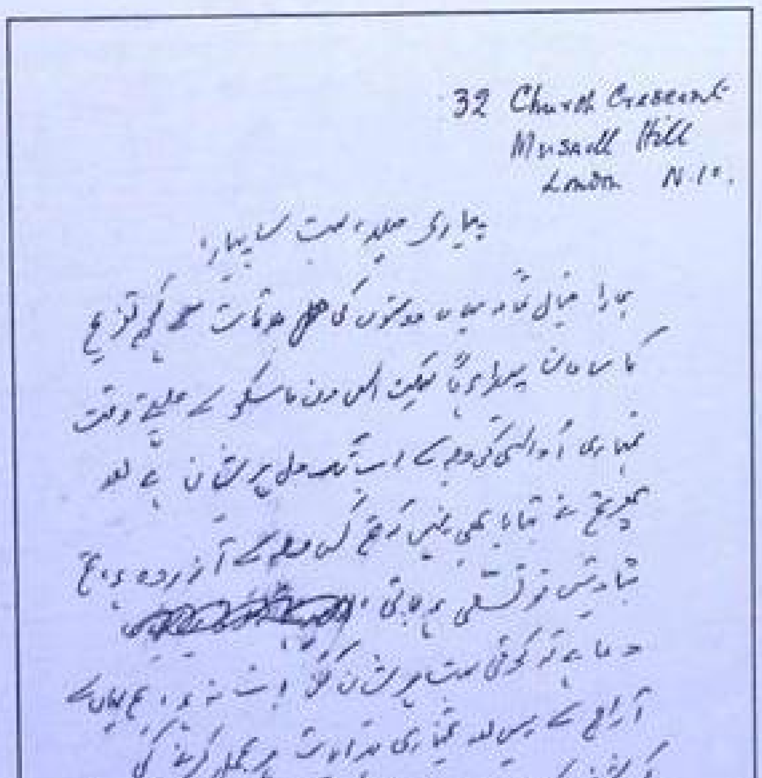
32 Church Crescent
Muswell Hill
London N.10.

پیاری سیما، بہت سا پیار،

ہمارا خیال تھا کہ یہاں دوستوں کی ملاقات سے کچھ تفریح کا سامان پیدا ہوگا لیکن اس دن ماسکو سے چلتے وقت تمہاری اداسی کی وجہ سے دل اب تک پریشان ہے اور پھر تم نے بتایا بھی نہیں کہ تم کس وجہ سے آزردہ ہو۔ تم بتا دیتیں تو تسلی ہو جاتی، دعا ہے کہ کوئی بہت پریشان کن بات نہ ہو، ہم یہاں آرام سے ہیں اور تمہاری ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، غالباً تین چار دن تک یہاں رکنا ہوگا پھر دو تین دن کے لیے پیرس سے ہو کر تمہارے پاس لوٹ آئیں گے۔ اب تم آئینے میں ہماری طرف سے اپنے کو پیار کرلو۔

فیض احمد فیض

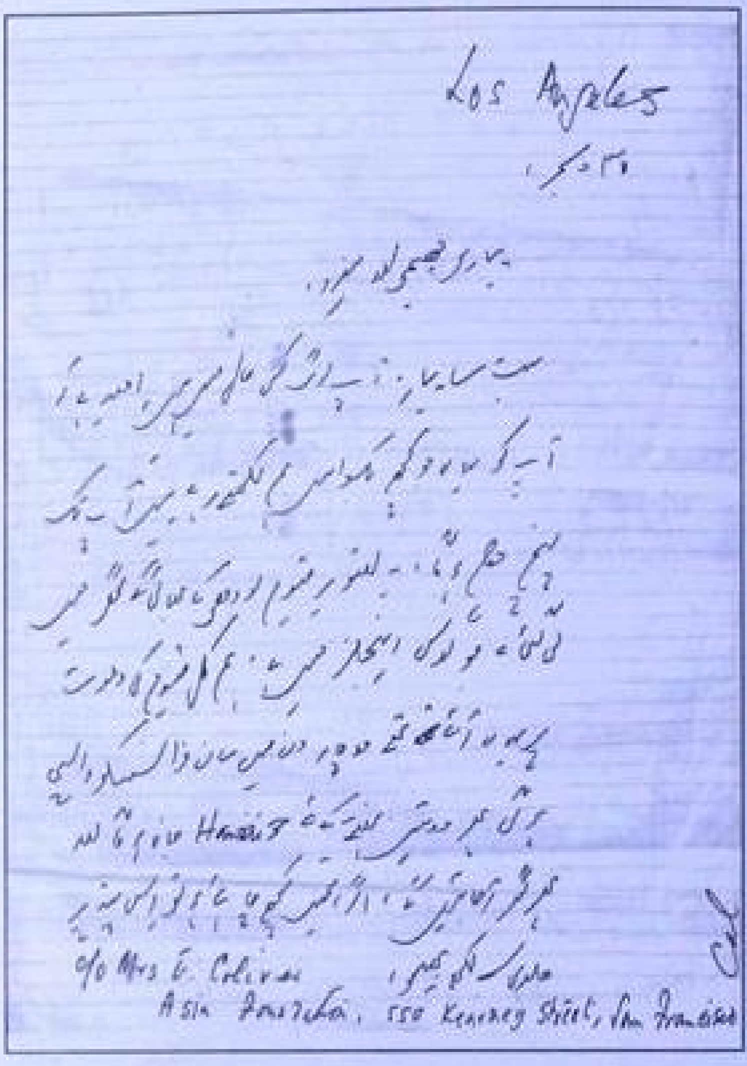
Los Angeles
c/o Mrs E. Coliven
Asia Foundation, 550 Kenrey Street, San Francisco

پیاری جیمی اور میزو،

بہت سا پیار، آپ لوگ کس حال میں ہیں، امید ہے کہ آپ کو یہاں جو کچھ ہم لکھتے رہے ہیں آپ تک پہنچ چکا ہوگا۔ تصویر تو مومی کے بھائی کے گھر میں لی گئی ہے جو لاس اینجلس میں ہے۔ ہم کل قوم کی دعوت پر یہاں آئے تھے۔ دو چار دن میں سان فرانسسکو واپسی ہوگی پھر دو تین ہفتے کے لیے Hawai جانا ہوگا اور پھر گھر آجائیں گے۔ اگر تمہیں کچھ چاہیے تو اس پتہ پر جلدی سے لکھ بھیجو۔ c/o Mrs E Coliven

Asia Foundation 550 Kenrey Street San Francisco

ابو

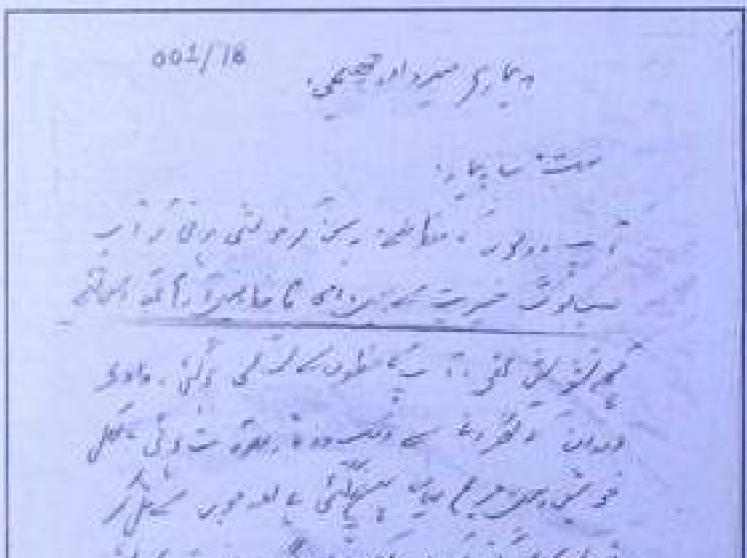

لندن

پیاری میزو اور جیمی

بہت سا پیار

آپ دونوں کے خط ملے، یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ سب لوگ خیریت سے ہیں۔ امی کا خط نہیں آرہا تھا اس لیے کچھ تشویش تھی۔ آپ کے خطوں سے تسلی ہوگئی۔ دادی اور ان کے گھر والے سے ایک دو بار ملاقات ہوئی، بالکل خوش ہیں۔ مریم یہاں پہنچ گئی ہے اور جون سے مل کر خریداری بھی کر آئی ہے لیکن میں گھر پر نہیں تھا اس لیے اسے پیسے نہیں دے سکا، آج کل میں دے دوں گا۔

یہاں سخت سردی رہی لیکن اب موسم کچھ بہتر ہے۔ افسوس ہے کہ اب کے سالگرہ پر اکٹھے نہ ہو سکے اور میں نے یہاں بھی کوئی پروگرام نہیں کیا۔ ایک تو صوفی صاحب کا دکھ تھا اور دوسرے یہاں بھی کچھ پریشانیاں تھیں اس لیے کہ فلم کا قصہ اب تک الجھا ہوا ہے۔ علی کی فرمائش پہنچ گئی ہے پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ باقی فرمائشیں تو شاید دادی کے پاس ہوں گی۔ ابھی آنے کا کچھ ٹھیک نہیں ہو سکا شاید کچھ دن اور لگ جائیں۔ آپ سب کے لیے دل اداس ہے۔ امید ہے جلد ملاقات ہوگی۔ علی، دیاسر، عدیل اور میزو کو بہت سا پیار۔

ابو

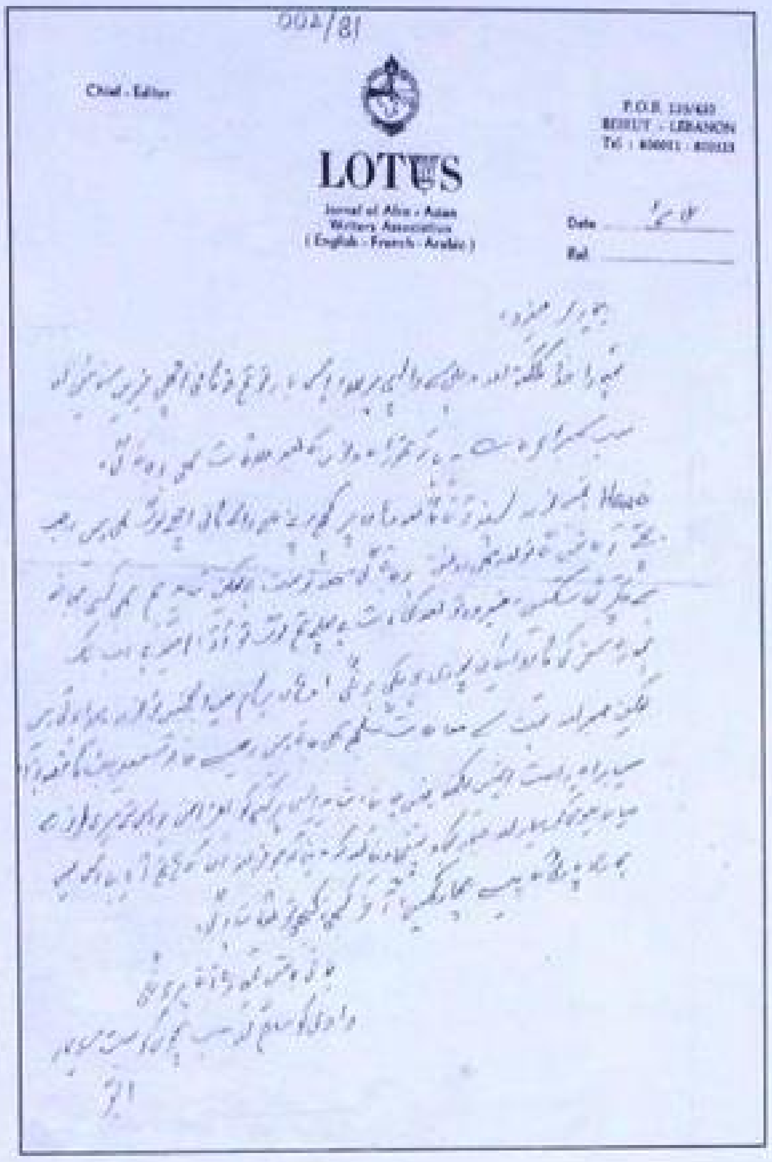

پیاری میزو،

تمہارا خط کلکتہ اور دہلی سے واپسی پر ملا۔ اس بار تو تم نے کافی اچھی خبریں سنائیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد ملاقات بھی ہو جائے گی۔ Hawaai تمہیں ضرور پسند آئے گا اور وہاں پر کچھ اپنے ملنے والے کافی اچھے لوگ بھی ہیں۔ جب بچے آ جائیں گے تو اور بھی رونق ہو جائے گی۔ دور تو بہت ہے لیکن شاید ہم بھی کسی بہانے سے چکر لگا سکیں۔ خیر وہ تو بعد کی بات ہے پہلے تم لوگ تو آؤ۔ امید ہے اب تک تمہارے سفر کی کارروائیاں پوری ہو چکی ہوں گی۔ وہاں پر کام میں الجھنیں تو ضرور پیدا ہوئی ہیں لیکن صبر اور ہمت سے معاملات سلجھ بھی جاتے ہیں، جیسے خالد سعید بٹ کا قصہ ہوا۔ میں براہ راست انہیں لکھنا نہیں چاہتا، شاید اس پر کسی کو اعتراض ہو اس لیے میری طرف سے میاں بیوی کو پیار اور مبارکباد پہنچا دینا اور کہہ دینا کہ جو خزانہ ان کے ہاتھ آیا ہے اس میں ہماری پارٹی کے پیسے بچا کے رکھیں، آخر کبھی نہ کبھی تو ملاقات ہو گی۔

باقی باتیں تمہارے آنے پر ہوں گی۔

دادی کو سلام اور سب بچوں کو بہت سا پیار

ابو

پیاری میزو،

تمہارا ۲۳ جولائی کا لکھا ہوا خط لندن سے یہاں پہنچ کر ملا۔ علی کی کامیابی کا سن لیا تھا، بہت خوشی ہوئی اور تمہیں نیا گھر بھی مبارک ہو۔

تمہارا خط پہلے مل جاتا تو لندن سے تمہاری چیزیں لیتے آتے۔ اب کوشش کریں گے کہ کوئی ادھر آنے والا مل جائے تو اس کے ہاتھ بھجوا دیں۔ علی کا تحفہ پہنچ جائے گا۔ ہم لوگ پرسوں تاشقند روانہ ہوں گے اور تین یا چار اکتوبر پر واپسی ہو گی۔ پھر شاید کچھ دن کے لیے تیونس جانا ہو۔ بہرحال اگلے مہینے کسی دن گھر پہنچ جائیں گے۔ اس خط کا جواب تو یہاں وقت پر نہیں پہنچ سکتا اور کوئی خاص بات لکھنے کی ہے بھی نہیں۔ ممکن ہے کہ تیونس سے ٹیلیفون پر بات ہو سکے۔

سب کو بہت سا پیار

ابو

پیاری میزو،

تمہارا خط مل گیا ہے، خوشی ہوئی کہ ٹھیک ہے تم گرمیوں میں لندن کا ٹکٹ کرو ہم تو راستے ہی میں ہیں اور فی الحال ہمارے گھر لوٹنے کی صورت نظر نہیں آتی تمہاری امی شاید آسکیں لیکن اگر اور بچے لوگ آسکیں تو پھر کیا ضرورت ہے۔

یہاں کا موسم بہت عجیب ہے، ایک دن دھوپ نکلتی ہے اور گرمی ہو جاتی ہے، دوسرے دن طوفان آتا ہے اور سردی سے ٹھٹھرنے لگتے ہیں، بہرحال ہم لوگ آرام سے ہیں اور کچھ پاکستانی اچھے لوگ بھی مل گئے ہیں، جن کے ہاتھ یہ خط اور چیزیں بھجوا رہے ہیں۔ بہت سا پیار، ابو

یہاں پر UBL کا Telix بھی ہے اگر کوئی ضرورت یا پیغام ہو تو Telix کے ذریعے بھجوا سکتے ہیں۔

Telix Number: 22422LE. UBLPK 20823LE. UBLPK

پیاری میزو،

تمہارا بہت اچھا خط ملا ہے، امید ہے چلنے سے پہلے تمہیں یہ خط مل جائے گا، بہت شدت سے انتظار ہے، باقی باتیں آنے پر ہوں گی، سب کو بہت سا پیار، ٹوٹو تک بندی بھیج رہا ہوں لیکن یہ چھپنے کے لیے نہیں ہے۔ اس لیے کہ راولپنڈی میں نیرنگ خیال رسالے والوں کے جوبلی نمبر کے لیے بھجوائی ہے۔

ابو

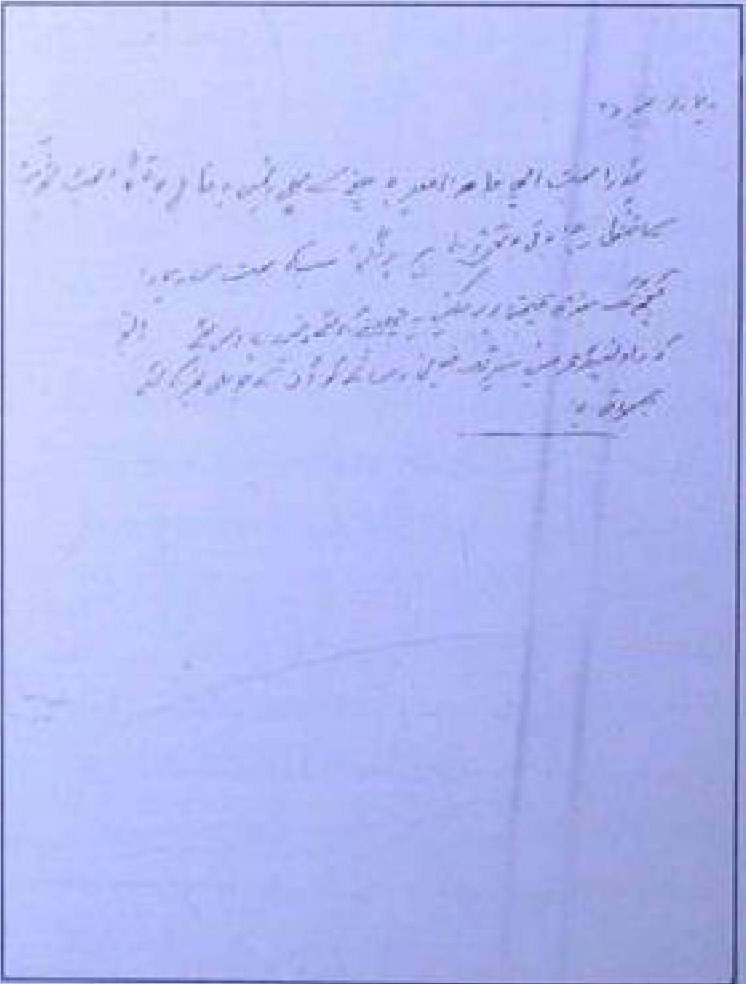

پیاری میزو،

پیار

لو بھئی اپنے پیسے، واپس کرنے میں دیر ہو گئی اس لیے سود بڑھا دیا ہے۔

امید ہے عزیزی تیمور اب صحت یاب ہو چکے ہوں گے اور تم سب بخیر و عافیت ہو گے۔

حمیدہ بیگم کو پیار۔

فقط۔ ابو

Room 303 A
Hale Kuhina
East West Center

E.W.C Box 1443
1777 East West Road
Honolulu
Hawaii 96848
(USA)

پیاری میزو،

گزشتہ ہفتے خدا خدا کر کے سان فرانسسکو میں آپ کا تار اور پھر تمہارا خط ملا۔ میں تو ہر جگہ سے قریب قریب ہر ہفتے تمہاری امی کو باقاعدہ لکھتا رہا ہوں، ایک آدھ خط اور کارڈ تم لوگوں کو اور بچوں کو بھی بھیجا تھا، بہت سے شعر بھی بھیجے تھے، نہ جانے یہ سب کچھ تم تک کیوں نہیں پہنچا اب تک کچھ تو مل جانا چاہیے تھا۔ دیکھئے یہ بھی پہنچتا ہے کہ نہیں ورنہ کچھ انتظار کے بعد پھر تار بھجواؤں گا۔

امریکہ میں سب دیکھ تو لیا ہے لیکن دل ہر وقت آپ لوگوں میں اٹکا رہتا ہے اس لیے کسی جگہ کچھ خاص لطف نہیں آتا۔ اس لیے ضمیر سے کہہ دو کہ ہم کچھ عیش نہیں کر رہے ہیں، اچھے دن آئیں گے تو مل کر عیش کریں گے۔ صرف قیوم لودھی اور اس کے خاندان کے ساتھ Los Angeles میں کچھ دن اچھے گزرے، یہاں اس کا بھائی اور بھاوج رہتے ہیں جو دونوں ڈاکٹر ہیں اور بہت خوش حال ہیں، ان لوگوں نے بہت تواضع کی، بہت سیر کروائی حتی کہ پیش از وقت ہماری سالگرہ بھی منا ڈالی اور بہت سے تحفے بھی دیے۔ سان فرانسسکو میں ہماری ایک دوست Jodith نے بھی کافی خیال رکھا، دیکھنے میں تو یہ جگہ بہت خوبصورت ہے لیکن ہمیں بالکل اسٹوڈنٹس کی طرح شہر سے دور ایک ہوسٹل میں ٹھہرا رکھا ہے جو کافی بور جگہ ہے، بلکہ میرا ہوسٹل تو زیادہ تر لڑکیوں کے لیے ہے اسی لیے غسل خانے میں Sanitary Napkins کا بکس بھی رکھا ہے البتہ لڑکیوں سے ابھی تک کچھ حاصل نہیں ہوا۔

عدیل کی فرمائش تو پوری ہو جائے گی تمہاری فرمائش کا کہہ نہیں سکتے اس لیے کہ یہاں سے واپسی اپنے پیسوں سے ہوگی (ورنہ ماسکو واپس جانا پڑے گا) خیر کچھ تو ہو ہی جائے گا۔ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ امی کچھ دنوں کے لیے چھٹی کر رہی ہیں اور دادی بھی آ گئی ہیں۔ ہمیں تو ان لوگوں نے بالکل جکڑ رکھا ہے، اور اگلے مہینے سے پیشتر واپسی کی کوئی صورت نہیں بنتی لیکن جہاں اتنے دن گزر رہے ہیں یہ بھی گزر جائیں گے۔ جی بہت چاہتا تھا کہ سردی کا موسم گھر پر گزاریں لیکن خیر شاید وہاں پہنچ کر بھی دل دکھتا۔ اگرچہ حالات بدلتے رہتے ہیں اس لیے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہیے۔ خدا امی کو بھی سنا دینا انہیں الگ سے بھی لکھوں گا۔ بہت سا پیار

ابو

HAJI ABDULLAH HAROON COLLEGE
KHADDA, KARACHI-2

Telephone: 74862

Ref. .... Dated .... 19 ..

پیاری میزو دیٹی

تمہارے دونوں خط ملے، پیغام بھی مل گیا تھا، روپے بھجوا رہا ہوں، اپنے آنے کی تاریخ بالکل پکی کر کے مجھے لکھو، دو تاکہ ٹکٹ بھجوا دیا جائے، امی کا خط آیا ہے، راضی خوشی ہیں، بہت سا پیار۔

فقط۔ ابو

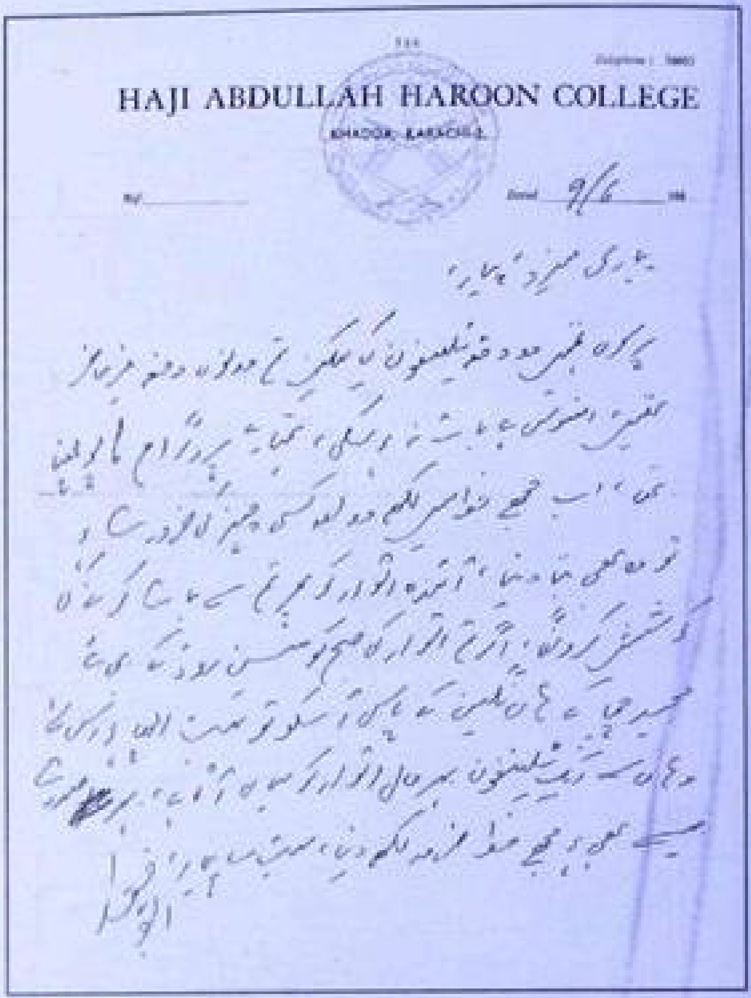
HAJI ABDULLAH HAROON COLLEGE
KHADDA, KARACHI-2
Dated 9/6

پیاری میزہ پیار

پرسوں تمہیں دو دفعہ ٹیلیفون کیا لیکن تم دونوں دفعہ غیر حاضر تھیں۔ افسوس ہے بات نہ
ہو سکی۔ تمہارے پروگرام کا پوچھنا تھا۔ اب مجھے خط میں لکھ دو اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی بتا دینا۔
آئندہ اتوار کو پھر تم سے بات کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر تم اتوار کی صبح کو مین روڈ کے بجائے مجید چچا
کے ہاں نگین کے پاس آ سکو تو بہت اچھا ہے اس لیے وہاں سے ایک ٹیلیفون بہر حال اتوار کو یہاں
آتا ہے۔ بہرصورت جیسے بھی ہو مجھے خط ضرور لکھ دینا۔ بہت سا پیار۔

فقط ابو

HAJI ABDULLAH HAROON SECONDARY SCHOOL
Dated 1/10

پیاری میزہ، پیار،

امید ہے تم خیر و عافیت سے ہو گی۔ پیسے جو تم نے مانگے تھے بھیجے جا رہے ہیں، اگلے مہینے تک
تمہارے لیے کافی ہوں گے۔ امی کی طبیعت کچھ خراب ہے اس لیے انہوں نے کہا ہے کہ وہ
دو تین دن کے بعد تمہیں خط لکھیں گی، ویسے کوئی فکر کی بات نہیں زکام وغیرہ ہے۔ سامان ابھی گھر نہیں
پہنچا، غالباً آج آ جائے گا۔ پھر تمہاری چیزیں بھجوا دی جائیں گی۔

سب لوگوں کو پیار

فقط ابو

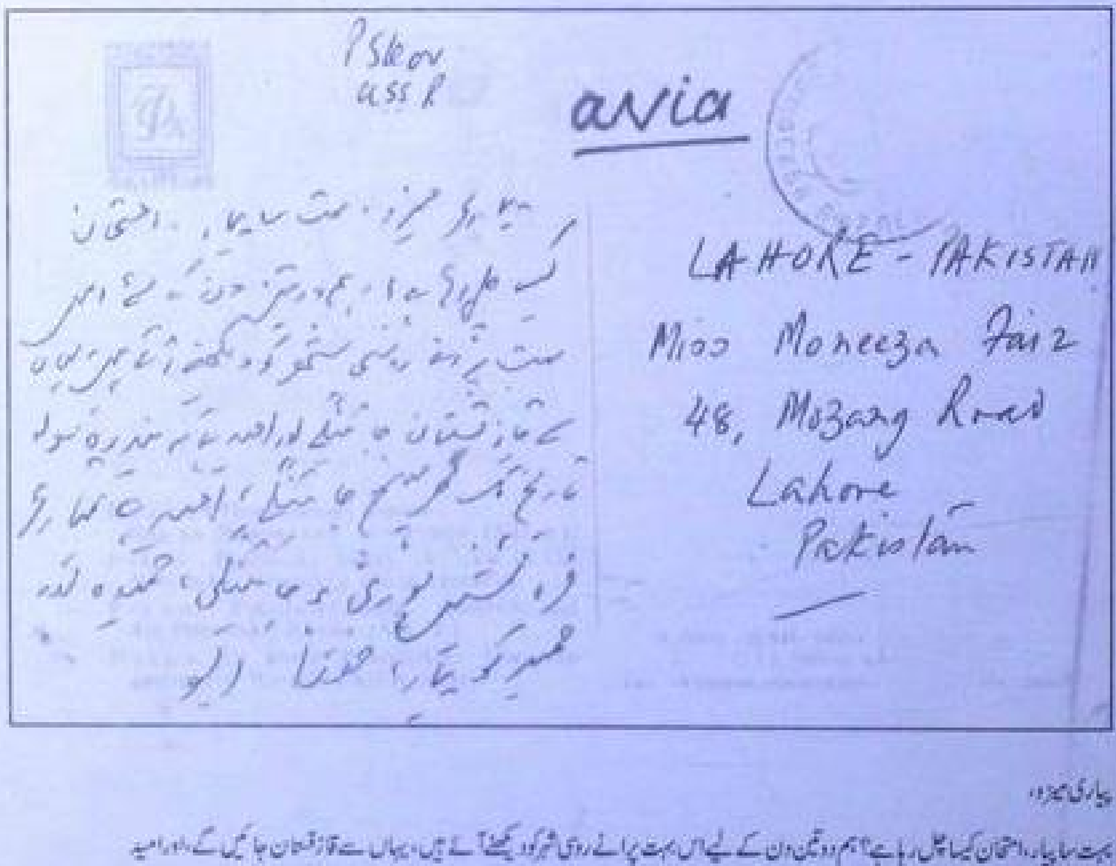
Pskov USSR
avia
LAHORE - PAKISTAN
Miss Moneeza Faiz
48, Mozang Road
Lahore
Pakistan

پیاری میزہ،

بہت سا پیار۔ امتحان کیسا چل رہا ہے؟ ہم دو تین دن کے لیے اس بہت پرانے روسی شہر کو دیکھنے آئے ہیں۔ یہاں سے قازقستان جائیں گے اور امید
ہے کہ پندرہ سولہ تاریخ تک گھر پہنچ جائیں گے۔ امید ہے تمہاری فرمائشیں پوری ہو جائیں گی۔ حمیدہ اور عمیر کو پیار۔ فقط ابو

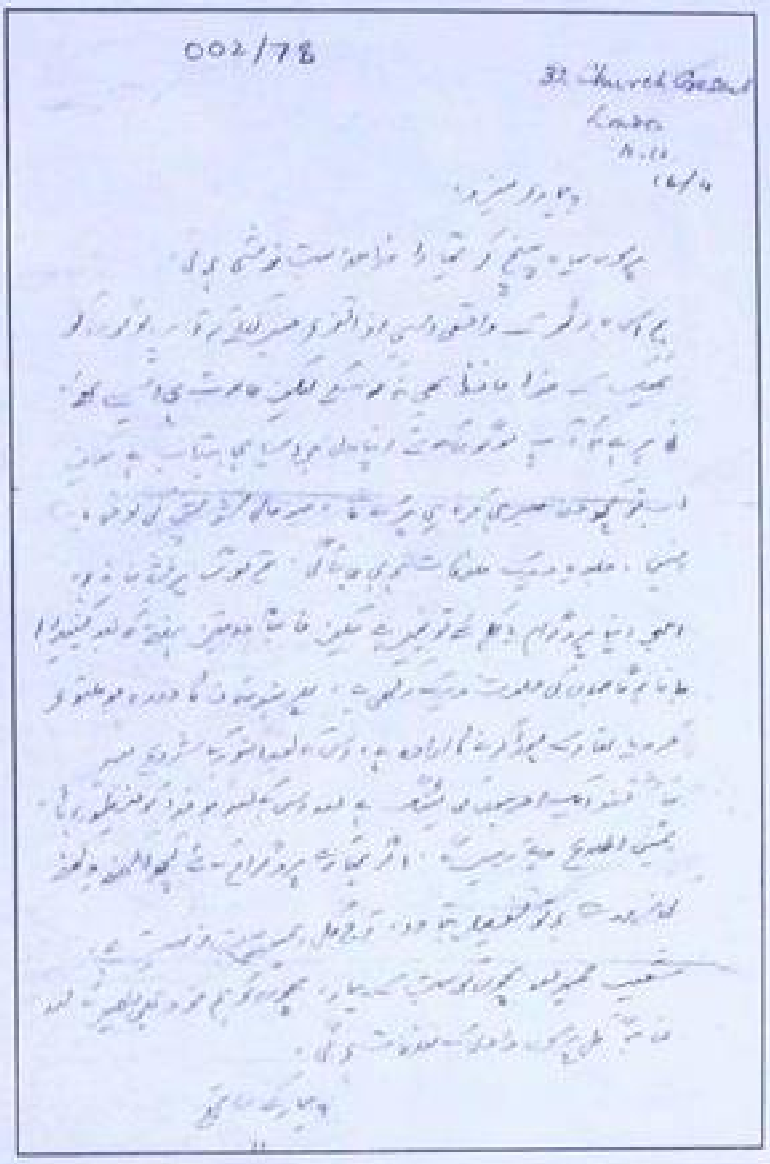

پیاری میزو

پرسوں یہاں پہنچ کر تمہارا خط ملا بہت خوشی ہوئی۔

ہم اس بار گھر سے واقعی ایسی افراتفری میں نکلے کہ آپ لوگوں کو ٹھیک سے خدا حافظ بھی نہ کہہ سکے لیکن حالات ہی ایسے تھے، ظاہر ہے کہ آپ لوگوں کے لیے اپنا دل بھی ایسا ہی بے تاب ہے لیکن اب تو کچھ دن صبر ہی کرنا پڑے گا، بہر حال تشویش کی کوئی بات نہیں، جلد یا دیر سے ملاقات ہو ہی جائے گی تم لوگ پریشان نہ ہو۔ ابھی اپنا پروگرام بالکل طے تو نہیں ہے لیکن غالباً دو تین ہفتے کے بعد کینیڈا جانا ہوگا جہاں کی دعوت دیر سے رکی ہے، پھر ہندوستان کا دورہ جو ملتوی کر دیا تھا اسے پورا کرنے کا ارادہ ہے اس کے بعد اکتوبر کے شروع میں تاشقند ایک ادیبوں کی میٹنگ ہے، اور اس کے بعد جو خدا کو منظور ہوگا تمہیں اطلاع دیتے رہیں گے، اگر تمہارے پروگرام کے لیے کچھ لکھنے وکھنے کی ضرورت ہو تو تفصیل بتا دو، آج کل ہمیں بہت فرصت ہے۔

شعیب میرا اور بچوں کو بہت سے پیار، بچوں کو ہم خود بھی لکھیں گے اور غالباً کل پرسوں دادی سے ملاقات ہوگی۔

پیار کے ساتھ ابو

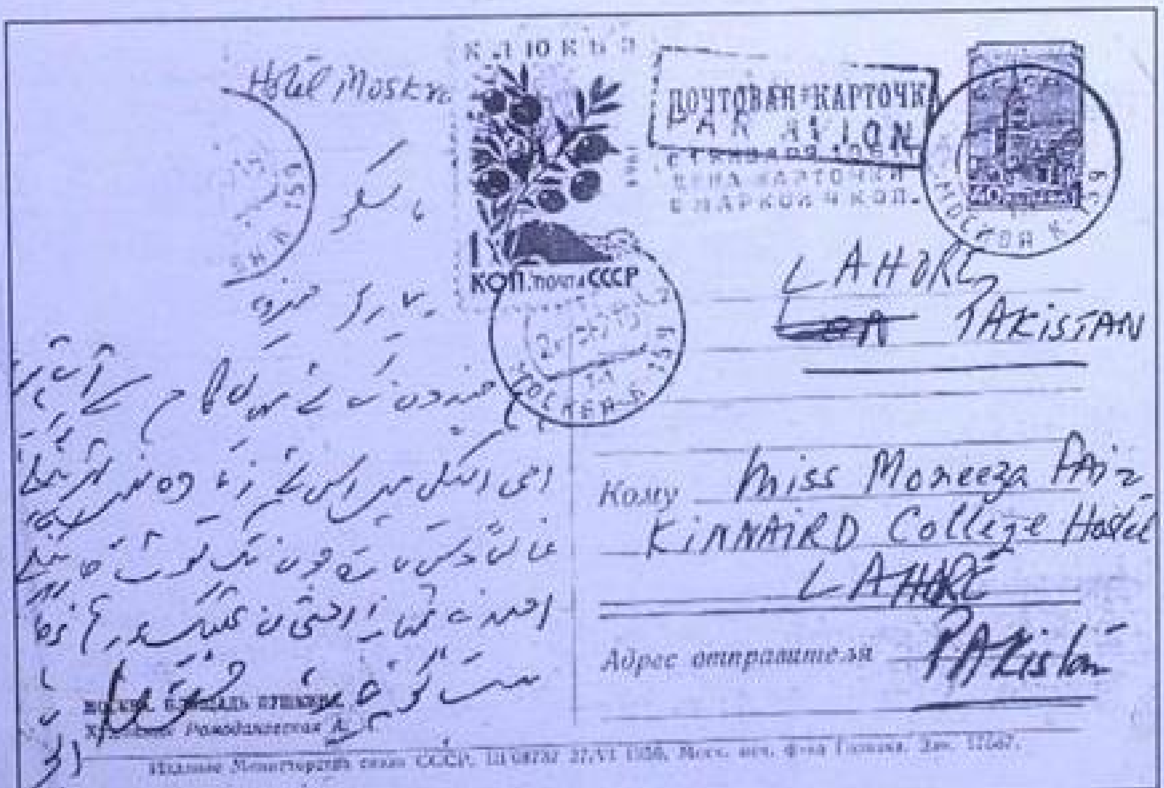

پیاری میزو

چندروز کے لیے یہاں کام سے آئے ہیں، امی اکیلی ہیں اس لیے زیادہ نہیں ٹھہریں گے، غالباً دس بارہ جون تک لوٹ جائیں گے، امید ہے امتحان ٹھیک ہو رہا ہوگا۔ سب کو پیار۔ تمہارا ابو

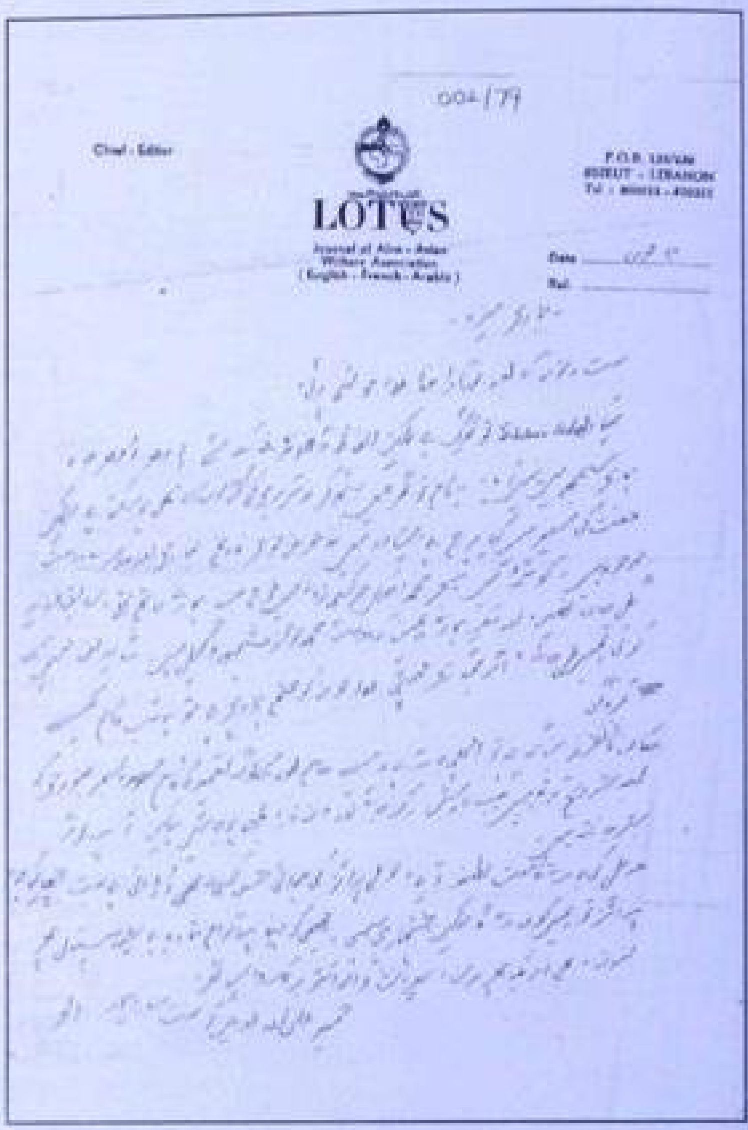

پیاری میزہ

بہت دنوں کے بعد تمہارا خط ملا، خوشی ہوئی۔ تمہارا Summer School تو ٹھیک ہے لیکن الفاظ ڈھونڈنے کے لیے ادھر ادھر جانا ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ کام تو گھر میں بیٹھ کر لائبریری کی کتابوں سے بھی ہو سکتا ہے لیکن مفت کی سیر میں کیا حرج ہے۔ پشاور میں خاطر غزنوی، فارغ بخاری اور دوسرے دوست موجود ہیں، کوئٹہ میں میجر محمد افضل جو کسی زمانے میں فوج میں ہمارے ساتھ تھے، سابق وزیر گل خان نصیر اور ایک ہمارے بچپن کے دوست محمد نواز مشہور وکیل ہیں شاید ان میں سے کوئی تمہیں مل جائے۔ اگر تمہاری چھٹی 18 جون کو ختم ہو رہی ہے تو یہ سب کام کیسے کرو گی۔

مکان کا نقشہ بن گیا ہے تو اچھی بات ہے، ویسے عام طور سے لوگ تعمیر کا کام دسمبر جنوری کے بعد شروع کرتے ہیں جب بارش رک جائے اور دن ذرا لمبے ہو جائیں لیکن آپ لوگ بہتر جانتے ہیں۔ عدیل کی بات کا بہت لطف آیا۔ نوبل پرائز کی ہوائی جس کسی نے بھی اڑائی ہے بہت اچھا کیا ہے۔ پرائز تو ہمیں کون دے گا لیکن اشتہار ہی سہی۔ چھیمی کو اپنا پروگرام بتا دیا ہے۔ پہلے ہسپتال پھر لندن پھر امریکہ پھر برلن پھر ان شاء اللہ اکتوبر تک واپس گھر۔

حمیر علی اور عدیل کو بہت سا پیار۔ ابو

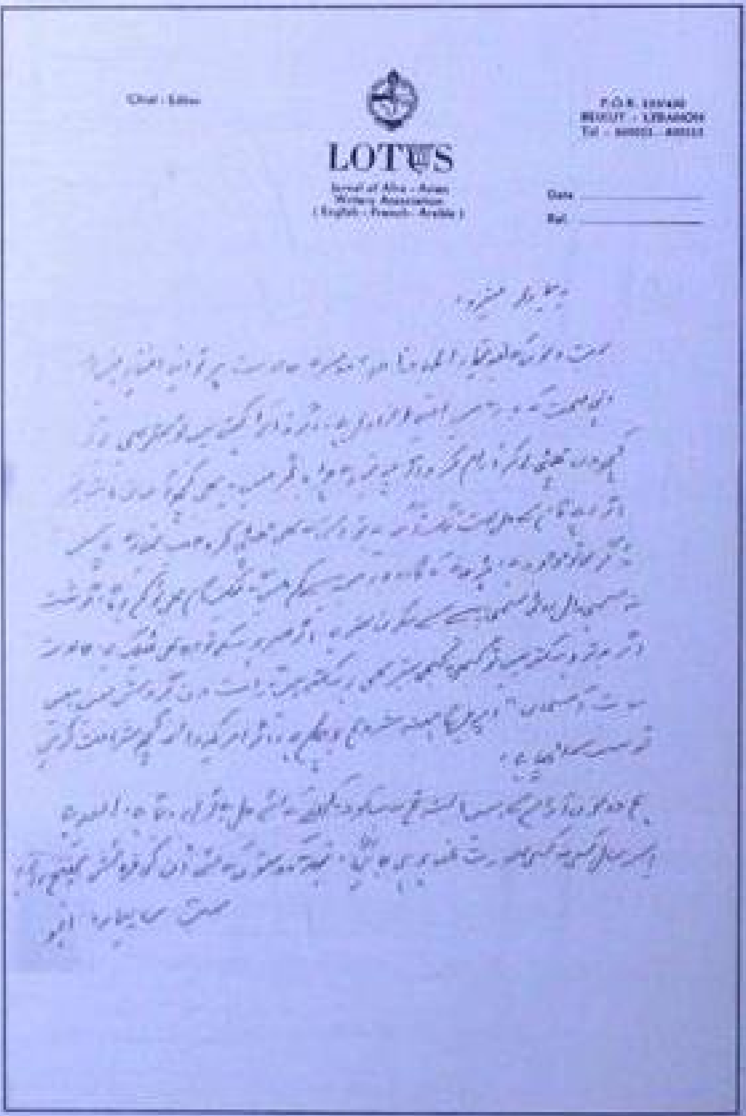

پیاری میزہ

بہت دنوں کے بعد تمہارا لمبا خط ملا۔ دوسرے حالات پر تو اپنا اختیار نہیں البتہ اپنی صحت کے بارے میں احتیاط ضروری ہے۔ اگر ڈاکٹر کہتے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ کچھ دن چھٹی لے کر آرام کرو، اگرچہ تمہارے چڑیا گھر میں یہ بھی کچھ آسان بات نہیں۔ اگر اپنے کام سے دل بہت تنگ آ گیا ہے تو اس سے بھی چھٹی کرو۔ اب تمہارے پاس ڈگری تو موجود ہے، پڑھانے کے کاروبار میں پیسے کم ملیں گے لیکن کام بھی تو کم ہوگا۔ گوشت نہ سہی دال روٹی سہی، پیسے سے سکون بہتر ہے۔ اگر صبر ہو سکے تو وہ بھی ٹھیک ہے۔ حالات اگر بدتر ہو سکتے ہیں تو کبھی نہ کبھی بہتر بھی ہو سکتے ہیں۔ "رات دن گردش میں ہیں سات آسماں"۔ اپریل کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ اگر امریکہ والے کچھ شرافت کریں تو سب سے اچھا ہے۔

ہم دونوں آرام سے ہیں البتہ تم سب کو دیکھنے کے لیے دل بے قرار رہتا ہے۔ امید ہے اسی سال کسی نہ کسی صورت ملنا ہو ہی جائے گا۔ تمہارے دوستوں کے لیے ان کی فرمائش بھیج رہا ہوں۔

بہت سا پیار،

ابو

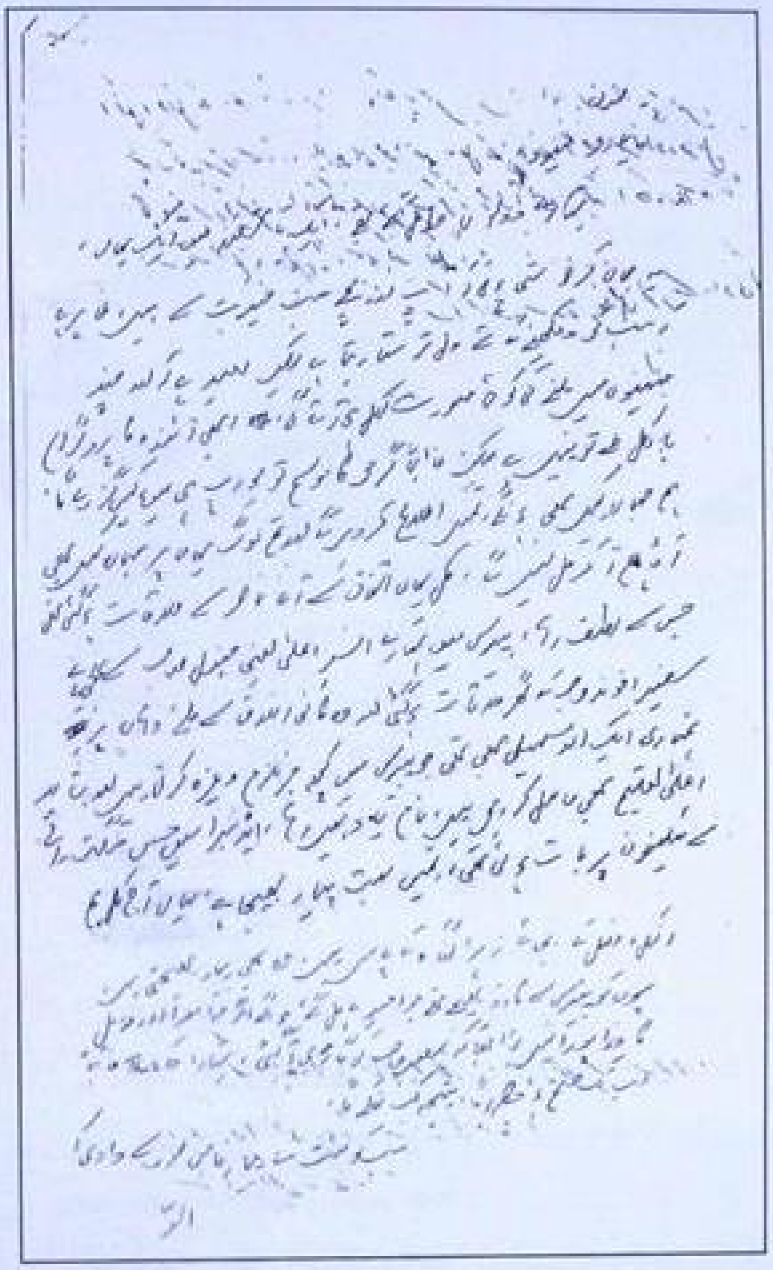

لندن

پیاری میزو،

تمہارے دونوں خط مل گئے تھے، ایک تاشقند میں ایک یہاں، یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ اور بچے سب خیریت سے ہیں، ظاہر ہے کہ سب کو دیکھنے کے لیے دل ترستا رہتا ہے لیکن امید ہے کہ اور چند مہینوں میں ملنے کی کوئی صورت نکل ہی آئے گی، ابھی آئندہ کا پروگرام بالکل طے تو نہیں ہے لیکن غالباً گرمی کا موسم تو یورپ ہی میں کہیں گزرے گا، ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے تمہیں اطلاع کردیں گے اور تم لوگ یہاں پر جہاں کہیں بھی آؤ ہم آ کر مل لیں گے کل یہاں اتفاق سے آغا ناصر سے ملاقات ہوئی تھی جس سے لطف رہا، پیرس میں تمہارے افسر اعلیٰ یعنی جنرل صاحب سے بھی سعید اخوند صاحب کے گھر ملاقات ہوگئی اور وہ کافی اخلاق سے ملے، وہاں پر تمہاری ایک اور سہیلی بھی تھی جو پیرس میں کچھ جرنلزم وغیرہ کرتی ہیں اور شاید اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر رہی ہیں، نام یاد نہیں رہا، ایڈنبرا میں جس منگت رائے سے ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی تمہیں بہت پیار بھیجا ہے، یہاں آج کل ہم انکل افضل کے بجائے زہرا نگاہ کے پاس ہیں، وہ بھی پیار بھیجتی ہیں، بچوں کو پیرس سے کارڈ بھیجے تھے جو امید ہے مل گئے ہوں گے اگرچہ میرا اور عدیل کا خط پورا نہیں ہوا تھا کہ سفیر صاحب کی گاڑی آگئی تمہارا Thesis غالباً اب تک ختم ہو چکا ہوگا، نتیجہ کب نکلے گا۔

سب کو بہت سا پیار، خاص طور سے دادی کو

ابو

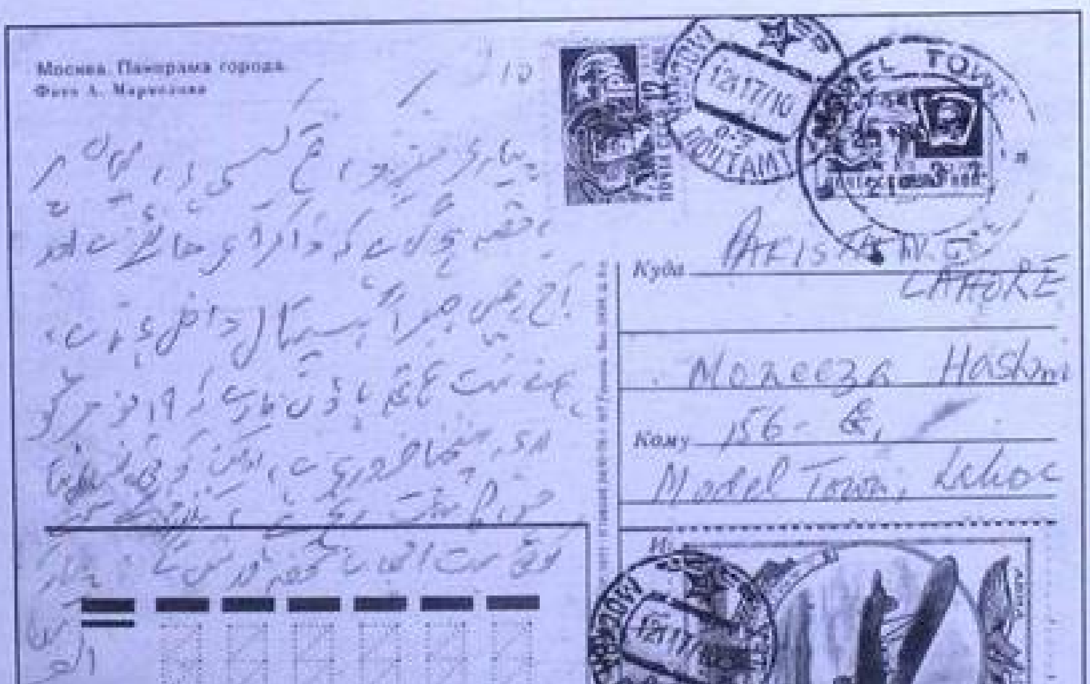

پیاری میزو،

تم کیسی ہو، یہاں پر یہ قصہ ہوگیا ہے کہ ڈاکٹر کے معائنے کے بعد آج ہمیں جبراً ہسپتال داخل ہونا ہے، ہم نے بہت ہاتھ پاؤں مارے کہ 19 نومبر کو لاہور پہنچنا ضروری ہے، لیکن کوئی نہیں مانا جس کا بہت رنج ہے..... کے لیے کوئی بہت اچھا سا تحفہ لائیں گے۔ پیار، ابو

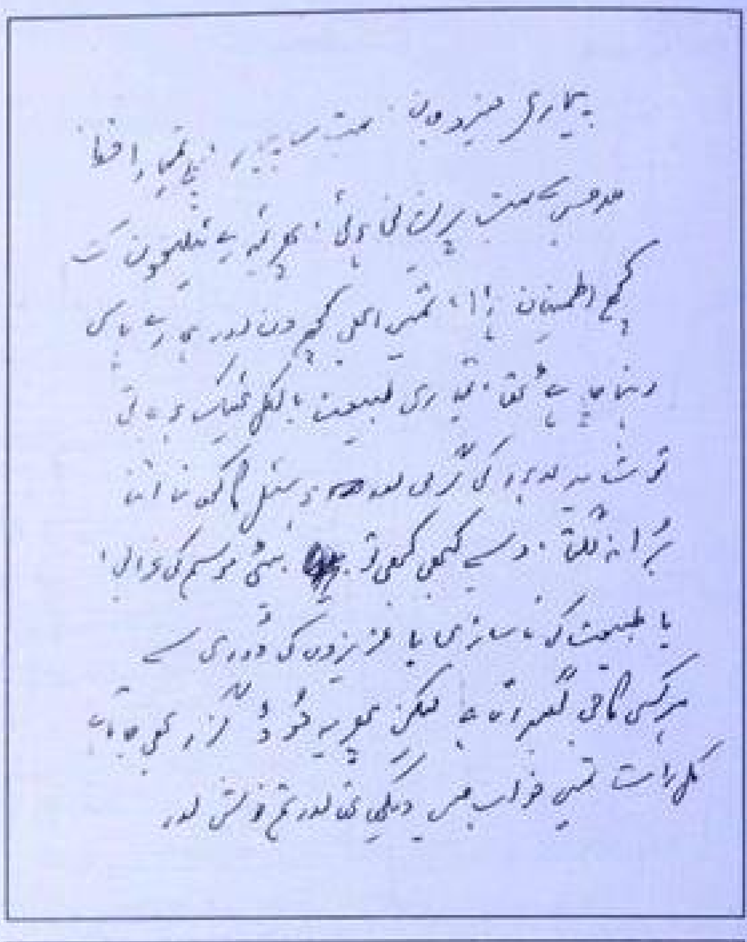

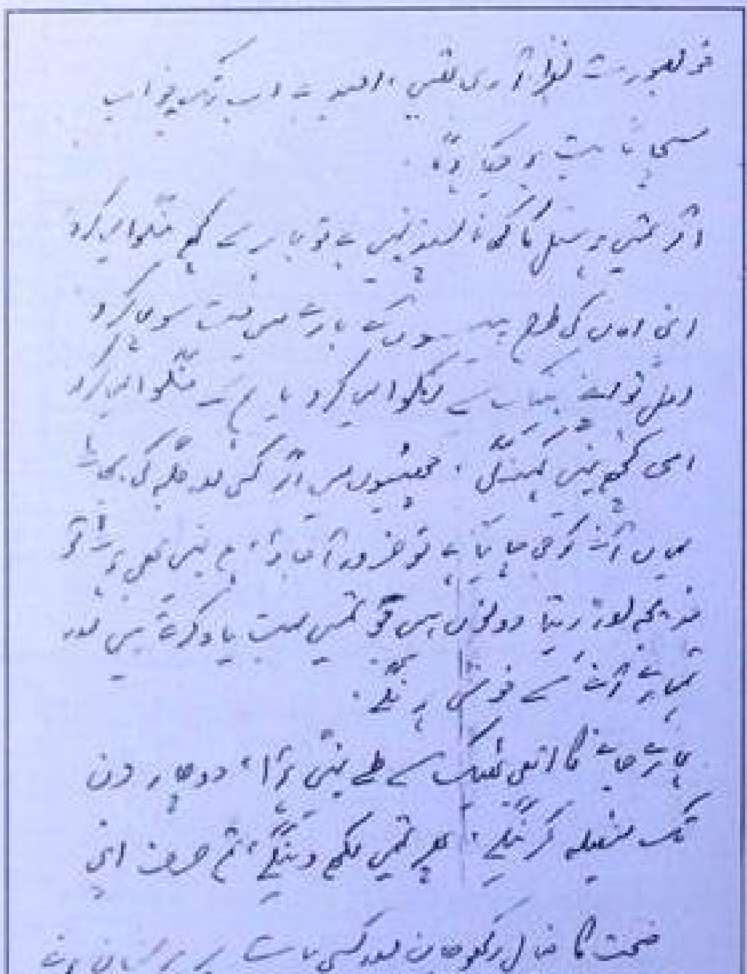

پیاری میزہ جان،

بہت سا پیار، پہلے تمہارا اخط ملا جس سے بہت پریشانی ہوئی، پھر تمہارے ٹیلیفون سے کچھ اطمینان ہوا، تمہیں ابھی کچھ دن اور ہمارے پاس رہنا چاہیے تھا تمہاری طبیعت بالکل ٹھیک ہو جاتی تو شاید لاہور کی گرمی اور ہوسٹل کا کھانا ناگوار لگتا، ویسے کبھی کبھی تو یہی موسم کی خرابی یا طبیعت کی ناسازی یا عزیزوں کی دوری سے ہر کسی کا جی گھبراتا ہے لیکن پھر یہ خود گزر بھی جاتا ہے۔ کل رات تمہیں خواب میں دیکھا تھا اور تم خوش اور خوبصورت نظر آ رہی تھی، امید ہے اب تک خواب سچ ثابت ہو چکا ہوگا۔

اگر تمہیں ہوسٹل کا کھانا پسند نہیں ہے تو باہر سے کچھ منگوا لیا کرو، اپنی اماں کی طرح پیسوں کے بارے میں مت سوچا کرو، اول تو اپنے بینک سے نکلوا لیا کرو یا ...... سے منگوا لیا کرو، ابھی کچھ نہیں کہیں گی، چھٹیوں میں اگر کسی اور جگہ کی بجائے یہاں آنے کو جی چاہتا ہے تو ضرور آ جاؤ، ہم نہیں بھی ہوئے تو خدیجہ اور ریٹا دونوں ہیں جو تمہیں بہت یاد کرتے ہیں اور تمہارے آنے سے خوش ہوں گے۔

ہمارے جانے کا ابھی ٹھیک سے طے نہیں ہوا، دو چار دن تک فیصلہ کریں گے، پھر تمہیں لکھ دیں گے تم صرف اپنی صحت کا خیال رکھو جان اور کسی بات پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، گرمی کا تو خیر کوئی علاج نہیں لیکن اب تھوڑے دنوں میں وہ بھی گزر جائے گی، پھر اگلے سال گرمیوں کے آنے تک تو بہر صورت ہم آ گئے ہوں گے یا تم کراچی میں یا ہم لاہور میں، اس لیے کچھ فکر کی بات نہیں۔

حمیدہ، شعیب، چھیمی اور میزو کو پیار

فقط ابو

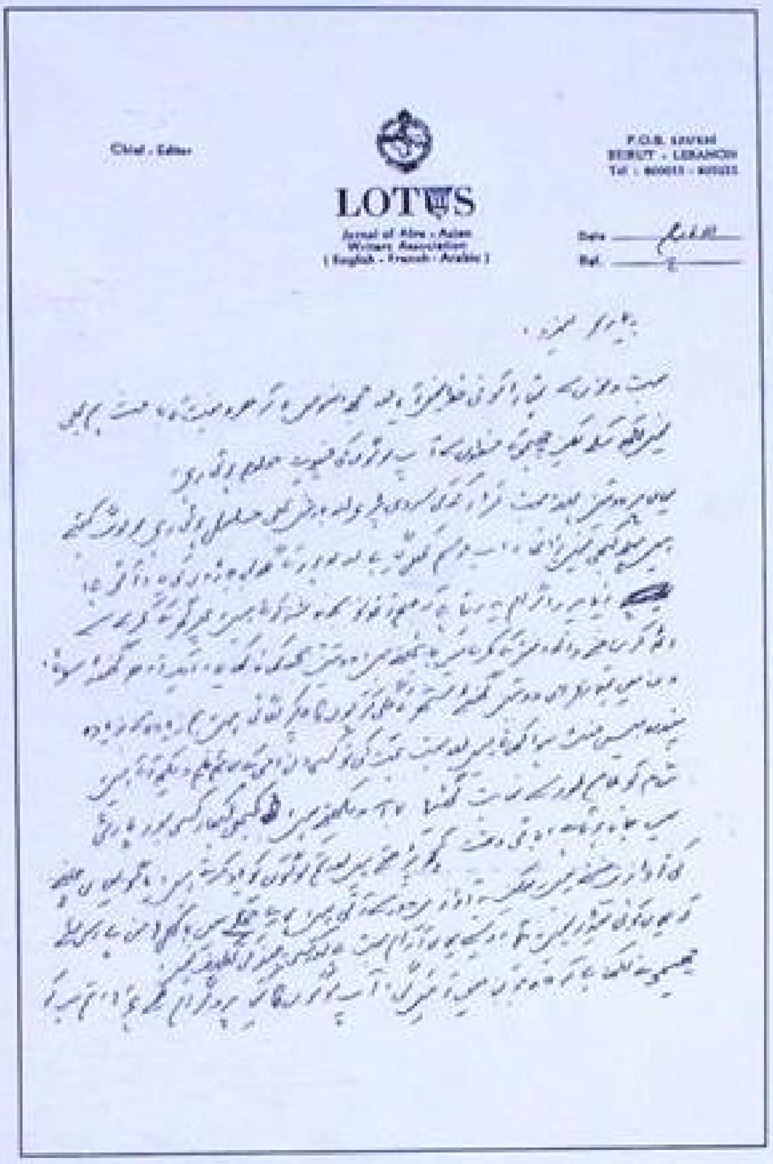

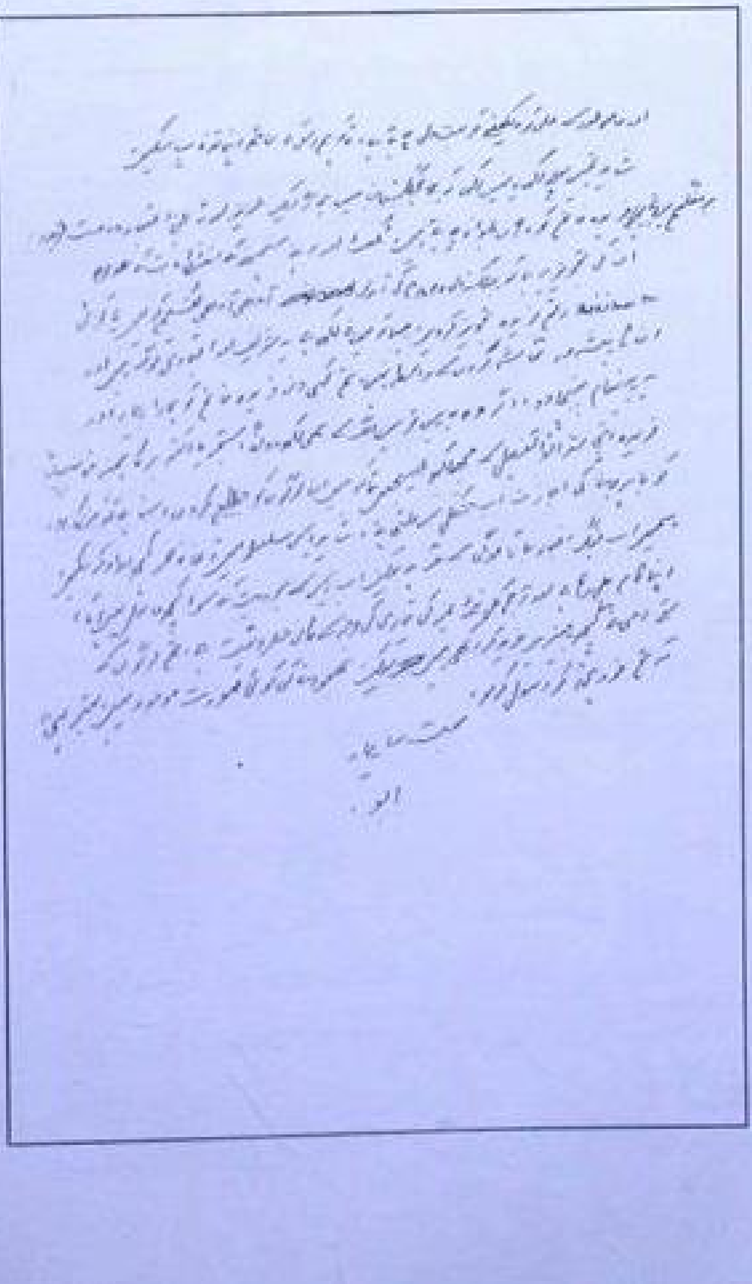

پیاری میزو،

بہت دنوں سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا اور مجھے افسوس ہے کہ مصروفیت کے باعث ہم بھی نہیں لکھ سکے لیکن چھیمو کے خطوں سے آپ لوگوں کی خیریت معلوم ہوتی رہی۔

یہاں پر دو تین ہفتے بہت کڑاکے کی سردی پڑی اور بارش بھی مسلسل ہوتی رہی جو لوگ کہتے ہیں پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، اب موسم کھل گیا ہے اور لاہور کے گلابی جاڑوں کی یاد آتی ہے، اپنا پروگرام یہ رہتا ہے کہ صبح آٹھ نو بجے ناشتہ کرتے ہیں، پھر گھر کے کمرے سے اٹھ کر سامنے والے دفتر کے کمرے میں جا بیٹھتے ہیں، دو تین بجے کھانا کھایا، ایک آدھ گھنٹہ سوئے، دن میں تمہاری امی دو تین گھنٹے شہر کے گلی کوچوں کا چکر لگاتی ہیں، ہم زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ ہوا کھاتے ہیں اور بہت ہمت کی تو کسی دن امی کے ساتھ فلم دیکھ آتے ہیں، شام کو عام طور سے نہایت گھٹیا T.V دیکھتے ہیں، کبھی کبھار کسی بور پارٹی میں جانا ہوتا ہے، باقی وقت کچھ پڑھتے ہیں اور تم لوگوں کو یاد کرتے ہیں، یا گولیاں چلنے کی آوازیں سنتے ہیں لیکن یہ آوازیں دور سے آتی ہیں ہمارے محلے میں بالکل امن ہے اس لیے کہ یہاں کوئی لیڈر نہیں رہتا، ویسے یہاں آرام بہت ہے کسی چیز کی تکلیف نہیں۔

چھیمو نے لکھا ہے کہ وہ جون میں آئیں گی، آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے۔ ہمارا تم سب کو اور خاص طور سے علی کو دیکھنے کو بہت دل چاہتا ہے تاکہ ہم اس کے ساتھ اپنا قد ناپ سکیں۔

شاید تمہیں پہلے لکھا یا نہیں لکھا کہ انگلستان میں ہمارے ایک عزیز اور قابل اعتبار دوست برمنگھم ہوتے ہیں فریدہ خانم کو وہاں سے بلوانا چاہتے ہیں، ٹکٹ اور رہنے سہنے کے انتظامات کے علاوہ ان کی تجویز یہ ہے کہ پبلک Concerts کی آمدنی آدھی آدھی تقسیم کر لیں یا کوئی Minimum رقم فریدہ تجویز کر دیں، جیسا کہ میں نے لکھا ہے یہ شریف اور اعتباری لوگ ہیں اور ان کا پیشہ ور تماشہ گروں سے واسطہ نہیں تم کسی دن فریدہ خانم کو ہمارا پیار اور یہ پیغام پہنچا دو، اگر وہ چاہیں تو میں الگ سے بھی لکھ دوں گا، ستمبر یا اکتوبر کا مہینہ مناسب ہو گا فریدہ اپنی شرائط تفصیل سے مجھے لکھ بھیجیں تاکہ میں ان لوگوں کو مطلع کر دوں، سنا ہے کہ فنکاروں کو باہر جانے کی اجازت اب مشکل سے ملتی ہے شاید اس سلسلے میں آغا ناصر کچھ امداد کر سکیں۔ ہمیں اب جنگ اخبار باقاعدگی سے ملتا ہے لیکن اب اس سے بوریت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اپنا کام چل رہا ہے اور آج کل نئے نمبر کی تیاری کی وجہ سے کافی مصروفیت ہے، تم لوگوں کے لیے امی نے کچھ چیزیں خرید کر رکھی ہیں لیکن بھجوانے کی کوئی صورت موجود نہیں، بہتر یہی ہے کہ تم خود ہی آ کر وصول کر لو۔

بہت سا پیار ابو

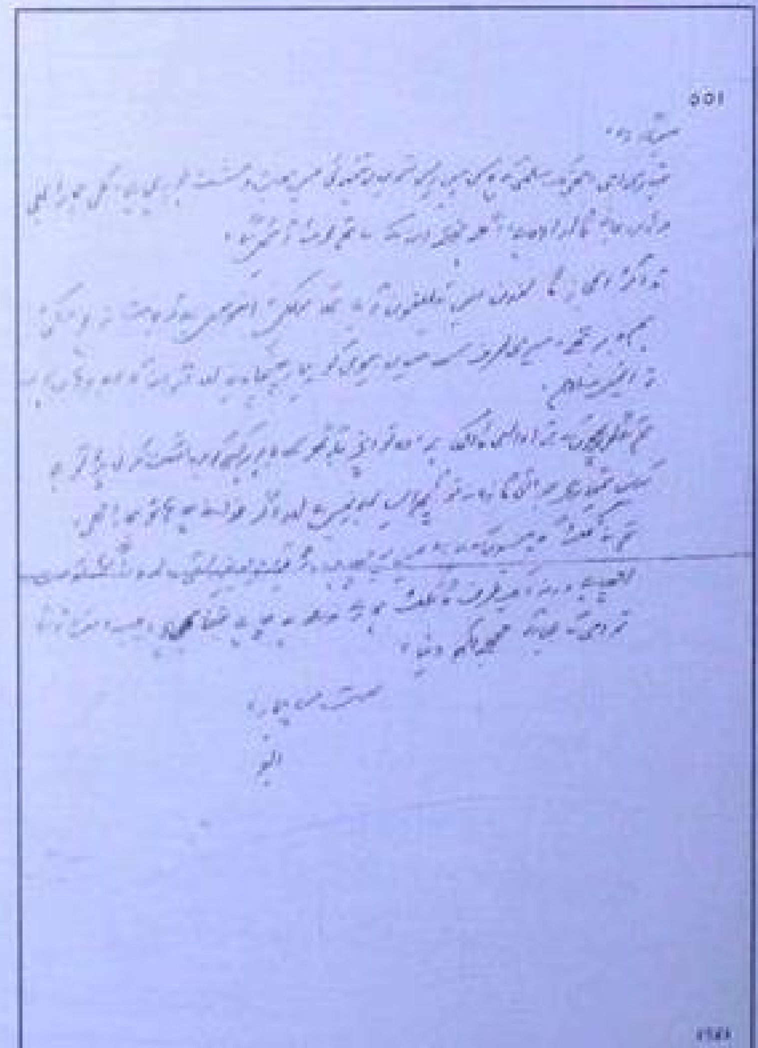

پیاری میزو،

دو چار دن پہلے یہاں پہنچ کر تمہارا کارڈ اور کل تمہارا خط ملا۔ تمہارا جلسہ کامیاب رہا جس کی خوشی ہے۔ لاہور کے جلسے کی روداد جنگ اخبار میں چھپی ہے تم خود پڑھ لو۔ ماسکو میں دو بھاری جلسے ہوئے، بہت لوگ آئے، بہت قصیدے پڑھے گئے جو بہت بڑھیا کاغذ پر چھپے ہوئے میں ساتھ لے آیا ہوں۔ ہمارے سفیر افتخار علی کے علاوہ جو پرانے دوست ہیں ہندوستان، بنگلہ دیش اور فلسطین کے سفیر بھی آئے۔ روس کے بڑے Vostozasni اور Erthsharkoc جو کہیں اکٹھے نہیں جاتے دونوں آئے اور ہماری نظموں کے روسی ترجمے سنائے۔ Friendship Socites کی طرف سے ایک تمغہ بھی ملا لیکن سب سے زیادہ خوشی یاسر عرفات صاحب کے پیغام سے آئی جو ساتھ منسلک ہے۔ کسی عربی داں سے ترجمہ کروا لینا۔ انگلستان میں بہت سی انجمنیں ہیں جن کی آپس میں لڑائی رہتی ہے۔ سب 13 فروری کے لیے جلسے پر اصرار کر رہے تھے اس لیے ہم نے سب کو منع کر دیا اور چپکے سے برمنگھم چلے گئے جہاں ایک دوست ہود کے ہاں دوستوں کی محفل ہوئی۔ سلیم شاہد، ضیا محی الدین اور اس کی بیوی ناہید، ناہید نیازی اور کچھ اور دوست جمع ہوئے، بہت سی رسمیں کی گئیں۔ لڑکیوں نے آرتی اتاری، گھر والوں نے وزن کر کے گوشت کا صدقہ دیا لیکن افسوس ہے کہ اگلے ہی دن ہمارے پرانے دوست افضل اچانک فوت ہو گئے جس کی وجہ سے اگلے دو تین دن سوگ میں گزرے۔

تمہاری امی ابھی تک سلیمہ کے پاس ہیں اس لیے یہاں تنہائی میں بہت وحشت ہو رہی ہے۔ کل ہمارا بھی وہاں جانے کا ارادہ ہے، اگلے ہفتے ان کے ساتھ لوٹ آئیں گے۔

ڈاکٹر اعجاز کا لندن میں ٹیلیفون آیا تھا لیکن افسوس ہے کہ بات نہ ہو سکی، ہم باہر تھے۔

میری طرف سے میاں بیوی کو پیار پہنچا دینا اور اگر ان کے ابا وہاں ہوں تو انہیں سلام۔

تم نے گھر اور بچوں کے لیے اداسی کا لکھا ہے۔ وہ تو اپنی جگہ گھر سے باہر ہر کسی کو برداشت کرنی پڑتی ہے لیکن تمہاری جدائی کا زمانہ کچھ ایسا لمبا نہیں ہے اور اگر خدا نے چاہا تو ہمارا بھی۔ تم نے ٹکٹ کے پیسوں کے بارے میں پوچھا ہے۔ اگر تمہاری یونیورسٹی والے مان گئے تو بہت اچھا ہے ورنہ ایک طرف کا ٹکٹ ہمارے ذمے ہے چاہے جتنا بھی ہے۔ جب وقت آئے تو اس کے بجائے مجھے لکھ دینا۔

بہت سا پیار، ابو

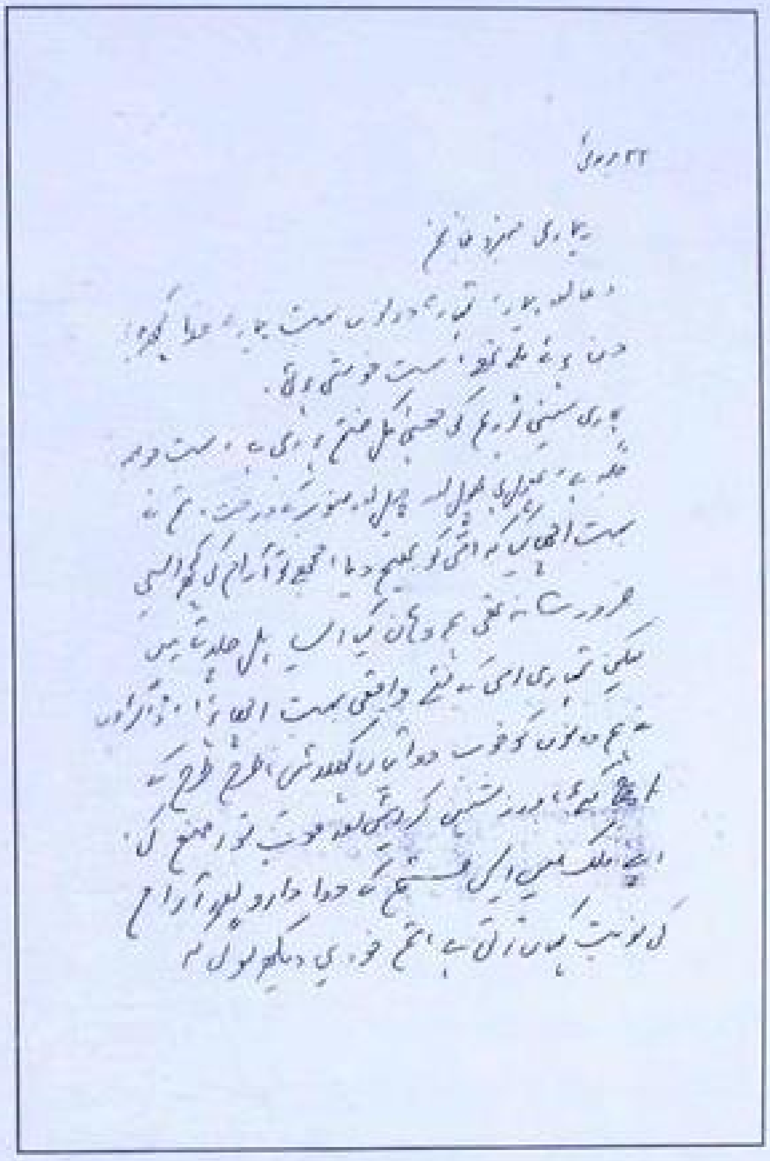

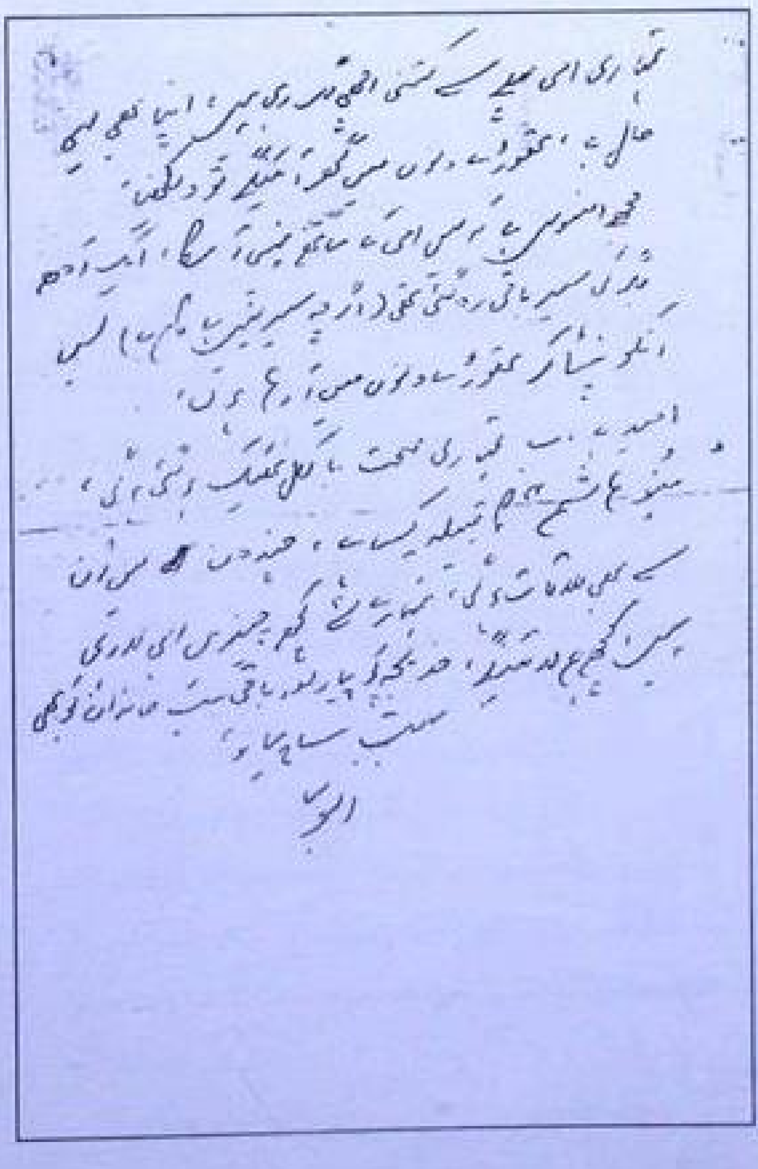

پیاری میزو جانم،

دعا اور پیار، تمہارے دونوں بہت پیارے خط کچھ ہی دن ہوئے ملے تھے، بہت خوشی ہوئی۔

ہماری سیّنی ٹوریم کی چھٹی کل ختم ہو رہی ہے، بہت خوبصورت جگہ ہے، پھول ہی پھول اور چیل اور صنوبر کے درخت تم نے بہت اچھا کیا کہ امی کو بھیج دیا، مجھے تو آرام کی کچھ ایسی ضرورت نہ تھی ہم وہاں کیا ایسا ہل چلاتے ہیں لیکن تمہاری امی کے لیے واقعی بہت اچھا ہوا، ڈاکٹروں نے ہم دونوں کو خوب دوائیاں کھلائیں، طرح طرح کے Test کیے، ورزشیں کرائیں اور خوب تواضع کی، اپنے ملک میں اس قسم کے دوادارو اور آرام کی نوبت کہاں آتی ہے تم خود ہی دیکھو گی کہ تمہاری امی پہلے سے کتنی اچھی لگ رہی ہیں، اپنا بھی یہی حال ہے تھوڑے دنوں میں گھر آئیں گے تو دیکھنا۔

مجھے افسوس ہے کہ میں امی کے ساتھ نہیں آسکا، ایک آدھ جگہ کی سیر باقی رہ گئی تھی (اگرچہ سیر نہیں ہے کام ہے) بس ان کو نپٹا کر تھوڑے دنوں میں آرہا ہوں۔

امید ہے اب تمہاری صحت بالکل ٹھیک ہو گئی ہوگی، "بنو ہاشم" کا قبیلہ کیسا ہے، چند دن میں ان سے بھی ملاقات ہوگی تمہارے لیے کچھ چیزیں امی لا رہی ہیں کچھ ہم لائیں گے، شعیب کو پیار اور باقی سب خاندان کو بھی

بہت سا پیار

ابو

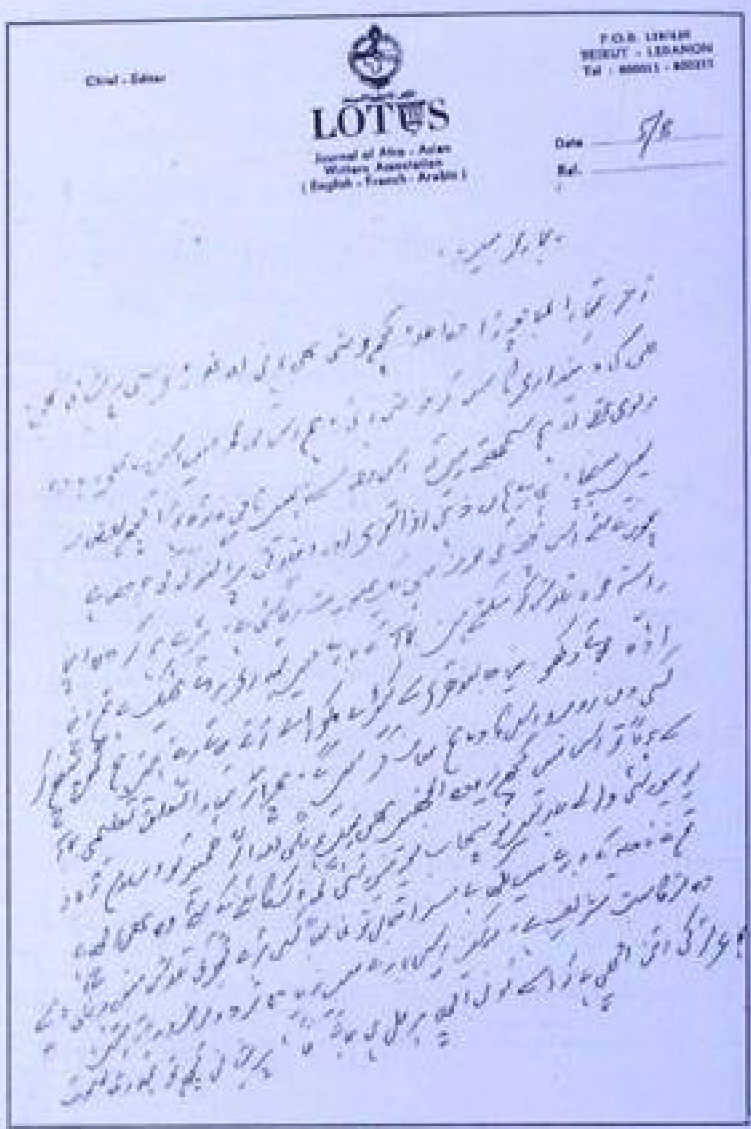
Chief - Editor

LOTUS

Journal of Afro - Asian Writers Association

(English - French - Arabic)

P.O.B. [illegible]

BEIRUT - LEBANON

Tel : [illegible]

Date

Ref.

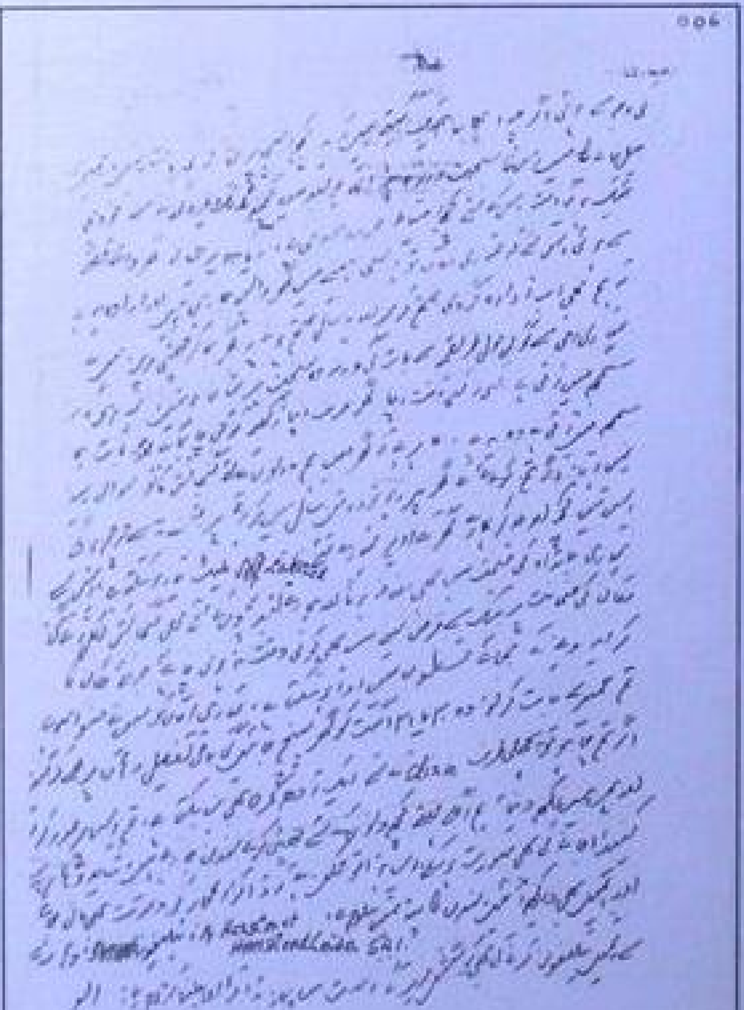

پیاری میزو،

آخر تمہارا لمبا چوڑا خط ملا۔ کچھ خوشی بھی ہوئی اور تھوڑی سی پریشانی بھی۔ علی کی دینداری کا سن کر خوشی ہوئی۔ ہم اس کی عمر میں اس سے بھی زیادہ مولوی تھے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس وجہ سے ہمیں کافی فائدہ ہوا کچھ نقصان نہیں پہنچا۔ ہمارے ہاں ذہنی افراتفری اور اخلاقی پراگندگی کی جو فضا ہے بچوں کے لیے اس (سے) بچنے کی صرف یہی ایک صورت رہ گئی ہے۔ بڑے ہو کر وہ اپنا راستہ خود تلاش کر سکتے ہیں۔ TV کے بارے میں تمہاری رائے ٹھیک ہے تم اپنا زاویہ جمائے رکھو۔ ضیا جالندھری کے کیڑے مکوڑے آتے جاتے رہتے ہیں، ہم گھر پہنچ کر کسی دن روبرو اس کا دماغ صاف کریں گے۔ پھر اگر تمہارا تعلق تعلیمی TV سے ہو گا تو اس میں کچھ زیادہ الجھنیں بھی نہیں ہوں گی اور اگر جمیر کو اسلام آباد یونیورسٹی والے بلائیں تو پنجاب یونیورسٹی کی ناک کاٹنے کے لیے وہ بھی اچھا ہے۔ تم نے نادیہ کے بارے میں لکھا ہے مسز اقبال تو غالباً کسی بڑے گھر کی تلاش میں ہوں گی ویسے وہ لڑکا بہت شریف ہے لیکن اس بارے میں زیادہ تردد کی ضرورت نہیں، ہماری لڑکی اتنی اچھی ہے کہ اسے کوئی اچھا بر مل ہی جائے گا۔ پریشانی کچھ تو تمہاری صحت کی وجہ سے ہوئی، اگرچہ اعجاز ٹھیک کہتے ہیں، کچھ ایسی پریشانی کی بات نہیں، ہمیں بھی جیل خانے میں اس کا سخت دورہ پڑا تھا جو بعد میں کچھ پڈنگ وغیرہ کھانے سے خود ہی ٹھیک ہو گیا۔ البتہ اس کے لیے کچھ احتیاط ضرور لازمی ہے۔ زیادہ پریشانی گھر والے قصے سے ہوئی اس لیے کہ تمہاری اماں تو اسی مہینے میں گھر واپس جا رہی ہیں اور ارادہ ہے کہ ہم بھی اب آوارہ گردی ختم کریں اور یہ سال ختم ہونے پر گھر جا کر چھٹی کریں۔ میں نے تمہاری امی سے گول مول طریقے سے بات کی ورنہ وہ سخت پریشان ہوتیں۔ تمہاری بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے۔ ظاہر ہے کہ گھر میں ہم دونوں کے لیے گنجائش کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر تم کرائے کے گھر پر رہو تو دو تین سال میں کرائے پر جتنے پیسے خرچ ہوں گے اس میں کچھ اور ملا کر ہمارے گھر کے اوپر تمہارے لیے Well established فلیٹ تیار ہو سکتا ہے اس سے تمہاری جائیداد کی قیمت میں بھی اضافہ ہو گا اور ہمارے بعد بچوں کے لیے بھی گنجائش نکل آئے گی۔ مکان کی ضمانت پر بینک سے قرض لینے میں بھی کوئی دقت نہ ہونی چاہیے۔ جو نئے مکان کا کرایہ دینے کے بجائے قسطوں میں ادا ہو سکتا ہے۔ تمہاری اماں کو میں نے منوا لیا ہے تم جمیر سے بات کر لو وہ 20 یا 21 اگست کو گھر پہنچ جائیں گی، باقی تفصیل وہاں پہ طے کر لینا اور اگر تم چاہو تو پچھلی طرف Clinic کے لیے ایک آدھ کمرہ بھی بن سکتا ہے تم اس پر غور کر لو اور پھر ہمیں لکھو یہ ہم اگلے ہفتے کچھ دنوں کے لیے چھٹی کرنے لندن جا رہے ہیں، شاید وہاں سے کینیڈا جانے کی صورت ہو سکے، ایسا ہوا تو ممکن ہے کہ ڈاکٹر اعجاز کی دعوت بھی مان لی جائے اور تمہیں بھی دیکھ آئیں۔ لندن کا پتہ تمہیں معلوم ہے، 14 hascort HAOS London، وہاں سے تمہیں ٹیلیفون کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔ بہت سا پیار

ڈاکٹر اور زیبا کو بھی پیار۔

ابو

پیاری میزو،

تمہارا خط ملا، گزشتہ بار Pitshria میں تمہارا خط ملا تھا تو بہت دل اداس تھا اب کے بہت خوشی ہوئی، کچھ اس وجہ سے بھی کہ اب ہم بالکل بے گھر نہیں ہیں، دوری سہی لیکن ٹھکانہ تو ہے اور پھر اب تمہاری امی بھی ساتھ ہیں اس لیے پہلی سی تنہائی بھی نہیں ہے۔ میر کا قصہ سن لیا تھا "یونہی ہمیشہ مرے یار ہوتی آئی ہے" اس لیے افسردگی یا دل شکستگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ اپنے حقوق کے لیے لڑنا ضرور چاہیے، امید ہے اب تک معاملہ سلجھ گیا ہوگا یا سلجھ جائے گا ورنہ "روزی تو کسی طور کما کھائے مچھندر"

تمہارا Hawaii کا وظیفہ ہو جائے تو بہت اچھا ہے، بہت خوشگوار جگہ ہے اور ملنے والے بھی بہت ہیں، اس لیے تمہارا دل لگا رہے گا اور جو تم نے پندرہ دسمبر سے آگے، ماہ تک چھٹی کا لکھا ہے، مجھے معلوم نہیں کہ یہاں آنے جانے میں کتنے پیسے لگتے ہیں، اگر بہت زیادہ نہ ہوں تو تمہاری اماں کو بتائے بغیر FiftyFifty کر لیں گے، البتہ علی صاحب کو ساتھ لانا ہوگا اگرچہ یہاں بدامنی کی وجہ سے بچوں کی دلچسپی کا کوئی خاص سامان نہیں پھر بھی ہمارا فلیٹ سمندر کے کنارے اچھی جگہ پر ہے اور اس علاقے میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے، امریکہ سے سرمد صہبائی کا خط آیا تھا لیکن وہاں اب سر چھپانے کی جگہ مشکل ہی سے ملتی ہے اس لیے غالباً اب تک گھر واپس پہنچ چکے ہوں گے تمہاری امی کو یہاں آئے ہوئے صرف دو دن ہوئے ہیں لیکن ہمیں کافی دیر غور کرنا پڑا کہ ہم دونوں ایک دن پہلے آئے تھے یا دو دن پہلے، کچھ ایسے لگتا تھا کہ کئی دنوں سے یہاں ہیں، آپ لوگوں کی یاد کے علاوہ باقی ہر طرح سے آرام ہے اور امید ہے کہ جدائی کا زمانہ بھی جلد گزر جائے گا۔

بہت سا پیار ابو

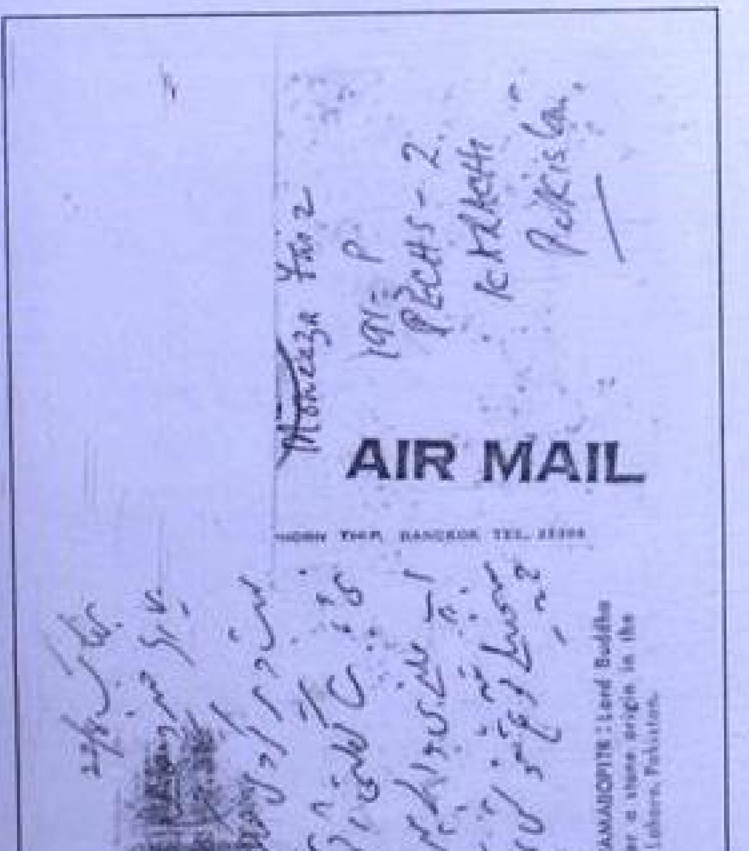

ہم نے واقعی بہت دیر کر دی لیکن کوئی نہ کوئی نئی بات نکلتی آتی ہے،

بہر صورت اب ملنے ہی والے ہیں اور وہاں پہنچیں گے تو تم خوش ہو جاؤ گی۔

بہت پیار۔ ابو

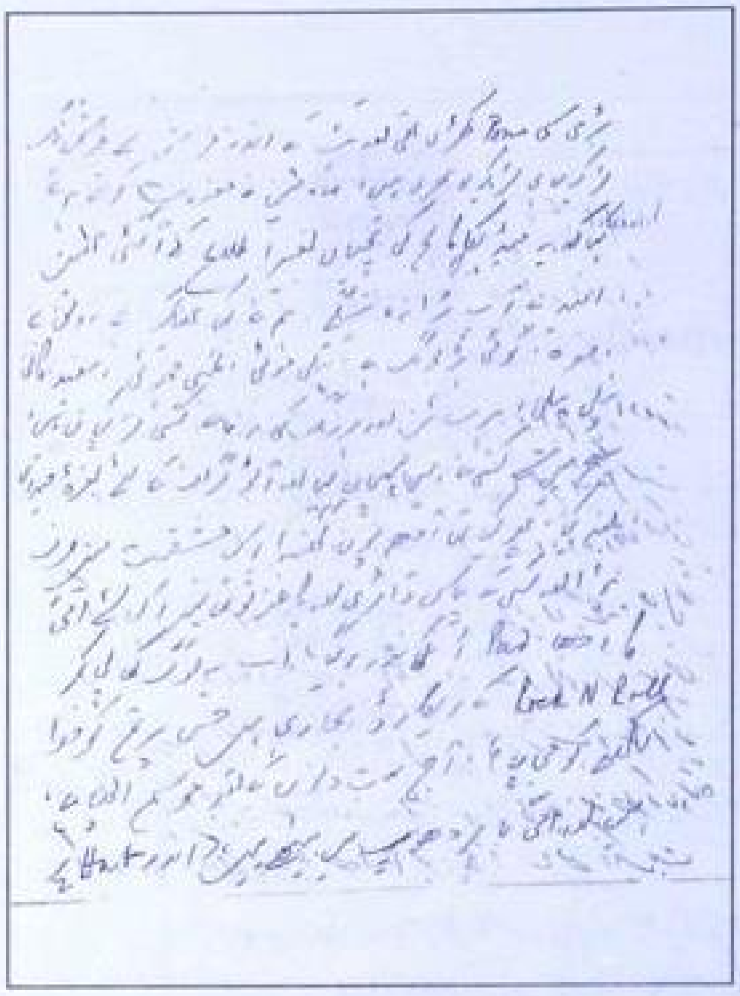

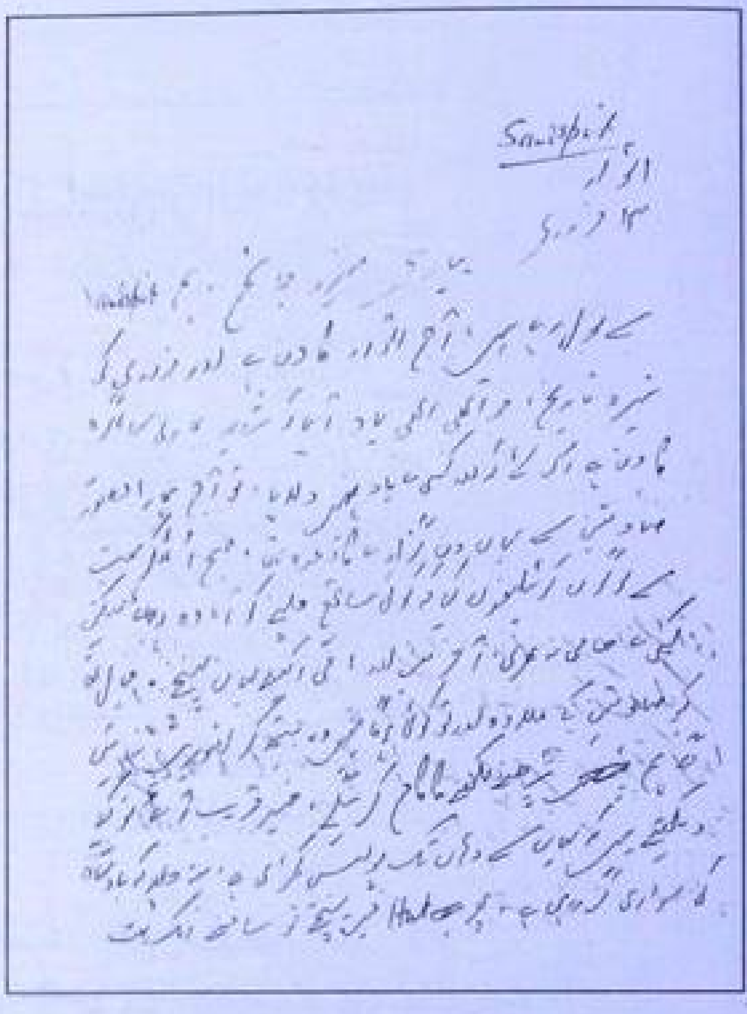

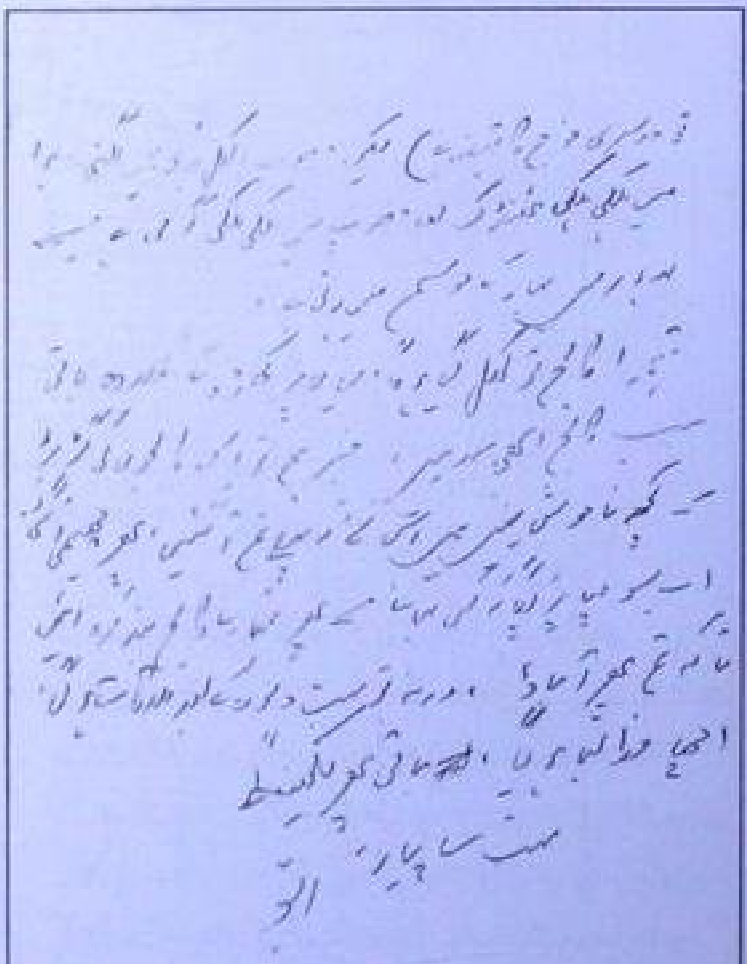

پیاری میزو جانم

ہم Sandspit سے بول رہے ہیں آج اتوار کا دن ہے اور فروری کی تیرہ تاریخ، جو ابھی ابھی یاد آیا کہ شاید ہماری سالگرہ کا دن ہے اس لیے کہ اور کسی نے یاد نہیں دلایا، تو آج ہمارا مصور صادقین سے یہاں دن گزارنے کا وعدہ تھا، صبح اٹھ کر بہت سے لوگوں کو ٹیلیفون کیا کہ کوئی ساتھ چلنے کو آمادہ ہو جائے لیکن کسی نے حامی نہ بھری۔ آخر میں اور ای اکیلے یہاں پہنچے، خیال تھا کہ صادقین کے علاوہ اور تو کوئی ہوگا نہیں، وہ بیٹھ کر تصویریں بنائیں گے ہم پڑھنے لکھنے کا کام کریں گے، خیر قریب آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں سے وہاں تک پولیس کھڑی ہے، پتہ چلا کہ بادشاہ کی سواری گزر رہی ہے، پھر Hut میں پہنچے تو سامنے ایک بہت بڑی سی Bus کھڑی تھی اور ہٹ کے اندر فرش سے عرش تک لڑکیاں ہی لڑکیاں بھری ہیں، صادقین نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ یہ میڈیکل کالج کی بچیاں بغیر اطلاع کے آ گئی تھیں امید ہے کہ آپ برا نہ مانیں گے، ہم نے کہا ٹھیک ہے رونق ہے، اور تو کوئی ہر رنگ ہے، پتلی موٹی، لمبی چھوٹی، سفید کالی، نیلی پیلی، ہر سائز اور ہر رنگ کی، نہ جانے کتنی لڑکیاں ہیں، بیچ میں سے کسی نے ہمیں پہچان لیا اور آٹو گراف کے لیے نعرہ حیدری بلند کیا، پھر کیا تھا آدھا پون گھنٹہ اسی مشقت میں صرف ہوا اور کسی کے پاس ڈائری اور کاغذ تو تھا نہیں اس لیے ای کا آدھا Pad ان کی نذر ہو گیا، اب یہ لوگ کھا پی کر Rock N Roll کے ریکارڈ بجا رہی ہیں، جس پر ہم کو خط لکھنے کو جی چاہا، آج بہت دنوں کے بعد موسم اچھا ہے، میں اور ای باہر دھوپ میں بیٹھے ہیں، اندر Hut پر تو دوسری فوج کا قبضہ ہے، لیکن دھوپ بالکل بری نہیں لگتی، ہوا میں ہلکی ہلکی ٹھنڈک اور دھوپ میں ہلکی ہلکی گرمی ہے اور جیسے لاہور میں بہار کے موسم میں ہوتی ہے۔

تمہارا کالج تو کھل گیا ہوگا، یہاں پر کنیرڈ کے علاوہ باقی سب کالج ابھی بند ہیں، خیر ہم تو اس کالجوں کی گڑبڑ سے کچھ خاص خوش نہیں ہیں، اس لیے کہ پہلے تم آ گئیں، پھر بھی آ گئی، اب سوچنا پڑے گا کہ کس بہانے سے تمہارے کالج بند کروائیں تاکہ تم پھر آ جاؤ، ورنہ تو بہت دنوں کے بعد ملاقات ہوگی، اچھا خط لمبا ہو گیا، باقی پھر لکھیں گے۔

بہت سا پیار ابو

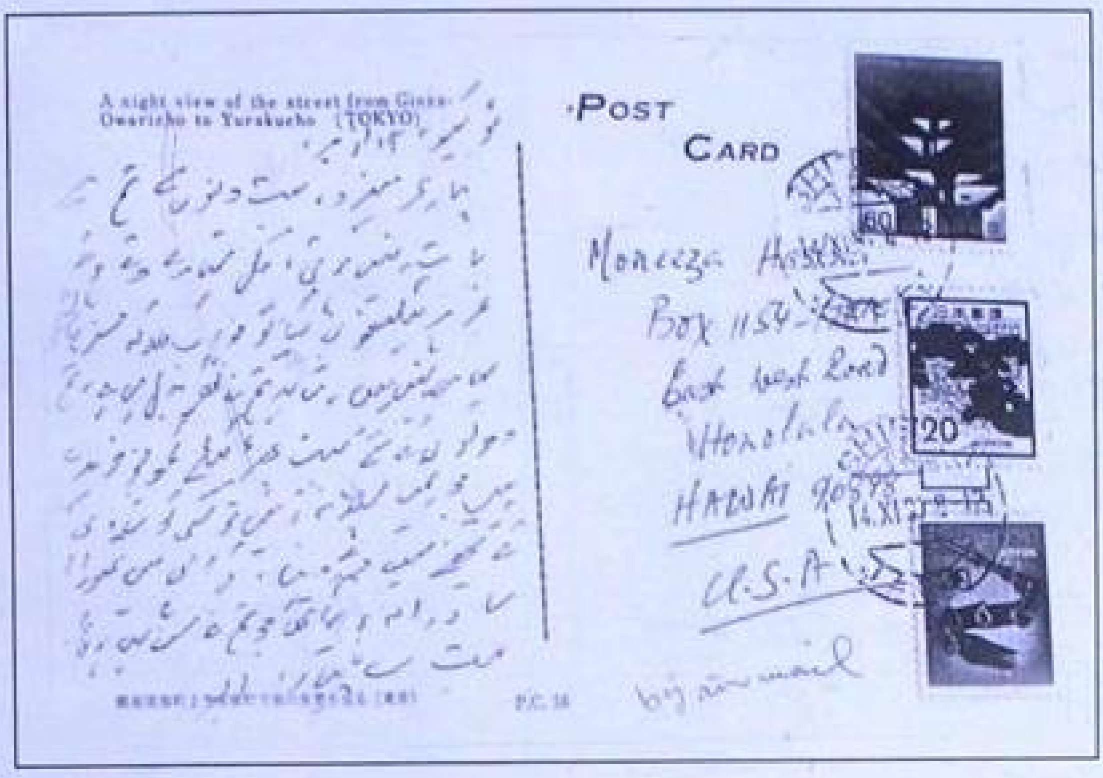

پیاری میزو،

بہت دنوں سے تم سے بات نہیں ہوئی۔ کل تمہارے دیے ہوئے نمبر پر ٹیلیفون کیا تو جواب ملا کہ مسز ہاشمی یہاں نہیں ہیں، شاید تم نے گھر بدل لیا ہے۔ تم دونوں کے لیے بہت بجز کیلے کمونو خریدے ہیں جو تمہیں پسند نہ آئیں تو کسی کو شادی کے تحفے میں دے دینا۔ کراچی میں تھوڑا سا ڈرامہ ہو گیا تھا جو تم نے سن لیا ہوگا۔

بہت سا پیار۔ ابو

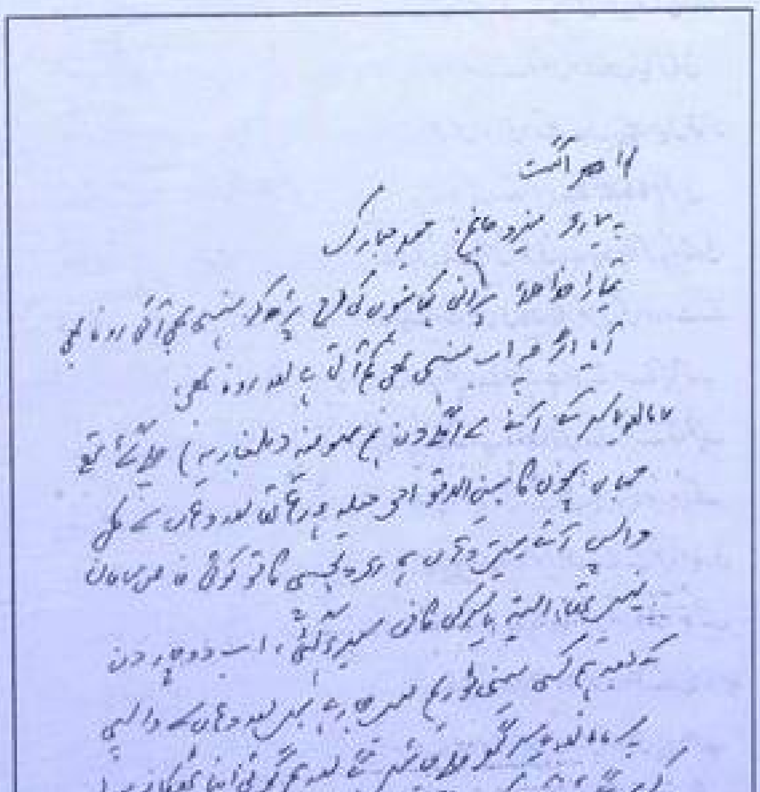

پیاری میزو جانم،

عید مبارک

تمہارا خط ملا، پرانی کہانیوں کی طرح پڑھ کر ہنسی بھی آئی رونا بھی آیا اگرچہ اب ہنسی بھی کم آتی ہے اور رونا بھی۔ ماما اور یاسر کے آنے سے اگلے دن ہم صوفیہ (بلغاریہ) چلے گئے تھے جہاں بچوں کا بین الاقوامی میلہ ہو رہا تھا اور وہاں سے کل واپس آئے ہیں، وہاں ہماری دلچسپی کا تو کوئی خاص سامان نہیں تھا البتہ یاسر کی کافی سیر ہو گئی، اب دو چار دن کے بعد ہم کسی سینی ٹوریم میں جا رہے ہیں اور وہاں سے واپسی پر ماما اور یاسر گھر چلے جائیں گے اور ہم کوئی اپنا ٹھکانہ پیدا کریں گے، آج کل بیروت زیر غور ہے لیکن ابھی بالکل طے نہیں ہوا اس لیے کہ تا شقند بھی امیدوار ہے، جب سر چھپانے کی صورت ہو جائے گی تو ماما کو بلا لیں گے، بیروت میں یاسر عرفات بہت تپاک سے ملے، شاید وہاں کا احوال جنگ میں چھپے گا۔

تمہارے دفتر کی گڑبڑ کا ماما نے بتایا تھا لیکن اس سے زیادہ دل برداشتہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے، ہمیں بھی تو ڈپٹی سیکرٹری ہی کی تنخواہ ملتی تھی لیکن اس سے ہماری شان میں کیا فرق آ گیا؟ ہم اب بھی امیروں، وزیروں کو پاؤں کی دھول سمجھتے ہیں، اصل تسلی کی بات تو اپنے علم و ہنر کی

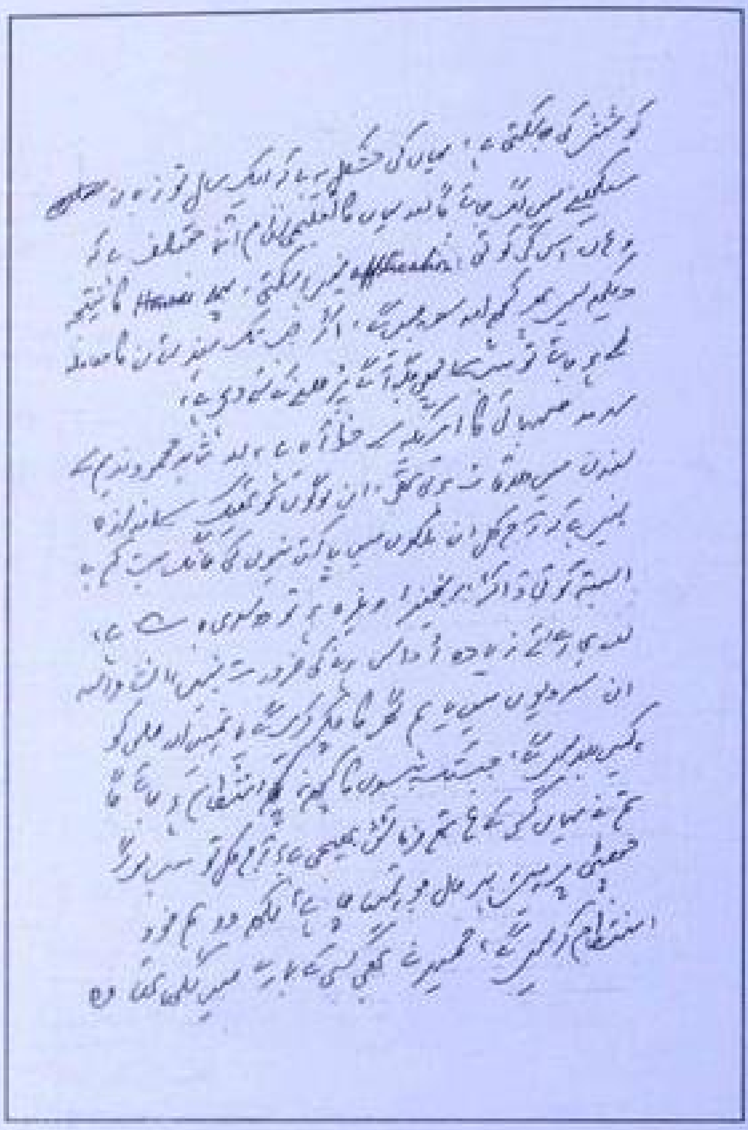

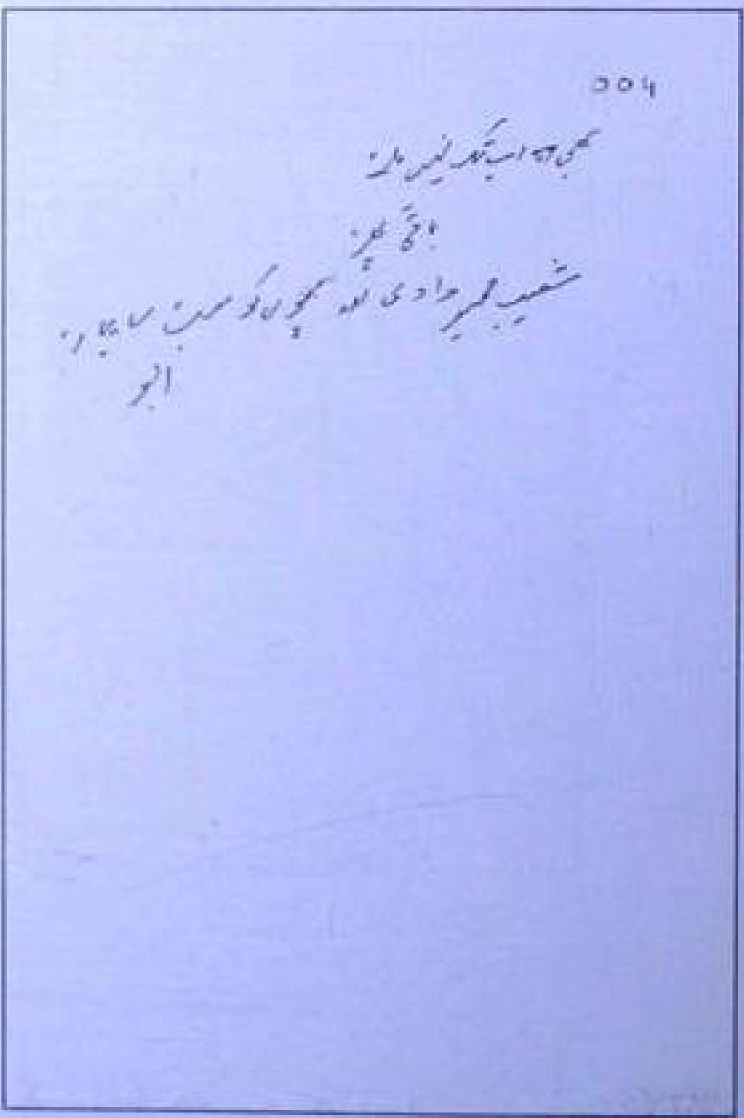

ہے۔ اس کی قیمت جاہلوں سے وصول ہو یا نہ ہو۔ اور علی کی شکایت سر آنکھوں پر، ہم نے اسے اس لیے نہیں بلایا کہ سننے میں یہی آیا تھا کہ اسے اپنی پڑھائی کے ہرج کی زیادہ فکر رہتی ہے، ورنہ ہم کو تو سب بچے ایک جیسے پیارے ہیں اور علی کا تو "پہلا نمبر" ہے اس لیے کہ سب سے پہلے وہی وارد ہوئے تھے، خیر کوئی بات نہیں اب کرسمس یا اپریل کی چھٹیوں میں اسے کسی زیادہ دلچسپ جگہ کی سیر کروادیں گے تمہارا Hawaii کا ہو جائے تو اچھا ہے ورنہ امریکہ کی ایک آدھ اور یونیورسٹی میں بھی کوشش کی جاسکتی ہے۔ یہاں کی مشکل یہ ہے کہ ایک سال تو زبان سیکھنے میں لگ جائے گا اور یہاں کا تعلیمی نظام اتنا مختلف ہے کہ وہاں اس کی کوئی application نہیں ہو سکتی، پہلے Hawaii کا نتیجہ دیکھ لیں پھر کچھ اور سوچیں گے۔ اگر جب تک ہندوستان کا معاملہ طے ہو جائے تو سب سے اچھی جگہ پڑھنے کے لیے وہی ہے۔

سرمد صہبائی کا امریکہ سے خط آیا ہے اور شاہ محمود ندیم سے لندن میں ملاقات ہوئی تھی۔ ان لوگوں کو ٹھیک سے اندازہ نہیں ہے کہ آج کل ان ملکوں میں پاکستانیوں کی مانگ بہت کم ہے، البتہ کوئی ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ ہو تو دوسری بات ہے اور ہمارے لیے زیادہ اداس ہونے کی ضرورت نہیں، انشاءاللہ ان سردیوں میں یا ہم گھر کا چکر کریں گے یا تمہیں اور علی کو کہیں بلالیں گے، جب تک پیسوں کا کچھ نہ کچھ انتظام ہو جائے گا۔ تم نے یہاں کس کے ہاتھ فرمائش بھیجی ہے؟ آج کل تو سب لوگ چھٹی پر ہیں، بہرحال جو تمہیں چاہیے لکھو وہ ہم خود انتظام کرلیں گے، ہمیرا نے بھی کسی کے بارے میں لکھا تھا وہ بھی اب تک نہیں ملے۔ باقی پھر

شعیب، ہمیرا، دادی اور بچوں کو بہت سا پیار

ابو

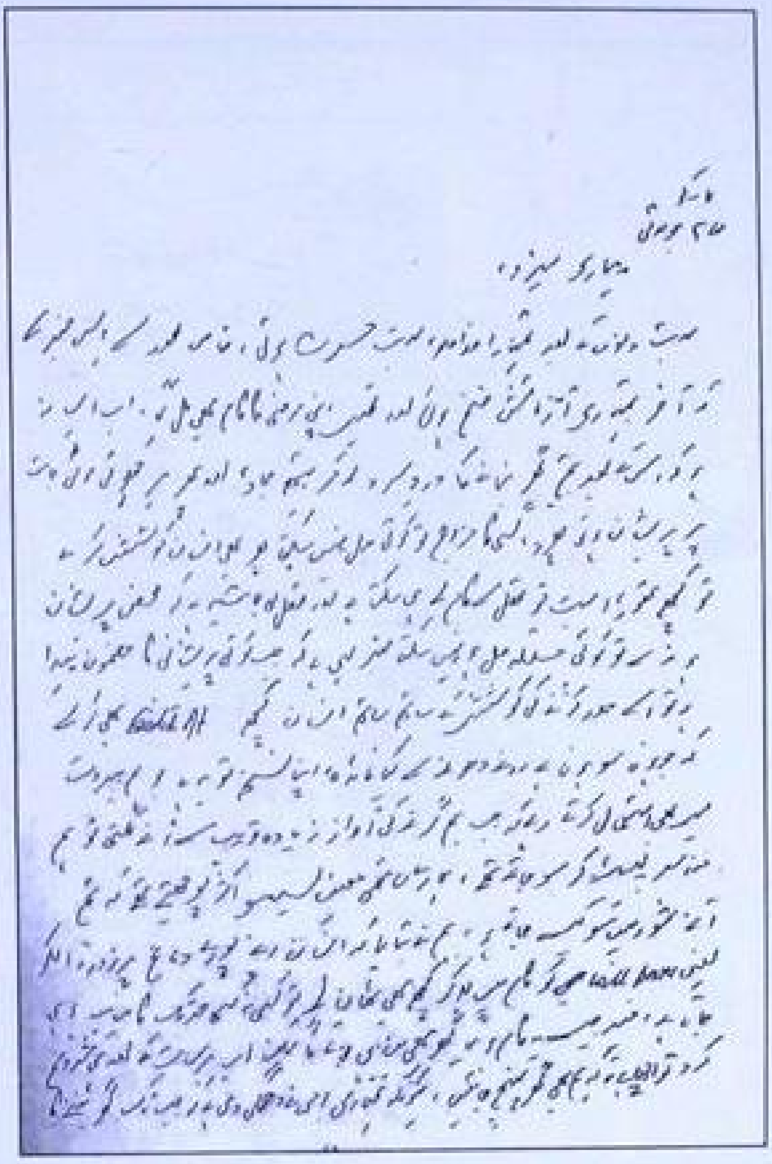

پیاری میزو،

بہت دنوں بعد تمہارا خط ملا، بہت مسرت ہوئی، خاص طور سے اس خبر سے کہ آخر تمہاری آزمائش ختم ہوئی اور تمہیں اپنی مرضی کا کام بھی مل گیا۔ اب ایسا نہ ہو کہ اس کے بعد تم گھر بنانے کا دوسرے کر بیٹھ جاؤ اور پھر ہر چھوٹی موٹی بات پر پریشان ہوتی پھرو، کسی کا مزاج تو کوئی بدل نہیں سکتا پھر بھی انسان کوشش کرے تو کچھ تھوڑا بہت تو عقل سے کام لے ہی سکتا ہے اور عقل کی بات یہ ہے کہ محض پریشان ہونے سے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، بہتر یہی ہے کہ جب کوئی پریشانی کا مضمون پیدا ہو تو اسے دور کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ انسان کچھ Accept بھی کرے کہ جو ہونی سو ہونی ہے، رونے دھونے سے کیا فائدہ، اپنا نسخہ تو یہ ہے جو ہم بیروت میں بھی استعمال کرتے رہے کہ جب بم گرنے کی آواز زیادہ قریب سے آنے لگتی ہے تو ہم منہ سر لپیٹ کر سو جاتے تھے، ہمارے ساتھی معین بسیسو اکثر پوچھتے تھے کہ تم اتنے شور میں سو کیسے جاتے ہو، ہم نے بتایا کہ انسان اپنے پورے دماغ پر زور ڈال کر یعنی Will Power کو کام میں لا کر کچھ بھی ٹھان لے تو کسی نہ کسی حد تک کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ خیر جیسے یہ کام ہو گیا گھر بھی بن ہی جائے گا لیکن برسات کے بعد ہی شروع کرو تو اچھا ہے کہ ہم بھی گھر پہنچ جائیں کیونکہ تمہاری امی نے دھمکی دی ہے کہ جب تک گھر بنے گا.....

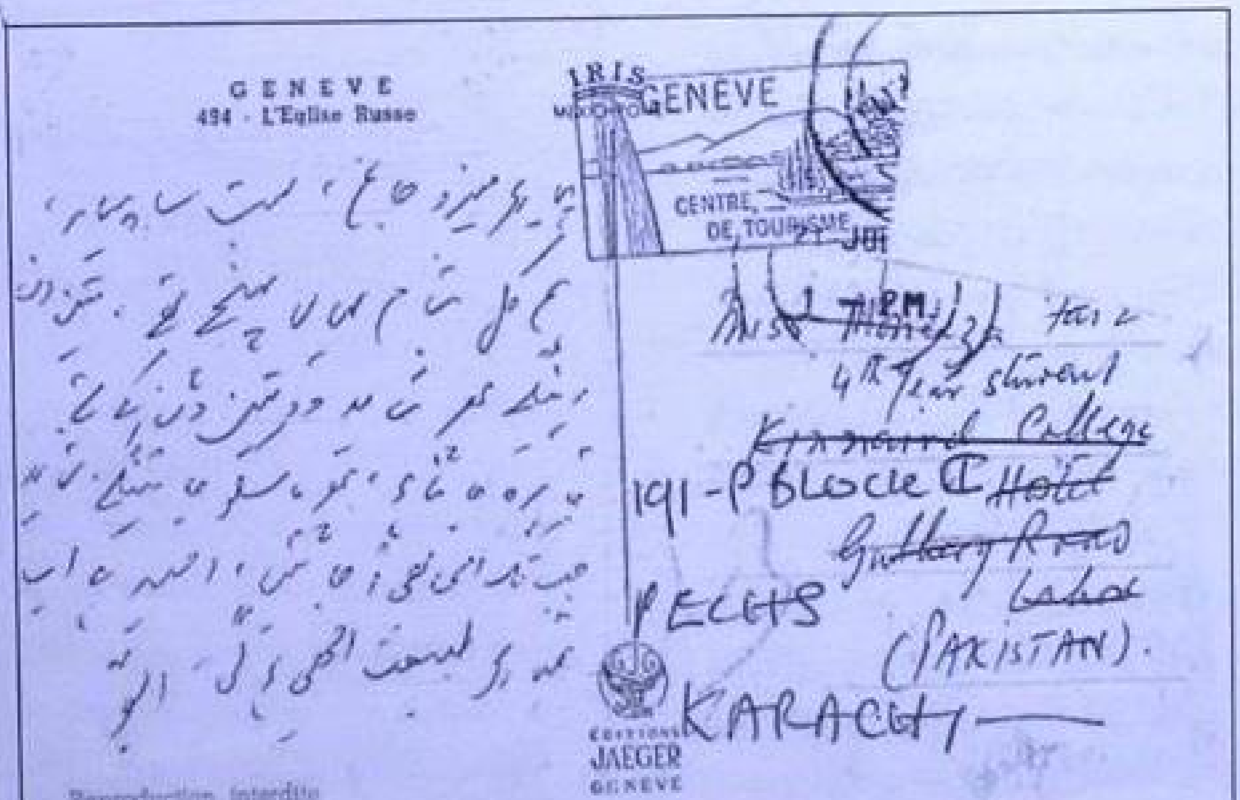

پیاری میزو جانم،

بہت سا پیار، ہم کل شام یہاں پہنچے تھے، تین دن رہیں گے پھر شاید دو تین دن کے لیے قاہرہ جانا ہو پھر ماسکو جائیں گے، شاید جب تک امی بھی آ جائیں، امید ہے اب تمہاری طبیعت اچھی ہوگی۔

ابا

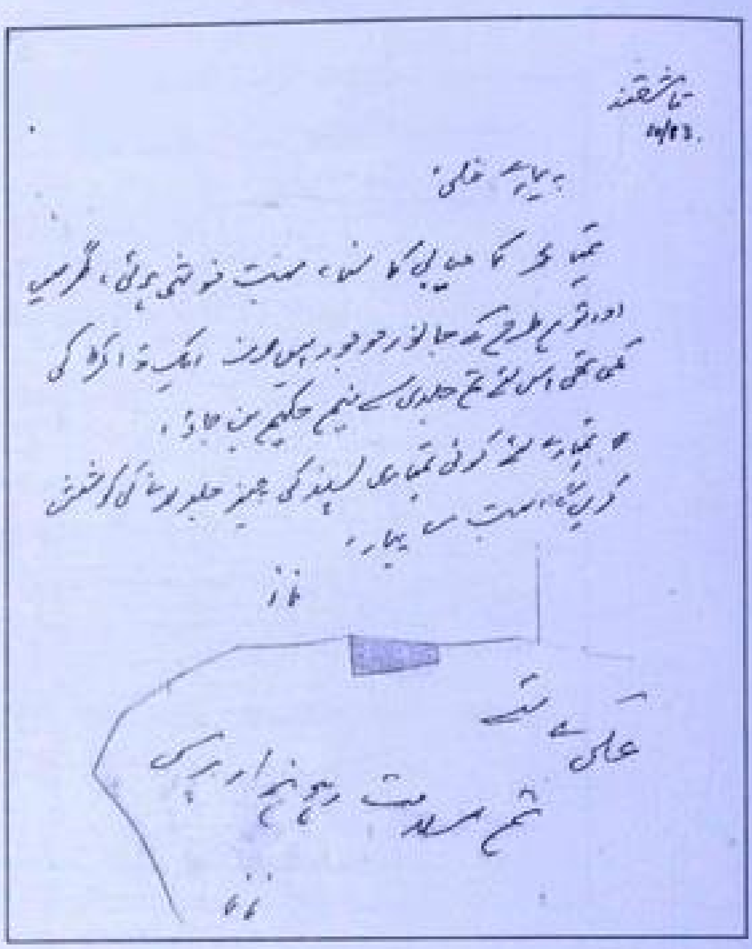

پیارے علی،

تمہاری کامیابی کا سنا، بہت خوشی ہوئی، گھر میں اور تو ہر طرح کے جانور موجود ہیں
صرف ایک ڈاکٹر کی کمی تھی اس لیے تم جلدی سے نیم حکیم بن جاؤ،
تمہارے لیے کوئی تمہاری پسند کی چیز جلد لانے کی کوشش کریں گے۔ بہت سا پیار

ف ف

علی کے لیے۔ تم سلامت رہو ہزار برس

ف ف

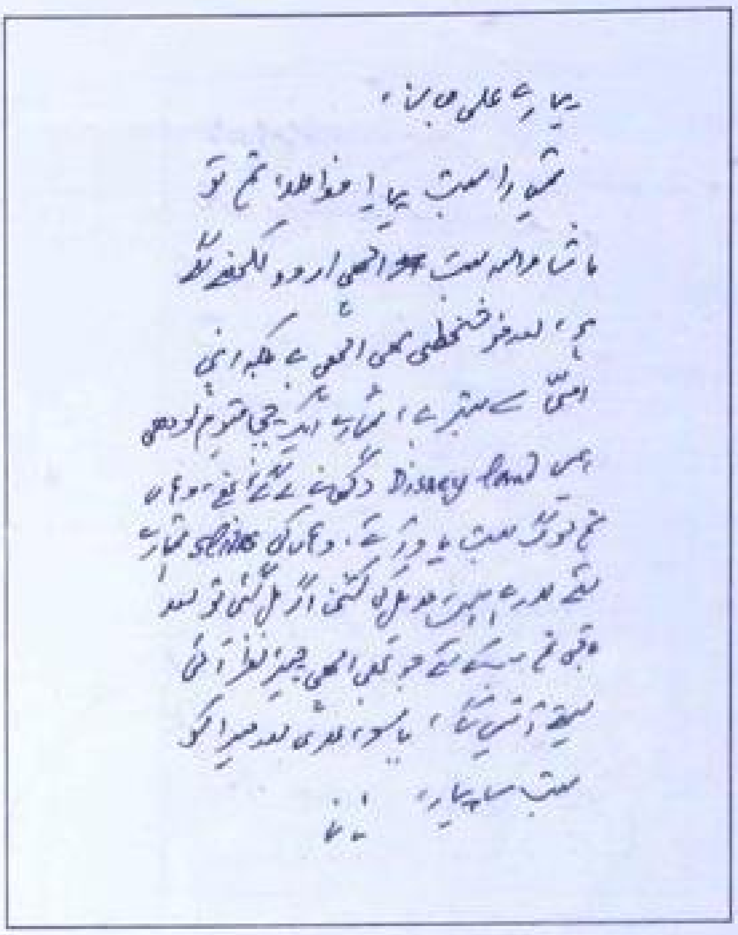

پیارے علی جان،

تمہارا بہت پیارا خط ملا۔ تم تو ماشاءاللہ بہت اچھی اردو لکھنے لگے ہو اور خوشخطی بھی اچھی ہے بلکہ اپنی امی سے بہتر ہے، تمہارے ایک چچا تم لوگوں کو ہمیں Disney Land دکھانے لے گئے تھے، وہاں تم لوگ بہت یاد آئے، وہاں کی سلائیڈ تمہارے لیے لا رہے ہیں عدیل کی کشتی اگر مل گئی تو، اور باقی تم سب کے لیے جو بھی اچھی چیز نظر آئی لیتے آئیں گے۔

یاسر عدیل اور میرا کو بہت سا پیار۔

ف ف

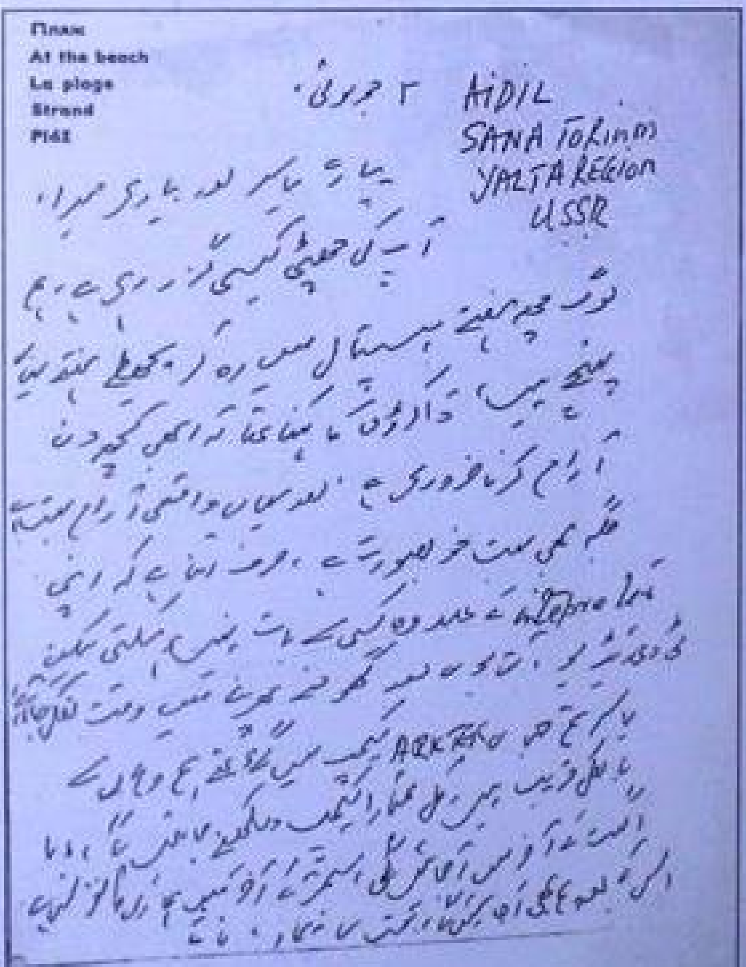

پیارے یاسر اور پیاری میرا،

آپ کی چھٹی کیسی گزر رہی ہے، ہم لوگ چھ ہفتے ہسپتال میں رہ کر پچھلے ہفتے یہاں پہنچے ہیں، ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ ابھی کچھ دن آرام کرنا ضروری ہے، اور یہاں واقعی آرام بہت ہے، جگہ بھی بہت خوبصورت ہے، صرف اتنا ہے کہ اپنے Interpreter کے علاوہ کسی سے بات نہیں ہو سکتی لیکن ٹی وی، ریڈیو، کتابوں اور گھومنے پھرنے میں وقت نکل جاتا ہے۔ یاسر تم جہاں ARKTEK کیمپ میں گئے تھے ہم وہاں سے بالکل قریب ہیں۔ کل تمہارا کیمپ دیکھنے جائیں گے، ماما اگست کے آخر میں آ جائیں گی، ستمبر کے آخر میں ہماری کانفرنس ہے اس کے بعد ہم بھی آ جائیں گے۔

بہت سا پیار،

ف ف

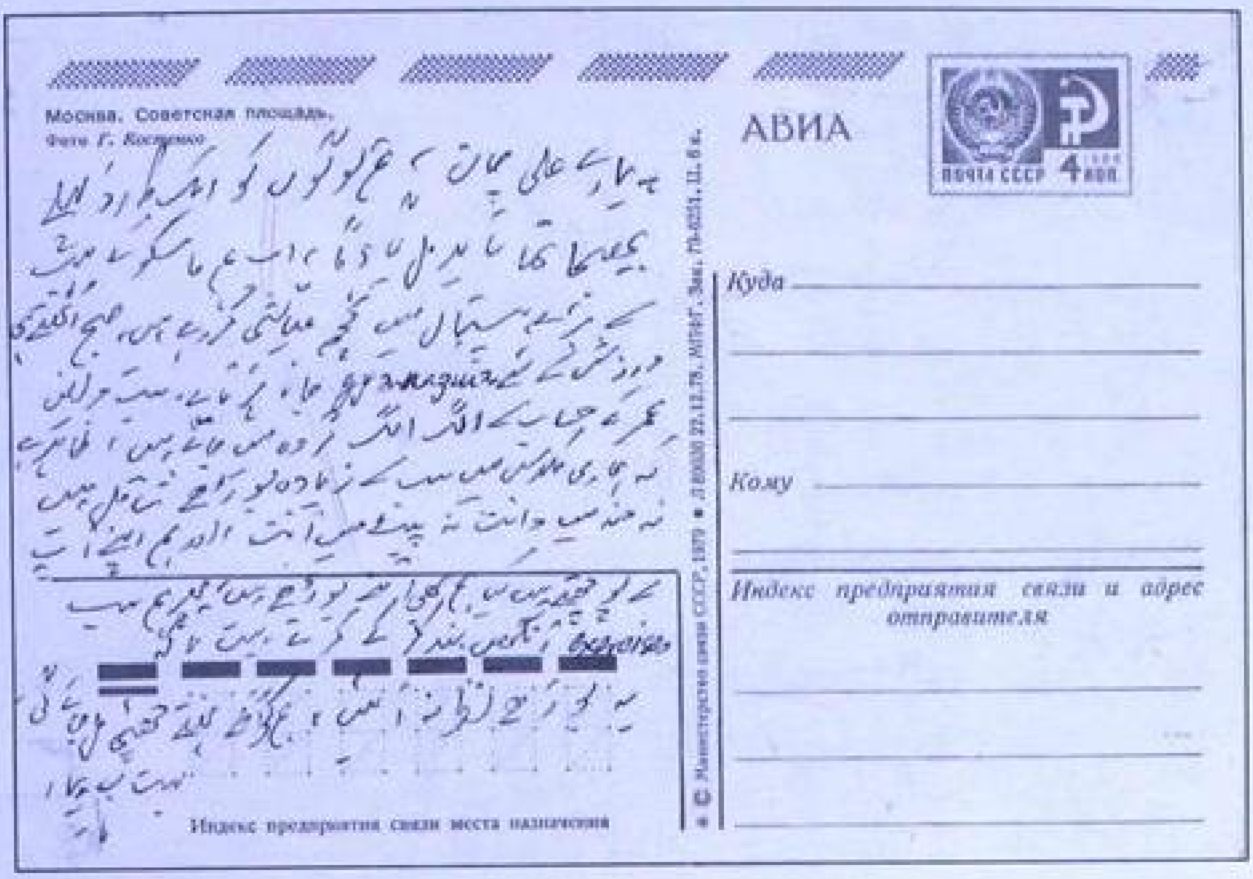

پیارے علی جان،

تم لوگوں کو ایک کارڈ پہلے بھیجا تھا شاید مل گیا ہوگا، اب ہم ماسکو کے سب سے بڑے ہسپتال میں کچھ عیاشی کر رہے ہیں، صبح اٹھتے ہی ورزش کے لیے gynazium جانا پڑتا ہے، سب مریض عمر کے حساب سے الگ الگ گروہ میں جاتے ہیں، ظاہر ہے ہماری کلاس میں سب سے زیادہ بوڑھے شامل ہیں، نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت، اور ہم اپنے آپ سے پوچھتے ہیں کیا ہم بھی اتنے بوڑھے ہیں، پھر ہم سب exercise آنکھیں بند کر کے کرتے ہیں تاکہ یہ بوڑھے نظر نہ آئیں، ہم کو اگلے ہفتے چھٹی مل جائے گی۔

بہت سا پیار، نانا

پیارے علی،

ہم اس وقت بنکاک شہر میں ہیں، آپ نقشے میں دیکھیں کہاں ہے۔ یہ یہاں کا ایک پرانا مندر ہے جس میں بہت سے خوبصورت بت ہیں جن کے سامنے یہاں کے سادھو پوجا کرتے ہیں۔

بہت سا پیار، نانا

پیارے علی اور عدیل،

تم نے تاریخ میں دمشق کا نام پڑھا ہوگا جو امیہ خلیفوں کا دارالخلافہ تھا اور صلاح الدین ایوبی کا نام بھی جو ..... کے بہت مشہور اور بہادر بادشاہ اور جرنیل تھے۔ اس لیے اس شہر میں بہت سی تاریخی عمارتیں ہیں جو بہت خوبصورت ہیں۔ تمھیں پاس ہونے کی مبارکباد۔

بہت سا پیار، ناّنا

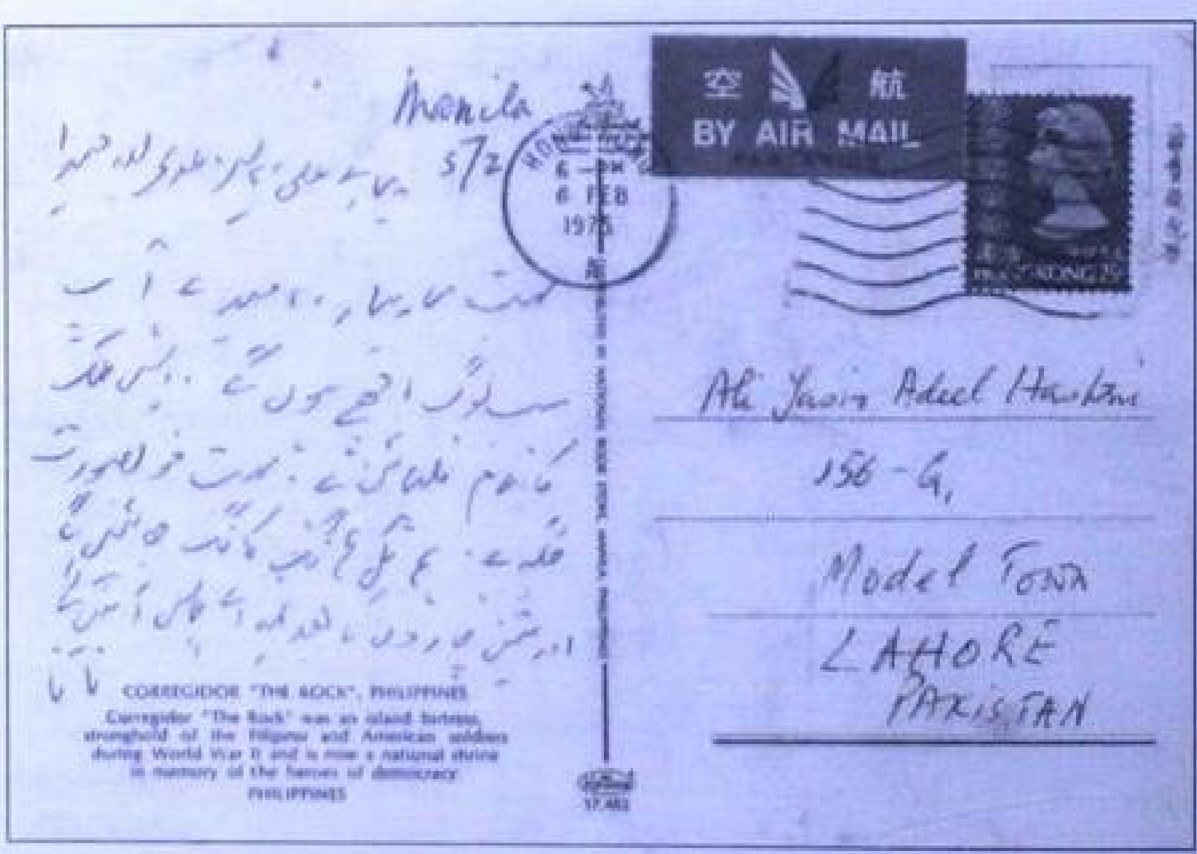

پیارے علی، یاسر، عدیل اور میرا

بہت سا پیار، امید ہے آپ سب لوگ اچھے ہوں گے۔ اس ملک کا نام فلپائن ہے۔ بہت خوبصورت جگہ ہے۔ ہم کل ہانگ کانگ جائیں گے اور تین چار دن کے بعد تمہارے پاس آ جائیں گے۔

ناّنا

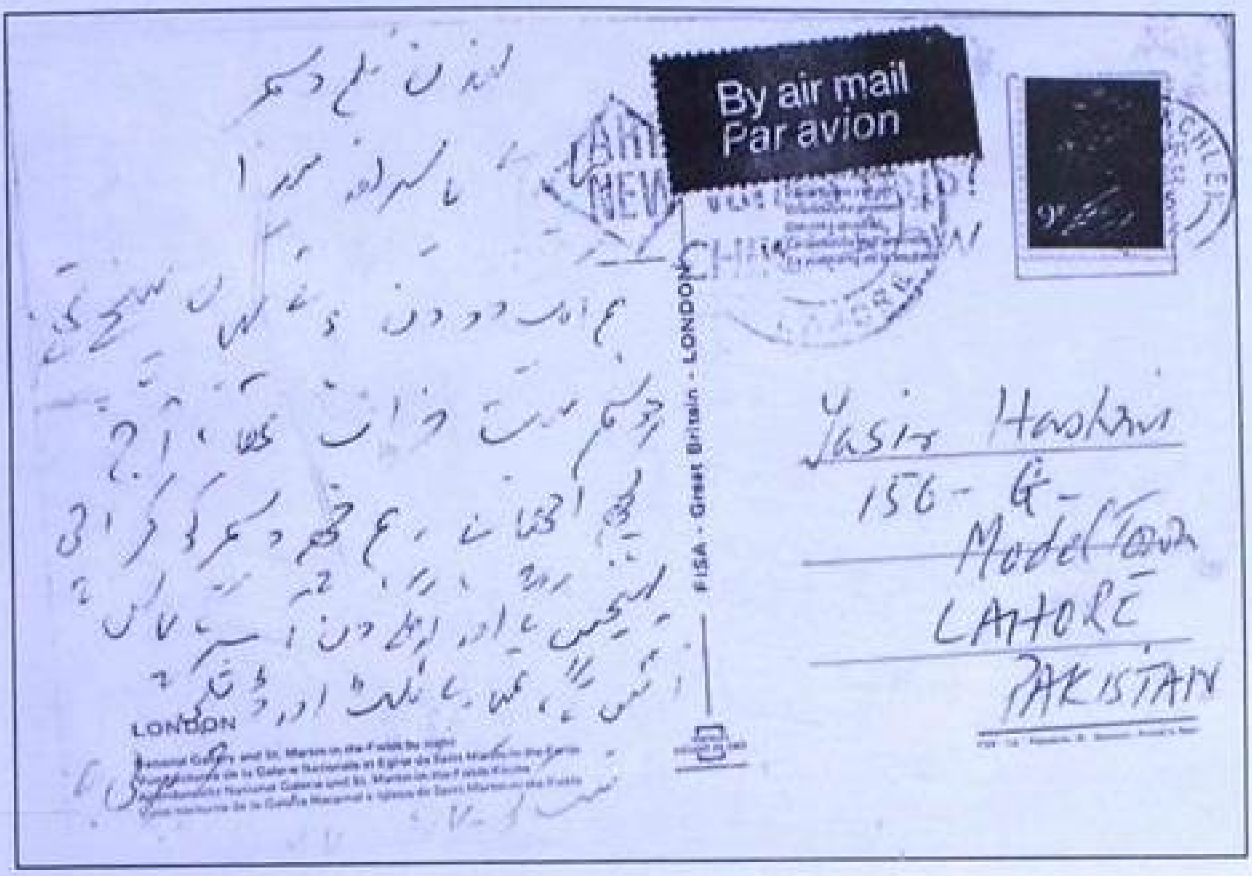

پیارے یاسر اور میرا

ہم ایک دو دن ہوئے یہاں پہنچے تھے، موسم بہت خراب تھا، آج کچھ اچھا ہے، ہم چھ دسمبر کو کراچی پہنچیں گے اور اگلے دن آپ کے پاس آئیں گے،
تمہارے ٹکٹ اور دوقلمی خرید لی ہے۔

سب کو پیار۔ نانا

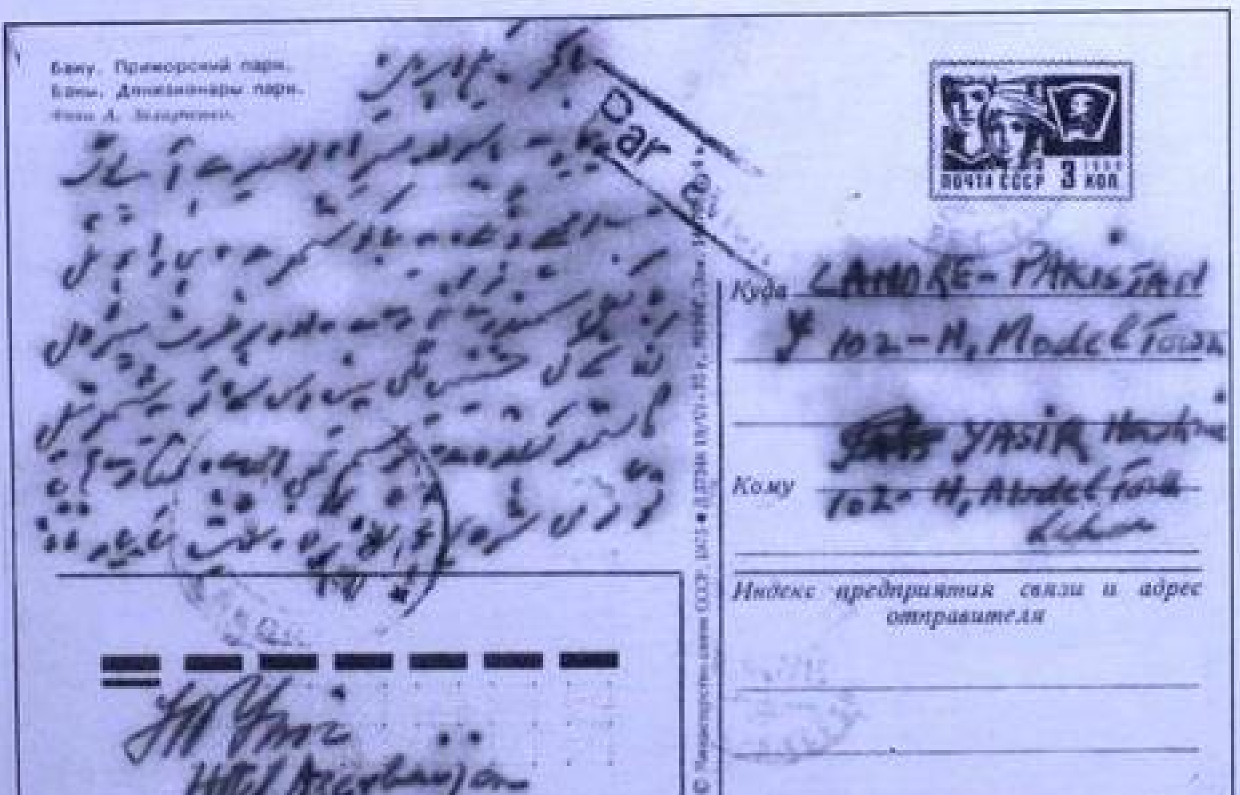

پیارے یاسر اور میرا

امید ہے آپ لوگ سب اچھے ہوں گے، یہ باکو شہر ہے، ہمارا ہوٹل بالکل سمندر کے کنارے ہے اور ہر طرف پیٹرول نکالنے کی مشینیں لگی ہیں اس لیے
کہ یہ شہر تیل کا شہر کہلاتا ہے، موسم بھی اچھا ہے، تمہارے ہاں تو گرمی شروع ہو گئی ہوگی۔

بہت سا پیار

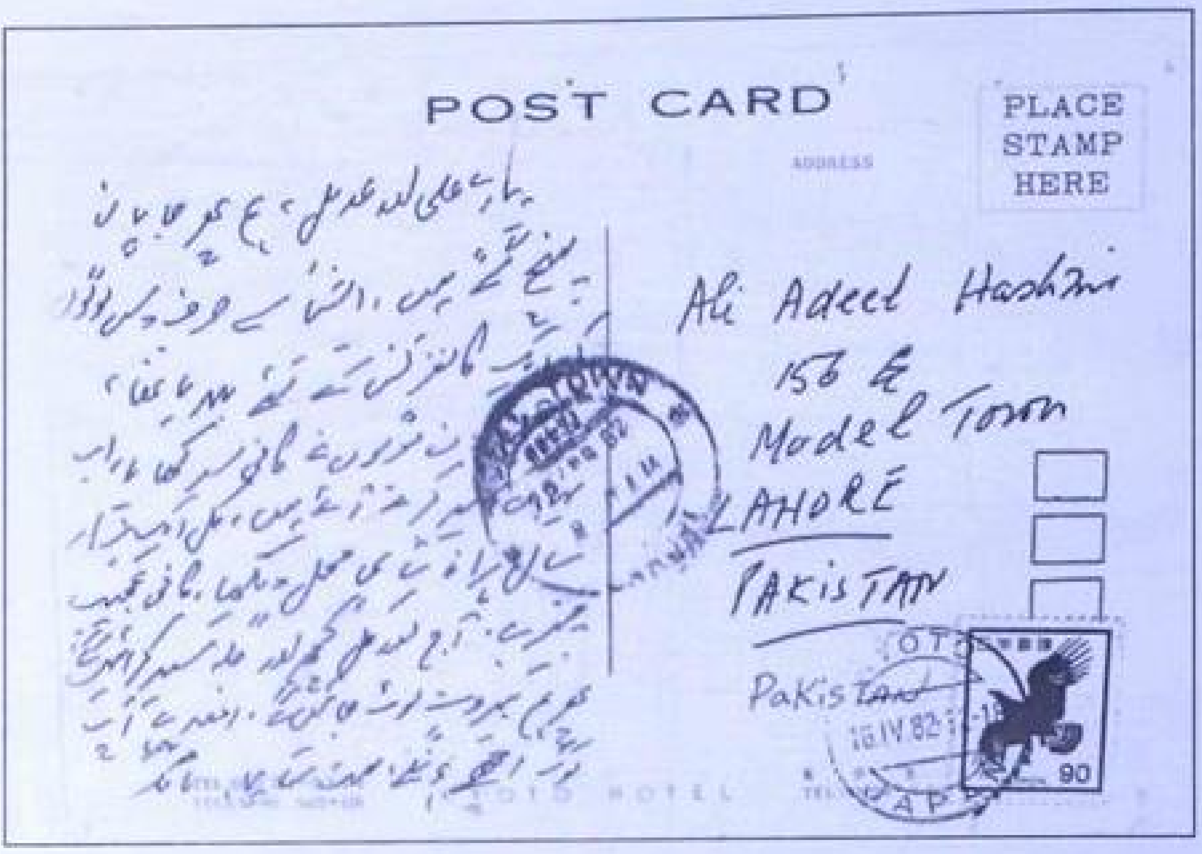

پیارے علی اور عدیل،

ہم پھر جاپان پہنچ گئے ہیں۔ ایشیا کے صرف دس لوگوں کو ایک کانفرنس کے لیے بلایا تھا۔ سارا دن لوگوں نے کافی سر کھایا۔ اب یہاں سیر کرنے آئے ہیں۔ کل ایک ہزار سال پرانا شاہی محل دیکھا، کافی عجیب چیز ہے۔ آج اور کل نارا اور جگہ سیر کرائیں گے۔ پھر ہم بیروت لوٹ جائیں گے۔ امید ہے آپ لوگ اچھے ہوں گے۔ بہت سا پیار۔ ماما

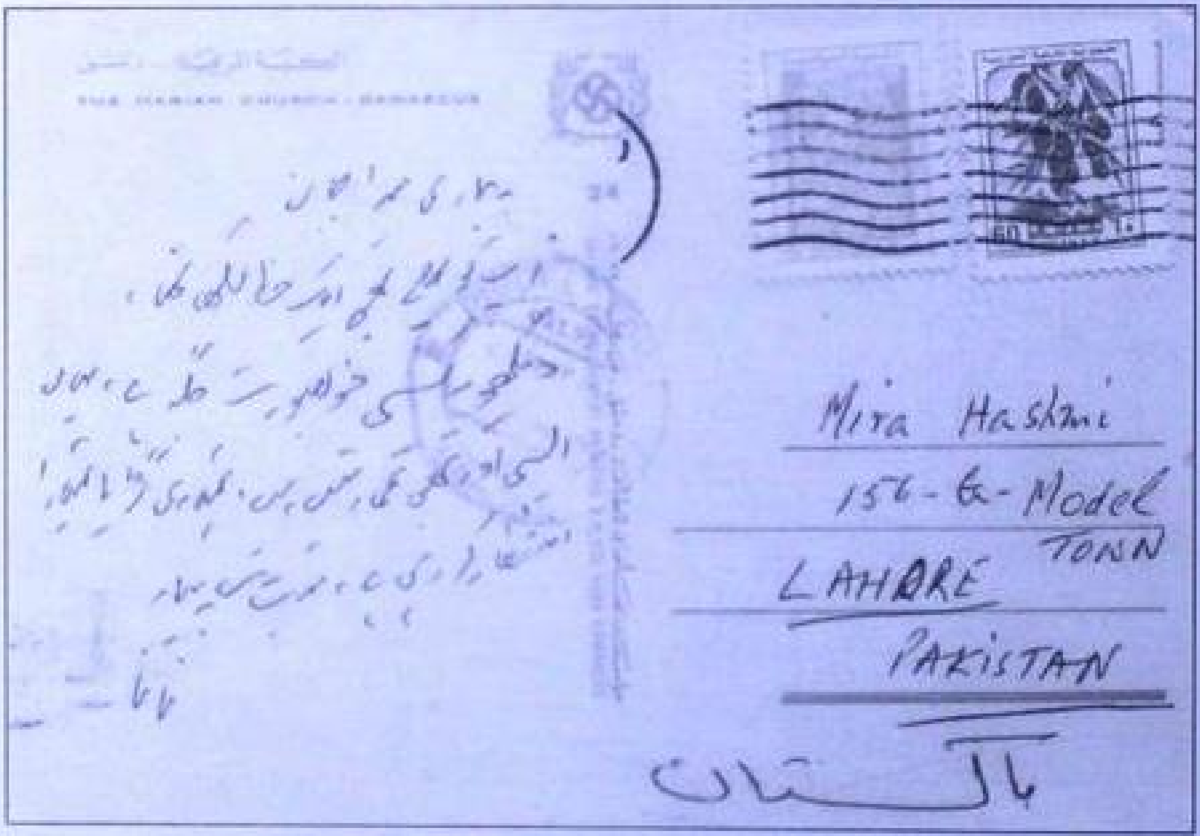

پیاری میرا جان،

آپ کو پہلے بھی ایک خط لکھا تھا۔ دیکھو کیسی خوبصورت جگہ ہے۔ یہاں ایسی اور بھی عمارتیں ہیں۔ تمہاری گڑیا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

بہت سا پیار۔ ماما

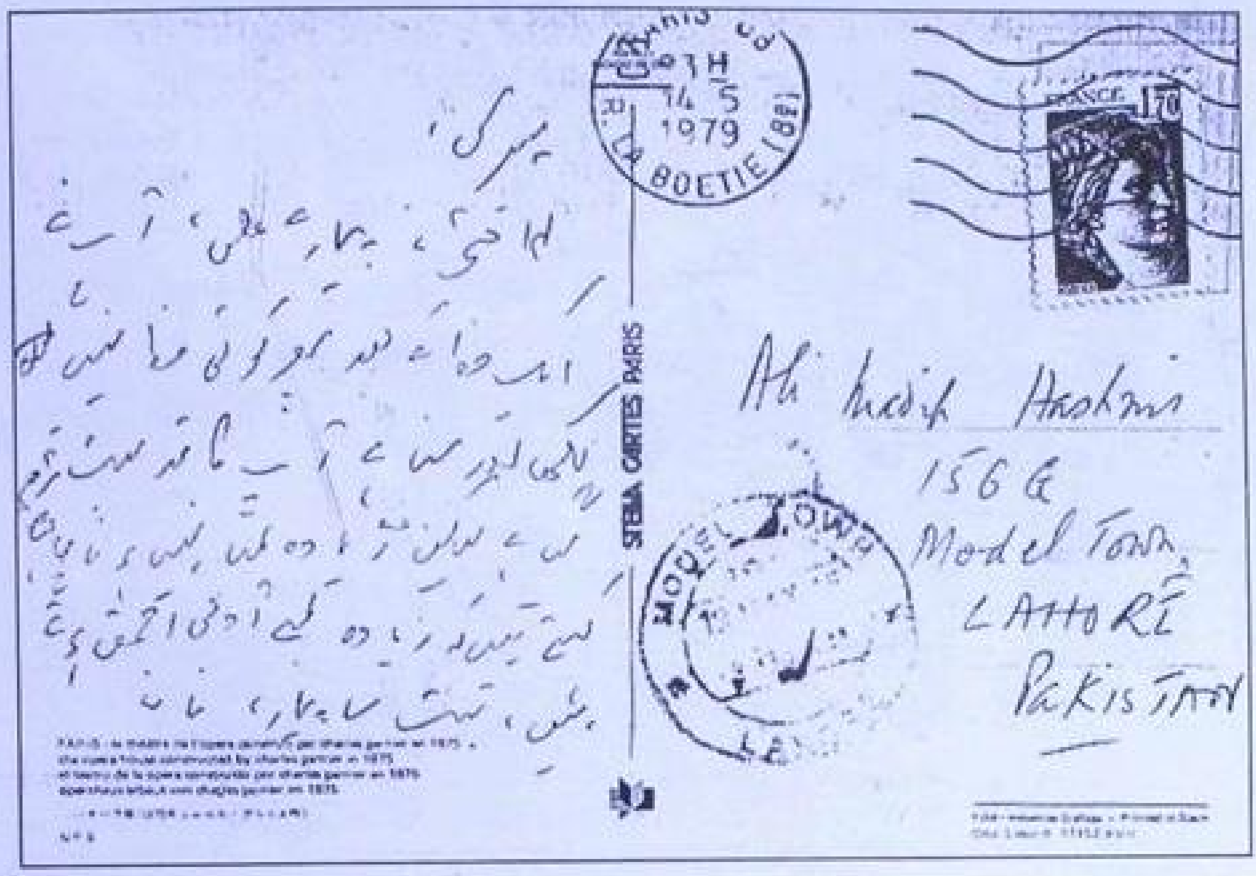

پیارے علی،

آپ نے ایک خط کے بعد پھر کوئی خط نہیں لکھا، اور سنا ہے آپ کا قد بہت بڑھ گیا ہے لیکن زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیے، کہتے ہیں کہ زیادہ لمبے آدمی احمق ہوتے ہیں۔

بہت سا پیار، ماما

پیارے یاسر،

آپ کیسے ہیں، پاس ہونے کی مٹھائی کب کھلائیں گے، ہم دو تین دن کے بعد بیروت لوٹ جائیں گے اور دو تین مہینے کے بعد آپ کے پاس آجائیں گے۔

بہت سا پیار، ماما

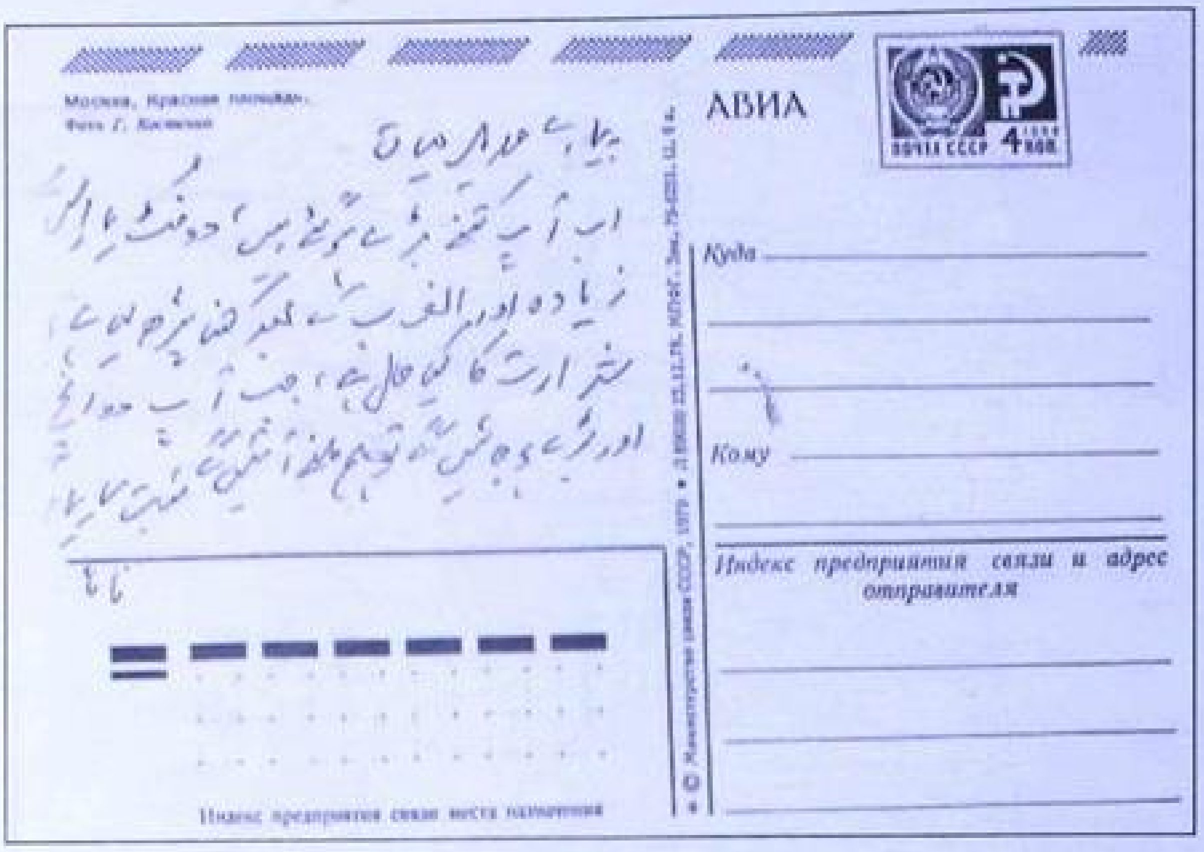

پیارے عدیل میاں

اب آپ کتنے بڑے ہو گئے ہیں، دو وقت یا اس سے زیادہ اور الف بے کے بعد کتنا پڑھ لیا ہے؟ شرارت کا کیا حال ہے، جب آپ دو ہاتھ اور بڑے ہو جائیں گے تو ہم ملنے آئیں گے۔

بہت سا پیار، نانا

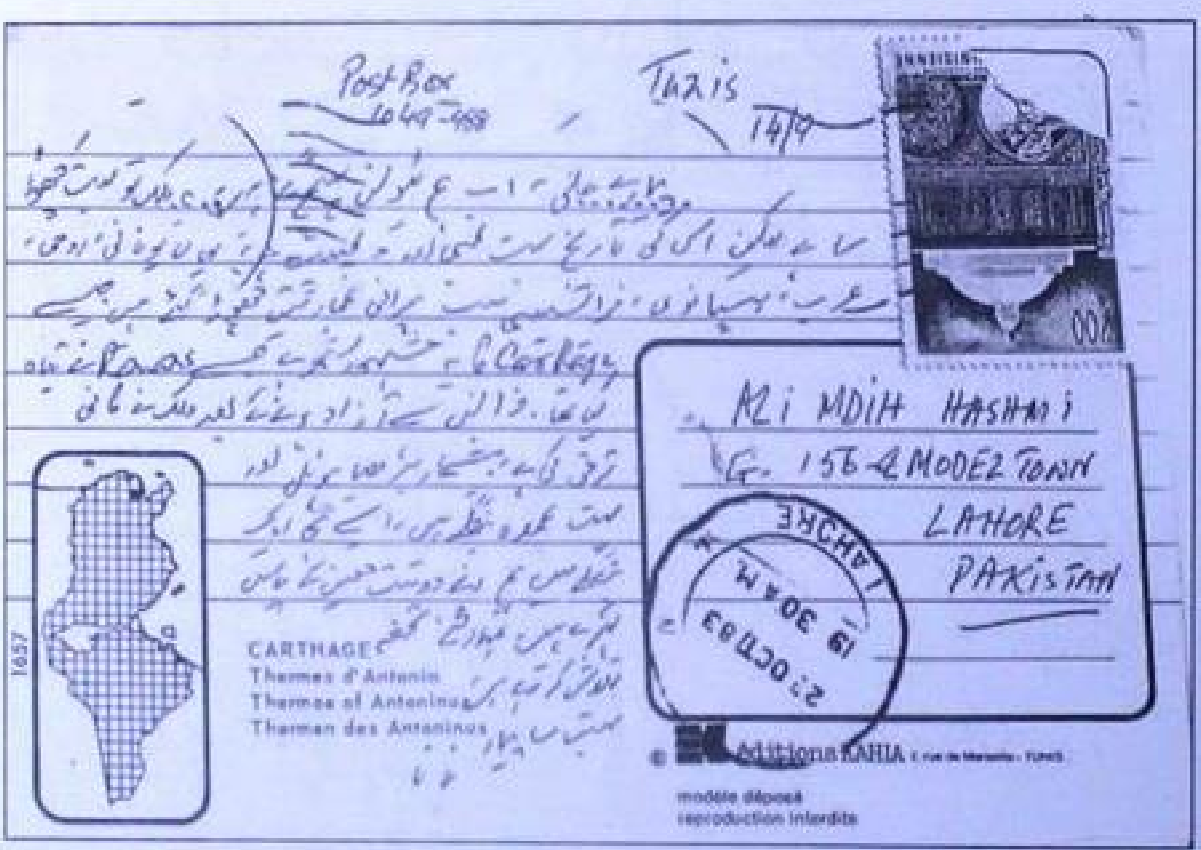

پیارے علی،

اب ہم تیونس پہنچ گئے ہیں، یہ ملک تو بہت چھوٹا سا ہے لیکن اس کی تاریخ بہت لمبی اور دلچسپ ہے۔ یہاں یونانی، رومی، عرب، ہسپانوی، فرانسیسی سب پرانی عمارتیں چھوڑ گئے ہیں جیسے.....کا یہ مشہور شہر ہے جسے Romans نے تباہ کیا تھا۔ فرانس سے آزاد ہونے کے بعد ملک نے کافی ترقی کی ہے، بے شمار بڑھیا ہوٹل اور بہت عمدہ بنگلے ہیں، ایسے ہی ایک بنگلے میں ہم اپنے دوست محسن کے پاس ٹھہرے ہیں۔ تمہارے لیے تحفے حاصل کر رہے ہیں۔

بہت سا پیار، نانا

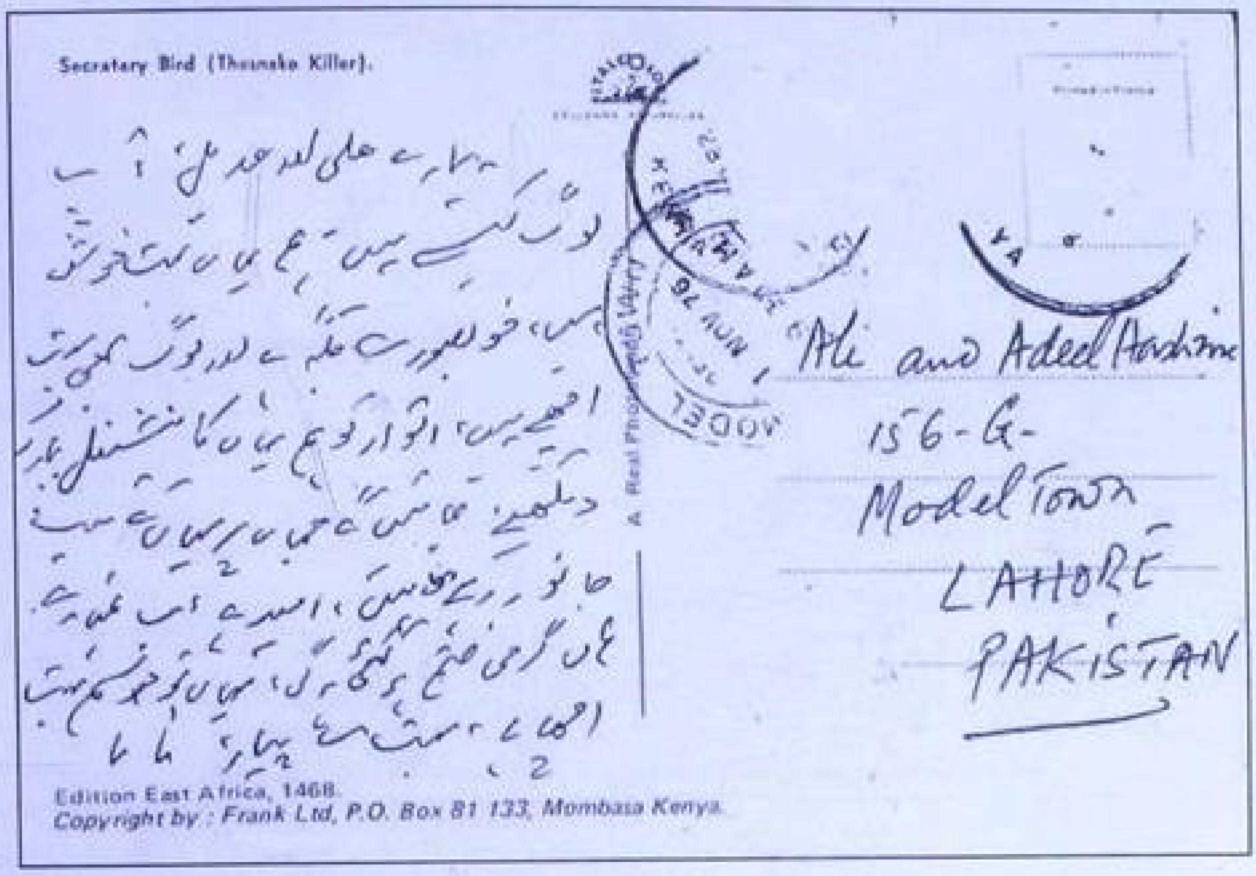

پیارے علی اور عدیل،

آپ لوگ کیسے ہیں، ہم یہاں بہت خوش ہیں، خوبصورت جگہ ہے اور لوگ بھی بہت اچھے ہیں، اتوار کو ہم یہاں کا نیشنل پارک دیکھنے جائیں گے جہاں پر یہاں کے سب جانور رکھے ہیں، امید ہے اب تمہارے پاس گرمی ختم ہوگئی ہوگی، یہاں تو موسم بہت اچھا ہے۔ بہت سا پیار۔ نانا

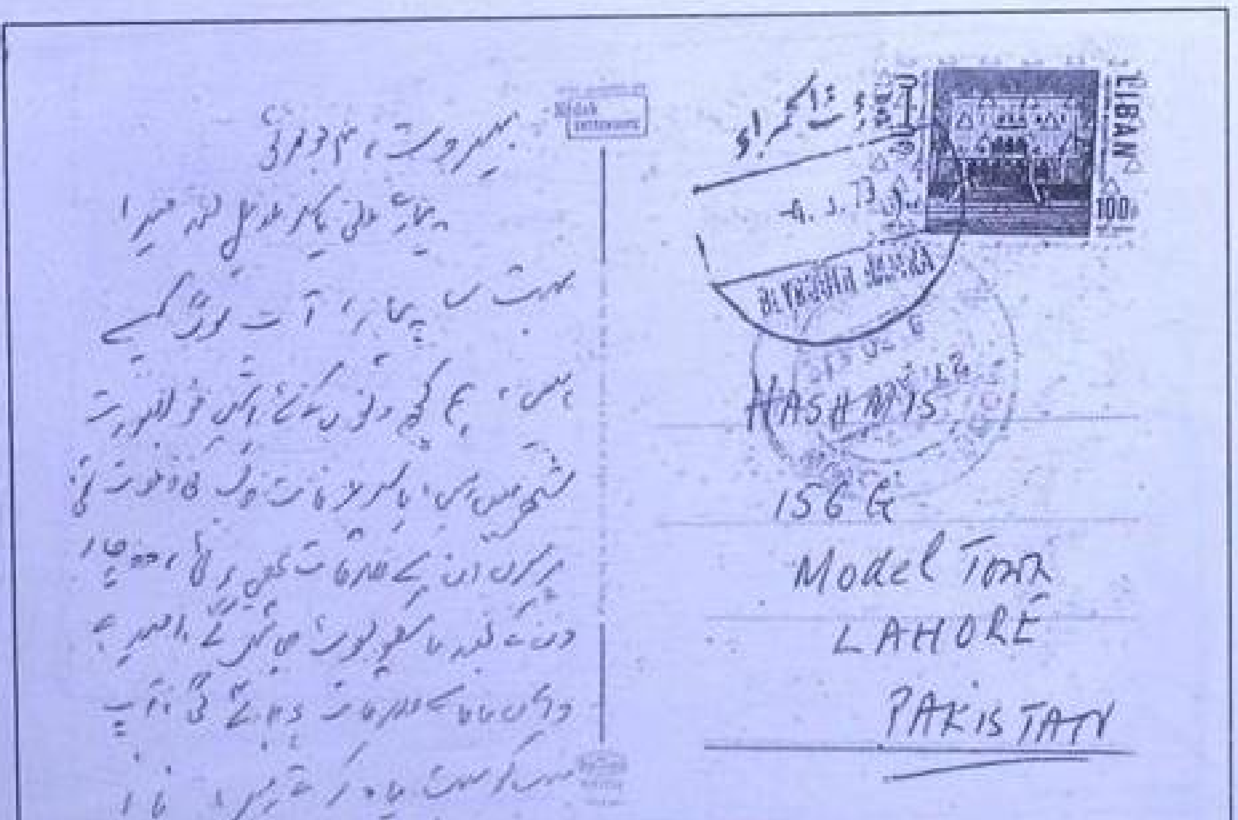

پیارے علی، یاسر، عدیل اور میرا

بہت سا پیار، آپ لوگ کیسے ہیں، ہم کچھ دنوں کے لیے اس خوبصورت شہر میں ہیں، یاسر عرفات صاحب کی دعوت تھی، پرسوں ان سے ملاقات بھی ہوئی، دو چار دن کے بعد ماسکو لوٹ جائیں گے، امید ہے وہاں ماما سے ملاقات ہو جائے گی، آپ سب کو بہت یاد کرتے ہیں۔ نانا

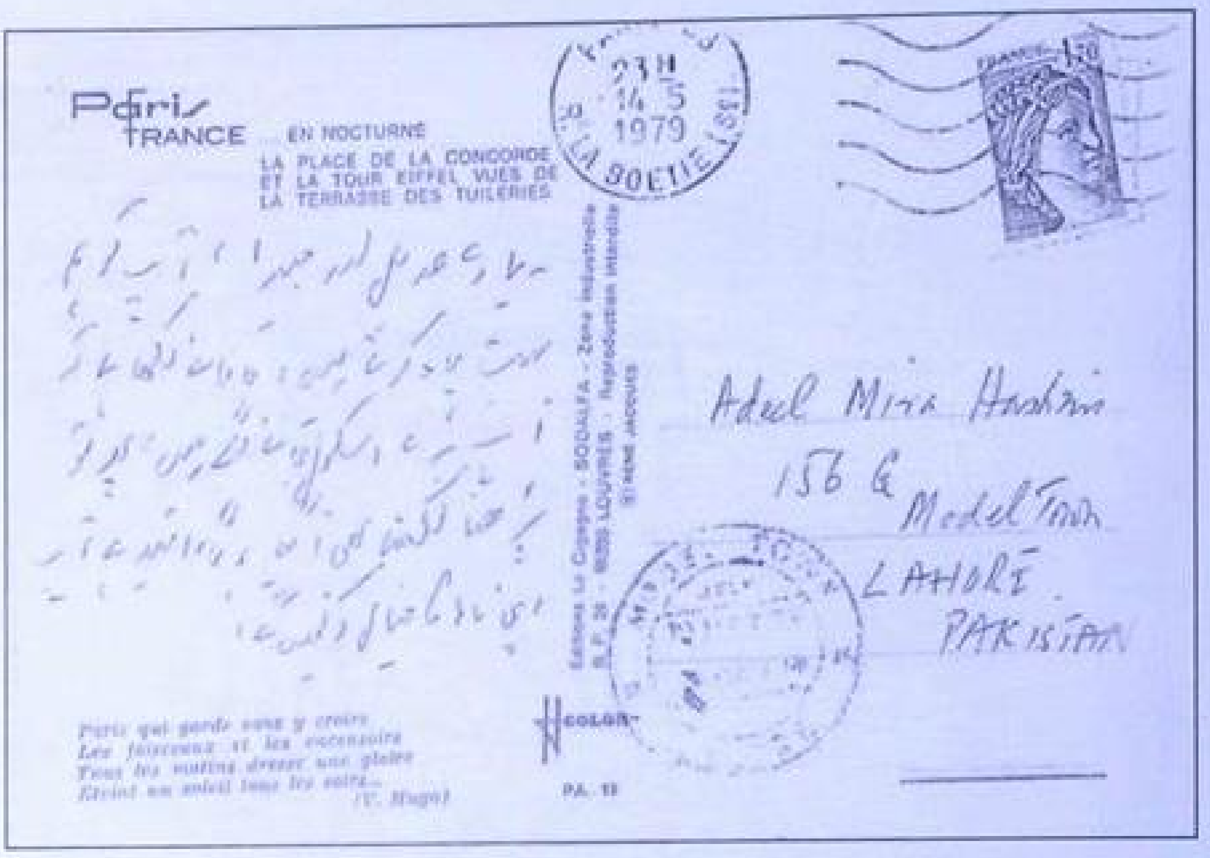

پیارے عدیل اور میرا،

آپ کو ہم بہت یاد کرتے ہیں۔ ماما نے لکھا ہے کہ آپ بڑے اسکول جانے لگے ہیں۔ پھر تو پڑھنا لکھنا بھی آ گیا ہوگا۔ امید ہے آپ اپنی ماما کا خیال رکھیں گے۔

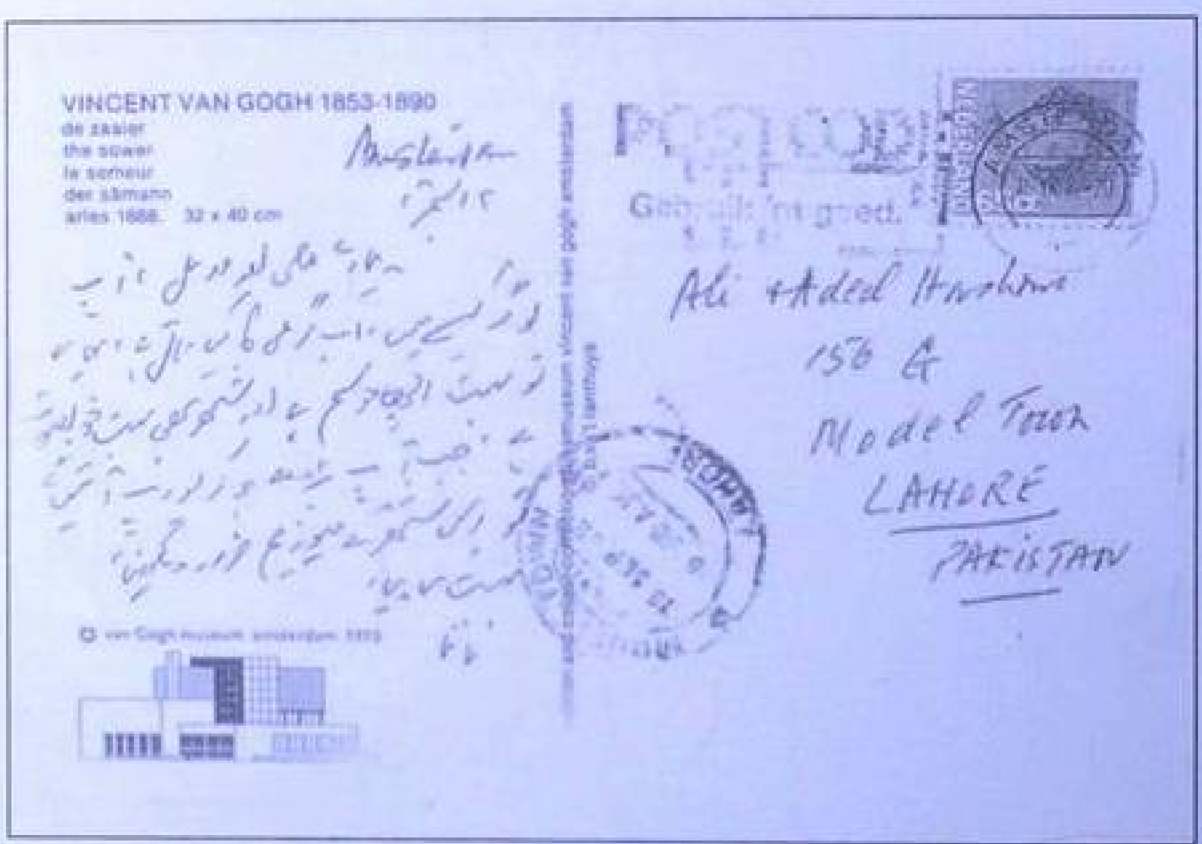

پیارے علی اور عدیل،

آپ لوگ کیسے ہیں۔ اب گرمی کا کیا حال ہے۔ یہاں تو بہت اچھا موسم ہے اور شہر بھی بہت خوبصورت ہے۔ جب آپ بڑے ہو کر یورپ آئیں گے تو اس شہر کے میوزیم ضرور دیکھنا۔

بہت سا پیار۔ نانا

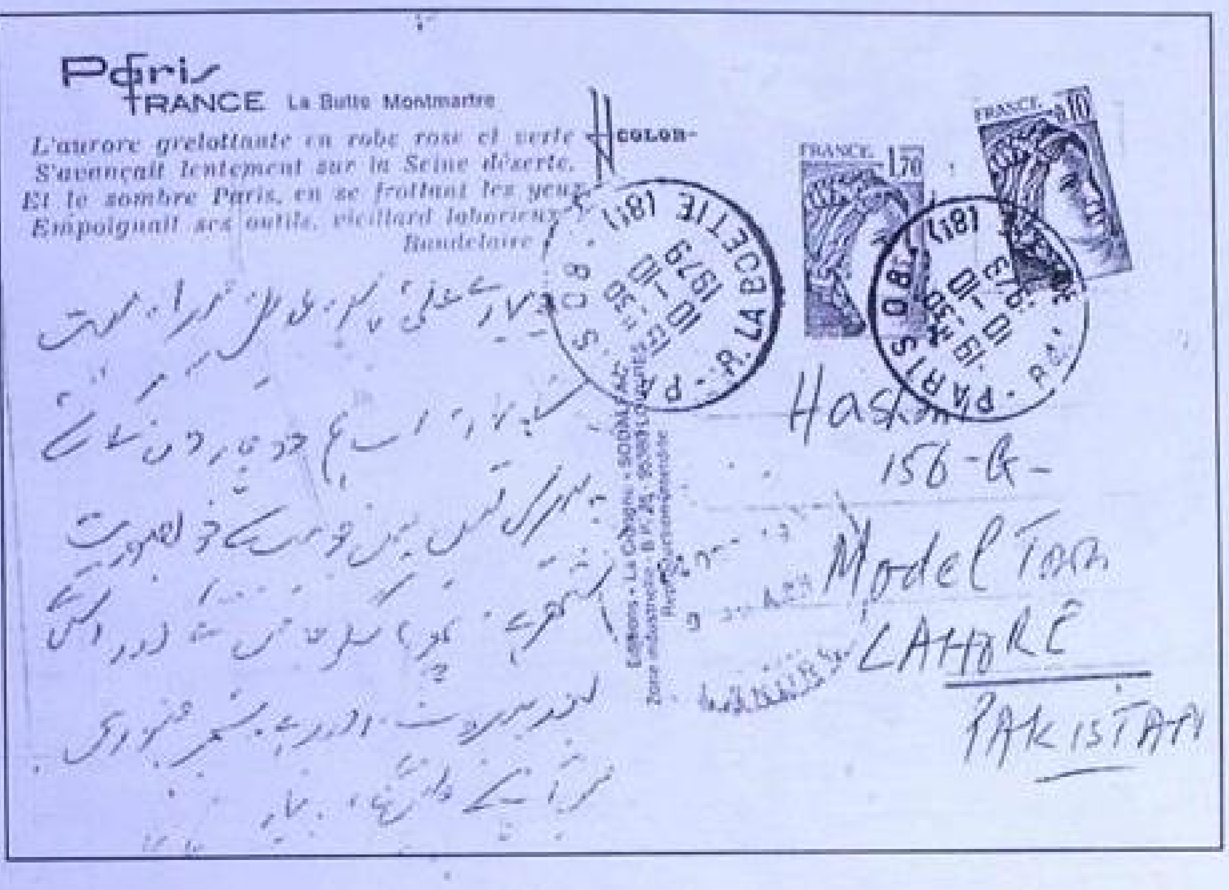

Paris
FRANCE La Butte Montmartre

L'aurore grelottante en robe rose et verte
S'avançait lentement sur la Seine déserte,
Et le sombre Paris, en se frottant les yeux
Empoignait ses outils, vieillard laborieux.
Baudelaire

Hashmi
156-G-
Model Town
LAHORE
PAKISTAN

پیارے علی، یاسر، عدیل اور میرا،

بہت سا پیار۔ اب ہم دو چار دن کے لیے پیرس میں ہیں جو سب سے خوبصورت شہر ہے، پھر ماسکو جائیں گے اور اس کے بعد بیروت، امید ہے دسمبر جنوری میں آپ سے ملیں گے۔ پیار۔ نانا

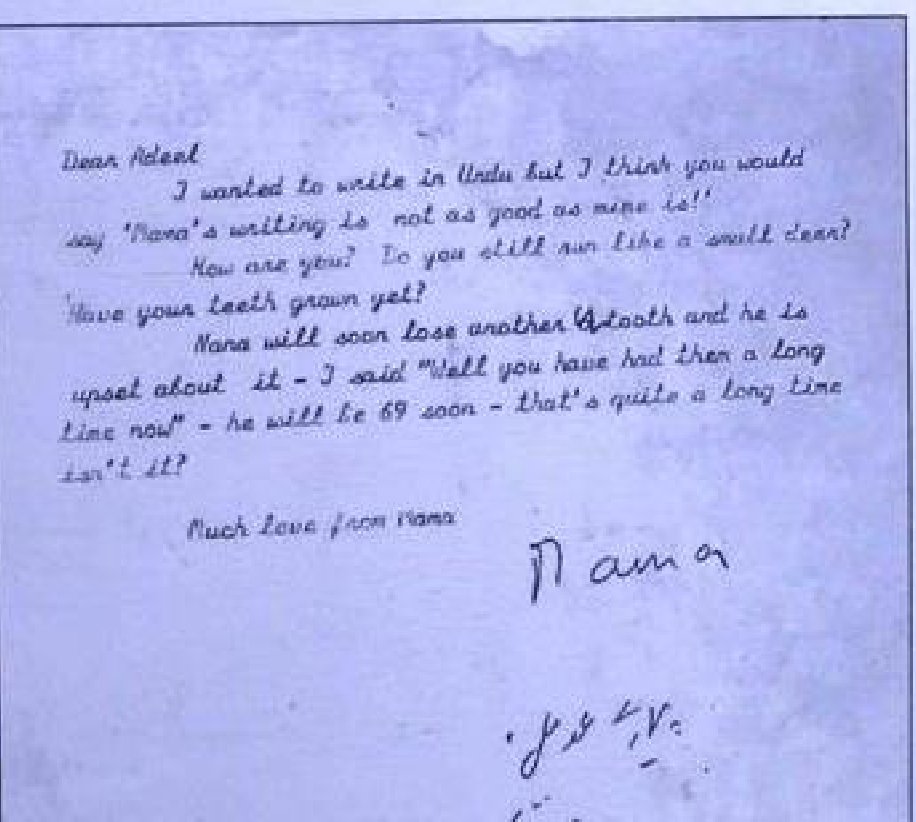

Dear Adeel

I wanted to write in Urdu but I think you would say 'Nana's writing is not as good as mine is!'

How are you? Do you still run like a small deer? Have your teeth grown yet?

Nana will soon lose another tooth and he is upset about it - I said "Well you have had them a long time now" - he will be 69 soon - that's quite a long time isn't it?

Much love from Nana

Nana

پیارے عدیل،

آپ کیسے ہیں، آپ کا خط بہت اچھا تھا۔

بہت سا پیار،

نانا

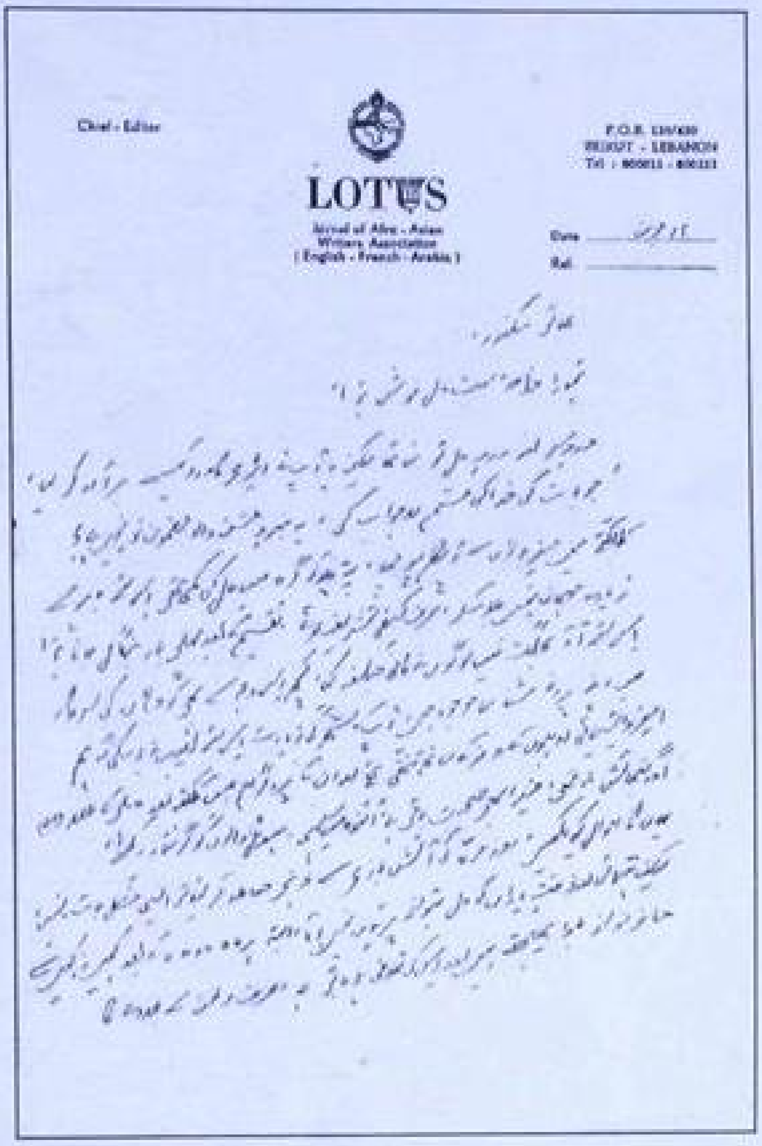

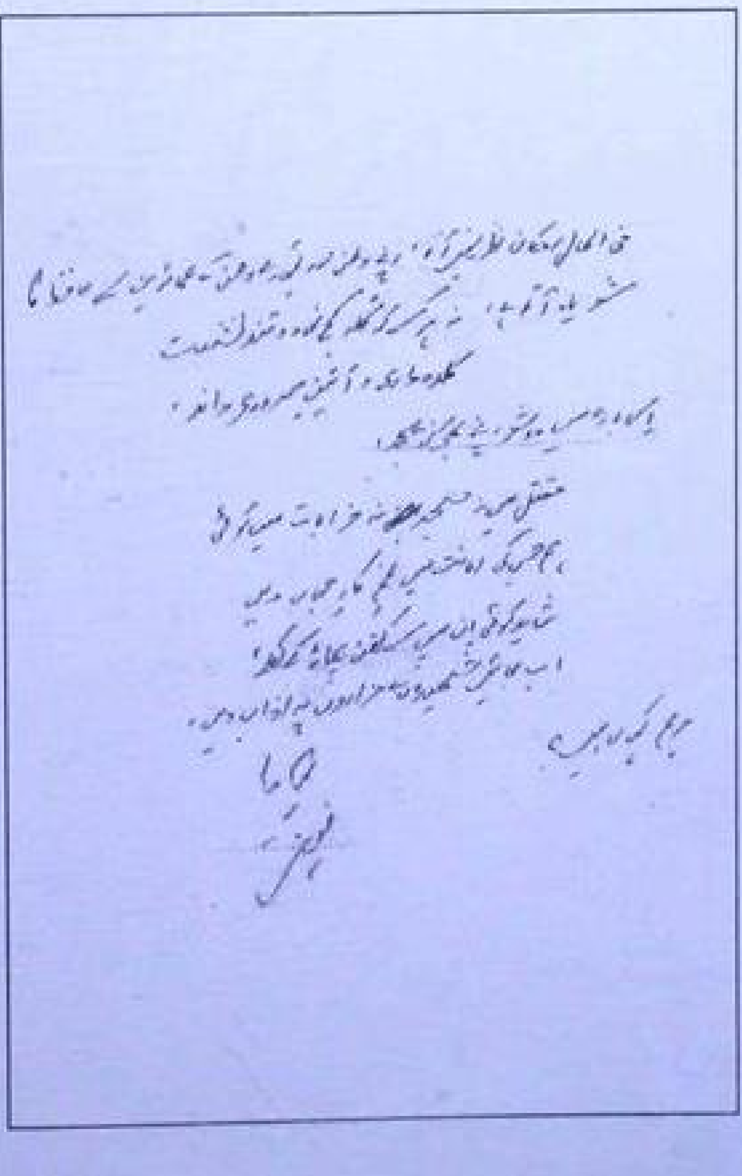

بھائی سکندر،

تمہارا خط ملا، بہت دل خوش ہوا،

درد سر اور درد دل تو سنا تھا لیکن یہ آپ نے ایذی کا درد کیسے برآمد کرلیا، جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی، یہ بندہ عشق والا مضمون تو نہیں ہے؟ کلکتہ میں میزبانوں سے آپ کا پوچھا، پتہ چلا کہ گرہ میں مال کی کمی تھی اس لیے زیادہ مہمان نہیں بلا سکا، صرف کنجی تشریف لائے، تقسیم کے بعد پہلی بار بنگال جانا ہوا، اس لیے آؤ بھگت میں سب لوگوں نے کافی مبالغہ کیا، کچھ اس وجہ سے بھی کہ وہاں کی سرکار میں اپنے پرانے شناسا موجود ہیں، آپ کے شہر کی زیارت اس لیے نصیب نہ ہوسکی کہ ہم افروایشائی ادیبوں کے وفد کے ساتھ نتھی تھے اور ان کے پروگرام میں کلکتہ اور دہلی کے علاوہ اور گنجائش نہ تھی، خیر ابھی صورت باقی ہے، آئندہ میں سہی، ہوٹل والوں کو گرفتار رکھئے یہاں کا احوال کیا لکھیں، روز مرہ کی آتش بازی سے ذہنی معاملہ کر لینا تو کوئی مشکل بات نہیں لیکن تنہائی اور فرقت یاراں کو دل قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتا، البتہ ہر دو ماہ کے بعد کہیں نہ کہیں سے حاضر نواز بلوا بھیجتے ہیں اور اس کی تلافی ہو جاتی ہے، صرف وطن کے بلاوے کا، فی الحال امکان نظر نہیں آتا، اپنے وطن اور تمہارے وطن کے عمائدین سے حافظ کا شعر یاد آتا ہے،

نہ ہر کے کہ کلہ کج نہاد و تند نشست
کلاہ داری و آئین سروری داند

اس بارے میں دو شعر اپنے بھی سن لیجیے

مقتل میں نہ مسجد میں نہ خرابات میں کوئی
ہم جس کی امانت میں غم کار جہاں دیں
شاید کوئی ان میں سے کفن پھاڑ کے نکلے
اب جائیں شہیدوں کے مزاروں پہ اذاں دیں

مریم کہاں ہیں؟

فیض

Faiz to Sikandar Ali Wajd

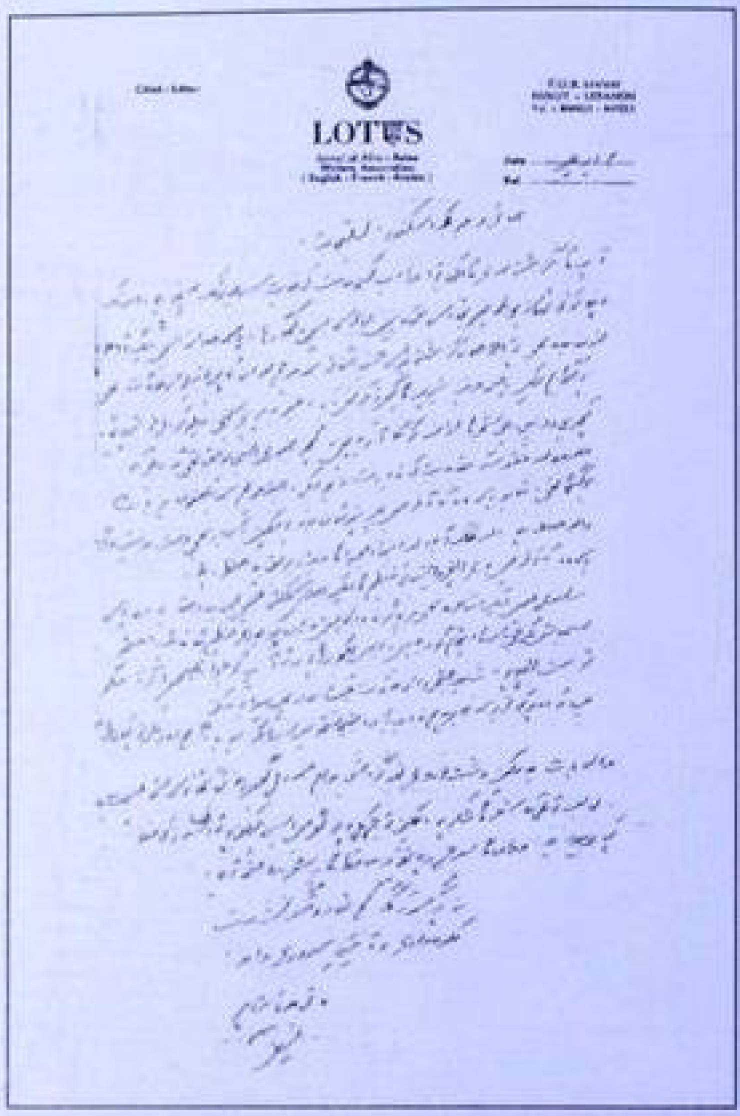

بھائی وجد بلکہ اسکندر، تسلیمات

آپ کا گزشتہ صدی کا لکھا ہوا خط اب کسی دوست کی عنایت سے یہاں تک پہنچا ہے، اب تک اپنا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا اسی لیے وہیں پی پی سی میں رکھا رہا۔ اس دوران میں ایک آدھ بار لندن جانا بھی ہوا، جہاں گزشتہ برس حسن اتفاق سے مریم اور ان کے پورے قبیلے سے ملاقات بھی ہو گئی لیکن اس حرف شیریں کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ خیر دیر ہی سہی، دیکھ کر دل خوش ہوا، کچھ دن پہلے دلی شہر کا طواف کر کے آ رہے ہیں، کچھ مجبوری ایسی لاحق تھی کہ دلی کے علاوہ اور مقدس مقامات کی زیارت نہ ہو سکی، البتہ مریم سے ٹیلیفون پر بات ہو گئی تھی، شاید اس ماہ کے آخر میں پھر ہندوستان جانا ہو، لیکن اس بار بھی دست بدست دگر والا معاملہ ہے۔ اورنگ آباد اور اجنتا ایلورا کا دیدار برحق ہے، منتظر رہیے۔

اس ماہ کے آخر میں ہماری افرو ایشیائی تنظیم کا ایک اجلاس کلکتے میں طے ہے، سنا ہے وہ اس سلسلے میں ایک مشاعرہ بھی برپا کرنے والے ہیں، وہاں ہماری تنظیم کے جناب معتمد سجاد ظہیر اس کا اہتمام کر رہے ہیں، انہیں لکھ رہا ہوں کہ آپ کو بلوا بھیجیں، اگر آ سکو تو بہت اچھا ہو، شاید کبھی والی ملاقات جیسا سماں پھر پیدا ہو سکے۔

جیسا کہ اوپر کی تحریر سے ظاہر ہے ہم نے اب اس اجنبی شہر میں بسیرا کر لیا ہے "جو ماں ملی تو کہاں ملی" والی بات ہے لیکن دشت نوردی اور گردش مدام سے دل گھبرانے لگا تھا، اس لیے غنیمت ہے۔ طالب آملی کے شعر کا شکریہ۔ لیکن آج کل اپنے گھر میں ایسے مہکتے ہوئے اشعار کی فضا کہاں پیدا ہے، وہاں کا سوچ رہے تھے کہ حافظ کا یہ شعر سامنے آتا ہے:

نہ ہر کہ کلہ کج نہاد و تند نشست
کلہ داری و آئین سروری داند

باقی ملاقات پر

فیض

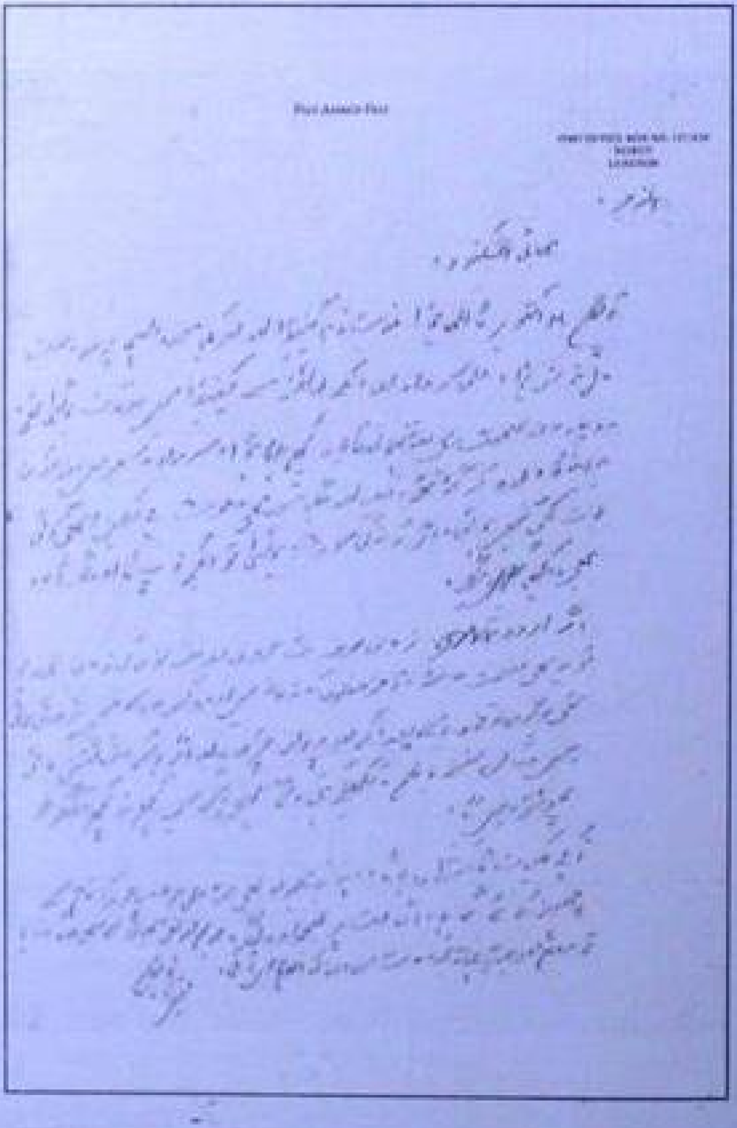

بھائی اسکندر،

آپ کا 18 اکتوبر کا لکھا ہوا عنایت نامہ کینیڈا اور امریکہ سے واپسی پر ملا، بہت دل خوش ہوا، علی سردار اور ان کے رفقا سے کینیڈا میں ملاقات ہو گئی تھی، دو چار دن صحبت رہی اور تنہائی کا بار کچھ ہلکا ہوا، سردار دسمبر میں ہندوستان بلانے کا وعدہ کر گئے تھے، ایک اور جگہ سے بھی دعوت ہے لیکن ابھی کوئی بات پکی نہیں ہوئی۔ اگر آنے کی صورت ہو گئی تو اب کے آپ کا اورنگ آباد بھی دیکھ لیں گے۔ اگر اردو زبان صرف مشاعروں اور افسانوں کی زبان بنی رہے تو یہ بھی غنیمت جانیے۔ آخر مغلوں کے زمانے میں اردو کس مدرسے میں پڑھائی جاتی تھی، لوگوں نے خود اسے پیدا کیا اور پروان چڑھایا اور اگر اس کے شائقین باقی ہیں، مشاعرہ سننے یا فلم دیکھنے ہی کے لیے سہی اس میں کچھ نہ کچھ شگوفے پھوٹتے رہیں گے۔

آپ کے کلیات کا انتظار رہے گا، اپنا نیا مجموعہ بھی "مرے دل مرے مسافر" کے نام سے چھپنے کے لیے گیا ہے، اشاعت پر بھجوا دوں گا، مریم اور تقی بھائی سے کبھی ملاقات ہوئی تو سلام اور یاد پہنچا کر کہیے، مدت سے ان کی اطلاع نہیں آئی۔

والسلام فیض

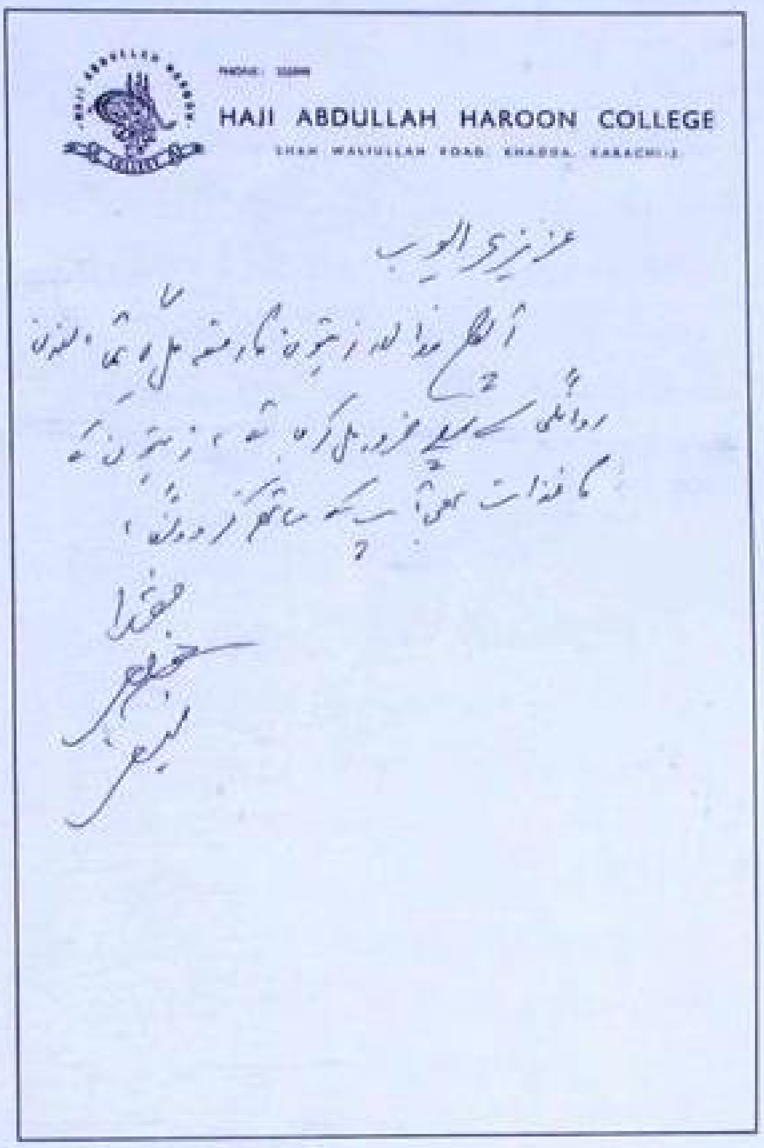

عزیزی ایوب

آپ کا خط ملا، زیتون کا رقعہ مل گیا تھا، لندن روانگی سے پہلے ضرور مل کر جائیے زیتون کے کاغذات بھی آپ کے ساتھ کر دوں گا۔

فقط۔ مخلص

فیض

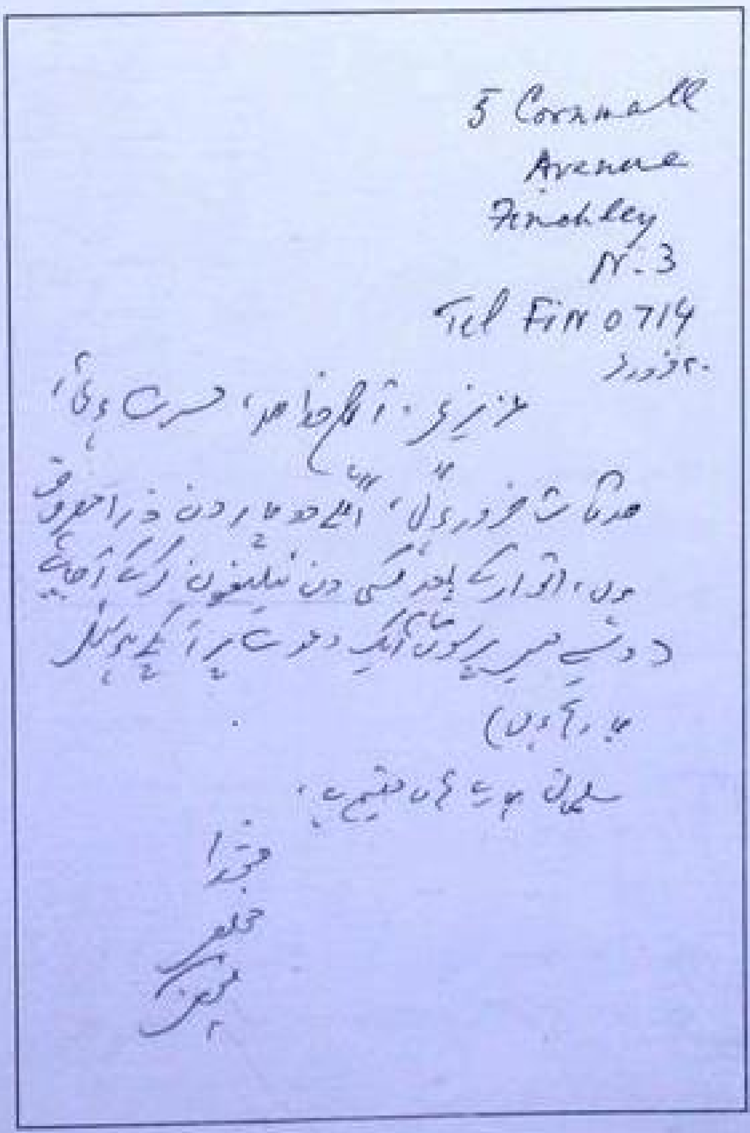

عزیزی، آپ کا خط ملا، مسرت ہوئی،

ملاقات ضرور ہوگی، اگلے دو چار دن ذرا مصروف ہوں، اتوار کے بعد کسی دن ٹیلیفون کر کے آجائیے، (ویسے میں پرسوں شام ایک دعوت پر آپ کے ہوسٹل میں جا رہا ہوں)

سلمان ہمارے ہاں مقیم ہے۔

فقط۔ مخلص

فیض

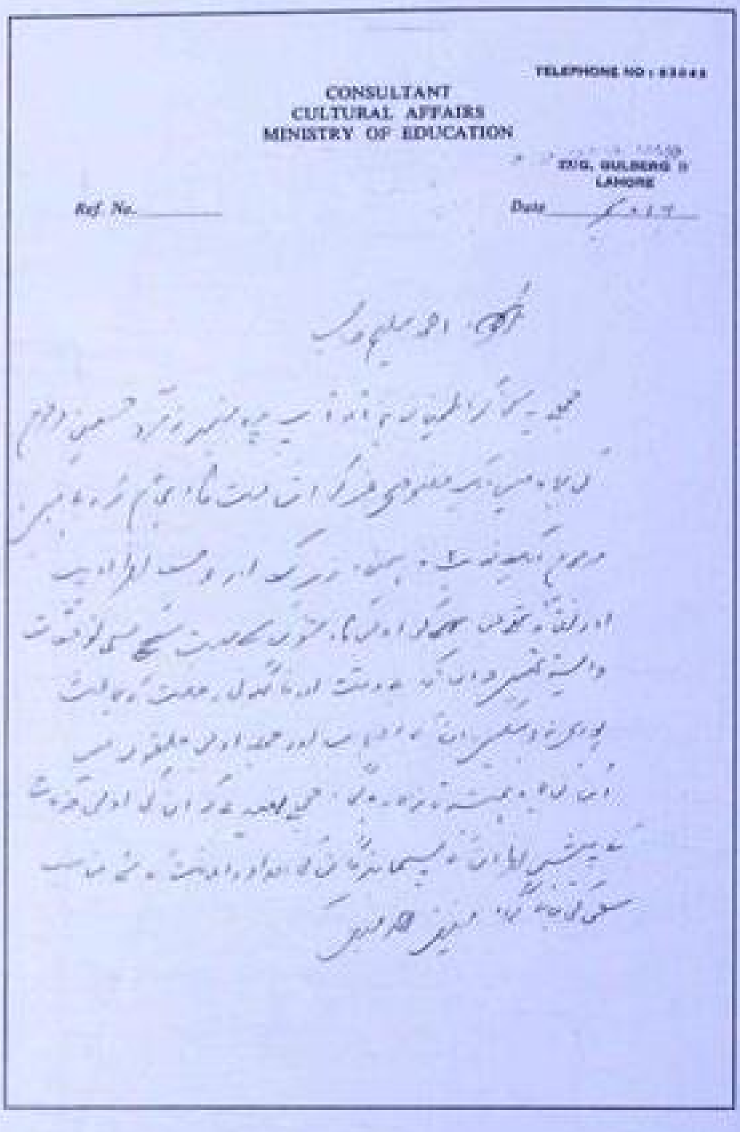

احمد سلیم صاحب،

مجھے یہ جان کر اطمینان ہوا کہ آپ پروفیسر مرزا حسین مرحوم کی یاد میں ایک خصوصی نمبر کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ مرحوم ایک نہایت ذہین و زیرک اور صاحب نظر ادیب اور نقاد تھے، جن کی ادبی کاوشوں سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں، جو ان کی بے وقت اور ناگہانی رحلت کے باعث پوری نہ ہو سکیں۔ ان کے احباب اور جملہ ادبی حلقوں میں ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔ مجھے امید ہے کہ ان کی ادبی خدمات کے پیش نظر ان کے پسماندگان کی امداد و اعانت کے لیے مناسب سعی کی جائے گی۔

فیض احمد فیض

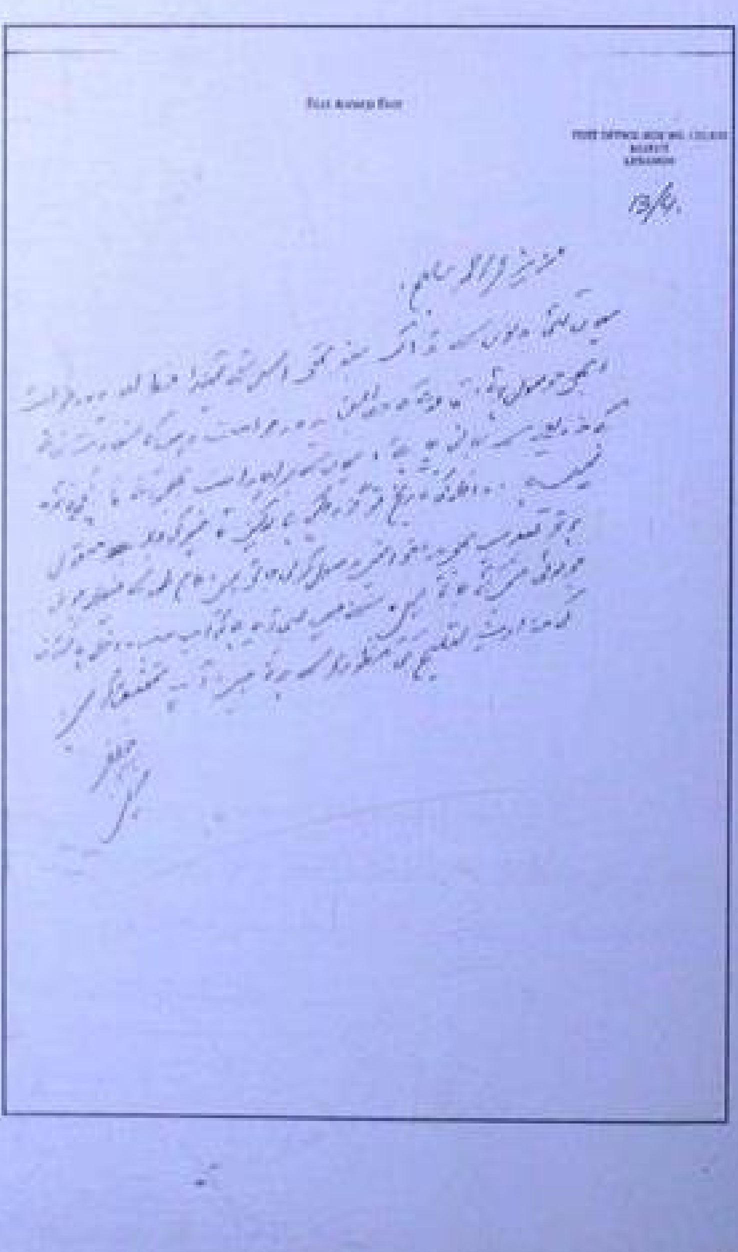

عزیزی احمد سلیم،

یہاں کئی دنوں سے ڈاک بند تھی اس لیے تمہارا خط اور یہ درخواستیں ابھی موصول ہوئے۔ قاعدے کے مطابق یہ درخواست وہیں کے سفارت خانے کے ذریعے سے جانی چاہیے۔ یہاں سے براہ راست بھجوانے کا کچھ فائدہ نہیں ہے۔ داخلے کی تاریخ تو گزر چکی ہے لیکن تاخیر کی وجہ معقول ہو تو بعد میں بھی درخواست وصول کر لی جاتی ہیں۔ عام طور سے فیصلے جون جولائی میں کیے جاتے ہیں۔ سننے میں یہی آیا ہے کہ اب سب داخلے پاکستان کی وزارت تعلیم کی منظوری سے جاتے ہیں۔ آپ تحقیق کر لیں۔

مخلص

فیض احمد فیض

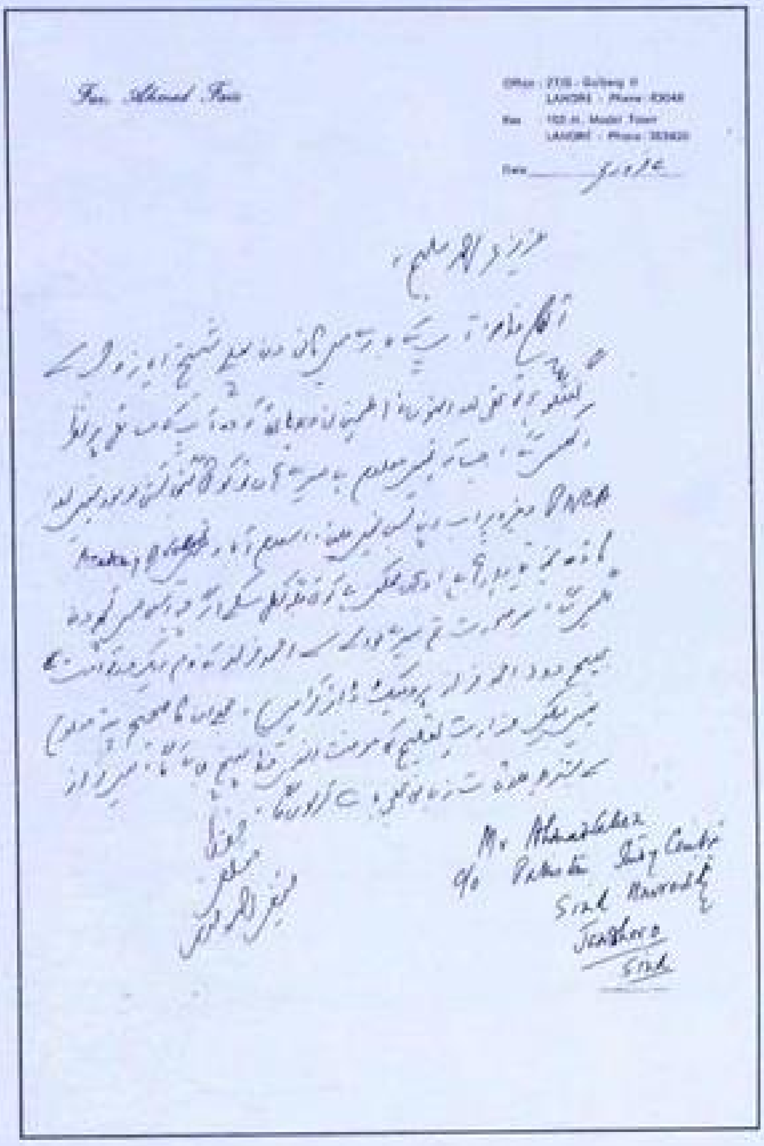

عزیزی احمد سلیم،

آپ کا خط ملا، آپ کے بارے میں کافی دن پہلے شیخ ایاز صاحب سے گفتگو ہوئی تھی اور انہوں نے اطمینان دلایا تھا کہ وہ آپ کے مسائل پر نظر رکھیں گے۔ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے میرے ہاں کوئی گنجائش موجود نہیں اور PNCA وغیرہ پر اب اپنا بس نہیں چلتا، اسلام آباد میں Academy of Letters کا ڈھانچہ تیار ہو رہا ہے۔ وہاں ممکن ہے کوئی جگہ نکل سکے اگرچہ اس میں کچھ دن لگیں گے۔ بہرصورت تم میرے حوالے سے احمد فراز کے نام ایک درخواست بھیج دو۔ (احمد فراز پروجیکٹ ڈائریکٹر ہیں) مجھے ان کا صحیح پتہ معلوم نہیں لیکن وزارت تعلیم کی معرفت انہیں خط پہنچ جائے گا۔ میں فراز سے بشرط ملاقات زبانی بھی بات کروں گا۔

فقط مخلص

فیض احمد فیض

عزیزی احمد سلیم،

آپ کا خط ملا، درخواست کے بارے میں احمد فراز سے بات کروں گا۔ فی الحال یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس لیے کہ ابھی ان کے عملے کی منظوری نہیں ملی، اور یوں بھی جب تک انتخابات کا قصہ ختم نہیں ہو جاتا سب سرکاری کاروبار بند ہے۔ جب تمہاری ضرورت ہوگی احمد فراز تمہیں خود اطلاع کر دیں گے۔

مخلص

فیض احمد فیض

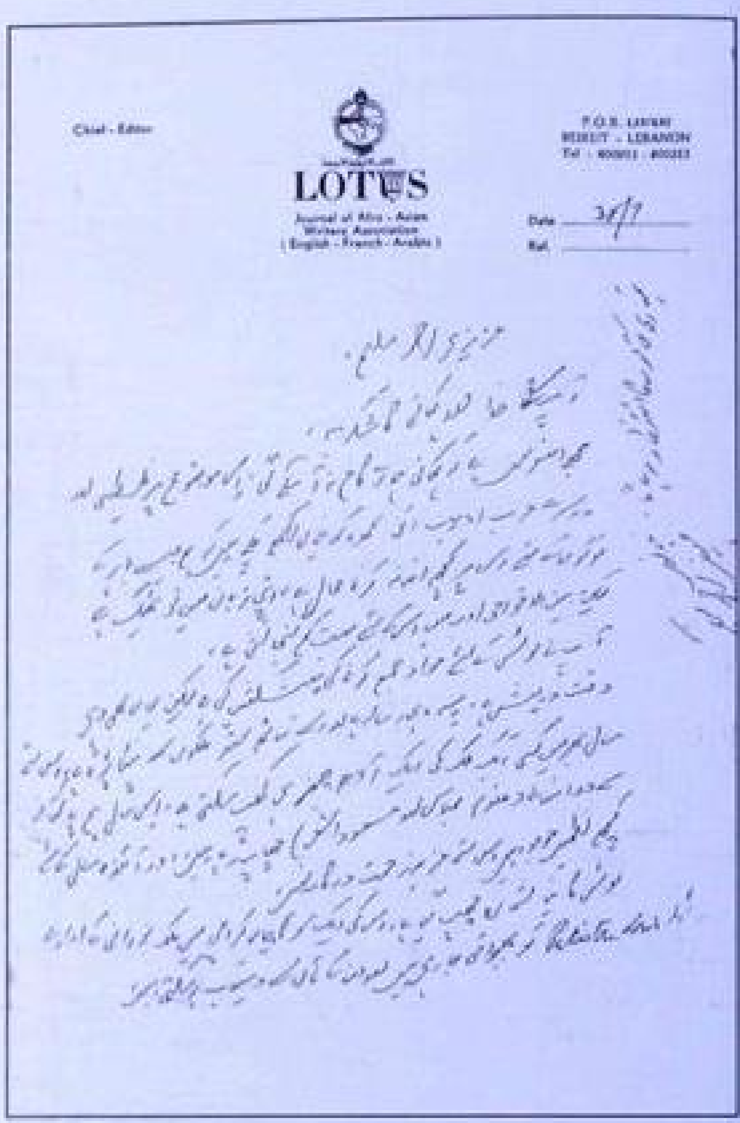

Chief - Editor

LOTUS

Journal of Afro - Asian Writers Association (English - French - Arabic)

P.O.B. 1480/40 BEIRUT - LEBANON

Date 3/7

Ref.

عزیزی احمد سلیم،

آپ کے خط اور کہانی کا شکریہ۔

مجھے افسوس ہے کہ کہانی ہمارے کام نہ آسکے گی۔ اس موضوع پر فلسطینی اور دوسرے عرب ادیب اتنی عمدہ کہانیاں لکھ چکے ہیں کہ ہم جیسے باہر کے لوگوں کے لیے اس پر کچھ اضافہ کرنا محال ہے۔ اپنی زبان میں تو ٹھیک ہے لیکن بین الاقوامی ادب میں اس کے لیے بہت کم گنجائش ہے۔

آپ نے لوٹس کے لیے مواد جمع کرنے کی پیشکش کی ہے لیکن یہاں بھی یہی دقت درپیش ہے۔ سہ ماہی رسالہ ہے اور اسے ساٹھ ستر ملکوں سے نپٹنا پڑتا ہے۔ اس لیے سال بھر میں کسی ایک ملک کی ایک آدھ چیز ہی چھپ سکتی ہے۔ اس سال ہم پاکستان کے دو افسانے (غلام عباس اور مسعود اشعر) چھاپ رہے ہیں اور آئندہ سال کے لیے کچھ نظمیں موجود ہیں اس لیے مزید زحمت درکار نہیں۔

لوٹس کا نیا شمارہ چھپ گیا ہے۔ اس کی ایک سو کاپیاں کراچی میں ملک نورانی کے ادارے Pakistan Laws کو بھجوائی جا رہی ہیں اور ان کے ہاں سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔

تمہاری کتابوں کا انتظار رہے گا۔

مخلص

فیض احمد فیض

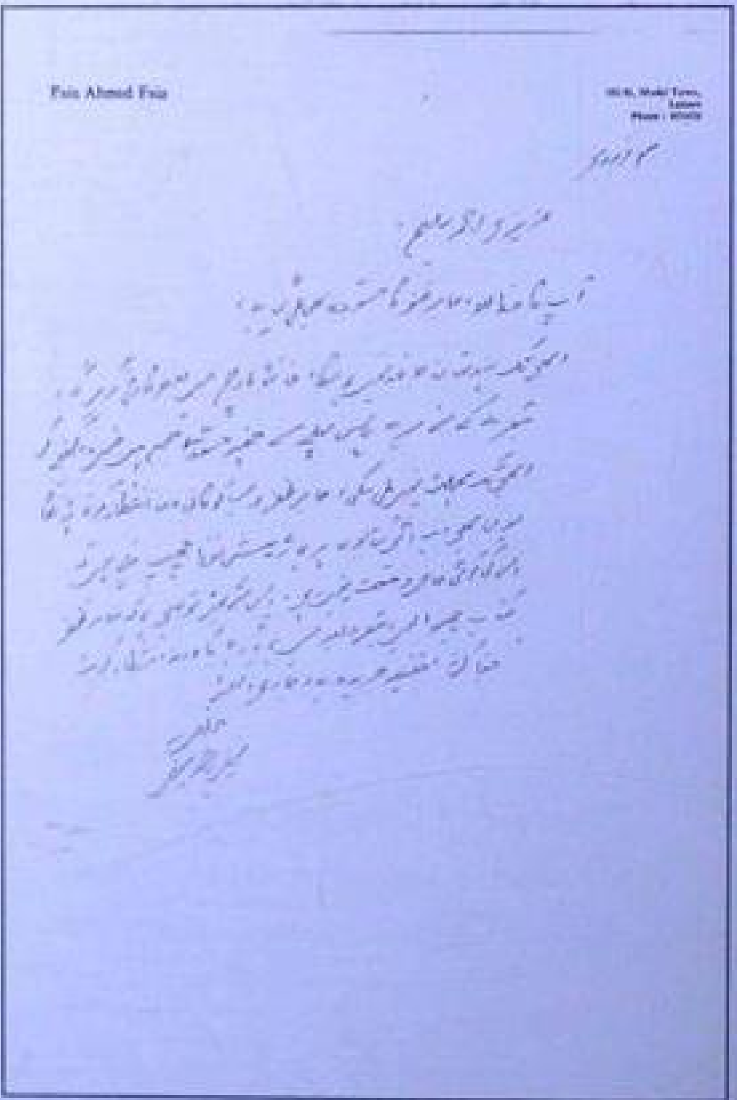

Faiz Ahmed Faiz

عزیزی احمد سلیم،

آپ کا خط ملا، صابر ظفر کا مسودہ بھی مل گیا ہے۔

ابھی تک ہندوستان جانا نہیں ہو سکا، غالباً مارچ میں ادھر کا رخ کریں گے۔ تبصرے کے لیے میرے پاس پہلے سے چند مسودے جمع ہیں، خیر دیکھئے کی ابھی تک مہلت نہیں مل سکی۔ صابر ظفر صاحب کو کافی دن انتظار کرنا پڑے گا۔ یوں بھی اب اتنی کتابوں پر ہمارے پیش لفظ چھپ چکے ہیں کہ اس کی کوئی خاص وقعت نہیں رہی۔ اس لیے بہتر تو یہی ہے کہ صابر ظفر کتاب چھپوا لیں۔ تبصرہ وعدہ میں ہوتا رہے گا، ورنہ انتظار کریں۔ "جفاکش" مفید جریدہ ہے، جاری رکھیے۔

مخلص

فیض احمد فیض

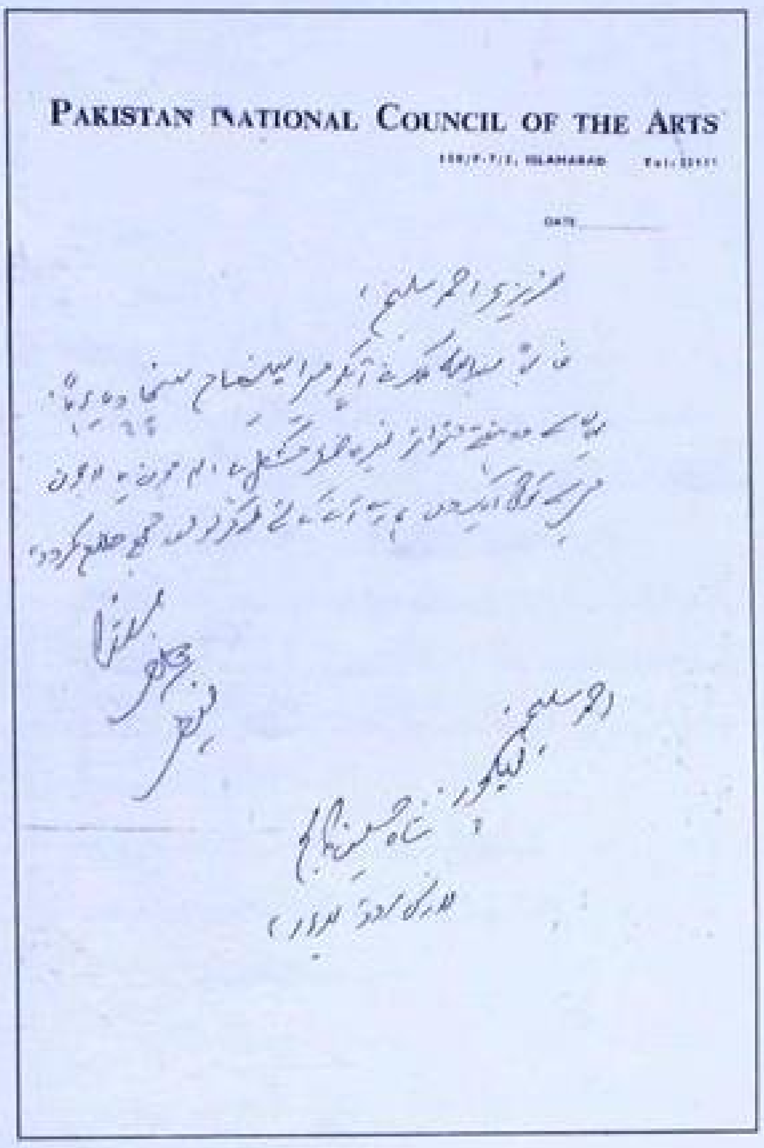

عزیزی احمد سلیم

غالباً عبداللہ ملک نے آپ کو میرا پیغام پہنچا دیا ہوگا، یہاں سے دو ہفتے متواتر غیر حاضری مشکل ہے، 4 جون یا 11 جون میں سے کوئی ایک دن ہمارے آنے کے لیے طے کر لو اور مجھے مطلع کر دو۔

فقط

مخلص

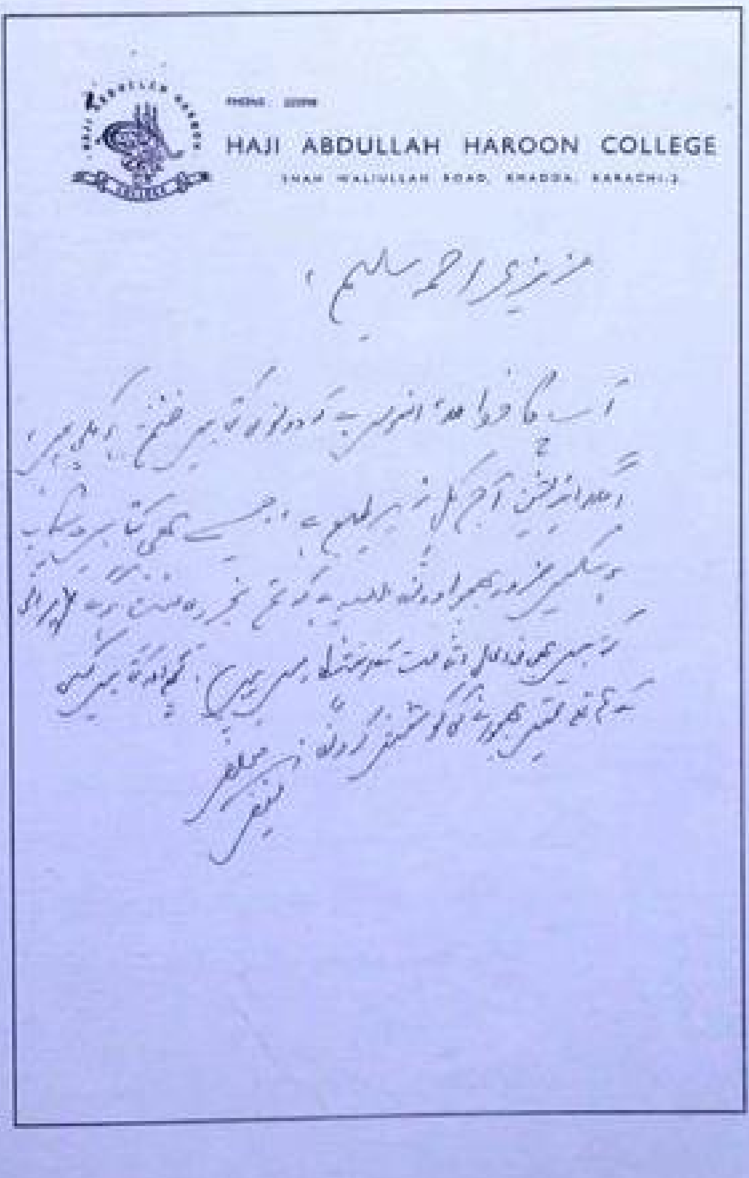

عزیزی احمد سلیم،

آپ کا خط ملا، افسوس ہے کہ دونوں کتابیں ختم ہو چکی ہیں، اگلا ایڈیشن آج کل زیر طبع ہے، جیسے ہی کتابیں دستیاب ہوئیں ضرور بھجواؤں گا، امید ہے کہ تم بخیر و عافیت ہو گے۔ (پرانی کتابیں بھی فی الحال اشاعت کے انتظار میں ہیں) کچھ اور کتابیں کسی کے ہاتھ تمہیں بھجوانے کی کوشش کروں گا۔

مخلص

فیض

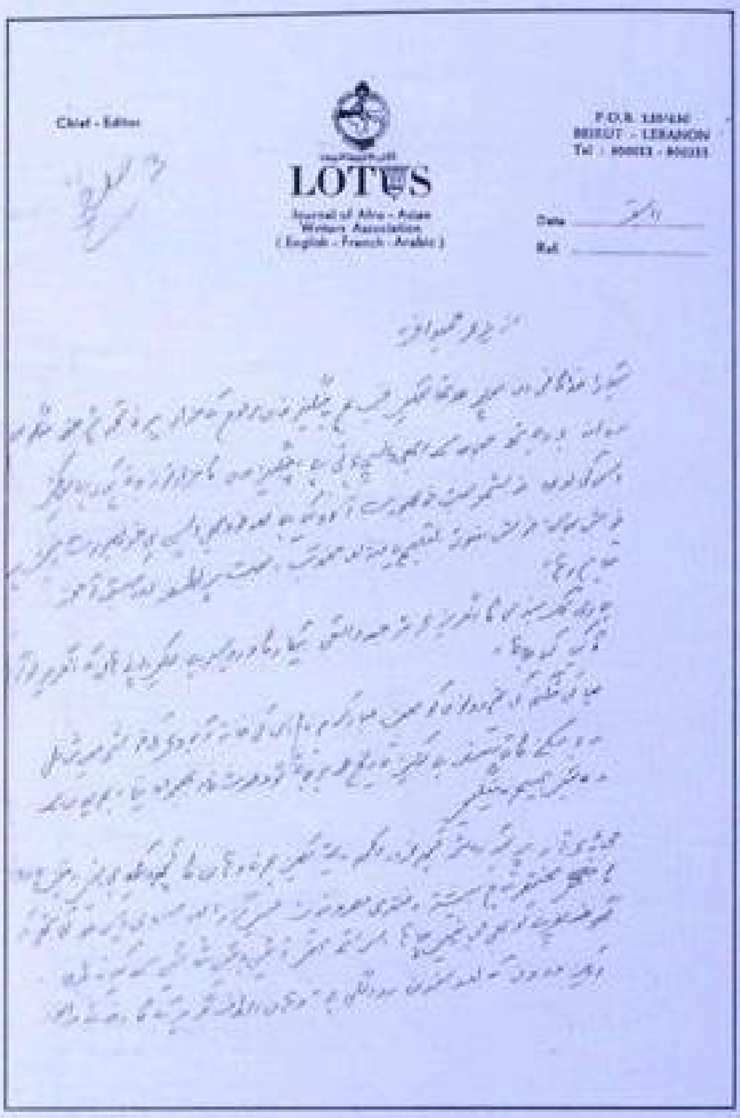

عزیزی حمید اختر،

تمہارا خط کافی دن پہلے ملا تھا لیکن جب ہم چنگیز خان مرحوم کے مزار پر فاتحہ پڑھنے منگولیا روانہ ہو رہے تھے جہاں سے ابھی واپسی ہوئی ہے، چنگیز خان کا مزار تو نہ جانے کہاں ہے لیکن اس کی اولاد نے شہر بہت خوبصورت آباد کیا ہے اور خود بھی ایسے ہی خوبصورت ہیں خوش لباس، خوش اخلاق، تعلیم یافتہ اور مہذب، بہت پرلطف اور سبق آموز قیام رہا۔

ہماری تنگ بندی کا انگریزی ترجمہ واقعی ریکارڈ کا درس ہے لیکن اپنے ہاں کے انگریزوں کا کیا کیا جائے۔

صبا کی منگنی کی تم دونوں کو بہت مبارک ہو، اس کی خانہ آبادی کی خوشی میں شامل نہ ہو سکنے کا تاسف ہے لیکن تاریخ طے ہو جائے تو دعوت نامہ بھجوا دینا، ہم یہاں سے دعائیں بھیج دیں گے۔

پی ڈی آر پر تمہارے لیے ضرور کچھ لکھ دیتے لیکن ہم نے وہاں کا کچھ دیکھا ہی نہیں، تین چار روز کا مختصر قیام بیشتر دفتری مصروفیات میں گزرا اور سردی اس بلا کی تھی کہ گھومنے پھرنے کو بھی جی نہیں چاہا، اس لیے محض آئیں بائیں شائیں سے کیا فائدہ۔ ایک دو دن کے بعد لندن روانگی ہے۔

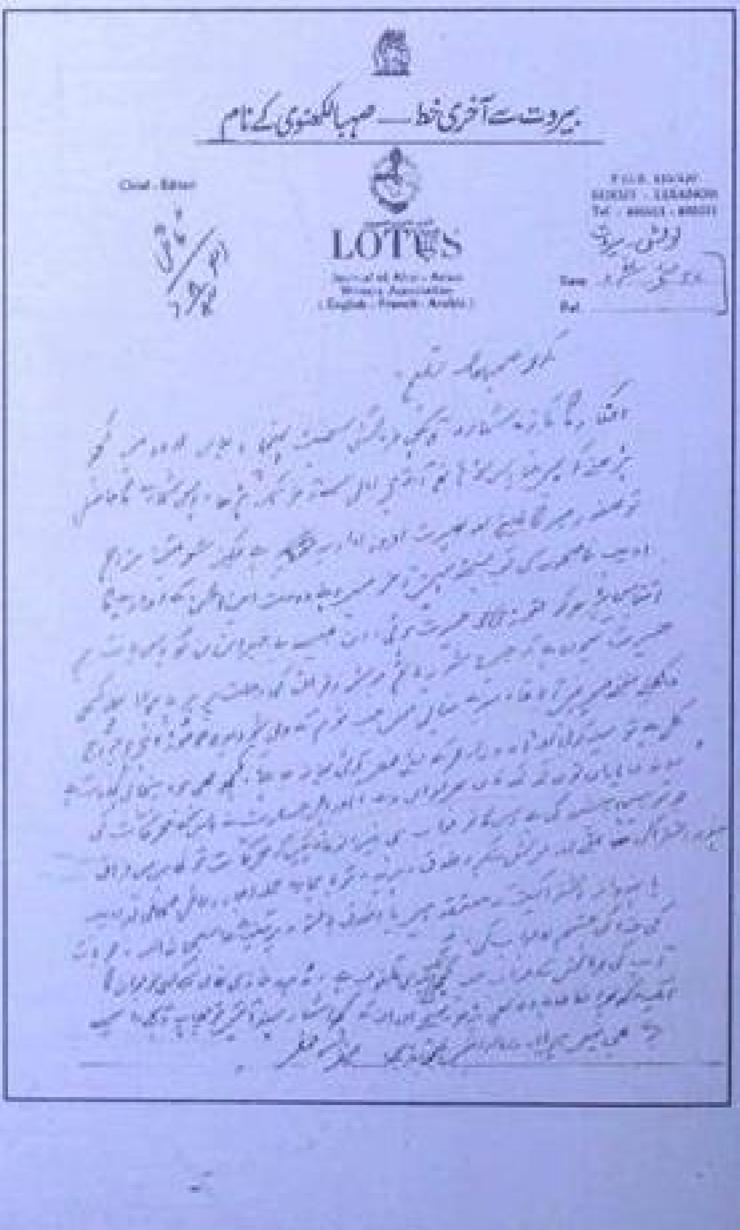

مکرمی صہبا صاحب تسلیم

افکار کا تازہ شمارہ آپ کی فرمائش سمیت پہنچا، یہاں اردو میں کچھ پڑھنے کو نہیں ملتا، اس لیے ہاتھ آتے ہی اول سے آخر تک پڑھا، اس شمارے کا حاصل تو صفدر میر کا بلیغ اور بصیرت افروز اداریہ ہے لیکن شوقین مزاج ادب ہمسوں کی کب سنتے ہیں، آخر میں اپنے دوست ابن الحسن کے اداریے کا اقتباس پڑھ کر تھوڑی سی حیرت ہوئی، ان جیسے باخبر انسان کو اس بات پر حیرت کیوں ہے کہ صہبا شور ماتم جوش و فراق کی رحلت پر برپا ہوا، پہلے کبھی دیکھنے سننے میں نہیں آیا تھا، میرے خیال میں جب قوم کے دل شوریدہ کا خود ذوق ہو جو آج کل ہے تو سینہ کوبی اور آہ و زاری کے لیے محض کوئی بہانہ چاہیے، کچھ بھی ہو، جذباتی کی بات ہے۔ رونے کی یاران لوگوں نے لے کے ہاں بھر داد دے، اور اہل جسارت نے اس کے محرکات کی جو توجیہ پیش کی ہے اس کا تو جواب ہی نہیں، فرماتے ہیں کہ محرکات تو ظاہر ہیں فراق بندہ اشتراکی تھے اور جوش منکر اخلاق و دہریہ، گویا ہمارے جملہ اخبار رسائل صحافی اور ادیب پابندہ اشتراکیت کے معتقد ہیں یا اخلاق باختہ دہریت کے، سبحان اللہ، جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

آپ کی فرمائش کے جواب میں کچھ تنگ بندی ملفوف ہے۔ ڈیرہ غازی خاں سے کسی نوجوان کا دکھ بھرا خط ملا وہ بھی پڑھ لیجیے اور ان کے کچھ اشعار پسند آئیں تو چھاپ دیجیے۔ ایسے برے بھی نہیں ہیں اور رسالہ انہیں بھجوا دیجیے۔

مخلص۔ فیض

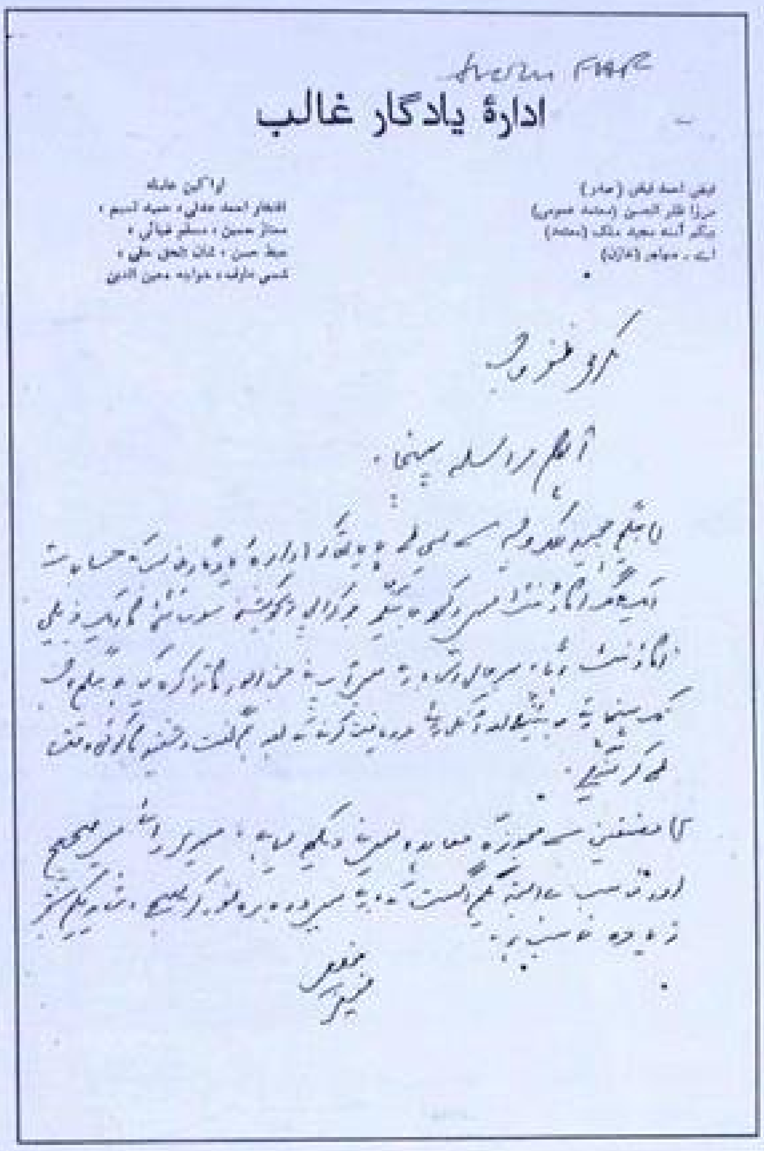
ادارۂ یادگار غالب

مکرمی ظفر صاحب

آپ کا مراسلہ پہنچا۔

۱۔ بیگم مجید ملک صاحب سے یہی طے پایا تھا کہ ادارۂ یادگار غالب کے حسابات ایک الگ اکاؤنٹ میں رکھے جائیں گے جو کراچی ایجوکیشن سوسائٹی کا ایک ذیلی اکاؤنٹ ہوگا، بہر حال اس بارے میں آپ نے جن امور کا تذکرہ کیا ہے، بیگم صاحبہ تک پہنچا دیے جائیں گے اور ان کی رائے دریافت کرنے کے بعد ہم گفت وشنید کا کوئی وقت طے کرلیں گے۔

۲۔ مصنفین سے مجوزہ معاہدہ میں نے دیکھ لیا ہے، میری رائے میں صحیح اور مناسب ہے، البتہ یکم اگست کے بارے میں دوبارہ غور کر لیجیے، شاید یکم ستمبر زیادہ مناسب رہے۔

مخلص

فیض

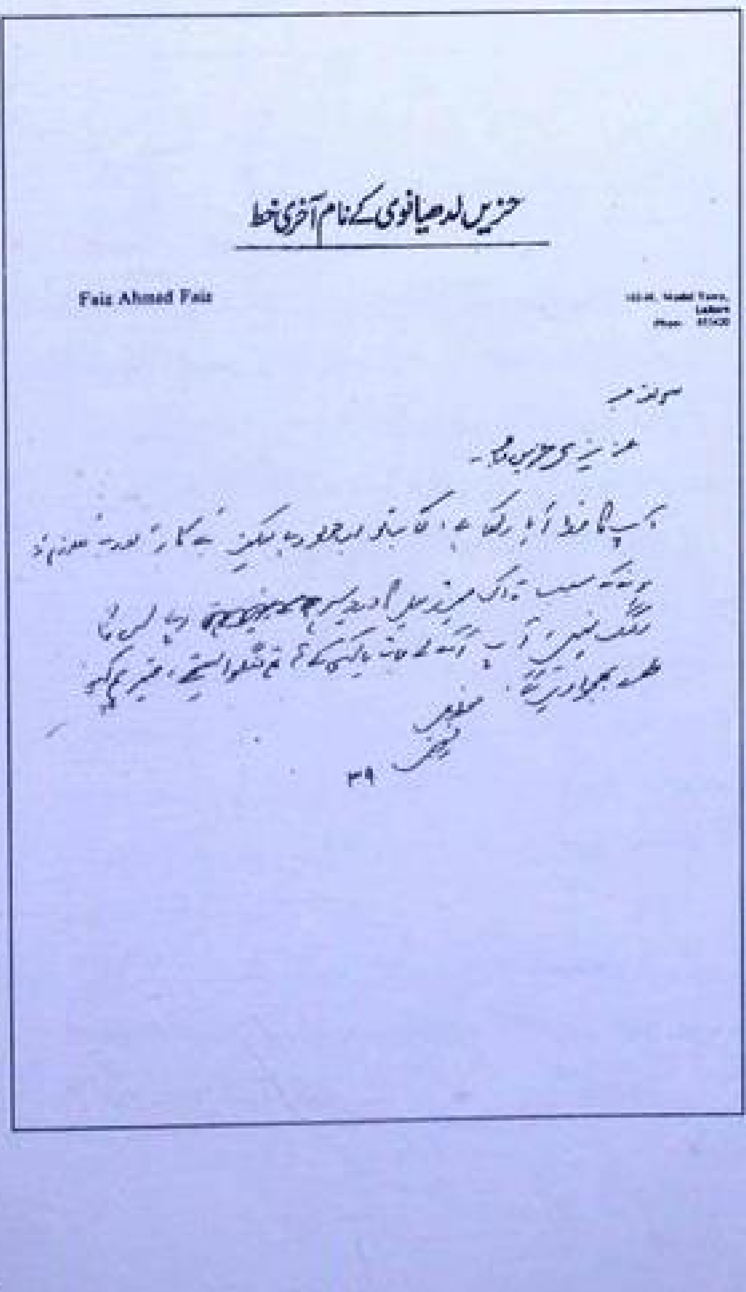
عزیز لدھیانوی کے نام آخری خط

Faiz Ahmad Faiz

عزیزی عزیز صاحب

آپ کا خط آیا رکھا ہے، کتاب تو اب موجود ہے لیکن بے کار اور اب ملازم نہ ہونے کے سبب ڈاک میں ترسیل کا دردِ سر اپنے بس کا روگ نہیں، آپ آکے لے جاتے یا کسی کے ہاتھ منگوا لیتے۔ خیر ہم کسی طور بھجوا دیں گے۔

مخلص۔ فیض

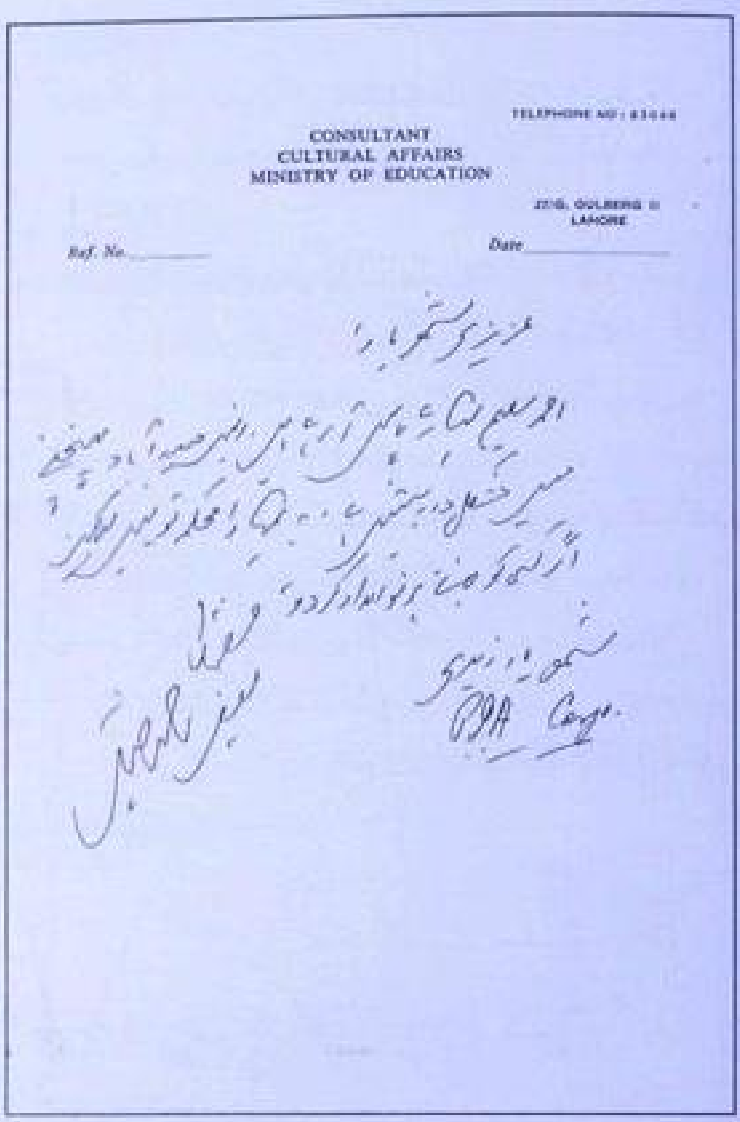

عزیزی شہریار،

احمد سلیم ہمارے پاس آرہے ہیں۔ انہیں حیدرآباد پہنچنے میں مشکل درپیش ہے۔ یہ تمہارا محکمہ تو نہیں لیکن اگر کسی کو جانتے ہو تو امداد کر دو۔

فقط

فیض احمد فیض

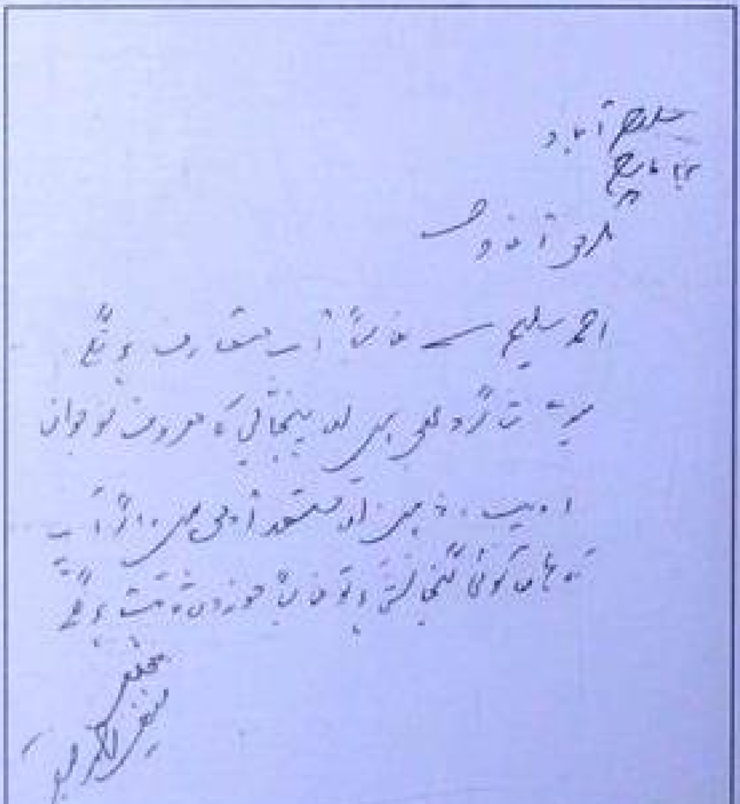

مکرمی آغا صاحب،

احمد سلیم سے غالباً آپ متعارف ہوں گے۔ میرے شاگرد بھی ہیں اور پنجابی کے معروف نوجوان ادیب، ذہین اور مستعد آدمی ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی گنجائش ہو تو غالباً موزوں ثابت ہوں گے۔

فیض احمد فیض

عزیزی عابد شاہ،

بہت تاسف ہے کہ یہ دفتر بے معنی تمہیں پہلے نہ بھجوا سکا، کچھ طبیعت بھی حاضر نہیں تھی اور کچھ سفر اور ڈاکٹروں نے گھیرے رکھا، نہ جانے اب تمہارے کام آ سکے گا یا نہیں لیکن یہ تو ثابت ہو جانا چاہیے کہ نیت میں فتور نہیں تھا۔

ہسپتال میں ٹائپسٹ کہاں ملتا ہے اس لیے تم خود ٹائپ کروا کے رکھوا لینا، اتنا لمبا آٹوگراف کس کے پاس ہوگا، دوسرے جون کو لندن میں یار لوگوں نے ہمارے بارے میں کچھ پک کا انتظام کر رکھا ہے اس لیے ہسپتال سے فارغ ہو کر لندن جائیں گے، ممکن ہے ایلس کا یورپ کی سیر کو جی چاہے، فضول خرچی کے لیے پیسہ کا مال تو گرہ میں ہے ہی، یہاں پر ہسپتال کے بعد عموماً سینی ٹوریم کی باری آتی ہے، ہم نے کہہ دیا ہے کہ اس وقت نہیں جا سکتے اگر چاہو تو اگست میں لوٹ آئیں گے، یہ طے نہ ہوا تو اگست ہی میں گھر آ جائیں گے، ورنہ ستمبر میں سہی، "وہاں پر بھی غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں" اگر اس دوران میں تمہارا لندن کا چکر ہو تو بتا دینا ممکن ہے ملاقات ہو سکے۔

گھر سے سنسر شپ وغیرہ کے بارے میں کچھ نئی کارروائیوں کی اطلاع ملی تھی، ایک بے خواب رات میں اس مضمون پر کچھ تک بندی ہوگئی جو پڑھ لینا، امید ہے نازی کی طبیعت اب بحال ہوگئی ہوگی۔ ہم دونوں کی طرف سے بہت سا پیار۔

مخلص

فیض

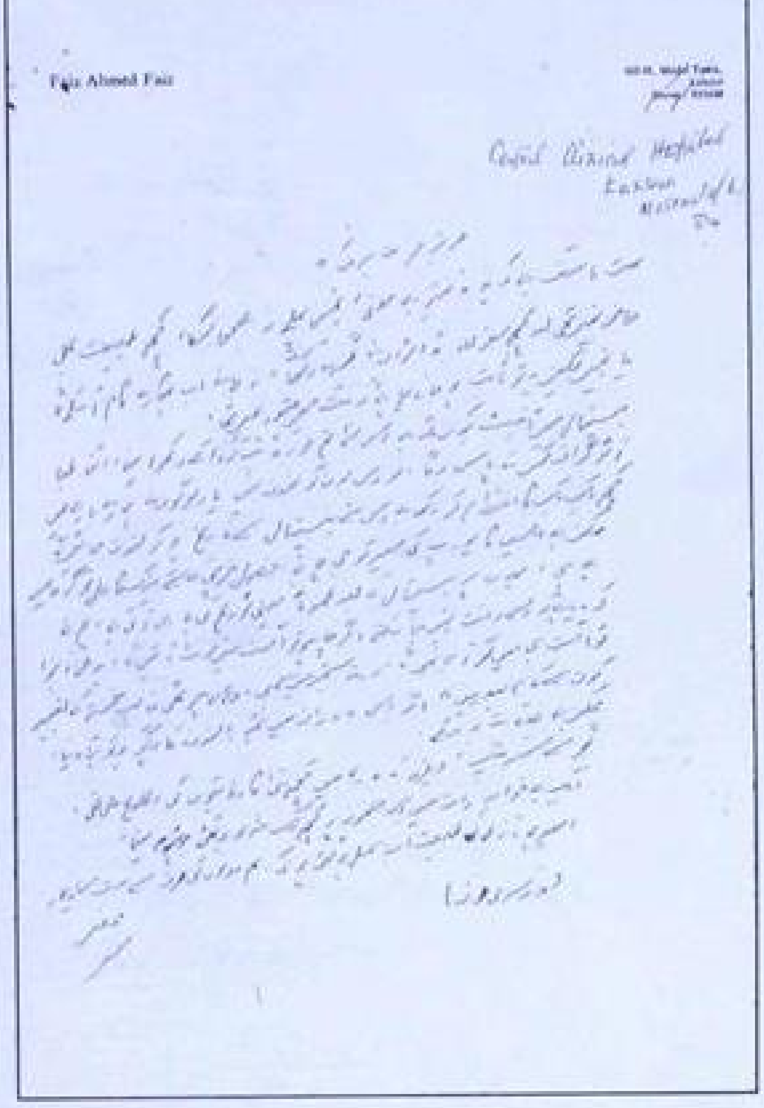

بے بسی کا کوئی درماں نہیں کرنے دیتے
اب تو ویرانہ بھی ویران نہیں کرنے دیتے
دل کو صد لخت کیا سینے کو صد پارہ کیا
اور ہمیں چاک گریباں نہیں کرنے دیتے
ان کو اسلام کے لٹ جانے کا ڈر اتنا ہے
اب وہ کافر کو مسلمان نہیں کرنے دیتے
دل میں وہ آگ فروزاں ہے عدو جس کا بیان
کوئی مضمون کسی عنوان نہیں کرنے دیتے
جان باقی ہے تو کرنے کو بہت باقی ہے
اب وہ جو کچھ کہ مری جان نہیں کرنے دیتے

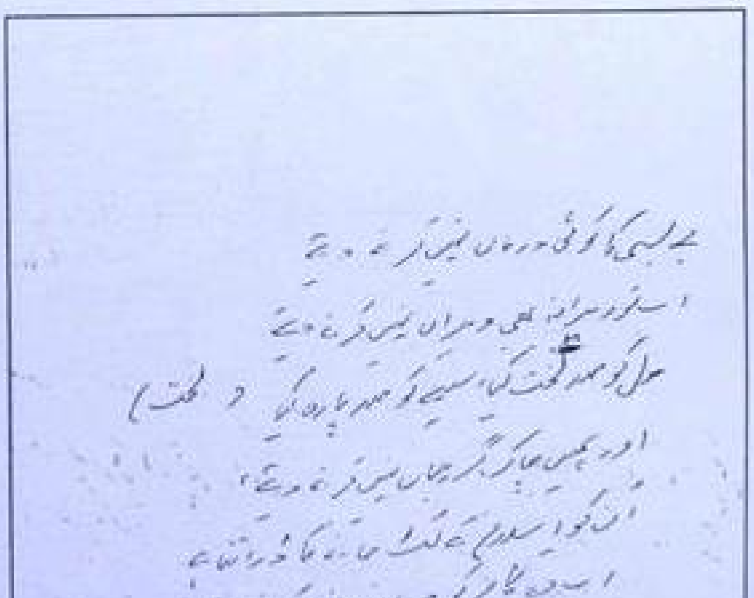

THE PAKISTAN TIMES

LAHORE

مکرمی،

تسلیم،

آپ کا خط ملا، گزشتہ خط مجھے یاد نہیں، ممکن ہے کھو گیا ہو۔

۱۔ آپ کا خیال صحیح ہے، جس قطعہ کا آپ نے ذکر کیا ہے، اس میں مطلع شامل نہیں ہے، مطلع کے بعد کے دو اشعار ہیں، غالباً کاتب نے ق کا نشان غلط جگہ تحریر کیا ہے۔

۲۔ آپ اہلِ کرم کی بات کرو، کی سند تو میرے پاس نہیں لیکن نظم کے لیے شتر گربہ کا استعمال اساتذہ نے جائز قرار دیا ہے، یہی جواز میرے ذہن میں تھا نہ کہ کراچی کی زبان۔

۳۔ نظیری کی زبان یقیناً ویسی ہی مستند ہے جیسی کسی اور استاد کی، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ دوپہر کے لیے سند درکار نہیں، اگر 'پہر' کا لفظ بہر صورت 'ہ' کی حرکت اور سکون دونوں طرح مستعمل ہے تو دوپہر میں حرکت پر اصرار کیوں، یہ کوئی کلیہ نہیں ہے لیکن شعر میں اتنا اختیار تو ملنا ہی چاہیے۔

تصویر کوئی میرے پاس موجود نہیں ورنہ بھجوا دیتا، جب دستیاب ہوئی بھیج دوں گا، میں دو تین ماہ کے لیے پاکستان سے باہر جا رہا ہوں، واپسی پر ملاقات ہو گی۔

مخلص

فیض

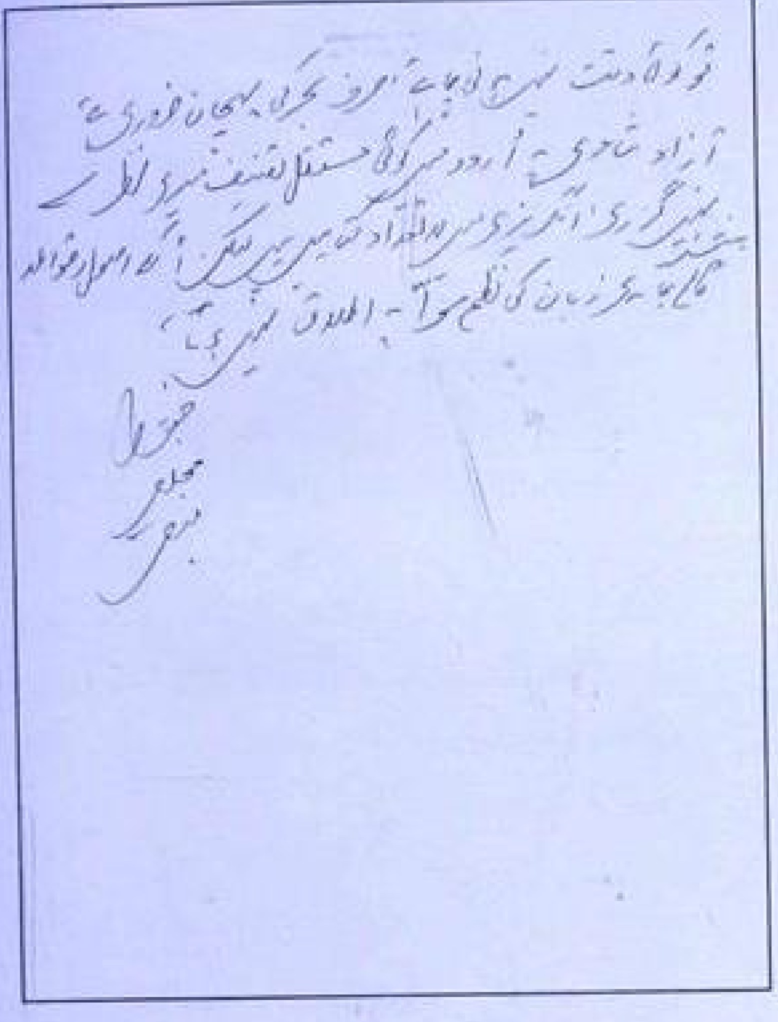

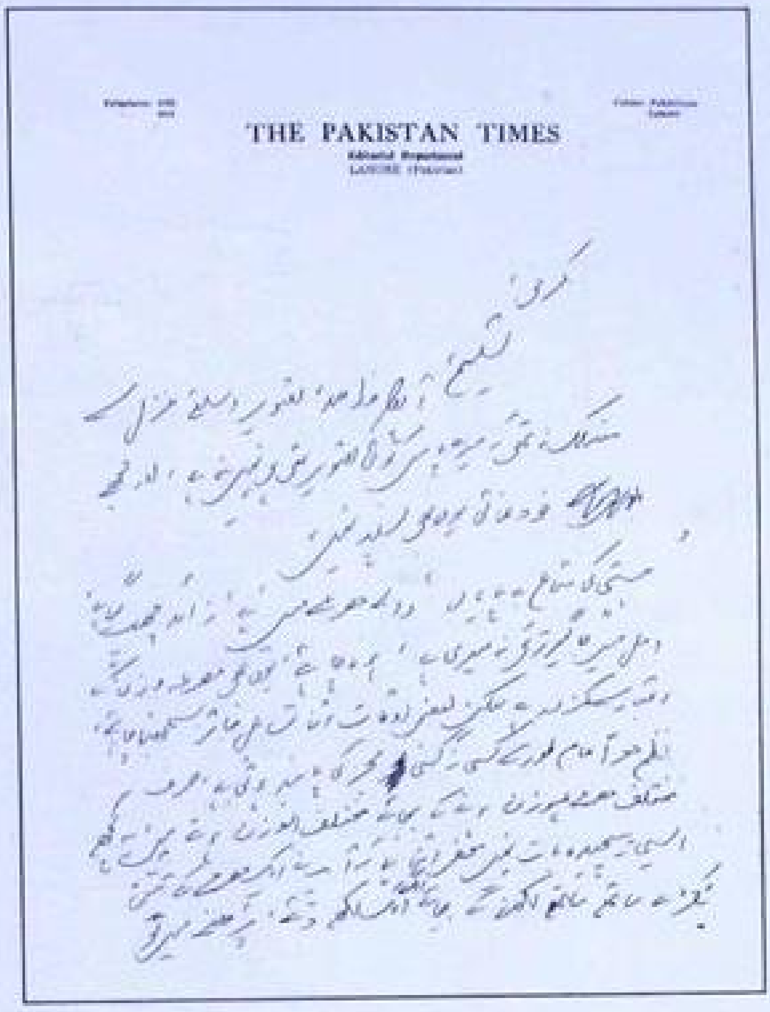

مکرمی تسلیم،

آپ کا خط ملا۔ تصویر اس لیے غزل سے منسلک نہ تھی کہ میرے پاس کوئی تصویر تھی ہی نہیں نہ ہے، اور مجھے خودنمائی یوں بھی پسند نہیں۔

ہستی کی متاع بے پایاں والے مصرعے میں 'ہے' زائد چھپ گیا ہے۔

اصل میں "جاگیر تیری نہ میری ہے" ہونا چاہیے، یوں بھی مصرعہ وزن کے اعتبار سے کمزور ہے لیکن بعض اوقات اتنا تساہل جائز سمجھنا چاہیے۔ نظم معرا عام طور سے کسی نہ کسی بحر کی پابند ہوتی ہے، صرف مختلف مصرعے ہم وزن ہونے کے بجائے مختلف الوزن ہوتے ہیں۔ یہ کچھ ایسی پیچیدہ بات نہیں، محض اتنا ہے کہ آپ نے ایک مصرعے کے تین ٹکڑے ساتھ ساتھ لکھنے کے بجائے الگ الگ لکھ دیے، پڑھنے میں تو کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے۔ صرف بحر کی پہچان ضروری ہے۔ آزاد شاعری پر اردو میں کوئی مستقل تصنیف میری نظر سے نہیں گزری، انگریزی میں لاتعداد کتابیں ہیں لیکن ان کے اصول وقواعد کا بیشتر ہماری زبان کی نظم معرا پر اطلاق نہیں ہوتا۔

فقط مخلص۔ فیض

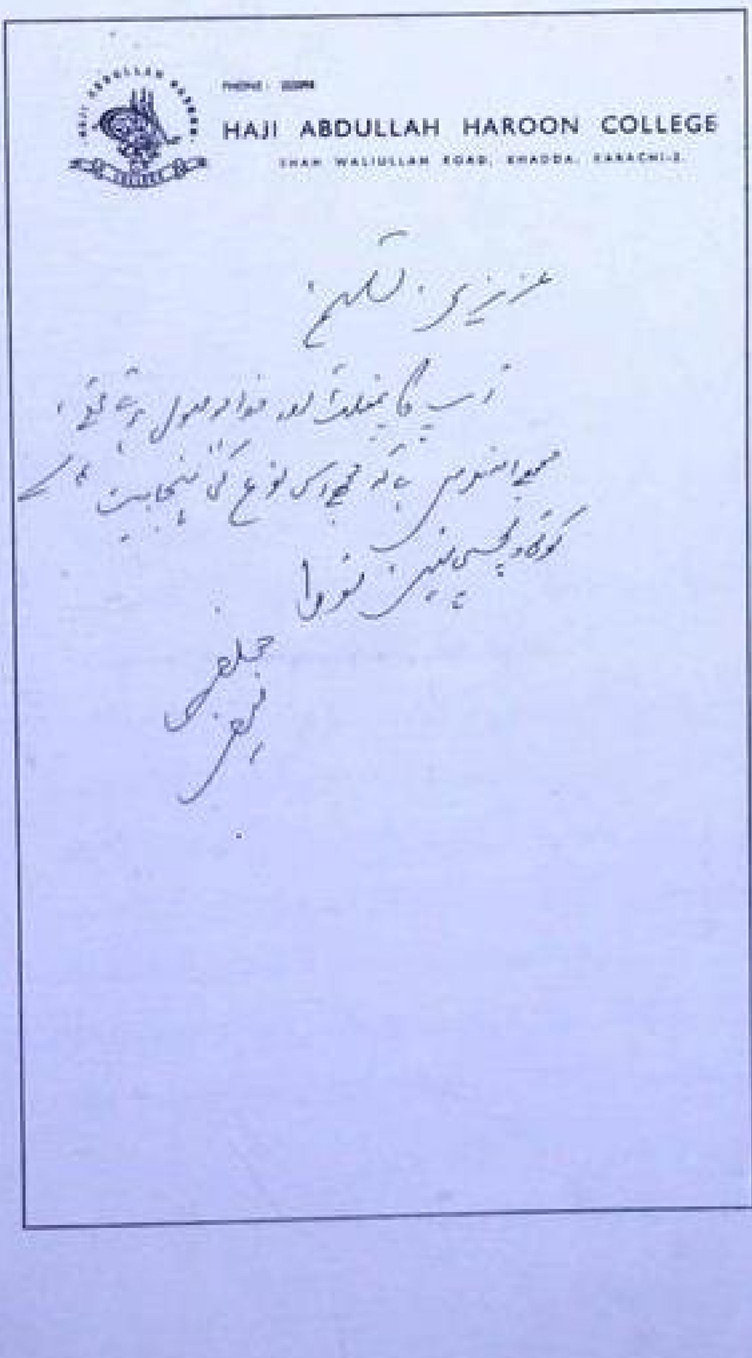

عزیزی، تسلیم،

آپ کا پمفلٹ اور خط موصول ہوئے تھے، مجھے افسوس ہے کہ مجھے اس نوع کی "پنجابیت" سے کوئی دلچسپی نہیں۔

فقط مخلص۔ فیض

Chief - Editor

LOTUS

Journal of Afro - Asian Writers Association
(English - French - Arabic)

P.O.B. ... BEIRUT - LEBANON

Date

Ref.

محبی ڈاکٹر

بہت زمانہ ہوا آپ کو ایک خط لکھا تھا جس کی رسید تک نہیں آئی لیکن پراگندہ طبع لوگوں سے جواب کی توقع کون رکھتا ہے۔

یہ دو حرف اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ہماری چھوٹی بیٹی میزہ و ہاشمی ڈیڑھ دو برس کے لیے آپ کے شہر میں رہنے آ رہی ہیں انہیں آپ کا نام پتہ لکھوا دیا ہے امید ہے آپ ان کا خیال رکھیں گے۔

عید مبارک

مخلص

فیض

دو شعر بھی سن لیجیے

مقتل میں نہ مسجد نہ خرابات میں کوئی
ہم جس کی امانت میں غم کار جہاں دیں
شاید کوئی ان میں سے کفن پھاڑ کے نکلے
اب جائیں شہیدوں کے مزاروں پہ اذاں دیں

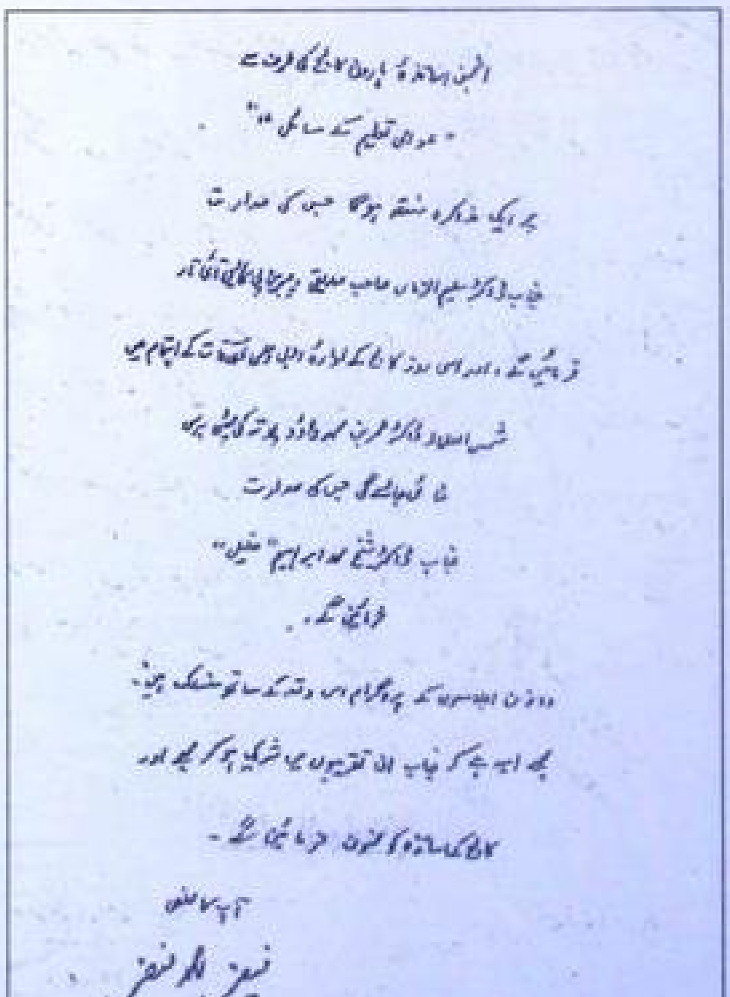

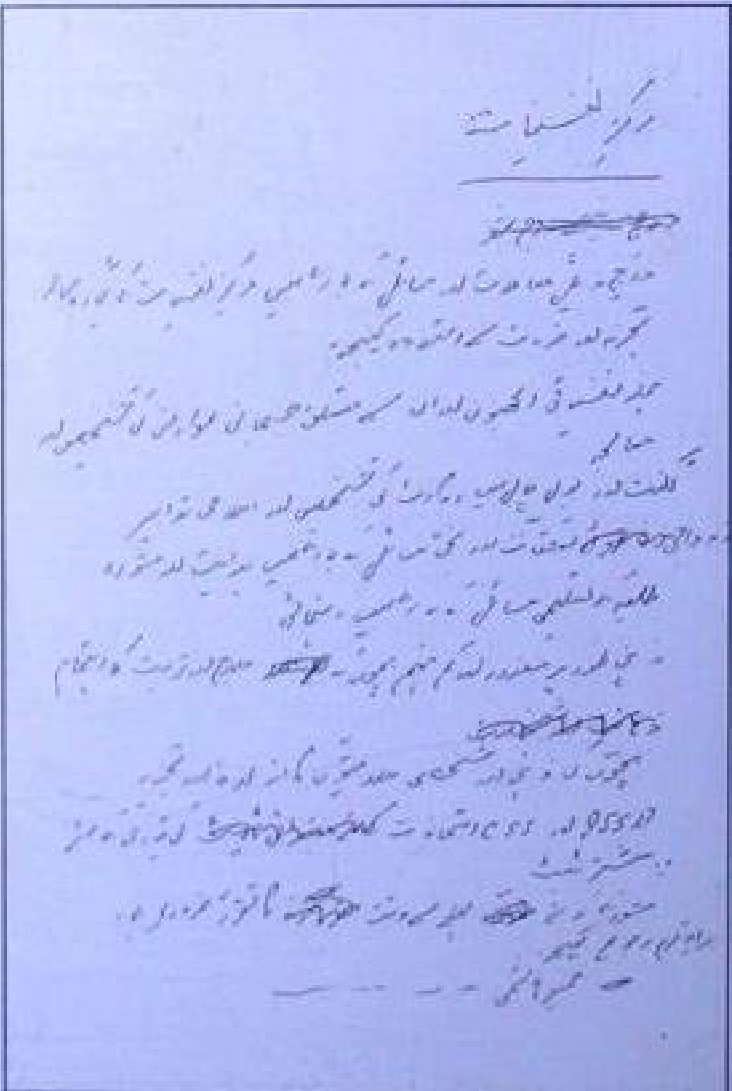

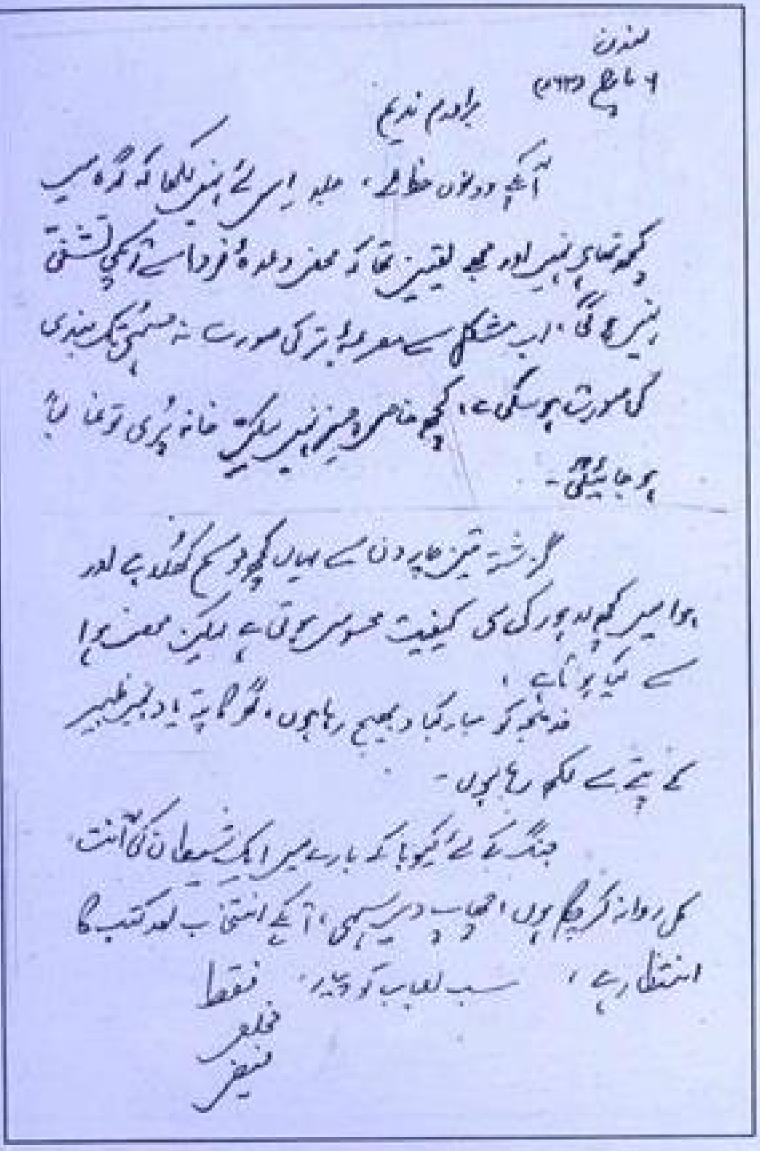

لندن
۶ مارچ ۱۹۶۳ء

برادرم عزیز

آپکے دونوں خط ملے، جلد اس لئے نہیں لکھا کہ کہنے کو کچھ تھا ہی نہیں اور مجھے یقین تھا کہ محض وعدہ فردا سے آپکی تشفی نہیں ہو گی۔ اب مشکل سے صرف ڈیڑھ برس کی صورت نہ جانے کب تک مندی کی صورت ہو سکتی ہے، کچھ [illegible] خانہ پری تو شاید ہو جائیگی۔

گزشتہ تین چار دن سے یہاں کچھ موسم کھلا ہے اور ہوا میں کچھ بہار کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے لیکن محض ہوا سے کیا ہوتا ہے۔

خدیجہ کو مبارکباد بھیج رہا ہوں، [illegible] کے پتہ سے لکھ رہا ہوں۔

جنگ کے لئے کیوبا کے بارے میں ایک [illegible] روانہ کر چکا ہوں، [illegible] آپکے انتخاب اور کتب کا انتظار رہے گا۔ سب احباب کو پیار۔ فقط

مخلص
فیض

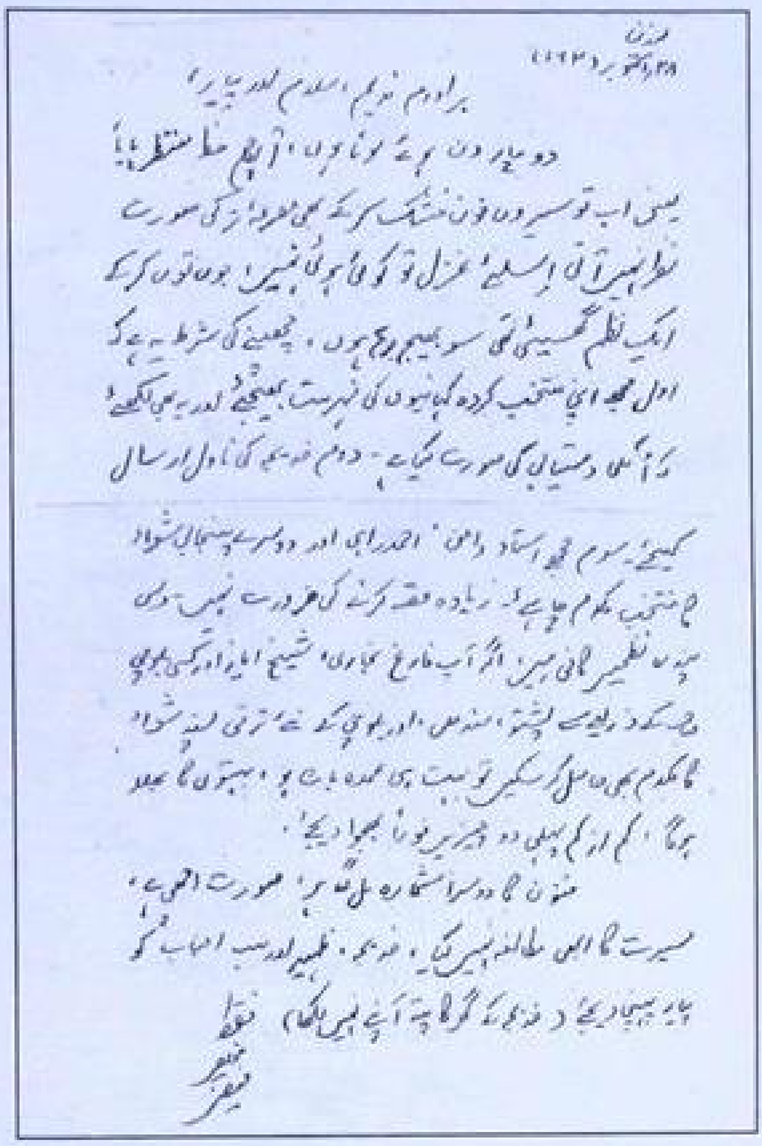

لندن
۲۸ اکتوبر ۱۹۶۳ء

برادرم عزیزم السلام علیکم اور پیار،

دو چار دن ہوئے لوٹا ہوں، آپکا خط منتظر پایا۔

یعنی اب تو سیر و تفریح ختم ہو گئی [illegible] کی صورت نظر نہیں آتی اسلئے غزل تو کوئی ہوئی نہیں، جوں توں کر کے ایک نظم گھسیٹی تھی سو بھیج رہا ہوں۔ چھپنے کی شرط یہ ہے کہ اول مجھے اپنی منتخب کردہ کتابوں کی فہرست بھیجئے اور یہ بھی لکھئے کہ آپکو دستیابی کی صورت کیا ہے۔ دوم خدیجہ کی ناول ارسال کیجئے۔ سوم مجھے استاد دامن، احمد راہی اور دوسرے پنجابی شعراء کا منتخب کلام چاہئے۔ زیادہ وقت کرنے کی ضرورت نہیں۔ [illegible] نظیر ثانی ہیں۔ اگر آپ فارغ ہوں [illegible] شیخ ایاز اور کسی [illegible] سکے تو [illegible] پشتو، سندھی اور بلوچی کے نئے ترقی پسند شعراء کا کلام بھی حاصل کر سکیں تو بہت ہی عمدہ بات ہو [illegible] ہوگا، کم از کم پہلی دو چیزیں فوراً بھجوا دیجئے۔

لندن کا دوسرا [illegible] صورت اچھی ہے، مسرت کا ابھی مطالعہ نہیں کیا۔ خدیجہ، ظہیر اور سب احباب کو پیار پہنچا دیجئے (خدیجہ کا پتہ آپنے نہیں لکھا) فقط

مخلص
فیض

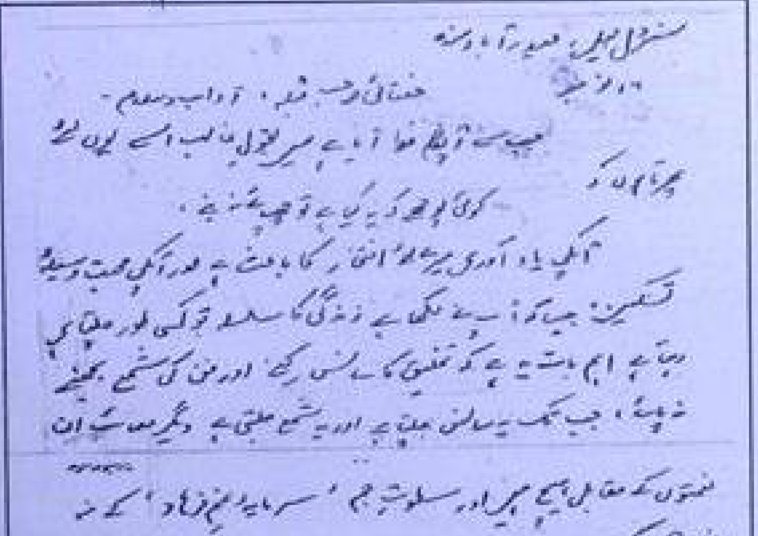

سنٹرل جیل، حیدرآباد سندھ
۱۰ اکتوبر

مخدومی و محبی چغتائی صاحب، آداب و سلام۔

جب سے آپکا خط آیا ہے میں غالب کا یہ شعر پڑھ رہا ہوں کہ

کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

آپکی یاد آوری میرے لئے افتخار کا باعث ہے اور آپکی محبت وسیلۂ تسکین۔ جیسا کہ آپنے لکھا ہے زندگی کا سلسلہ تو کسی طور چلتا ہی رہتا ہے اہم بات یہ ہے کہ تخلیق کا سانس رکے اور فن کی شمع بجھنے نہ پائے، جب تک یہ سانس چلتا ہے اور یہ شمع جلتی ہے دیگر مصائب ان [illegible] کے مقابل ہیچ ہیں اور [illegible] "سرمایہ [illegible]" کے نہیں آ سکتی۔

میری کتاب [illegible] کے نام سے چھپ رہی ہے، افسوس کہ میری غیر حاضری کے باعث اس میں آپکے موقلم کا حسن اضافہ نہ ہو سکے گا۔

سب خیر و عافیت ہوں، امید ہے کہ آپ اور احباب و اقرباء بخیریت ہونگے۔ فقط

نیاز مند
فیض

عبدالرحمٰن چغتائی کے نام

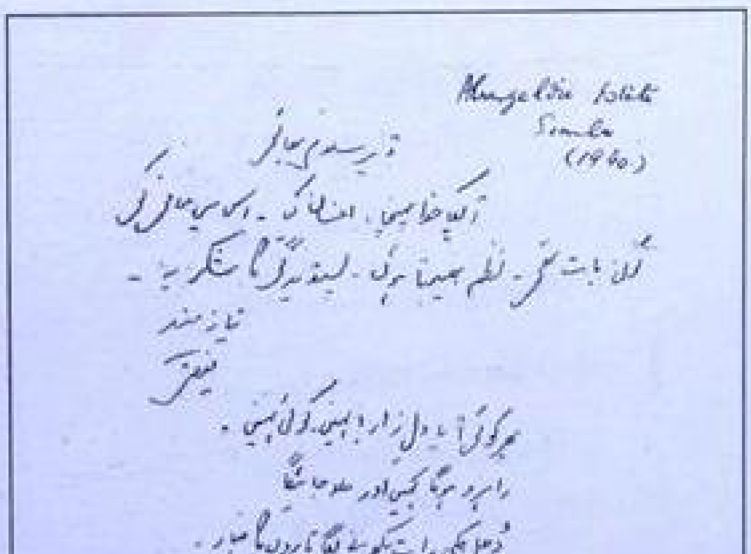

Mangalda Estate
Simla
(1950)

عزیزم سلام بھائی

آپکا خط ملا، [illegible] کوئی بات نہیں۔ نظم بھیج رہا ہوں۔ [illegible] کا شکریہ۔

نیاز مند
فیض

پھر کوئی آیا دلِ زار، نہیں کوئی نہیں
راہرو ہوگا کہیں اور چلا جائیگا
ڈھل چکی رات، بکھرنے لگا تاروں کا غبار
لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ
سو گئی راستہ تک تک کے ہر اک راہگزار
اجنبی خاک نے دھندلا دیئے قدموں کے سراغ
گل کرو شمعیں، بڑھا دو مے و مینا و ایاغ
اپنے بے خواب کواڑوں کو مقفل کر لو
اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئیگا

سلام مچھلی شہری

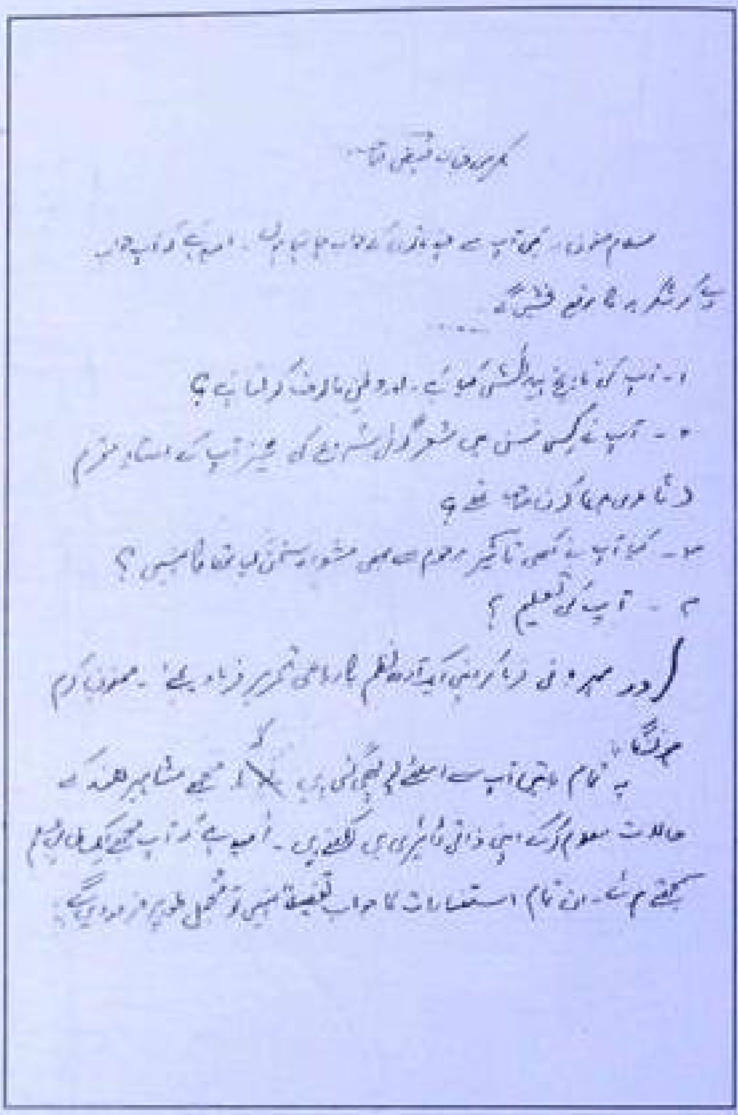

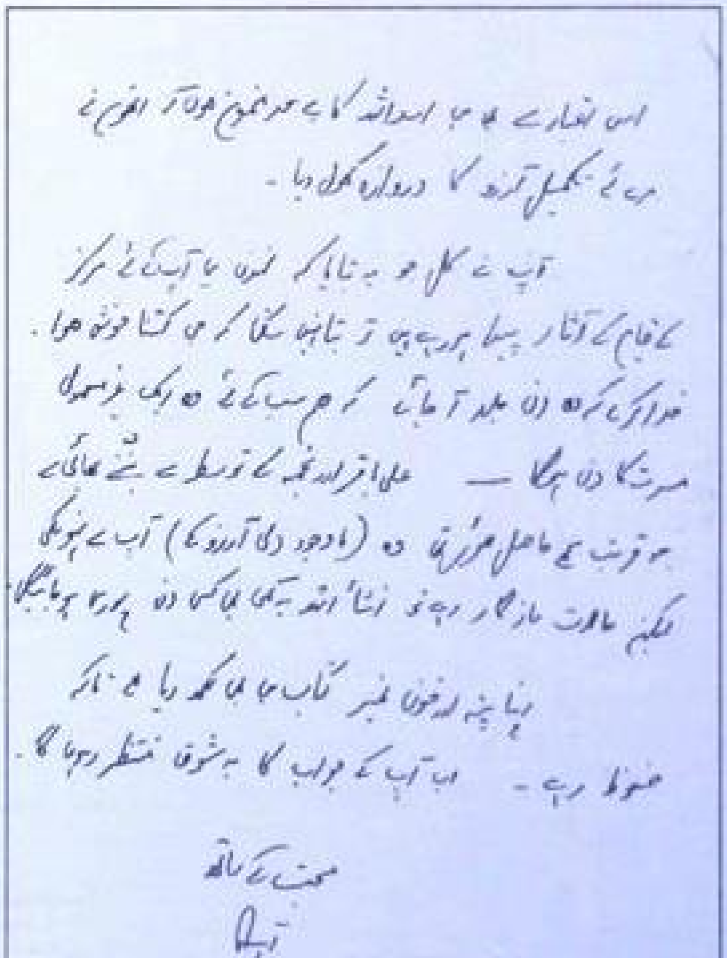
محبت کے ساتھ
آپ کا
اکبر

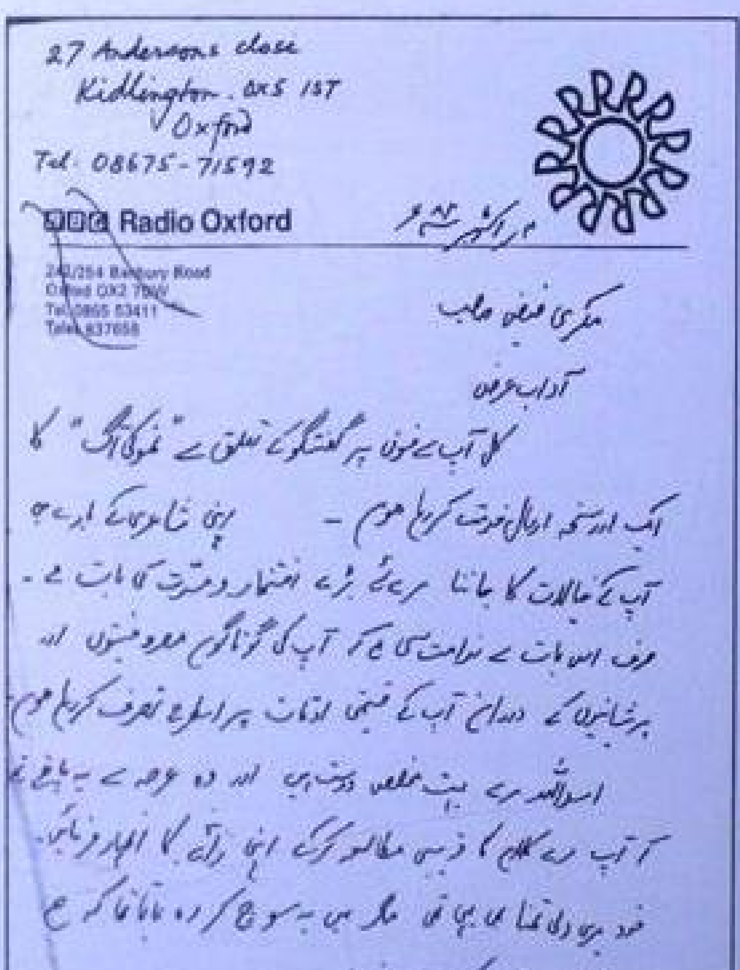
27 Andersons close
Kidlington. OX5 1ST
Oxford
Tel. 08675-71592
Radio Oxford
242/254 Banbury Road
مکرمی فیضی صاحب
آداب عرض

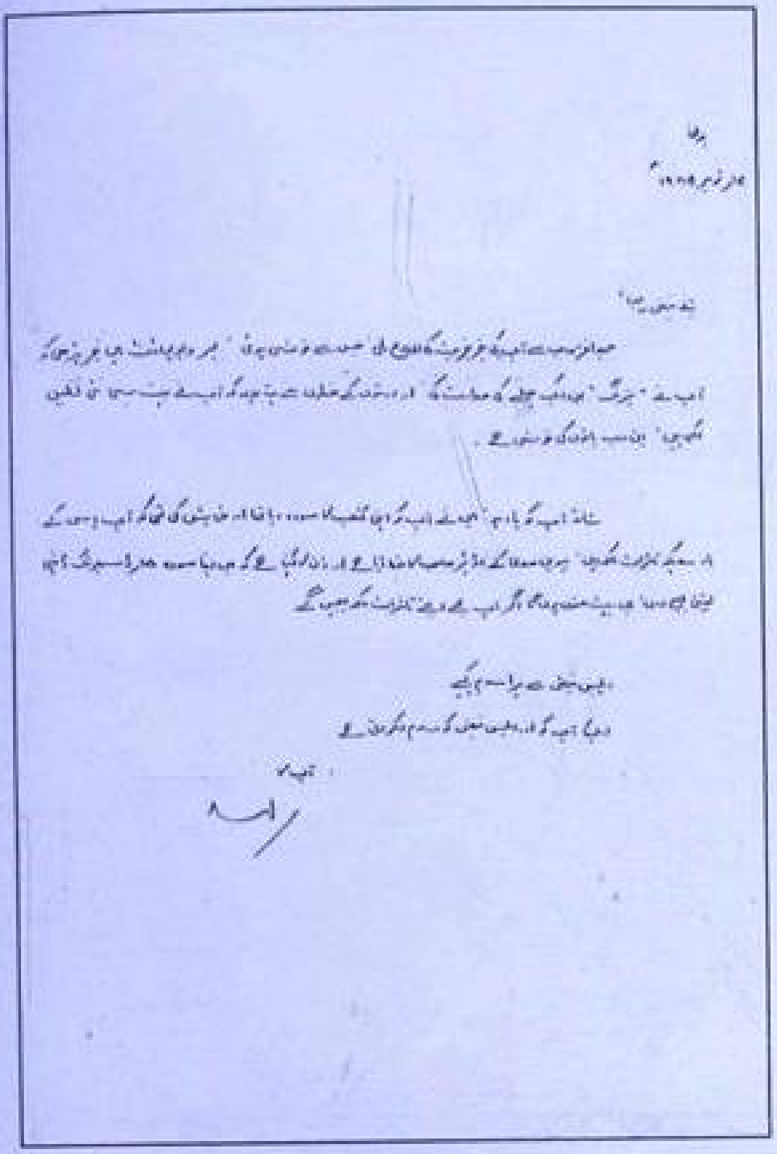

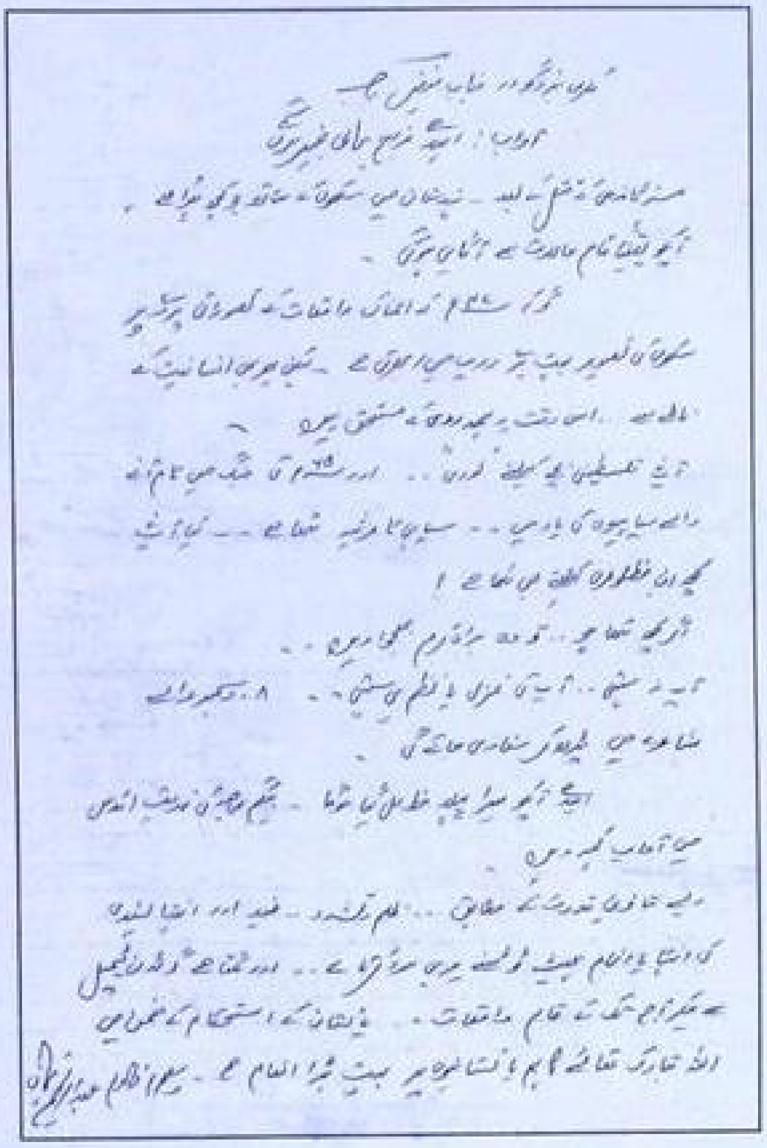

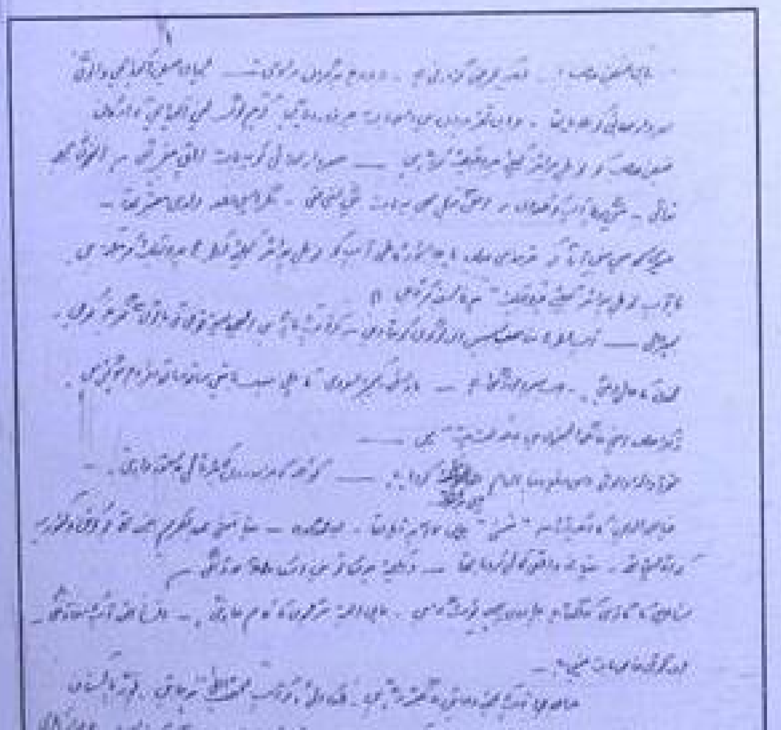

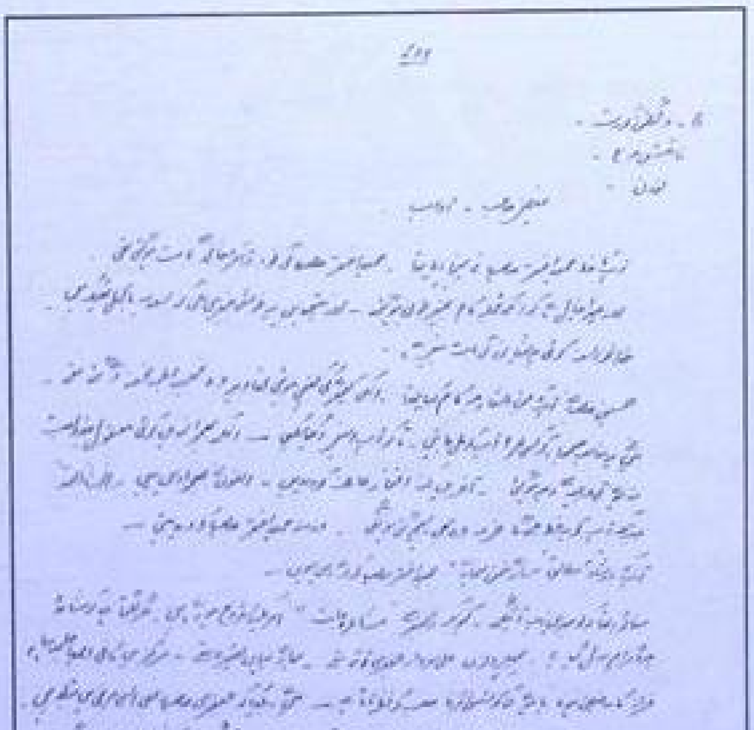

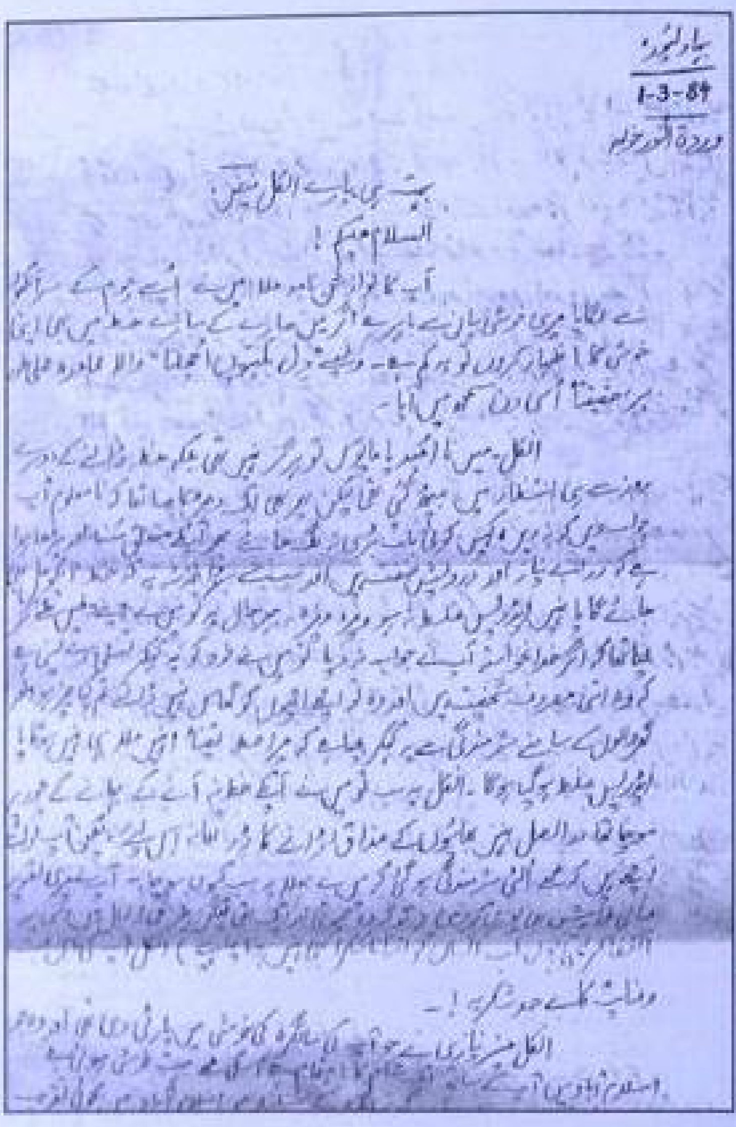
1-3-84

السلام علیکم!

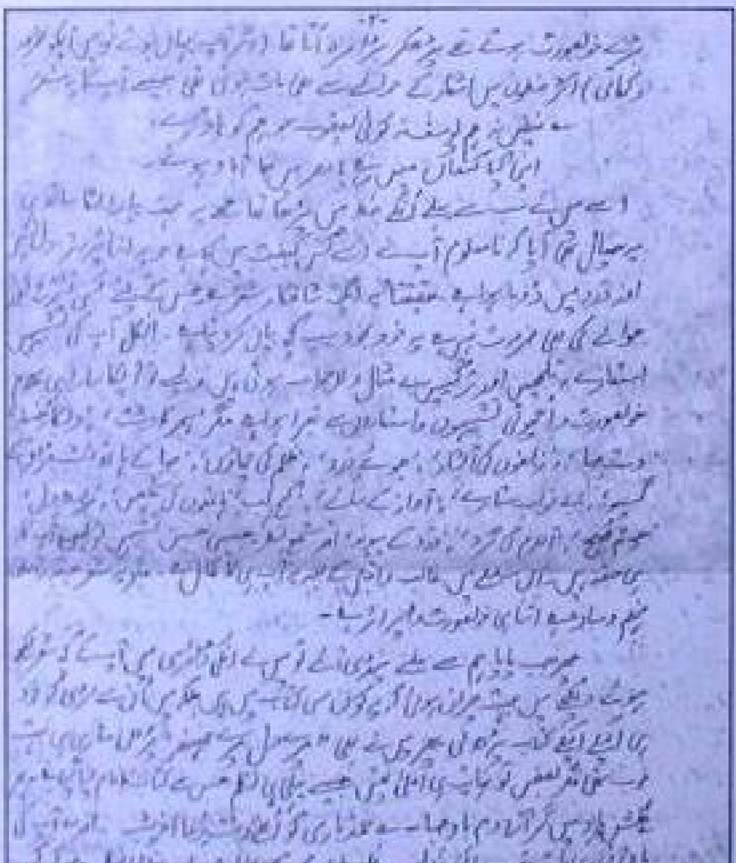

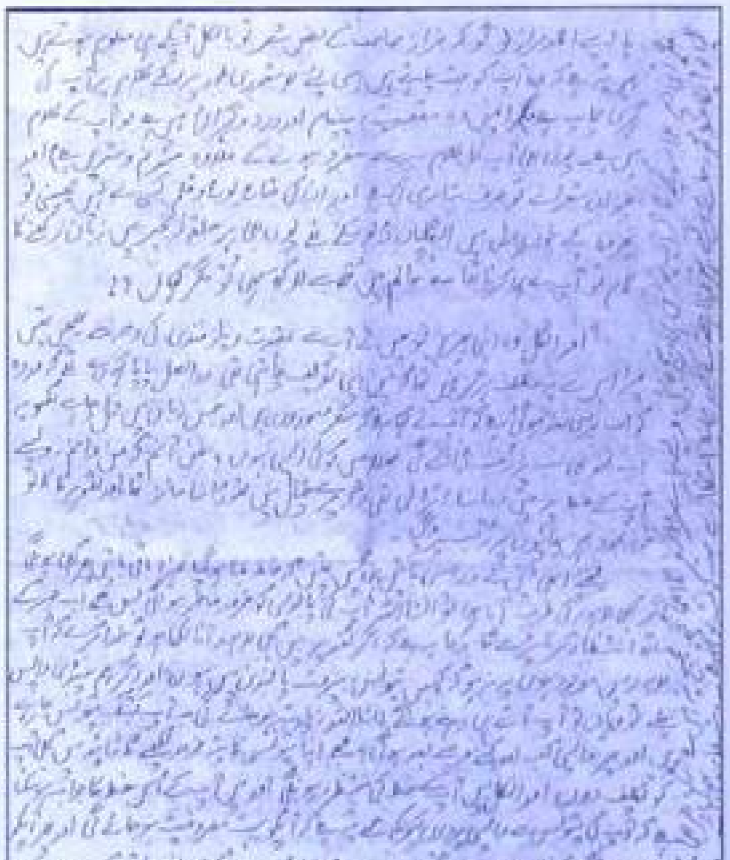

March 8, 1983

Dearest Faiz,

Your letter arrived today and I was very happy to see your script again. In fact I had just written you a letter last night but hadn't sent it yet so now I'll just rewrite it and bring things up to date. And answer yours.

So you've seen the translations I did from Arif's poems. They weren't easy. I find his poems quite thin, and have to work hard to bring language to them that will make them interesting in English. But don't say any of this to Arif. He thinks they are wonderful just as he wrote them. I will try to have them published here because that is what Arif has asked me to do.

I'm leaving for Missoula on March 29th to teach the spring quarter. I'll be there certainly until the middle of June or so and could be there longer if there is a chance of having you invited, as you were by Darshan Kang last summer. I'll speak to him when I get there. You might stop off in Missoula on your way to Hawaii if you're really planning to go there. The good doctor is very good, isn't he. You know, I have a friend in Honolulu I met her that time at the conference, Nell Altizer who teaches at the University of Hawaii. She keeps wanting me to come and if you do go there maybe I'll go then too for a month or so. Then we can really finish up the book. I'll let you know what transpires after talking with Darshan Kang. That would be enough to bring you to this country.

Enclosed are the poems I sent you in Beirut at the time of the disaster there. The envelope came back to me! It is stamped SERVICE DISCONTINUED. You'll see the questions I had (and still have) about some of the poems. Now you can tell me the answers.

I'm glad life in Pakistan is not too bad, and has its consolations. Life here is a daily struggle against rage at the deplorable things this government is doing. But I'm trying to use that rage in my work. Right now I'm working on a play that's come out of several years reading in quantum mechanics. Ofcourse I've never written a play before but why should that stop me? I can but try.

I also finished a story last winter and have sent it off. The long poem is with Richard Howard, a poet and critic and editor, who has taken a great interest in it. If he likes it on second reading he will publish it in Shenandoah.

Faiz, I think these poems are among the best we've done, don't you? The poems are beautiful, very beautiful. Great grace and spirit. Do you have anything new you'd like to send me now. If so, do. But you must write to Missoula, to the English Dept. The address will be on the envelope.

Carolyn's address is: 2464 LeRoy/ Berkeley, California 94709/ USA. Now you can write to her and she can send you what she has translated. I gave her a batch of the ones you gave me last time in London (last January).

Until soon then, I hope. I'll write from Missoula. And I'll expect to hear from you there. If I get a Guggenheim next year (and I think there might be a chance!) maybe I'll come to Pakistan. I'd love to travel. However, now I've received a letter from the Chairman of the Writing Program of the University of Arkansas, inviting me to apply for a job there. Anyway, it's closer to New York. I'm sending off my stuff to him.

I hope you're better now, all recovered from your bronchitis. Take care of yourself.

And write to me soon, to Missoula.

When I was in London for Christmas I met Ranjana Ash, a friend of Arif's. I sent her the translations because she asked for them. I've just heard from her. She loves them but also had a few pertinent criticisms. For example in Evening she suggested that the word shrill is wrong for a conch shell because in Hindu ritual conch shells are associated with joy and glory. So while they can be loud they cannot be described as shrill. I'm thinking about that. She must be right. What do you think? She is using them in the classes she gives.

Did I tell you that The Second Life of Ghosts was used in an exhibit of poems that artists worked with. It was held last summer in the museum in Southampton. That remains my very favorite poem I ever wrote.

Another piece of news. The Chairman of the English Dept. of the University of Chicago has written to me. He would like to bring me there for a semester. I would like that very much. I love Chicago and have many friends there. I know I could get you to Chicago because that's where Naim is, in the Asian Studies Dept. I don't mind teaching if I don't have to do it all year, every year.

That's the bulk of the news from here. Life goes on with all its cooperations, frustrations, rages and occasional pleasures. The main thing is to keep working and keep the community of kindred spirits together. Carolyn was here last fall and that was wonderful. We had some good times together. Amanda is at Harvard for her first semester there. She is having a hard time finding friends. She doesn't find the atmosphere friendly.

Oh, a bit of news. The Yellowstone Art Center (a museum) in Billings is having an exhibit of the graphics I designed for the Ordinances. It's going to be on for three months beginning April 1st. I'll give a reading there April 15th. I'm also designing a line of greeting cars using those poems. I think the country is ready for them. They'll sell them in the museum shop and I'll find other shops to sell them too. However, I think it will be a failing business. But I don't care. The main thing is that it's fun.

Until soon then, I hope. It's wonderful to finally have your letter. I think about you and hope you are all right.

All love,

[signature]

July 27, 1983

University of Montana
Missoula, Montana 59812

Faiz Darling,

By this time I hope you are in London as Arif told me you would be. In fact, I thought you would be there before this but I know what delays there are what with one thing and another. I've been very worried about you in Beirut but being in touch with Arif somewhat alleviated the concern. You can imagine how glad I was to hear you were safe in Damascus.

You probably never got the letters from Missoula, mine and one from Darshan Kang inviting you to the University of Montana this July. I also got other invitations for you from [illegible] (at Madison) and the possibility of one in Berkeley. I sent you the finished translations I've been working on since London. I suppose you didn't get those either so I'll send them along with this letter. I hope they reach you this time.

I have another leave of absence (because of a national grant I've been awarded) and will leave for New York within two weeks. I expect to be there during the fall and winter, then will come back here to teach the spring quarter. Is there a chance you can come to New York this fall? I think I'll be able to get you some invitations there. I have the apartment where you can stay and also there is the house in Southampton we can use during the month of September, for weekends perhaps. Carolyn will also be in New York, teaching at Columbia. I'm sure she can arrange for an invitation there for you. And we can all be together again and work, finish the book! Please think about it because this summer has been all messed up by the war.

I've been working hard, revising the novel, working on a short story and a play. I'm very excited about the play. It is political and outrageous. I'm bringing everything with me when I come East. I've decided to drive so we'll have the car to get around in.

I've also done a treatment for a screen play. This was a collaboration with a good friend here, an actress and director. We've adapted a novel we both love.

I imagine your life has been very hectic these past few months. But the main thing is you are safe. That is the great blessing.

I'll be in Missoula until about August 5th. Please phone me here as soon as you can and we'll discuss the possibilities of your coming to New York. If you are returning to Pakistan this fall it may be the only chance we have, that is before you leave for Pakistan. A colleague of mine in the English Department here is going to Pakistan and India later this fall and I'll give him your address. He is a splendid fellow.

Equal Opportunity in Education and Employment

---

01 121

My family will be in London until August 31st when they come to America for a short holiday. My sister gets three weeks off from the hospital. The number there is 373 6181. Do call them.

And call me: 406 549 3407. I'm usually home these days, working on something or other. I hope you decide to come to New York!

And let me know what you think of the translations. I've made some notes where I wasn't sure of what was going on.

All love,

Naomi

PS The rest of the poems we started in London are with Carolyn. She is translating them. I'll (or we will) see what she has done when she comes to New York early in September.

More news: Carolyn's husband, John, has a job going now in Australia. He's been there now and I believe they will both be going there sometime in the winter or spring.

Amanda is starting at Harvard in September. She applied to three universities in the United States and got into all of them, Harvard, Brown and Yale. She wants to go into medicine and has been accepted as a pre-med student.

One important thing we can do if you come to New York is see Ted Weiss in Princeton about publishing the book.

Did you hear that Talat has been [illegible] relieved of his post as Secretary of Culture of Radio? I don't know why.

Daud Kamal
M. A. (CANTAB)

20 PARK ROAD
UNIVERSITY TOWN
PESHAWAR

February 7, 1983

Dear Faiz Sahib,

My wife and children join me in wishing you a very happy birthday. May God grant you many happy returns of this day. May your star continue to shine in all its splendour for ever and ever. Ameen.

I know that visionaries like you do not believe in the stars. Neither do I - at least, most of the time. But my elder daughter - a teenager - is a fanatic about astrology and she tells me that Uncle Faiz has the most auspicious star of all. This much I know, however, that you are the greatest and will remain so. The greatest poet of the twentieth century and what is more important one of the greatest men this miserable part of the world has ever produced. We are proud of you and we love you. You have given me a meaning, a direction and, above all, the strength to bear the 'slings and arrows of outrageous fortune'.

Yours truly,

Daud

Faiz

With best wishes for your birth day, and a very very long, healthy and happy life

from M. Anwar
26 B, Gulberg II
Lahore
11/2/83

D.O. No. VC-1/236/83

Senate House
Calcutta

R. K. Poddar
Vice Chancellor

22nd February, 1983

Dear Professor Faiz,

I was delighted to receive your letter of 4th February and to learn that you are coming to India in the second half of March 1983. I have discussed with the Head of the Department of Urdu. I would very much appreciate if you kindly deliver a series of lectures on "Iqbal - His Age, Thoughts and Poetry" according to the following programme :

21st to 24th March 1983
(12 Noon to 2 P.M.) Darbhanga Hall

25th March 1983
(3 P.M. to 5 P.M.) -do-

I shall be grateful if you kindly keep these days free from any other engagement and agree to our above proposal. As the lectures will have to be announced beforehand, a line in confirmation regarding your stay in Calcutta is awaited. We would also very much like you to deliver your first address on 21st February in English for the general academic community of the University.

Looking forward to meeting you and with best regards,

Yours sincerely,

(R. K. PODDAR)

Prof. Faiz Ahmed Faiz
102-B, Model Town
Lahore.

Minister

Ministry of Planning and Development

Islamabad
March 5, 1983

My dear Faiz Sahib,

You may recall that about three years ago in Washington, you made the mistake of encouraging me to translate your poetry into English. This occasional hobby has by now resulted in the attached manuscript which I am taking the liberty of [illegible]

[illegible] publish it [illegible] some interest in this — if you [illegible] these translations capture at least some of [illegible] essence [illegible] your political poetry.

I [illegible] leaving tomorrow for a [illegible] Summit [illegible] return [illegible] I shall like to call you and take any opportunity to see you at your convenience.

Hosains Books,
25 Connaught Street,
London W.2.
12 March, 1984.

Dear Faiz uncle,

just a line to inform you that we have despatched 10 copies of the book to Hameed Haroon in Karachi, and 20 copies to Najam Sethi in Lahore. Hameed is to pay you Rs. 15000/-; Najam will pay Rs. 15,000/- immediately, and Rs. 10,000/- more within 2 months. The air freight is being paid by us in London. Could you please follow up with both Hameed and Najam, and advise us immediately payment is received? You should also have received another Rs. 1500/- from Mazhar and Tahira, who have asked for another copy.

I believe you are about to embark on a Moscow–Tunisia–London trip. Please do ensure that you collect the money before leaving, or otherwise someone to do so on your behalf. And do let us know the proposed dates of your London stay.

I had asked Iftikhar Arif to make enquiries about the Birmingham and London seminars. He tells me that there appear to be no concrete plans just as yet.

Love to the family.

Yours, Saeed.

81-D/I, Gulberg III,
LAHORE.

No: P-25 22nd April, 1984.

My dear Faiz,

Would you like to sign the enclosed Charter which has been signed by the persons included in the list enclosed? May I request you to send it back by the return mail if you agree with the idea. It is going to be released to the Press by the close of this month, therefore the hurry.

With regards,

Yours sincerely,
M. Masud
(M. MASUD)

Encls:
1. Charter;
2. List.

To
Mr Faiz Ahmed Faiz,
~~10-H,~~ Model Town.
~~LHR~~

---

19 Nov 1984

Dear Poet

It is Naseem writing you from Islamabad. I had received your very kind letter in which you had informed me about your visit to Islamabad when you were in the city. I tried to contact you several times but unfortunately could not reach you. Mrs. Iqbal told me that you will be staying for several days so I need not to be worried. but when I went two days back to see you you had gone to Lahore. I really felt depressed as I was waiting since several months and was looking forward eagerly to see you. any way when are you planning to come to Islamabad. I know it is difficult to visit very often but your [illegible] always with your presence. Your letter which you have written in reply of my letter to you was infinite source of great pleasure and strength.

I miss you very much I will try to come to Lahore. My love to Alice who very considerately replied me in your absence.

I wish to see you in near future.

With all the best wishes

Naseem

فیضؔ کے خطوط سے ہمیں کیا ملا؟

فیضؔ کے تین سو تیس (330) سے زیادہ مطبوعہ خطوط دستیاب ہیں۔ ان میں سے تقریباً نصف خطوط فیضؔ نے اپنی بیوی بچیوں کو لکھے۔ فیضؔ نے اپنی بیگم ایلس کو صرف انگریزی اور اپنی بیٹیوں سلیمہ اور منیزہ کو انگریزی اور اُردو میں خطوط لکھے۔ باقی تمام خطوط اُردو میں ہیں۔ فیضؔ کے وہ خطوط جو انھوں نے جیل سے اپنی بیگم ایلس کو لکھے وہ خطوط خود فیضؔ نے اُردو میں ترجمہ کیے جو اُن کے قول کے مطابق: ''جیسے قلم برداشتہ یہ خطوط لکھے گئے تھے ویسے ہی ''منہ زبانی'' اُن کا ترجمہ کیا گیا ہے''۔ چناں چہ یہ خطوط 1971ء میں ''صلیبیں مرے دریچے میں'' کے عنوان سے شایع ہوئے۔ اس بارے میں فیضؔ کتاب کے سرِ آغاز پر ''گزارشِ احوالِ واقعی'' میں لکھتے ہیں:

''اس کتاب میں جو خطوط شامل ہیں وہ تو میں نے ہی لکھے تھے، لیکن یہ کتاب نہ میں نے لکھی ہے نہ چھپوائی ہے۔ اسے لکھوانے اور چھپوانے کے واحد ذمہ دار ادارۂ یادگارِ غالبؔ والے مرزا ظفر الحسن ہیں۔
اب سے چند ماہ پہلے مرزا صاحب نے تقاضا شروع کر دیا کہ میں اپنی سرگزشت یا تجرباتِ زندگی وغیرہ کے بارے میں کچھ لکھوں، وہ اصرار کرتے رہے اور میں ٹالتا رہا۔ آخر پیچھا چھڑوانے کی خاطر میں نے یہ خطوط بیوی سے لے کر اُن کے حوالے کیے کہ ان میں کانٹ چھانٹ خود ہی کر لیجیے۔ اس کے بجائے وہ نہ صرف ان خطوط کی اشاعت کے درپے ہو گئے بل کہ ان کے ترجمے پر بھی مجھ ہی کو مامور کر دیا۔ بات یہیں تک رہتی تو مضایقہ نہ تھا، اس لیے کہ ہمیں کام چوری کے بہت سے گُر یاد ہیں۔ لیکن یہ حضرت کاغذ قلم سنبھال سر پر سوار ہو گئے کہ آپ ترجمہ لکھوایئے، میں لکھتا ہوں، نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔
ظاہر ہے یہ کوئی ادبی تصنیف نہیں ہے، نجی خطوط ہیں جو قلم برداشتہ لکھے گئے ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ خطوط اُردو میں نہیں انگریزی میں لکھے گئے تھے۔ ایک زبان کے منفرد الفاظ کا ترجمہ کچھ ایسا مشکل کام نہیں اور مفہوم کی ادائی میں بھی کوئی خاص دقت پیش نہیں آتی، لیکن انگریزی کا روز مرہ لہجہ اور ہے اُردو کا اور۔ ہر زبان کی طرح انگریزی کے روز مرہ محاورے، تلمیحات، ضرب الامثال، کہاوتیں وغیرہ وغیرہ اسی زبان سے مخصوص ہیں اور بہت سی محنت اور تلاش کے بغیر انھیں اُردو میں منتقل کرنا محال ہے، لیکن مرزا ظفر الحسن نے محنت اور تلاش کی مہلت ہی کب دی ہے''۔

''صلیبیں مرے دریچے میں'' کے علاوہ محترمہ سرفراز اقبال کو لکھے گئے پچپن (55) سے زیادہ خطوط 1988ء میں ''دامنِ یوسف'' کے نام سے اور جناب افتخار عارف کو لکھے گئے 38 خطوط 2011ء میں ''فیضؔ بہ نام افتخار عارف'' کے عنوان سے کتابی شکل میں منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

جدولِ خطوطِ مطبوعہ

نمبر شمار	بنام	تعداد	کتابیات
1	ایلس فیضؔ	135	صلیبیں مرے دریچے میں
2	سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی	8	صلیبیں مرے دریچے میں
3	سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی	2	فیضؔ کے مغربی حوالے
4	افتخار عارف	38	فیضؔ بہ نام افتخار عارف
5	سرفراز اقبال	55	دامنِ یوسف
6	مینا، مانو اور ندیم	8	دامنِ یوسف
7	ابراہیم جلیس	1	متاعِ لوح و قلم
8	احمد ندیم قاسمی	3	متاعِ لوح و قلم
9	اختر انصاری اکبر آبادی	1	متاعِ لوح و قلم
10	اظہر قادری	1	متاعِ لوح و قلم
11	چراغ حسن حسرت	1	متاعِ لوح و قلم
12	حزیں لدھیانوی	2	متاعِ لوح و قلم
13	حمید اختر	2	متاعِ لوح و قلم
14	خدیجہ بیگم	17	متاعِ لوح و قلم
15	خدیجہ مستور	1	متاعِ لوح و قلم
16	سحر انصاری	1	متاعِ لوح و قلم
17	سلام مچھلی شہری	1	متاعِ لوح و قلم

18	سیّد سبطِ حسن	3	متاعِ لوح وقلم
19	صہبا لکھنوی	2	متاعِ لوح وقلم
20	عبادت بریلوی	1	متاعِ لوح وقلم
21	عبدالرحمٰن چغتائی	1	متاعِ لوح وقلم
22	غلام رسول مہر	1	متاعِ لوح وقلم
23	مرزا ظفرالحسن	4	متاعِ لوح وقلم
24	محمد اجمل	1	متاعِ لوح وقلم
25	ایوب الیاس	1	متاعِ لوح وقلم
26	محمد طفیل	2	متاعِ لوح وقلم
27	نسیم سیّد	1	متاعِ لوح وقلم
28	اشفاق حسین	2	فیض کے مغربی حوالے
29	حسن نواز گردیزی	1	فیض کے مغربی حوالے
30	کرنل انور احمد	3	فیض کے مغربی حوالے
31	سردار جعفری	1	فیض کے مغربی حوالے
32	محمد حسن	1	فیض کے مغربی حوالے
33	عبدالرحیم انجان	7	خوش نوا فقیر۔فیض احمد فیض
34	منیزہ ہاشمی	14	لاؤ تو قتل نامہ مرا
35	سلیمہ ہاشمی	3	لاؤ تو قتل نامہ مرا
36	عبداللہ ملک	4	لاؤ تو قتل نامہ مرا

کل مطبوعہ خطوں کی تعداد 330 ہے۔

ہم جانتے ہیں درجنوں خطوط ابھی غیر مطبوعہ ہیں۔ ڈاکٹر مجید بیدار صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونی ورسٹی مشاہیر کے خطوط بنام سکندر علی وجد مرتب کر رہے ہیں، جن میں پانچ خط فیض کے بھی شامل ہیں۔ ڈاکٹر ضیاءالدین شکیب کی تحقیق کے مطابق ابھی درجنوں خطوط لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔ شاید ایک بڑی تعداد خطوط کی ڈاکٹر محمد حسن اور ڈاکٹر قمر رئیس کے خاندان کے افراد کے پاس ہو جن کو طباعت سے مزیّن ہو کر گلشنِ اُردو میں ظاہر ہونا چاہیے تاکہ مزید فیض فہمی میں مدد ہو سکے۔

جس طرح مشہور ہے:

چُھپ نہیں سکتا ہے شاعر شعر کے چھپنے کے بعد

اُسی طرح سے جب خط لکھ دیا جائے تو وہ منظرِ عام پر دستاویز بن کر نمودار ہو جاتا ہے۔ علامہ اقبالؔ کو شاید کبھی گمان بھی نہ ہو کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے 1495 سے زیادہ خطوط بڑی آب وتاب سے چار بڑی جلدوں میں شایع ہوں گے جس سے اقبالؔ شناسی میں بڑی مدد ملے گی۔ غالبؔ کا مسئلہ دوسرا تھا وہ خطوط نگاری کو اپنی نثری نقش نگاری بنا چکے تھے۔ فیضؔ طبیعتاً آرام پسند تھے چناں چہ اگر قید اور جلاوطنی کے مسائل نہ ہوتے تو شاید اتنی تعداد میں خطوط لکھے نہ جاتے۔ غالبؔ اور اقبالؔ کے خطوط تمام تر مردوں کے نام ہیں، کہیں کہیں پردہ نشینوں کا ذکر ہے، لیکن فیضؔ کے پاس تو نصف سے زیادہ خطوط صنفِ نازک کے نام ہیں جن میں بیوی، بیٹیاں اور دوسری خواتین شامل ہیں یعنی محرم اور نامحرم دونوں سے خطاب ہے جس کی وجہ سے خطوط میں رنگینی اور خوشبو موجود ہے۔ برِصغیر کے رواج اور اُردو تہذیب کے مزاج میں گھر کو لکھے گئے خطوط کو شایع نہیں کیا جاتا تھا، لیکن چوں کہ سجاد ظہیر کی بیگم رضیہ اور جاں نثار اختر کی بیگم صفیہ اپنے نجی خطوط کو شایع کر چکی تھیں اور خود سجاد ظہیر کی بیگم نے ایلس فیض کو لکھا تھا کہ فیض کے خطوط کو محفوظ رکھو تاکہ انھیں شایع کر سکو جس کا اشارہ ایلس نے اپنے خط میں کیا تھا، جس کا جواب فیض نے جیل سے 11 مارچ 1953ء کے خط میں یوں دیا:

"خطوط کی اشاعت کے بارے میں مجھ سے نہ ہی پوچھو تو اچھا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کتابی صورت میں یہ بالکل احمقانہ معلوم ہوں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اس بارے میں کسی غیر جانب دار آدمی سے پوچھو۔ بہ ہر صورت اگر انھیں چھپوانے کا فیصلہ کرو تو یہ اُردو میں چھپنے چاہییں"۔

فیض کے خطوط اس خط کے تقریباً بیس (20) سال بعد شایع ہوئے۔ ان خطوں میں موضوعات کا ہجوم ہے، چوں کہ تقریباً ہر خط کا موضوع، لہجہ، اُسلوب اور رنگ جدا ہے، اس لیے ہم نے ان خطوں کو پانچ ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے تاکہ حتی الامکان خطوں کے مواد سے استفادہ ہو سکے۔

1:۔فیض بنام ایلس

2:۔فیض بنام مجھی وغیرہ

3:۔فیض بنام سرفراز اقبال

4:۔فیض بنام افتخار عارف

5:۔فیض بنام دیگراں

فیض کی شخصیت اور شاعری کو سمجھنے کے لیے ایلس کو لکھے گئے خطوط مددگار ثابت ہوئے۔ اگرچہ ان خطوں میں پیار و محبت، گھر بار کے مسائل اور واقعات کا ذکر ہے، لیکن مسئلۂ زندگی، فلسفۂ زندگی، حیات کے تصوّر کے علاوہ شاعری، مطالعہ، خودشناسی، تنہائی، خوشی، اُداسی، کاہلی، کتابی، مجلسی اور کائناتی مطالعہ پر مختصر مگر عمدہ نکات موجود ہیں۔ ایلس کو لکھے گئے خطوط محرمانہ، عشقیانہ، زن و شوہر کے خطوط ہیں اس لیے شامل نہیں ہو سکتے کہ یہ خطوط جیل سے لکھے گئے اور فیض جانتے تھے کہ تمام خطوط پڑھنے کے بعد بھیجے جاتے تھے جس کا اُنھوں نے بعض خطوں میں اشارہ بھی کیا ہے۔ دوسرے یہ خطوط انگریزی میں تھے جس کا "منہ زبانی" ترجمہ خود فیض نے کیا ہے، اس لیے اس بات کی گنجائش باقی ہے کہ یہ ترجمہ ترجمانی کی صف میں کھڑا کیا جائے جب کہ دوسرے خطوط جو جیل کے باہر اور اُردو میں لکھے گئے ہیں ان خدشات سے مبرّا ہیں۔ ہم ذیل میں خطوں کے اقتباسات سے پہلے صرف نکات رقم کریں گے تاکہ مطلب خط کے مواد سے ظاہر ہو جائے۔

الف: فیض نے ایلس کو سربلند، عزمِ محکم اور زندگی کے سفر میں شریکِ سفر ہونے کی تاکید کی ہے۔

27 اکتوبر 1952ء

"جب دل میں درد و کرب کا طوفان بپا ہے تو سر اتنا بلند ضرور رہنا چاہیے کہ مستقبل میں اُمید کی کرن نظر آ سکے، زندگی پر اپنا ایمان قائم رہ سکے اور حسن وخوبی سے لُطف اندوز ہونے کی صلاحیت ضایع نہ ہونے پائے۔ اگر ان پانیوں کو سر سے گزر جانے دیں تو آدمی کھو جاتا ہے، اپنا توازن ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جائے تو پھر مشکل سے گرفت میں آتا ہے۔ خوف وخطر کا مرحلہ یہی ہوتا ہے۔ جب موجیں دھاڑتی ہوئی ٹھاٹھیں مارتی آتی ہیں اور تیرہ و تار سیلاب کا خاتمہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ جب ہاتھ پاؤں سرد اور شل ہو جاتے ہیں اور مزید جدّ وجہد

انتہائی اذیت ناک معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ جد و جہد تو جاری رکھنی ہی پڑتی ہے صرف اپنی جان کے بچاؤ کی خاطر نہیں بل کہ اُن سب چیزوں کی خاطر بھی جنھیں آدمی عزیز اور مقدس اور بیش قیمت جانتا ہے، اس لیے تم اپنے آنسو بچا کر نہ رکھو صرف اپنا سر نیچا نہ ہونے دو اس لیے کہ طوفان گزر جائے گا، بادل کھل جائیں گے اور سورج کی روشنی پھر ہر سُو پھیلے گی کل نہیں تو پرسوں یا شاید بہت دن کے بعد جب بھی ہو یہ ہونا یقینی ہے"۔

26 نومبر 1962ء

"کچھ دنوں تک خط نہ آئے تو یہاں کی تنہائی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور چوں کہ تم اپنے نالائق میاں کی طرح کاہل اور کام چور نہیں ہو، اس لیے تشویش ہونے لگتی ہے۔

یہ لکھا ہی تھا کہ تمھارا خط آ گیا۔ یہ سال ختم ہونے کو ہے اور شاید ہماری آزمائش بھی۔ اس لیے دل خوش رکھو اور براؤننگ کی نظم "ربی بن عذرا" یاد کرو۔

میرے ساتھ ساتھ بڑھاپے کی منزل تک چلو
بہترین دن تو ابھی آگے آئیں گے

سوال یہ نہیں کہ کون سی چیز کس چیز کے قابل ہے، کیا شہرت اس قابل ہے کہ اس کے لیے دل لہو کیا جائے یا وصال اس قابل ہے کہ اس کے لیے فراق جھیلا جائے۔ بات یہ ہے کہ اگر تن میں جان ہے اور آدمی اپنی دیانت اور خلوصِ باطن کے بھروسے پر سر اُٹھا کر چل سکتا ہے تو زندگی میں جو بھی پیش آئے، رنج ہو یا راحت، ہر چیز اپنی اپنی جگہ اچھی ہے"۔

ب: جب ایلس فیض کو یہ غلط خبر ملتی ہے کہ فیض کا تعلق کچھ پردہ نشینوں سے تھا تو وہ برہم ہو کر خط میں لکھتی ہیں، جس کے بارے میں فیض نے یوں ترجمہ کیا:

27 جولائی 1953ء

"لفافے پر لکھا تھا ضروری، میں سمجھا اس میں واقعی اہم بات درج ہو گی، اس لیے گھبراہٹ میں بہت جلدی سے کھول کر پڑھا، لیکن اس میں ایک فرسودہ سوال کے سوا کوئی بھی ضروری یا اہم بات نظر نہیں آئی اور وہ سوال یہ ہے کہ ہم نے ایامِ ماضی میں اپنی عفت ٹھیک طرح بچا کر رکھی تھی کہ نہیں، لاحول ولا قوۃ، یہ کیا مسخرہ پن ہے، مجھے اس سوال سے شاید برہم ہونا چاہیے تھا یا پریشان ہونا چاہیے تھا، لیکن مجھے بے اختیار ہنسی آ گئی۔ خیر اس بارے میں اب سوال کا جواب سنو:

سوال: کیا فلاں بنت فلاں تمھاری محبوبہ تھیں؟

جواب: نہیں۔

سوال: تو پھر مری اور کراچی میں کیا ہوا؟

جواب: کوئی قابلِ ذکر بات نہیں ہوئی تھی، کم از کم کوئی ایسی بات نہیں ہوئی تھی جسے ہمارے دوست قابلِ ذکر سمجھیں۔

سوال: تو پھر آخر کیا قصہ ہوا تھا؟

جواب: اوّل تو سوال مبہم ہے، دُوم جواب تفصیل چاہتا ہے اور اگرچہ مجھے اس کی چنداں پروا نہیں، لیکن ایک نیم پبلک دستاویز میں خالص ذاتی معاملات کا بیان مناسب نہیں معلوم ہوتا۔

سوال: تو تمھیں اقرار ہے کہ یہ کوئی ذاتی معاملہ تھا جسے تم پبلک میں ظاہر نہیں کرنا چاہتے؟

جواب: مجھے بالکل اقرار نہیں۔ میں نے صرف یہ کہا ہے کہ ذاتی معاملات پر کھلے بازار بحث کرنا مناسب نہیں۔

سوال: تو تم مانتے ہو کہ اس معاملے کا کوئی نامناسب پہلو بھی تھا۔ دوسرے الفاظ میں کوئی ایسا قابلِ اعتراض پہلو جو پبلک کے سامنے نہیں آنا چاہیے؟

جواب: دیکھیے اب یہ کج بحثی ہے، میرا مطلب یہ ہے کہ اوّل تو یہ کوئی قابلِ ذکر قصہ ہی نہیں اور دُوم اس کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر مجھے ندامت ہو۔

ج: انسان کتنا ہی صابر اور استقامت کا حامل ہو وہ بھی کبھی کبھی گھبرا جاتا ہے، افسردگی، اُداسی، بے حسی اُسے جکڑ لیتی ہے۔ انسان اپنا درد صرف اُسی سے کہتا ہے جو ہمدرد ہو اور شریکِ حیات سے بڑھ کر رفیق کا ہمدرد کون ہو سکتا تھا۔ چناں چہ فیض کے تمام خطوط میں صرف ایک دو خط ایسے ہیں جن میں فیض یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ بھی انسانی دل و جگر کے مالک ہیں اور پتھر نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ فیض نے قیدیوں کی نفسیات پر بھی تبصرہ کیا ہے:

16 جنوری 1952ء

"جیل خانے میں ذہنی کیفیات کے جو مختلف دور گزرتے ہیں اُن کا ذکر پہلے بھی کر چکا ہوں، اُن میں سب سے زیادہ ضدی کیفیت وُہ ہے جسے طبی زبان میں Prison Coma کہنا چاہیے۔ ایک طرح خُمار آلود نیم بیداری۔ جب ہر چیز کہیں دُور چلی جاتی ہے اور سب کچھ غیر اہم اور بے وقعت نظر آتا ہے، جب کوئی درد باقی رہتا ہے اور نہ کوئی راحت، اور عرشِ بریں بے آباد معلوم ہوتا ہے۔ یہ کیفیت بھی گزر جاتی ہے جیسے اور سب کچھ گزر جاتا ہے، لیکن جب تک جاری رہتی ہے یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہوگی اور آدمی کسی ایسے کیڑے کی طرح بن جاتا ہے جو زیرِ زمین بے سدھ پڑا ہو"۔

د: فیض نے خود سازی، اخلاق سازی اور تصوفی اقدار کو قید خانہ کی تنہائی میں اخذ کیا۔

2 جولائی 1951ء

"سختی کے دن ہم نے پہلے بھی بہت دیکھے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ جب ہم ساتھ تھے اور اب یہ سارا بوجھ اکیلے تمھارے کندھوں پر ہے۔ خیر ہمیں اب بھی اتنا کچھ میسّر ہے کہ شکر ادا کرنا چاہیے۔ مثلاً مجھے تو اب سے پہلے کبھی ایسا سکونِ قلب میسّر نہیں ہوا۔ کم از کم اس طرح کا سکون جو اس وقت ہے۔ اب تو یوں لگتا ہے کہ جیسے دنیا میں کسی سے کوئی شکایت نہیں رہی بل کہ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ یہ جیل خانہ ختم کرنے سے پہلے ہم کہیں ولی اللہ نہ بن جائیں۔ اس لیے کہ اب کوئی بات، کوئی چیز بُری نہیں لگتی۔ سارے جھوٹ، سارے فریب، وہ ساری تہمتیں

جن پر پہلے دل کڑھا کرتا تھا، اب یاد کرو تو صرف ہنسی آتی ہے اور ایک طرح سے دل خوش ہوتا ہے"۔

17 مارچ 1952ء

"یہ صرف میں اور تم جانتے ہیں کہ دراصل ہم کچھ Inhibited صوفی قسم کی چیز ہیں، لیکن عام لوگوں سے یہ بات چھپائے رکھتے ہیں تاکہ شاعرانہ شہرت پر حرف نہ آئے"۔

فیض نے ادبی کام اور مطالعے کی تفصیلات ایلس کو دی۔

ہ: ایلس کو خط میں لکھتے ہیں:

"Pillars of the Community" کا نصف ترجمہ ختم کر چکا ہوں"۔

و: فیض کے تیس (30) سے زیادہ خطوط میں اُن کتابوں کے نام اور اشارے موجود ہیں جن کا فیض نے مطالعہ کیا تھا۔ انھی خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی درجن کتابیں فیض نے پڑھیں اور چھتیس (36) سے زیادہ کتابوں کے نام بھی ان خطوط میں محفوظ رہے۔ ہم نے ایک پورا علیحدہ مضمون اسی کتاب میں شامل کیا ہے۔ یہاں صرف جدول میں کتابوں کے نام وغیرہ شامل ہیں، پیش کرتے ہیں:

جدول

نمبر شمار	کتاب کا نام/مصنف	صنف	نمبر شمار	کتاب کا نام/مصنف	صنف
1	دیوان الحماسہ۔ شاعر ابو تمام	شاعری	2	تمام اُردو دیوان	شاعری
3	Daudot کی کتاب سفو	ادب	4	The Making	ادب
5	لائف ڈیورنگ دی ایسٹ انڈیا کمپنی (3 جلدیں)	تاریخ	6	سنٹس بری کی تاریخ تنقید (پہلی جلد)	ادب
7	نطشے کی کتاب	ادب	8	یو سٹیفنسن کے شہ پارے	متفرق
9	نکلسن کی تاریخ ادبیات عربی	ادب	10	شاہ عبداللطیف بھٹائی کے تراجم	شاعری
11	ٹرزکی ہسٹری آف کورٹ شپ	تاریخ	12	روزن برگ کے خطوط	ادب
13	ایلیٹ کی نظمیں	شاعری	14	رادھا کرشنن کی تاریخ فلسفۂ ہند	فلسفہ
15	ہولاک ایلس کی تصنیف	ادب	16	رچرڈ برٹن کی تصنیف	ادب
17	فریزر کی Golden Bough	ادب	18	فارسی لغت	لغت
19	باسول کی لائف آف جانسن	بائیوگرافی	20	ہیگرٹن کا شیکسپیئر	ڈرامے
21	ٹائن بی کی سٹڈی آف ہسٹری	تاریخ	22	J. Carey The Horse Mouth	مزاح
23	The Star Turner	ڈرامے	24	ڈرامے چیخوف	ڈرامے
25	چیخوف Three Sisters	ناول	26	The Diplomat by James Aldridge	ناول
27	Magister Ludi کا Meyer	ناول	28	The Jungle By Upton Sinclair	ناول
29	Howard End, By Foster	ناول	30	Storm ہمینگ وے	ناول
31	عروض کی کتابیں	شاعری	32	فرانسیسی سیکھنے کی ابتدائی کتابیں	زبان
33	موپساں کی فرانسیسی کتابیں	فرانسیسی زبان	34	سحر پورت	
35	ڈاکٹر کیرن نے کئی کتابیں بھیجیں	متفرقات	36	میاں افتخار الدین کئی رسائل چھوڑ گئے	متفرقات

ز: یوں تو کئی ناقدوں، ادیبوں، شاعروں، دانش وروں، سیاست مداروں، صحافیوں، محققوں، تخلیق کاروں، دوستوں، دشمنوں، عالموں اور جاہلوں نے فیض کی شاعری پر مختلف زاویوں اور مختلف رُجحانوں کے تحت گفتگو کی ہے، لیکن گھر کا بھیدی بہرحال چیزے دیگر ہے کیوں کہ جگر جگر است اور دیگر دیگر است۔ اس تحریر میں اُن کی شاعری کے متعلق اور اس سے مربوط مسائل پر اُن ہی کے بیانات جو من و عن اُن کے خطوط جو ایلس کے نام ہیں پیش کرتے ہیں۔ ہم نے اسی کتاب میں کلام فیض پر فیض کا ریویو تفصیل سے علیحدہ مضمون کی شکل میں پیش کیا ہے۔ ہم یہاں صرف اقتباسات پیش کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر یہ خطوط نہ ہوتے تو ہم اس معتبر اور مفید ریویو سے محروم رہتے۔ شاید ہی اردو ادب کا کوئی ایسا عظیم شاعر ہو، جس نے اس انکساری اور انصاف سے اپنے کلام پر کلام کیا ہو۔

14 جون 1951ء کو ایلس کے خط میں لکھتے ہیں:

"گرفتاری کے بعد میں نے ابھی ابھی چھٹی نظم ختم کی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ گزشتہ تین برس جتنا کچھ لکھا تھا ان تین ماہ میں اس سے دوگنا لکھ چکا ہوں"۔

9 نومبر 1951ء ایلس کو لکھتے ہیں:

"اپنی نئی نظمیں ایک نئے مجموعے کے لیے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں۔ یہاں آنے کے بعد بالکل غیر شاعرانہ کیفیت طاری ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ لیلائے سخن جلد لوٹ آئے گی"۔

28 نومبر 1951ء ایلس کو لکھتے ہیں:

"کل رات ایک نئی غزل مکمل ہوئی۔ کوئی ساڑھے دس بجے میں نے سب ساتھیوں کو سُننے کے لیے بستر سے اُٹھایا۔ اس کے معنی ہیں کہ آگ ابھی بجھی نہیں۔ اور یہ ہے تو کسی چیز کا کیا غم"۔

14 دسمبر 1951ء کو ایلس کو لکھتے ہیں:

"تمھارے جانے کے بعد ہم ایک نظم میں اُلجھ گئے تھے جو آج ہی ختم ہوئی ہے۔ شاعری کا دورہ کبھی کبھی پڑتا ہے اور جب پڑتا ہے تو ڈر لگتا ہے کہ اگر توجہ ذرا اِدھر اُدھر ہوئی تو یہ کیفیت کافور ہو جائے گی۔ یہ نظم جو ابھی ہوئی ہے ایک طرح کا ترانہ ہے جو میں نے پہلے نہیں لکھا۔ شعر تو شاید اچھے نہیں ہیں لیکن نعرے بازی بُری نہیں ہے"۔

24 دسمبر 1951ء ایلس کو لکھتے ہیں:

"آج کل دو ایک غنائیہ نظمیں شروع کر رکھی ہیں جو غالباً جلد ختم ہو جائیں گی لیکن یہ شاعری ہے بہت بکواس۔ اس کی وجہ سے اور سب کام رُکے ہوئے ہیں جن میں تمھیں خط لکھنا بھی شامل ہے اور آخر کار جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ بیشتر اوقات اتنا تسلی بخش ہوتا ہے کہ اُسے ردی کی ٹوکری میں پھینکنا پڑتا ہے (اسے بنے Bloody Perfectionism کہتے ہیں) اور کبھی کوئی نتیجہ برآمد ہی نہیں ہوتا اور بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے لیکن غالباً اس کا علاج نہیں"۔

15 جنوری 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

"تین نظمیں لکھنے کے بعد دماغ تھک سا گیا ہے لیکن مجھے اُمید ہے کہ

تھوڑے دنوں کے بعد پھر ادھر رجوع کرسکوں''۔

22 جنوری 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''ایک دو نظمیں آدھی رکھی ہیں۔ جنھیں ختم کرنے کو بہت شدت سے جی چاہتا ہے لیکن دماغ کام ہی نہیں کرتا۔ دوبارہ انتظار میں ہوں کہ عروسِ سخن لوٹ آئے''۔

25 مارچ 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''دو نئی نظمیں لکھی ہیں اور اُمید ہے کہ تمھارے آنے تک ایک اور ختم ہو جائے گی، نئے مجموعے کی اشاعت کے بارے میں تم آؤ گی تو بات کریں گے''۔

23 مئی 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''میں لگاتار لکھ رہا ہوں۔ شاید زیادہ نہیں لکھا جا رہا ہے لیکن نہ لکھنے سے بہتر ہے۔ پھر اپنی مرضی یا ارادے سے تو شعر نہیں لکھا جاتا۔ بعض اوقات دو چار مصرعے صاف کرنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں اور جب تک سب دماغی کام رُکا رہتا ہے۔ غالباً یہ دِقت ہم جیسے دُوسرے درجے کے لکھنے والوں کو ہی پیش آتی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے اوزانِ ہُنر ناقص اور ناتسلی بخش ہیں''۔

21 جون 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''کل رات ہم نے مشاعرہ کیا۔ عید کے تحفے کے طور پر چند شعر تمھیں بھیج رہا ہوں۔ کوئی کمال کی چیز نہیں۔ تفریح کا سامان ہی سہی''۔

9 جولائی 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''میرا گزشتہ خط مل چکا ہوگا جس کے ساتھ ایک نظم بھی بھیجی تھی (دو اور لکھ چکا ہوں، غالباً اُن میں سے ایک ایسی بُری نہیں ہے) اس طرح بہت سے اَدھورے کام کا بقیہ جس کا بوجھ ذہن پر تھا صاف ہو چکا ہے۔ کچھ نامکمل نظمیں تھیں کچھ متفرق اشعار تھے، یہ سب مکمل ہو چکے اور اب کوئی نئی چیز شروع کرنے کا ارادہ ہے، لیکن اس طرح کی تحریروں سے اپنی تسلی نہیں ہوتی۔ بیشتر اوقات صرف مایوسی اور آزردگی کا احساس ہوتا ہے اور جو بھی لکھا ہو بہت معمولی اور سطحی معلوم ہوتا ہے۔ ماضی میں ایسا نہیں تھا۔ اُن دنوں ہم دل سے بہت مجبور ہو کر کبھی کبھار کچھ لکھتے تھے اور یہ اکثر کھرا مال ہوتا تھا۔ لیکن اپنے پر جبر کر کے مشق کے طور سے لکھنا بالکل دُوسری چیز ہے۔ اس میں جذبہ دل کبھی ساتھ دیتا ہے کبھی نہیں دیتا۔ خیر اس میں یہ فائدہ تو ہے کہ کچھ نہ کچھ لکھا جاتا ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ کچھ نہ کچھ لکھتے رہنا بہر طور بہتر ہے کچھ نہ لکھنے سے۔ لیکن میں اس بات کا زیادہ قائل نہیں ہوں''۔

9 اگست 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''اب تک تمھیں میرا مسودہ پہنچ گیا ہوگا۔ یہ بالکل مکمل نہیں دو تین چیزیں باقی ہیں جو غالباً اگلے ہفتے تک مکمل ہو جائیں گی اور جب تک یہ سب کچھ اشاعت کے لیے تیار ہوگا ممکن ہے کچھ اور بھی بھیج سکوں۔ مجھے افسوس ہے کہ مظہر کے لیے ابھی تک کچھ نہیں لکھ سکا۔ یہاں حوالے کے لیے کتابیں دستیاب نہیں ہیں اور ذہن پر بوجھ اتنا ہے کہ دل لگا کر کوئی ٹھوس چیز لکھنا مشکل ہے۔ ذہن جب بھی ذرا فارغ ہوتا ہے میں شاعری میں لگا دیتا ہوں جو میرا اصلی کام ہے۔ اور اب لکھنے میں کچھ سہولت بھی محسوس ہونے لگی ہے۔ اب بھی ہر ولادت درد سے خالی تو نہیں ہوتی لیکن یہ عمل پہلے جیسا طویل اور اتنا تکلیف دہ نہیں ہوتا۔ خرابی یہ ہے کہ Bloody Perfectionism کے طعنوں سے تنگ آ کر اب میں نے پہلے کی طرح الفاظ کو بنانے سجانے اور تراش خراش کا کام چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے بھی پوری طرح اطمینان نہیں ہوتا کہ جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک بھی ہے کہ نہیں یہاں کوئی ایسا نکتہ چیں بھی نہیں جو امداد کر سکے اس لیے ہمارے اُستاد سے کہنا کہ ہر چیز کو ذرا احتیاط سے دیکھ لیا کریں''۔

12 اکتوبر 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''رؤف کو ایک غزل بھیج چکا ہوں تحت بالخیر کے طور سے ایک اور نظم منسلک ہے۔ اس نظم سے میں خاص طور سے خوش ہوں، اس لیے کہ مجید صاحب کے مرغوب الفاظ میں I don't mind telling you آج کل کوئی اور ایسا نہیں لکھ سکتا۔ نہ بہت عرصے تک لکھ سکے گا۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ مجھے اپنی استعداد پر گھمنڈ ہے۔ اپنی صلاحیت ہنر تو بہت محدود ہے اور بہت سے لوگ مجھ سے زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ بات صرف محنت اور عرق ریزی کی ہے، خاص طور سے بیانیہ تحریر میں۔

رؤف سے کہہ دینا کہ آخری تین مصرعوں میں شاید ہم کچھ ترمیم کریں۔ لیکن اگر کچھ اور ذہن میں نہیں آتا تو جیسے ہیں ٹھیک ہیں۔ رہی انتساب کی بات تو اگر تم اپنے آپ کو ایلس کہنا چاہتی ہو تو تمھیں اختیار ہے اس لیے کہ کتاب بھی تمھاری ہے۔ میں نے کلثوم اس لیے لکھا تھا کہ اول تو یہ مشرقی نام ہے۔ دوسرے یہ کہ لوگ اس کے بارے میں تم سے ضرور سوال کریں گے جو شاید تمھارے لیے تفریحِ طبع کا سامان ہو۔ بہ ہر حال جو تمھارا جی چاہے کرو۔ صرف ''میری بیوی کے نام'' پر مجھے اعتراض ہوگا، یہ انگریزی میں تو ٹھیک ہے لیکن اردو میں کچھ چھچھورا معلوم ہوتا ہے''۔

7 دسمبر 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''یہ سُن کر خوشی ہوئی کہ چغتائی صاحب نے سرورق بنا دیا ہے''۔

29 دسمبر 1952ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''تاہم اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لیے کچھ اشعار گھڑے ہیں وہ بھیج رہا ہوں۔ ہمایوں کو بھیجنے کا ارادہ تھا لیکن جیسے تمھارا جی چاہے کرو''۔

''...... میں بہار کے نام ایک سلام لکھنا چاہتا ہوں اور زندگی اور اُمید اور محبت کے نام بھی جن کا ہر بار نیا جنم لینا ایسا ہی ابدی عمل ہے جیسا کہ خزاں کی غارت گری۔ اُن دلوں کے نام بھی جو غم سے ڈھل کر مصفا ہو جاتے ہیں اور ہر نئی کلی کے نام بھی جو بے دھڑک فنا اور نیستی کو للکارتی ہے۔ جی چاہا تھا کہ کراچی کے طلبہ کے لیے بھی کچھ لکھوں، لیکن اس خیال سے نہیں لکھا کہ شاید میں اُن سے پورا انصاف نہ کرسکوں۔ یوں بھی ایسی نظم میں اُسی موضوع کی تکرار ہوگی جو میں ایرانی طلبہ کے

بارے میں لکھ چکا ہوں یہ میری سب سے اچھی نظموں میں سے ایک ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اپنے بچّوں کو اُس سے کم درجے کی چیز پیش کروں۔ شاید بعد میں بھی کسی اور موقع پر انھیں خراج ادا کرسکوں۔ اصل میں اب اس طرح کی چھوٹی موٹی چیزیں لکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ کچھ اعتماد پیدا ہو جائے تو ارادہ ہے کہ پُرانی رزمیہ نظموں کے پیمانے پر کوئی بڑی چیز لکھوں جس میں اپنے دور کی عظیم الشان کشمکش حیات کا بیان ہو سکے اس لیے کہ ہمارا دور شاید تاریخ کا سب سے شجاعانہ اور ولولہ انگیز دور ہے۔ نہ جانے یہ کبھی لکھا جاسکے گا کہ نہیں، لیکن ارادہ ضرور ہے''۔

8 فروری 1953ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''آج کل مَیں کچھ لکھ رہا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عروسِ سخن ہمیشہ کے لیے مفرور ہوگئی ہے لیکن یہ کوئی نئی حرکت نہیں اس لیے مجھے معلوم ہے کہ لوٹ آئے گی''۔

3 مارچ 1953ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''دستِ صبا کے ترجمے کے بارے میں وکٹر کا خط آیا تھا۔ ساری کتاب کا ترجمہ شاید ضروری نہ ہو۔ غالباً بہتر ہوگا کہ دونوں کتابوں سے انتخاب کرلیا جائے۔ اس طرح کام کم ہو جائے گا اور وکٹر نقشِ فریادی کے بہت سے حصّے کا ترجمہ کر بھی چکے ہیں تم لوگ آپس میں طے کرلو''۔

11 مارچ 1953ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''مَیں نے دوبارہ لکھنا شروع کر دیا ہے اور شاید اس ہفتے کے آخر تک کچھ اشعار ہو جائیں گے، اپنے گرد و پیش جو کچھ ہو رہا ہے اُس کے بارے میں کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے''۔

22 مئی 1954ء ایلس کو لکھتے ہیں:

''دو مختصر نظمیں بھیجتا ہوں۔ ایک لاہور جیل کا تاثر ہے اور دوسری روزن برگ خطوط سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔ ان میں کوئی ایسی کمال کی بات نہیں لیکن شاید وکٹر کو ترجمے کے لیے پسند آئیں''۔

ح: ایلس پنجابی میں شاعری کی مخالف تھیں۔

9 جولائی 1952ء

''مَیں بہت دِنوں سے سُوچ رہا ہوں کہ کیوں نہ پنجابی میں لکھنا شروع کر دُوں اور دیکھوں کہ اپنی مادری زُبان میں کیسا لکھا جاتا ہے۔ اُردو ایسی مرصّع زُبان ہے، کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا، اسے اپنے عوام تک پہنچانے کے لیے کس ڈھب سے لکھیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے پنجابی کے مخالف اس پر برہم ہوں گے لیکن زُبان کے بارے میں تنگ نظری اور تعصّب بہت غیر مقبول بات ہے''۔

ط: فیض دراصل ایک اچھے اُستاد تھے۔ انھوں نے امرتسر میں انگریزی اُستاد کی حیثیت سے کئی سال کام کیا تھا۔ وہ عربی میں بی۔اے، ایم۔اے تھے، چناں چہ عربی اور فارسی پر عُبور تھا۔ فیض چوں کہ کثیر المطالعہ تھے اور غالب اُن کا پسندیدہ شاعر تھا اس لیے وہ زندان میں قرآن و حدیث کے علاوہ غالب کی شاعری کا درس بھی دیتے تھے۔ قرآن اور احادیث کی تعلیم کے کئی مستند حوالے کتابوں میں موجود ہیں، لیکن غالب کی شاعری کے درس کا تنہا مستند حوالہ ایلس کو لکھے گئے خط سے اخذ کیا گیا ہے۔

2 جولائی 1951ء

''آج کل رات کو کھانے کے بعد مَیں اپنے ساتھیوں کو غالب کی شاعری کا درس دیتا ہوں اور بہت لُطف آتا ہے۔ اپنی بڑائی کی بات نہیں، لیکن میرا خیال ہے کہ مَیں بہت اچھا اُستاد ہُوں اور مجھے مدرّسی چھوڑ کر کبھی فوج میں نہیں جانا چاہیے تھا۔ اب مَیں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ جب اس مقدّمے وغیرہ کی بکواس ختم ہوگی تو صرف پڑھنے لکھنے کا کام کروں گا۔ فی الحال مجھے اور کتابیں درکار ہیں، لیکن کچھ رسائل بھیج سکو تو اچھا ہے''۔

ی: ایلس نے جب منٹو کے انتقال کی اطلاع دی تو فیض نے منٹو کی شخصیت اور اُس کے فن پر جو چند جُملوں میں ریویو کیا وہ بے مثال ہے، اس سے سچّا اور اچھا محاسبہ اور منٹو کے مقام کا تعیّن ممکن نہیں یہی نہیں بل کہ فیض نے اس مختصر سی تحریر میں منٹو کی شخصیت کے دفاع کے ساتھ ساتھ فن کار اور اُس کی زندگی کی مشکلات پر عمدہ روشنی ڈالی ہے اور جو نظریہ فیض نے پیش کیا ہے، وہ درحقیقت ادبی کلیشے کی حیثیت رکھتا ہے۔

27 جنوری 1955ء

''منٹو کی وفات کا سُن کر دکھ ہُوا۔ سب کمزوریوں کے باوُجود مجھے نہایت عزیز تھے اور اس بات پر مجھے کچھ فخر بھی ہے کہ وُہ امرتسر میں میرے شاگرد تھے۔ اگرچہ یہ شاگردی کچھ برائے نام ہی تھی، اس لیے کہ وُہ کلاس میں تو شاید ہی کبھی آتے ہوں۔ البتہ میرے گھر پر اکثر صحبت رہتی تھی اور چیخوف، فرائڈ اور موپساں اور نہ جانے کس کس موضوع پر گرما گرم مباحثے ہوتے تھے۔ بیس برس گزر چکے، لیکن یوں لگتا ہے جیسے کل کی بات ہے۔ ہمارے شرفا جنھیں دورِ حاضر کے فن کار کی شِکستِ دل کا احساس ہے نہ اُس سے کوئی ہمدردی، غالباً یہی کہیں گے کہ منٹو مرگیا تو اُس کا اپنا قصُور ہے، بہت پیتا تھا، بہت بے قاعدہ زندگی بسر کرتا تھا، صحت کا ستیاناس کرلیا تھا وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ کوئی نہیں سوچے گا کہ اُس نے ایسا کیوں کیا تھا؟ ایسے ہی کیٹس نے بھی اپنے کو مار رکھا تھا۔ برنز نے بھی، موزارٹ نے بھی، اور بھی کئی نام گنوائے جاسکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب مُعاشرتی حالات کی وجہ سے فن اور زندگی ایک دُوسرے سے برسرِ پیکار ہوں تو دونوں میں سے ایک کو قربانی دینا ہی پڑتی ہے۔ دُوسری صورت سمجھوتا بازی کی ہے جس میں دونوں کا کچھ حصّہ قربان کرنا پڑتا ہے اور تیسری صُورت ان دونوں کو یک جا کر کے جدّوجہد کا مضمون پیدا کرنے کی ہے جو صرف عظیم فن کاروں کا حصّہ ہے۔ منٹو عظیم نہیں تھا، لیکن بہت دیانت دار، بہت ہنرمند، قطعی راست گو ضرور تھا۔ میرے خیال میں اُس کا گھر تمھارے راستے ہی میں ہے گزرتے ہوئے وہاں سے ہو آنا اور میری طرف سے بہت پیار اور دلی تعزیت پہنچا دینا''۔

ک: اگر فیض کے خطوط میں ایلس کے نام یہ خط شامل نہ ہوتا تو کون باور کرتا کہ ایک

اسلامی عالم نے فیض سے اسلامی تاریخ کا نیا تجزیہ لکھنے کی پیشکش کی تھی جس پر فیض راضی بھی ہو گئے تھے لیکن بعد میں خلیفہ عبدالحکیم سیاسی اور مذہبی دباؤ کے باعث اس پیشکش سے منحرف ہو گئے تھے۔

کچھ تو دیکھا تھا خلیفہ نے جو اوروں میں نہ تھا؟

3 مارچ 1953ء

''اسلامی تاریخ کا تجزیہ لکھنے کی پیشکش بہت دل آویز ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام میں بہت شوق سے کروں گا۔ اگر چہ کچھ کہہ نہیں سکتا کہ میں اس کا اہل ہوں یا نہیں۔ فی الحال میں اس تجویز سے زیادہ اُمید وابستہ کرنا نہیں چاہتا، یقین نہیں آتا کہ یہ پوری ہو سکے گی۔ مہربانی کر کے خلیفہ عبدالحکیم صاحب سے ٹیلی فون پر کہہ دو کہ اگر اس بارے میں پہلے وہ لکھیں تو مجھے سہولت ہو گی، لیکن اگر اس میں تکلف یا حفظِ مراتب کا کوئی پہلو ہو تو مجھے اُنھیں لکھنے میں عذر نہیں، اگر وہ مجھے لکھنے پر رضامند ہوں تو مناسب ہو گا کہ شرائط وغیرہ کے بارے میں بھی کچھ اشارہ کر دیں''۔

26 اپریل 1953ء

''حکیم صاحب کو کہلوا دو کہ اسلامی تاریخ کے بارے میں ایک دو دن میں اُنھیں تفصیلی خط لکھوں گا''۔

8 جون 1953ء

''حکیم صاحب نے کتاب کا ارادہ ترک کر دیا ہے تو کوئی بات نہیں۔ آج کل اکا دُکا شعر کے علاوہ میں کچھ نہیں لکھ رہا ہوں''۔

2: فیض کے خطوط جو اُنھوں نے اپنی بیٹیوں سلیمہ اور میزو کو لکھے وہ دو طرح کے ہیں۔ ایک قسم اُن خطوط کی ہے جو جیل سے لکھے گئے اور اُس وقت جھیمی اور میزو چھوٹی چھوٹی نازوں کی پلی بڑھی لڑکیاں تھیں اور دوسرے خطوط وہ ہیں جب یہ دونوں بیٹیاں خود ماں بن چکی تھیں، چناں چہ دونوں خطوط میں بہت فرق ہے۔ اب خطوں میں نواسوں کا ذکر بھی ہے اور ایک آدھ خط اُن کے لیے بھی بھیجا گیا ہے۔

الف: فیض نے جو خطوط قید کے دوران بھیجے وہ ایک بے بس باپ کے جذبات کا ہلکا پھلکا اظہار ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فیض سمندر کی طرح گلیشیر کو سینے میں چھپائے صرف اس کی چوٹی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ سطروں سے زیادہ بین السطور فیض کے دل کی جذباتی حالت لفظوں سے دمک رہی ہے۔ ''آج کا سارا دن اُس کا پیار ستاتا رہا''۔

''اس خط کے لیے تمھیں بھی انتظار میں رکھا اور اس سے زیادہ یہ کہ جھیمی کی کہانی بھی رُکی رہی اور وقت پہ ختم نہ ہو سکی۔ کل اور آج کا سارا دن اُس کا پیار ستاتا رہا۔ اُس کو تحفہ بھیجنے میں دُکھ کی اُلجھن بھی شامل تھی۔ میں نے اطہر سے کہا تھا کہ وہ کچھ خرید کر بھیج دیں، لیکن مجھے کچھ اندازہ نہیں کہ لڑکیوں کے ملبوسات کے بارے میں اُن کا ذوق کیسا ہے۔ اگر چہ میں نے اس بارے میں اپنی حقیر معلومات اُنھیں بتا دی تھیں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ اُنھوں نے کیا بھیجا۔ خدا کرے کوئی بہت بدوضع چیز نہ ہو۔ اس بات سے تھوڑا سا رنج ہُوا کہ میں اپنی بچّی کے لیے یہ تحفہ خود انتخاب نہ کر سکا۔ اس لیے کہ محبت سے کوئی چیز چُنی جائے اور بھیجی جائے تو اس کی اپنی ایک لذت ہوتی ہے، وہ اس خیال سے کہ شاید تحفے کے ساتھ وہ پیار بھی جو اس کے انتخاب میں صَرف ہُوا اپنے محبوب تک پہنچ سکے۔ خیر اس بات کو چھوڑ دو۔ یہ بتاؤ کہ سالگرہ کیسے منائی گئی، تاکہ میں دل ہی دل میں شریکِ محفل ہو سکوں''۔

ب: فیض بچّوں کی کتابیں لکھنا چاہتے تھے جن میں کہانیاں اور اخلاقی قدریں ہوں۔

11 نومبر 1954ء

''میں کل رات یہ خط ختم نہ کر سکا، اس کے بجائے میں نے لڑکیوں کے لیے ایک پُرانی کلاسیکی کتاب پڑھتا رہا جو میں نے جھیمی کے لیے تجویز کی تھی، پُرانی وضع کی کتاب ہے لیکن بہت دل آویز۔ افسوس کی بات ہے کہ بچّوں کے لیے جو بھی اچھی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ سب نصف صدی یا اس سے زیادہ پُرانی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ کتابیں ایک مختلف ماحول اور فکر وخیال کی مختلف فضا میں لکھی گئی تھیں، اس لیے ہر چند تحریر بہت عُمدہ ہے بعض خیالات اب بالکل اُوٹ پٹانگ معلوم ہوتے ہیں۔ بچّوں کا ادب ایسی اہم چیز ہے کہ میں سنجیدگی سے سوچتا ہوں خود ہی لکھنا شروع کر دوں، لیکن آج کل تو میں سنجیدگی سے بہت کچھ بننے کا سوچ رہا ہوں، مدرّس، آرٹسٹ، باورچی، مالی، فلم پروڈیوسر، کسان، مزدور وغیرہ وغیرہ۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ بننے کا کوئی خاص خطرہ نہیں ہے اور ہم وہی رہیں گے جو کہ ہیں، اور وہ کیا ہے؟ خیر جو کچھ بھی ہے''۔

ج: فیض کی قید کے دوران بچّیوں کی تصویر، اُن کی باتیں اور اُن کی مصروفیات ہی تنہا خوشی کا سامان بن گئی تھیں، وہ اپنا غم انھی تصوّرات سے غلط کر رہے تھے۔ دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ حالِ دل اپنی بے زبانی میں سُنا رہے تھے۔ فیض اُن کی تعلیم وتربیت اور ترقّی کے خواہاں تھے۔ خطوں میں مزاحیہ خاکے بھی نظر آتے ہیں۔ مقامی اخباروں میں اُن کی تصاویر دیکھ کر فیض باغ باغ ہو جاتے تھے۔ چند اقتباسات ہماری گفتگو کے گواہ ہیں۔ فیض جھیمی کے تعلق سے لکھتے ہیں:

''یہ پھُول اس وقت میرے سامنے ہیں۔ کمرے میں ان کی بوجھل شیریں خوشبو پھیل رہی ہے اور اُن کی پتّیاں جھیمی کی تصویر کو اس طرح حلقہ کیے ہوئے ہیں جیسے پوجا کے پھُول ہوں۔ یہ کیسی خوب صورت تصویر ہے۔ (ننھی مُلازم لڑکی کے ساتھ۔ ہنے اسے دانش اور محنت کا اتحاد کہتے ہیں) جب میں اپنی میز پر لکھنے بیٹھتا ہوں تو اکثر اسے دیکھتا ہوں اور اس کے چہرے میں اس کے مستقبل کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اب تک بہت کچھ نظر آ گیا ہے۔ چہرے میں بددیانتی، بدمزاجی یا کینہ پروری کی کوئی لکیر کوئی شکن کوئی نقش نہیں ہے۔ اس کا چہرہ کیا ہے ایک کھُلی ہوئی سی کتاب ہے۔ چناں چہ میں جانتا ہوں کہ وہ بڑی ہو کر ایک صاف دل دوسروں پر بھروسا کرنے والی خوش مزاج اور محبتی شخصیت ہو گی، لیکن اپنے ابا کی طرح کچھ احمق بھی۔

دُنیا والوں کے بل فریب سے قطعی ناآشنا۔ اس کے معنی ہیں کہ کبھی کبھی وہ اپنا دل بھی دُکھائے گی۔ کبھی کبھی لوگ اُسے دھوکا بھی دیں گے لیکن اُس کی خوش مزاج مُسکراہٹ بجھنے نہیں پائے گی، اور اُس کی زندگی کبھی ناخوش نہیں ہوگی۔ یہ مَیں اس لیے کہتا ہوں کہ دُکھ اور ناخوشی دو مختلف اور الگ الگ چیزیں ہیں اور بالکل ممکن ہے کہ آدمی دُکھ بھی سہتا رہے اور خوش بھی رہے۔ دُکھ درد خارجی چیزیں ہیں جو بیماری یا حادثے کی طرح باہر سے وارد ہوتے ہیں جیسے ہماری موجودہ جُدائی ہے، یا جیسے ایک بھائی کی موت ہے لیکن ناخوشی جو اس درد سے پیدا ہوتی ہے اپنے اندر کی چیز ہے، یہ اپنے اندر بھی بڑھتی پنپتی رہتی ہے اور اگر آدمی احتیاط نہ کرے تو پوری شخصیت پر قابو پالیتی ہے۔ دُکھ درد سے تو کوئی مفر نہیں لیکن ناخوشی پر غلبہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بشرطے کہ آدمی کسی ایسی چیز سے لَو لگالے جس کی خاطر زندہ رہنا اچھا لگے"۔

میزو کے بارے میں لکھتے ہیں:

"چھیمی کے امتحانات اور تمھاری مقدمے بازی ختم ہو جائے اور اُس ننھی بے وقوف چھیمی سے کہو کہ شہنشاہ شاہجہاں قطعی طور سے اُس کے قابل نہ تھا۔ اُس کی بہت بڑی توند تھی، بہت خوفناک ڈاڑھی تھی اور اُسے مٹھائیوں سے بالکل رغبت نہ تھی۔ ہم اُس کے لیے یقیناً بہتر بر تلاش کریں گے۔ اگر بچّوں کو لاہور قلعے کا حال سمجھانا ہو تو تاریخ لاہور کہیں سے تلاش کر لینا، گھر میں ہوگی یا دفتر میں۔ افسوس کہ اس کام کے لیے ہم خود وہاں موجود نہیں ہیں۔ سادہ لوح خواتین کا دل لُبھانے کے لیے مغلیہ عمارتوں کے قصّے کہانیاں بیان کرنا ہمارا محبوب مشغلہ تھا۔ شاید تمھیں وہ زیلما برینٹ یاد ہوگی جو اسی بات پر بالکل فنا ہو گئی تھی"۔

فیض نفسیات کے ماہر تھے، چناں چہ اپنی بیگم کی توجّہ اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ:

"تو ہماری چھوٹی معلو اب سٹار بن گئی ہے؟ جمخانہ کلب میں اُس کا رقص کسی طور پر میرے تصوّر میں نہیں آتا، نہ جانے کیسے لگ رہی تھی، پبلک کے سامنے آنا بچّوں کے لیے اچھا ہے لیکن صرف ایک حد تک، اس میں زیادتی اعصاب پر بُرا اثر ڈالتی ہے، خیر تمھیں بہتر معلوم ہے لیکن تم کوئی ذمہ داری سر نہ لو جو خواہ مخواہ درد سر ثابت ہو"۔

فیض کے وہ خطوط جو اُنھوں نے سلیمہ ہاشمی اور منیزہ ہاشمی کو لندن، امریکا، کینیڈا، بیروت، ماسکو اور دوسرے مقامات سے لکھے ان کی نوعیت دوسری ہے۔ یہاں محبت کے ساتھ ساتھ دوسرے حالات پر بھی گفتگو ہے پھر بھی باپ ہر حال میں اپنی اولاد کو نصیحت اور مشورہ دے رہا ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ نواسوں، نواسیوں کی خیریت اور شرارت دریافت کی جارہی ہے۔ یہ خطوط اُردو میں ہونے کی وجہ سے لفظوں کی چاشنی اور محاورے، مقولے اور دلچسپ فقرے نظر آتے ہیں۔

منیزہ ہاشمی کو لکھتے ہیں:

"اپنے حقوق کے لیے لڑنا ضرور چاہیے۔ اُمید ہے اب تک معاملہ سلجھ گیا ہوگا۔ سلجھ جائے گا، ورنہ روزی تو کسی طور کما کھائے گا مچھندر"۔

کبھی دونوں لڑکیوں کو اپنی غزلیں اور نظمیں روانہ کر رہے ہیں، کبھی اُن کو تفریح کے لیے نواسوں اور نواسیوں کے ساتھ بُلوا رہے ہیں، کبھی امریکا، کینیڈا اور بیروت کے حالات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

ہم نے اس تحریر میں اُن خطوں کا ذکر نہیں کیا جو افتخار عارف، سرفراز اقبال اور دیگر خواتین و حضرات کے نام ہیں کیوں کہ ان خطوں کی وجہِ تصنیف جُدا جُدا ہے اور اس لیے ہم نے اسے بالکل علیحدہ علیحدہ مضامین میں بیان کیا ہے، تاکہ مضمون سے پورا انصاف کیا جاسکے۔

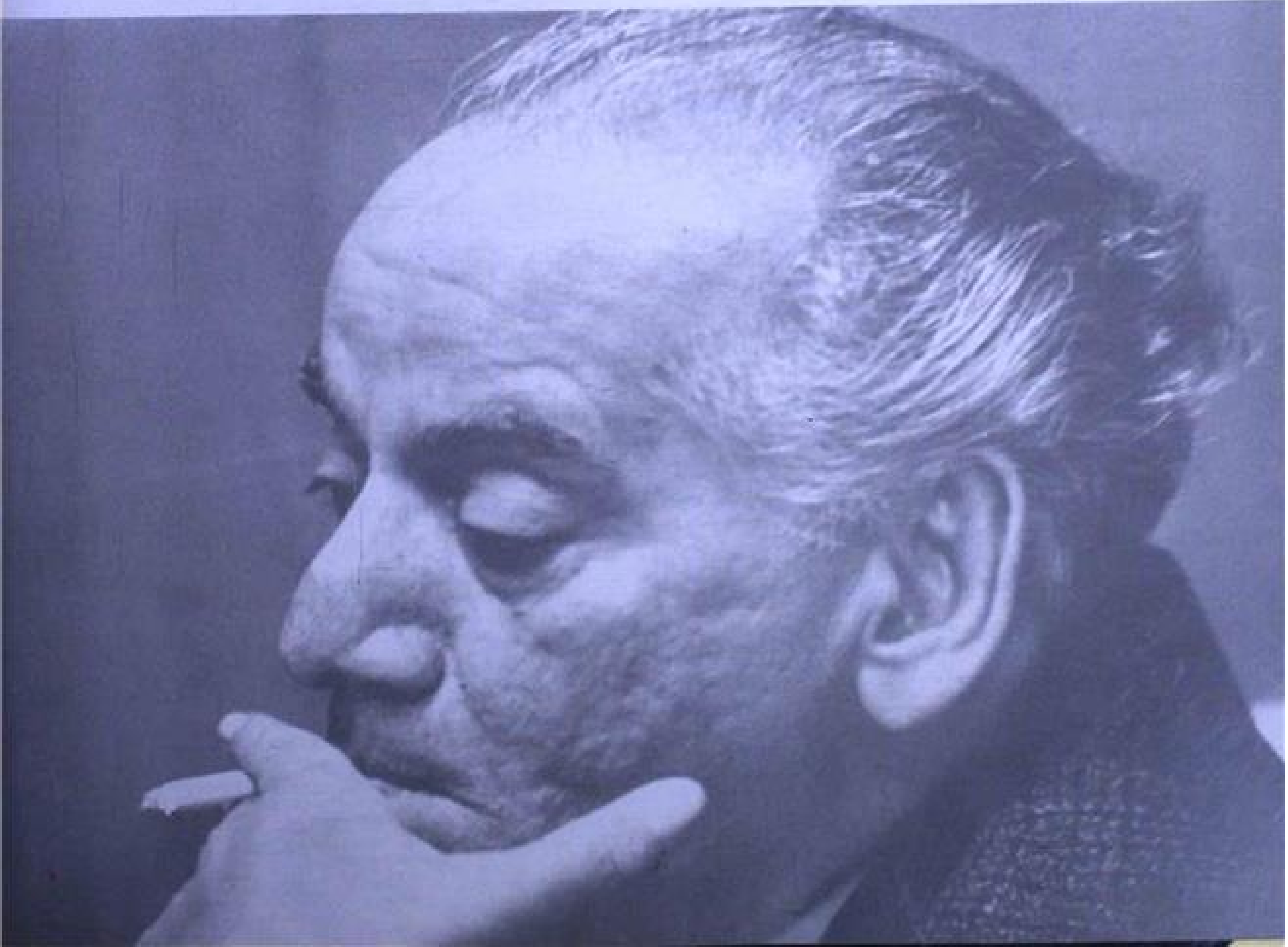

فیضؔ کی صحت اور بیماریاں

(خطوط کی روشنی میں)

ایک فعال ذہن کے لیے ایک صحت مند بدن ضروری ہے۔ فیضؔ فہمی نے جہاں تحقیق و تجسس کے دریچے کھولے ہیں اس میں ایک دریچہ اُن کی صحت اور بیماریوں کے متعلق اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ گوشہ بھی فیضؔ کے چاہنے والوں کے علاوہ فیضؔ کی شخصیت اور فن کو پرکھنے والوں کے لیے معلومات فراہم کر سکتا ہے۔ ویسے بھی شاید ہی کوئی بڑا شاعر ایسا ہو جس کی تصاویر میں سگریٹ نوشی کی کیفیات اس شدت سے دکھائی گئی ہوں جس طرح سے فیضؔ کی تصاویر میں بتائی گئی ہیں۔ فیضؔ ظاہراً صحت مند نظر آتے تھے لیکن ورزش اور چہل قدمی سے دُور بھاگتے تھے۔ فوج میں بھی اُن کی حیثیت صرف فوجی وردی تک محدود تھی ورنہ وہ محکمہ نشرو اشاعت کی کرسیوں پر ہی اپنا دن گزار دیتے تھے۔ تمباکو نوشی اور بدنی تساہل میں فیضؔ علامہ اقبالؔ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ راقم نے علامہ اقبالؔ کی بیماریوں پر ایک جداگانہ کتاب ''چون مرگ آید'' تصنیف کی ہے جس میں اُن کے خطوط سے 251 خط چُن کر اُن کی بیماریوں کی فہرست اور اُن کے امراض کی تشخیص کی ہے لیکن ہمیں فیضؔ کے بارے میں اس جوئے شیر لانے کی ضرورت اس لیے بھی نہیں کہ ماسکو، لبنان اور پاکستان کے ہسپتالوں میں فیضؔ کے تمام طبی ریکارڈز اور آزمائشات کی رپورٹیں موجود ہیں اور اقبالؔ کی غیر تشخیصی قلب اور حلق کی بیماری کے برعکس فیضؔ کی بیماریوں کی تشخیص سے فیضؔ اور اُن کے ڈاکٹروں کی ٹیم واقف تھی۔ اگرچہ راقم نے فیضؔ کے کسی طبی ریکارڈ کا مطالعہ نہیں کیا لیکن تیس 30 سالہ طبابت کے تجربہ کے بعد مریض کی شکایتیں سُن کر تشخیص کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ فیضؔ کے درجن بھر خطوط جن میں بیماریوں کی رُوداد، اُن کی سرگزشت اور پُرلطف ظریفانہ گفتگو جو ایلس، افتخار عارف، کرنل انور اور رحیم انجان کے خطوں میں نظر آتی ہے، وہی ہماری تحریر کا خام مواد ہے۔

فیضؔ کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کم از کم پانچ قسم کی بیماریوں سے دوچار ہوئے:

۱۔ دل کی بیماری
۲۔ پھیپھڑوں کی بیماری
۳۔ خون کی بیماری
۴۔ کان کی بیماری
۵۔ دانتوں کی بیماری

۱۔ دل کی بیماری:

فیضؔ دل کے مریض تھے۔ فیضؔ نے دل کی بیماری موروثی (Genetic جینیٹک) بھی پائی تھی۔ فیضؔ کے والد اور بڑے بھائی طفیل دونوں ناگہانی قلبی موت کے سانحے سے دوچار ہوئے تھے۔

- فیضؔ کو 1962ء میں یعنی اکاون سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک ہوا تھا جس پر بعد میں فیضؔ نے خوب صورت نظم بھی لکھی:

  درد اتنا تھا کہ اُس رات دلِ وحشی نے

- فیضؔ اوائل جوانی سے سگریٹ نوشی کرتے تھے اور وہ Chain Smoker تھے جس کی وجہ سے دل، پھیپھڑے، دانت، کان اور خون کی بیماریوں نے انھیں گھیر رکھا تھا۔
- فیضؔ نے افتخار عارف کے 18 مارچ 1984ء کے خط میں جو نصف شب کو ضیق النفس کے دورہ کا ذکر کیا ہے وہ قلب اور پھیپھڑوں کا مشترکہ عمل تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ فیضؔ کے پھیپھڑے اور دل تقریباً ناکارہ ہو چکے ہیں۔
- اس بات کا تقریباً یقین ہے کہ فیضؔ کا انتقال پھیپھڑوں کی بیماریوں کے ساتھ قلب کے حملے کے باعث ہوا تھا۔

۲۔ پھیپھڑوں کی بیماریاں:

1:۔ Chronic Bronchitis

2:۔ Emphysema

3:۔ Pulmonary edema

4:۔ Terminal Pneumonia

نصف صدی کی لگاتار سگریٹ نوشی نے فیضؔ کے پھیپھڑوں کو تباہ کر دیا تھا۔ ایلس کے نام جیل کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برونکائیٹس اور قلب کے مریض تھے، اسی لیے اُن کا ایکس۔رے اور کارڈیوگرام نکالا گیا۔ فیضؔ کی مسلسل سگریٹ نوشی اور برونکائیٹس نے پھیپھڑوں کو اس قدر شدید نقصان پہنچایا تھا کہ وہ آخری عمر میں تیز راستہ چلتے تو نفس تنگی کا احساس کرتے تھے، کمزور پھیپھڑوں کی وجہ سے وہ آخری

انفیکشن سے شدید نمونیا کا شکار ہو کر ان بدنی تکالیف سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو گئے۔

29 اپریل 1952ء کو ایلس کو لکھتے ہیں، ''میری صحت کے بارے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں اس لیے کسی قسم کے پریشان کُن خیالات کو اپنی مسرت میں حائل نہ ہونے دو۔ میرا کارڈیوگرام لیا جا چکا ہے اور کل ایکس۔رے ہو گا۔ مَیں نے درخواست دی ہے کہ مجھے چند دنوں کے لیے کراچی بھیج دیا جائے تا کہ کوئی ماہر ڈاکٹر معاینہ کر سکے، نہ جانے یہ درخواست منظور ہو گی کہ نہیں، لیکن تُم خاطر جمع رکھو۔ ڈاکٹر سیلرز کی دوائیوں کی فہرست مجھے مل گئی ہے اور آج کل میں اُنھیں شُروع کر دُوں گا۔ کارڈیوگرام اور ایکس۔رے کے نتائج آئیں گے تو بھجوا دُوں گا، وہ اُنھیں دکھا دینا اور اُن کی تشخیص اور مشورہ یہاں بھجوا دینا''۔

29 اپریل 1953ء کو ایلس کو لکھتے ہیں، ''میری صحت کے بارے میں تشویش نہ کرو۔ مَیں اچھی طرح اپنا خیال رکھتا ہوں۔ کارڈیوگرام اور ایکس۔رے دونوں ٹھیک ہیں۔ صرف کان میں ابھی تک تکلیف ہے جس کا علاج ہو رہا ہے۔ بڑے صاحبوں سے زیادہ درخواستیں کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا۔ اپنے دوستوں سے مشورہ کر لو۔ اگر وہ سمجھیں کہ اس میں کوئی فائدہ ہے تو درخواست بھجوا دو''۔

افتخار عارف کو 9 مئی غالباً 1980ء ماسکو سے لکھتے ہیں، ''ہمیں ابھی تک ہسپتال سے چھٹی نہیں ملی اور قریباً مزید بارہ چودہ دن یہیں پر گزریں گے، ہمیں چوں کہ اس سے پہلے ڈاکٹروں سے واسطہ ہی نہیں پڑا تھا (صرف ایک بار اکیس برس پہلے ہارٹ اٹیک کا شوق کیا تھا) اس لیے ہم نے اپنے باطن کی کبھی خبر ہی نہیں لی اور اب جو بے شمار اُلٹی سیدھی مشینوں سے سب کل پُرزوں کا معاینہ ہُوا تو پتا چلا (ہمیں نہیں ڈاکٹروں کو) کہ دل، جگر، آنتیں، پھیپھڑے وغیرہ سبھی آخری دموں پہ ہیں گویا بہ قول پطرس بُخاری مرحوم کے ایک ایک 'سیزیرین آپریشن' کے علاوہ ہم سے سب کچھ ہو چکا ہے اور ڈاکٹروں کا فیصلہ یہ صادر ہُوا ہے کہ دو ڈھائی ہفتے تو ہم ہسپتال میں گزاریں اُس کے بعد سینی ٹوریم میں کم از کم تین ہفتے باقی مرمّت کروائیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جولائی کا مہینا تو یہ ہر طور یہیں غارت ہو جائے گا، لندن کا طواف تو ضروری ہے لیکن اگست کے وسط سے پہلے غالباً ممکن نہیں ہو سکے گا''۔

خُطوط کے مُطالعے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فیض کی صحت قید کے دوران کمزور اور اُنھیں خُون کی کمی کی شکایت بھی ہو گئی تھی، چناں چہ وہ وٹامن اور طاقت کی گولیاں، جسے ڈاکٹر سیلرز کانسخہ کہتے تھے، استعمال کر رہے تھے۔

۳۔خون کی بیماری:

خون کی بیماریوں میں انیمیا (Anemia) کی شکایت رہی۔

۴۔کان کا انفیکشن:

۵۔دانتوں کا درد:

دانتوں کا درد اور انفیکشن کی رُوداد ذیل کے خُطوط سے واضح ہے۔ فیض نے یہ تمام خُطوط جیل سے ایلس کو لکھے:

12 مئی 1953ء، ''مقامی ڈاکٹروں نے دانتوں اور دُوسرے امراض کے ماہرین کی خدمات کے لیے کراچی لکھا ہے اور اس سفارش کے جواب کا انتظار ہے۔ ویسے مَیں صحت مند اور خوش و خرم ہوں اور اب بائیں کان میں سُنائی دینے لگا ہے۔

19 مئی 1953ء کان ابھی تک ٹھیک نہیں ہُوا اور علاج ہو رہا ہے۔ خون کے دباؤ کی کمی اور انیمیا کی معمولی سی شکایت ہے۔ یہاں کی تجویز کردہ دواؤں کے علاوہ ڈاکٹر سیلرز کا نسخہ بھی استعمال کر رہا ہوں، وٹامن سی، بی، کیلشیم وغیرہ وغیرہ۔

7 جولائی 1953ء، مجھے یہاں آئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے، اور اس دوران میں بہ قول بُخاری صاحب سیزیرین آپریشن کے سوا باقی سب جھیل چکے ہیں۔ خون کا دباؤ اب معمول پر ہے اور کان اور دانتوں کے سوا اور کوئی شکایت نہیں۔ مرض تو خیر اپنی جگہ ہے، مَیں علاج کی بات کر رہا ہوں جو مرض سے کہیں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

12 اگست 1953ء کان کا زخم اب بالکل مُندمل ہو چکا ہے۔ کچھ عرصے پہلے آپریشن کی تجویز ضرور ہوئی تھی لیکن افاقہ ہو جانے پر اور مزید صلاح مشورے کے بعد یہ تجویز ترک کر دی گئی اور آپریشن ضروری نہیں سمجھا گیا۔ جہاں تک غذا اور خوراک کا تعلّق ہے وہ مَیں نے عمداً کم کر رکھی ہے۔ وزن دوبارہ بڑھنے لگا تھا اور مَیں گھٹانا چاہتا تھا۔

27 اکتوبر 1980ء کو عبدالرحیم انجان مقیم انگلینڈ کو لکھتے ہیں: ''لندن کے بعد ہم ماسکو میں Check-up کے لیے گئے لیکن وہاں کا دستور ہی ایسا ہے کہ ایک دفعہ آپ ہسپتال میں ڈاکٹروں کے ہاتھ آ جائیں تو اُن سے جان چھڑوانا مشکل ہو جاتا ہے چناں چہ پورا ایک مہینا ہسپتال میں رہنا پڑا جس کا فائدہ یہ ہُوا کہ دوا دارُو کے علاوہ سگریٹ وغیرہ سے پرہیز کرنا پڑا''۔

28 اکتوبر 1980ء بیروت سے افتخار عارف کے خط میں لکھتے ہیں: ''ہم کوئی ڈیڑھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد ابھی واپس لوٹے ہیں، بیشتر وقت ماسکو کے بڑے ہسپتال میں گزارا، کوئی خاص شکایت نہیں تھی، بس وہی مضمحل ہو گئے قویٰ غالب اور Servicing کروانے کا معاملہ تھا، تین ہفتے ہر شے سے پرہیز کے بعد کوئی دس پونڈ وزن گھٹا لیا اور یوں بھی طبیعت کافی بحال ہو گئی، لیکن بعد میں سوچا کہ یہ پرہیزی علاج تو گھر بیٹھے بھی ہو سکتا ہے، ڈاکٹر اور ہسپتال کی کیا ضرورت ہے''۔

28 نومبر 1982ء کو کرنل انور احمد مقیم کینیڈا کو لکھتے ہیں، ''بہ فضلِ خدا صحت کے بارے میں ہمیں شکایت کا بہت کم اتفاق ہوا ہے لیکن اب عُمر ایسی آ گئی ہے کہ کوئی نہ کوئی پُرزہ تو کبھی نہ کبھی جواب دے گا۔ بہ ہر حال گزشتہ علالت کے بعد ماسکو اور لندن دونوں جگہ کافی مرمّت ہو چکی ہے، اس لیے فی الحال طبیعت بالکل بحال ہے''۔

18 مارچ 1984ء کو لاہور سے افتخار عارف کو لکھا، ''پھر اچانک برسوں کے بعد علالت کے ساتھ ہم بستری کا تجربہ ہُوا جس کے ہم بالکل عادی نہیں ہیں۔ نصف صدی کی سگریٹ نوشی کی وجہ سے Chronic Bronkitis تو خیر تھا ہی، لیکن اس کا ہم نے کبھی نوٹس ہی نہیں لیا۔ اب پہلے تو کچھ سانس کی تکلیف شُروع ہوئی جس سے کبھی کبھی رات کو بے خوابی کا سامنا ہُوا۔ دوا دارُو سے کچھ افاقہ بھی ہو گیا اور پھر ایک رات نصف شب کے قریب ضیق النفس کا کچھ ایسا دورہ پڑا کہ حواس گُم ہو گئے، ایمرجنسی وارڈ میں رات گزری اور اگلے دن میو ہسپتال کے ڈاکٹروں کی پوری پلٹن وارد ہو گئی، سب نے اس قدر خُلوص اور تن دہی سے عیادت کی کہ بیماری کی سب کوفت دُور ہو گئی۔ دس بارہ دن ہسپتال میں گزرے اور اب یوں لگتا ہے کہ کچھ ہُوا ہی نہیں تھا، البتہ سگریٹ نوشی ممنوع بلکہ سگریٹ نوشوں کی صحبت سے بھی پرہیز پر اصرار۔ اب

تک تو ہم اس قید و بند کی پابندی کر رہے ہیں، بعد میں دیکھیں گے کہ یوں زندگی کرنے کو کہاں تک جگر آوے۔ ماسکو سے دعوت آئی ہے کہ مزید معالجے کے لیے وہاں کچھ وقت گزاریں''۔

1984ء میں فیض نے اپنے آخری انٹرویو میں آئی۔ اے۔ رحمٰن کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا، ''پہلی مرتبہ میں اپنی صحت کے بارے میں متوجہ ہونے پر مجبور ہُوا ہُوں۔ دوپہر کو آرام کرتا ہُوں۔ میں ڈاکٹروں کے مشورہ پر عمل کر رہا ہُوں''۔

فیض کی صحت اور اُن کی بیماریوں کے تعلّق سے ہم بحیثیت ایک طبیب فیض کی سگریٹ اور شراب نوشی کو بالائے طاق اس لیے بھی نہیں رکھ سکتے کہ ان مضر عادتوں نے فیض جیسے جینیئس کے کام میں خلل ڈالا اور شاید فیض کی عُمر بھی کم کردی۔ یہ سچ ہے کہ موت کا دن مُعیّن ہے لیکن طولِ عُمری کوشش اور دُعا یہ بھی پیغام دیتی ہے، مع ''خُدا بندے سے خُود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے''۔ فیض سگریٹ کے معتاد تھے انھیں لوگوں نے لگاتار Chain Smoke کے رُوپ میں دیکھا۔ انھیں اچھے اور مغربی مرغوب سگریٹ بہت پسند تھے جیل سے ایلس کو خط میں لکھتے ہیں، کہ اُن کے سُسر لندن سے اچھے سگریٹ بھیجیں کیوں کہ مُدّت سے وہ اچھے سگریٹ نہیں پی سکے۔ سگریٹ نوشی کی وجہ سے اُن کے چہرے پر جھرّیاں درمیانی عُمر سے ہی ظاہر ہوگئی تھیں، جن لوگوں نے فیض کو قریب سے دیکھا وہ بتاتے ہیں کہ اُن کی وہ اُنگلیاں جن میں وہ سگریٹ رکھتے تھے نکوٹین سے زرد ہوگئی تھیں۔ فیض کا صبح بستر سے اُٹھنے کے بعد پہلا اور رات بستر پر سونے سے پہلے آخری مشغلہ سگریٹ نوشی تھا۔ اور یہی بلا اُن کی جان لیوا بلا بھی ثابت ہوئی۔

فیض کی شخصیت کو بیان کرنے والوں نے انھیں تساہل او کاہل مزاج کہا ہے۔ مجاز جو خُود دن رات شراب کے نشے میں دھت پڑے رہتے تھے فیض کو ''بحرالکاہل'' کہا کرتے تھے جس کا انکشاف آغا آفتاب قزلباش نے اپنے مضمون ''آشنائی گویم'' میں کیا ہے۔ کسی بھی نشہ آور چیز سے انسان پہلے کچھ دیر معمول سے زیادہ تیز یا Hyper ہو جاتا ہے لیکن پھر وہ نارمل سطح سے بھی بہُت کم کام کرسکتا ہے، چناں چہ سگریٹ اور شراب کے عادی لوگ عام افراد سے کام کاج میں پیچھے رہتے ہیں۔ ایک مقام پر خُود فیض نے لکھا ہے کہ شراب پی کر اچھی شاعری نہیں کی جاسکتی۔ اُردو کے چار بڑے شاعروں میں تین بڑے شاعر میر تقی میر، میر انیس اور علامہ اقبال شراب نہیں پیتے تھے۔ غالب کی فارسی اور اُردو شاعری غالب کے ذہن کی دین ہے، جس کو مہمیز کرنے کے مختلف طریقوں میں سے ایک ذریعہ غالب کی شراب نوشی تھی:

مے سے غرض نشاط کہاں رُوسیاہ کو
اک گونہ بے خُودی مجھے دن رات چاہیے

غالب شراب سے غمِ دوراں کو مٹا کر بے خُودی میں خُودی کی تلاش کرتے تھے ویسے بھی اُن کی اسّی نوّے فی صد بڑی شاعری اُن کی زندگی کے پہلے چالیس 40 برس یعنی 1840ء سے پہلے لکھی جا چکی تھی، اُس عُمر میں وہ شراب نوشی تو کرتے تھے لیکن شراب کے اسیر یا معتاد نہیں ہوئے تھے۔

فیض کی شراب نوشی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ فیض شراب نوشی میں سگریٹ نوشی کے برخلاف اعتدال پسند تھے چناں چہ اُن کی ساری عُمر میں کوئی ایسا ناپسند واقعہ نہیں ملتا جس سے منٹو، میراجی، مجاز، فراز وغیرہ وغیرہ کی شخصیتوں کے دفتر بھرے پڑے ہیں۔

غالب کی طرح فیض نے شراب طہورہ نہیں بل کہ بھٹی میں پکی ہوئی شراب کی تعریف سے اپنے شعری دفتر کو رنگین کیا ہے۔ اس تحریر میں تمبا کو اور شراب نوشی کا تذکرہ صحت کے زاویوں اور اس کے ذہن پر اثرات کے عمل کے تحت کیا گیا ہے ورنہ یہ دونوں شخصی مسائل ہیں، ان کا شمار شخصیت کے ذیل تو کسی حد تک ہوسکتا ہے لیکن فنی دبستان میں ان مطالب پر قلم اُٹھانا اُنگلی اُٹھانا تصوّر کیا جاتا ہے۔

خیام اُردو جوش ملیح آبادی ہوں یا شیخ اُردو ریاض خیر آبادی ہوں شراب کے تذکرے کے بغیر اُن کے تذکرے تشنہ رہ جاتے ہیں۔ غالب نے چیف سکرٹری کو شراب کی طلب میں جو قصیدہ لکھا، اُس میں یہ بھی اشارہ کیا کہ:

باید کہ صراحی بود آبستن صہبا
تا ناطقہ را روی دھد نادرہ زائی

یقیناً بوتل کو چاہیے، وہ شراب سے حاملہ رہے (اُس کے پیٹ میں بھری رہے) تا کہ جو اُس کو پیے وہ نادر مضامین کو جنم دے سکے۔

فیض کا دورانِ حبس نفسیاتی تجزیہ نہیں کیا گیا

فیض کی نفسیاتی کیفیت کو حبس کے دوران تجزیہ نہیں کیا گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ فیض کی قید کے دوران انہیں ذہنی اضطراب نے تخلیقی کام سے دُور رکھا تھا جیسا کہ وہ خود اپنی بیگم ایلس کے خط میں لکھتے ہیں:

"I am doing a bit of writing but it is difficult to concentrate and series work is hardly possible. for the present, therefore I am trying to workout my fiction story and re-read old fiction, which is quite enjoyable."

کبھی لکھتے ہیں، جیل میں روزانہ کا معمول مطالعہ کرنا، کھانا اور بعض اوقات شطرنج کھیلنا اور تمہارا اور بچوں کا خیال کرنا ہے۔

"The usual cast of prison routine reading eating an occasional game of chess and thinking of you and the little ones."

افسوس تو یہ ہے کہ فیض کی نفسیاتی کیفیت کا تجزیہ تو ایک طرف بعض ادیبوں نے ان کی قید کو ایک مثبت قدم اور ان کی شاعری کے مقبول ہونے کا سبب بتایا ہے۔

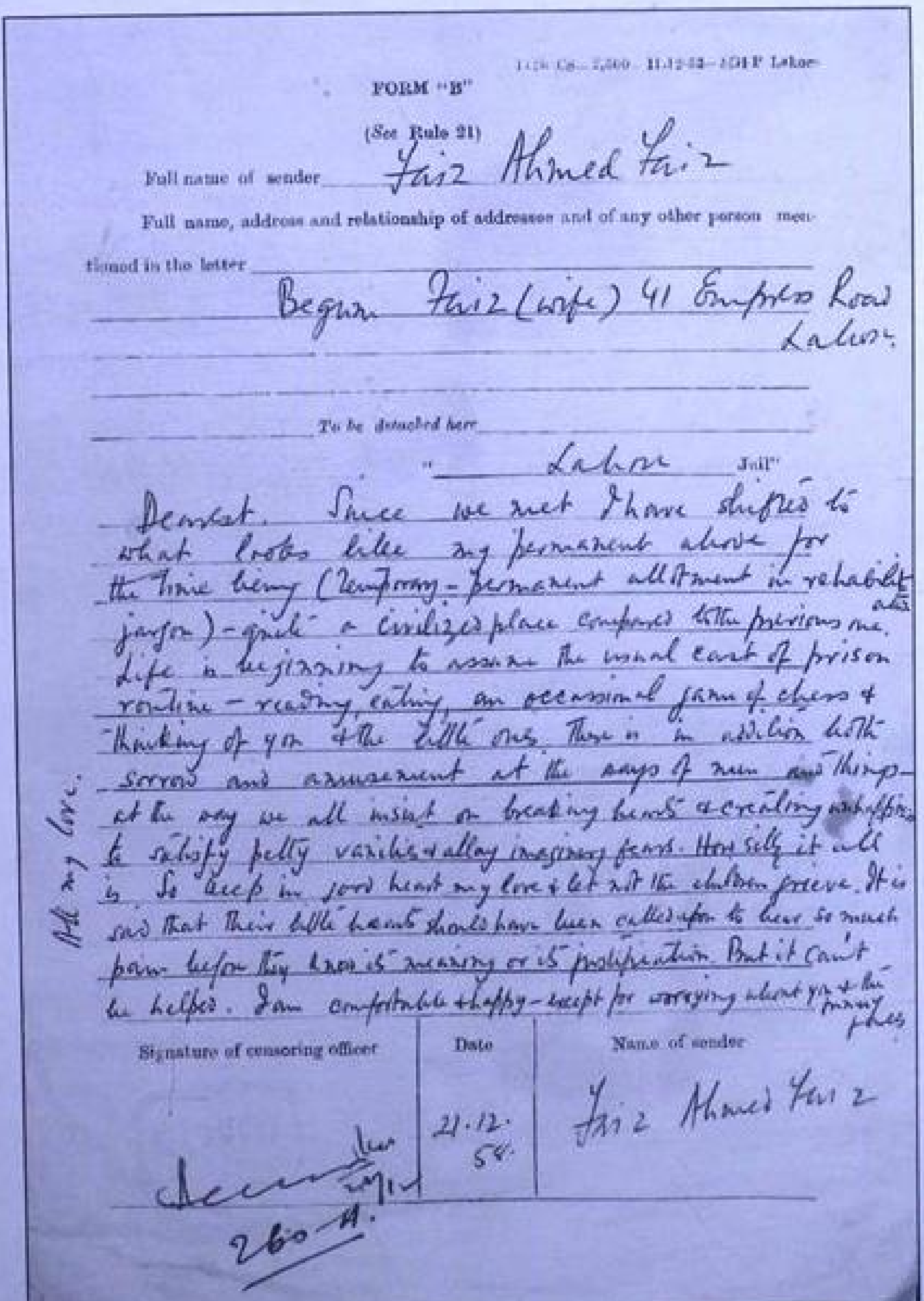

1126 Cs.—2,500—11-12-52—1314 P Lahore

FORM "B"

(See Rule 21)

Full name of sender Faiz Ahmed Faiz

Full name, address and relationship of addressee and of any other person mentioned in the letter Begum Faiz (wife) 41 Empress Road Lahore.

To be detached here

"Lahore Jail"

Dearest. Since we met I have shifted to what looks like my permanent abode for the time being (temporary-permanent allotment in rehabilitation jargon) - quite a civilized place compared to the previous one. Life is beginning to assume the usual cast of prison routine - reading, eating, an occasional game of chess & thinking of you & the little ones. There is in addition both sorrow and amusement at the ways of men and things - at the way we all insist on breaking hearts & creating unhappiness to satisfy petty vanities & allay imaginary fears. How silly it all is. So keep in good heart my love & let not the children grieve. It is sad that their little hearts should have been called upon to bear so much pain before they know its meaning or its justification. But it can't be helped. I am comfortable & happy - except for worrying about you & the funny ...

All my love.

Signature of censoring officer	Date	Name of sender
[illegible]	21.12.54.	Faiz Ahmed Faiz

260-A.

Faiz to Ayls from Lahore Jail, 1958.

1126 CS—7,500—11-12-53—SGPP Lahore

FORM "B"

(See Rule 21)

Full name of sender: Faiz Ahmed Faiz

Full name, address and relationship of addressee and of any other person mentioned in the letter: Mrs Faiz (wife)
41 Empress Road, opposite Radio Pakistan
Lahore.

To be detached here

"Lahore Jail"

Dearest- Here we are at the end of the 3rd week already. The rest too will soon pass - only what a waste it is & how pointless. I am doing a bit of writing but it is difficult to concentrate & serious work is hardly possible. For the present, therefore, I am trying to work out my film story & re-read old [illegible] fiction - which is quite enjoyable. I feel almost grateful for bad weather - it is a good excuse to stay in bed & forget what you are missing. It is surprising that my last letter hasn't got to you yet - it must be somewhere on the way. What I asked for in addition to Ibsen was (i) Shakespeare (ii) French Course
X (iii) Outline of Modern Knowledge (iv) In my brief-case there are 2 volumes of a Persian book I brought with me [illegible]. There are also two rolls of film which you can give to Chowdhry to print - if they are exposed. I can hardly think of anything else to write about except that all my thoughts are always with you, & so long as you & the little ones are well & can smile a smile I have neither worry of the loneliness. I here doesn't matter. [illegible] you have received [illegible] my room. All my love.

Signature of censoring officer	Date	Name of sender
[illegible signature]	5.1.59.	Faiz Ahmed Faiz

Faiz to Ayls from Lahore Jail, 1959.

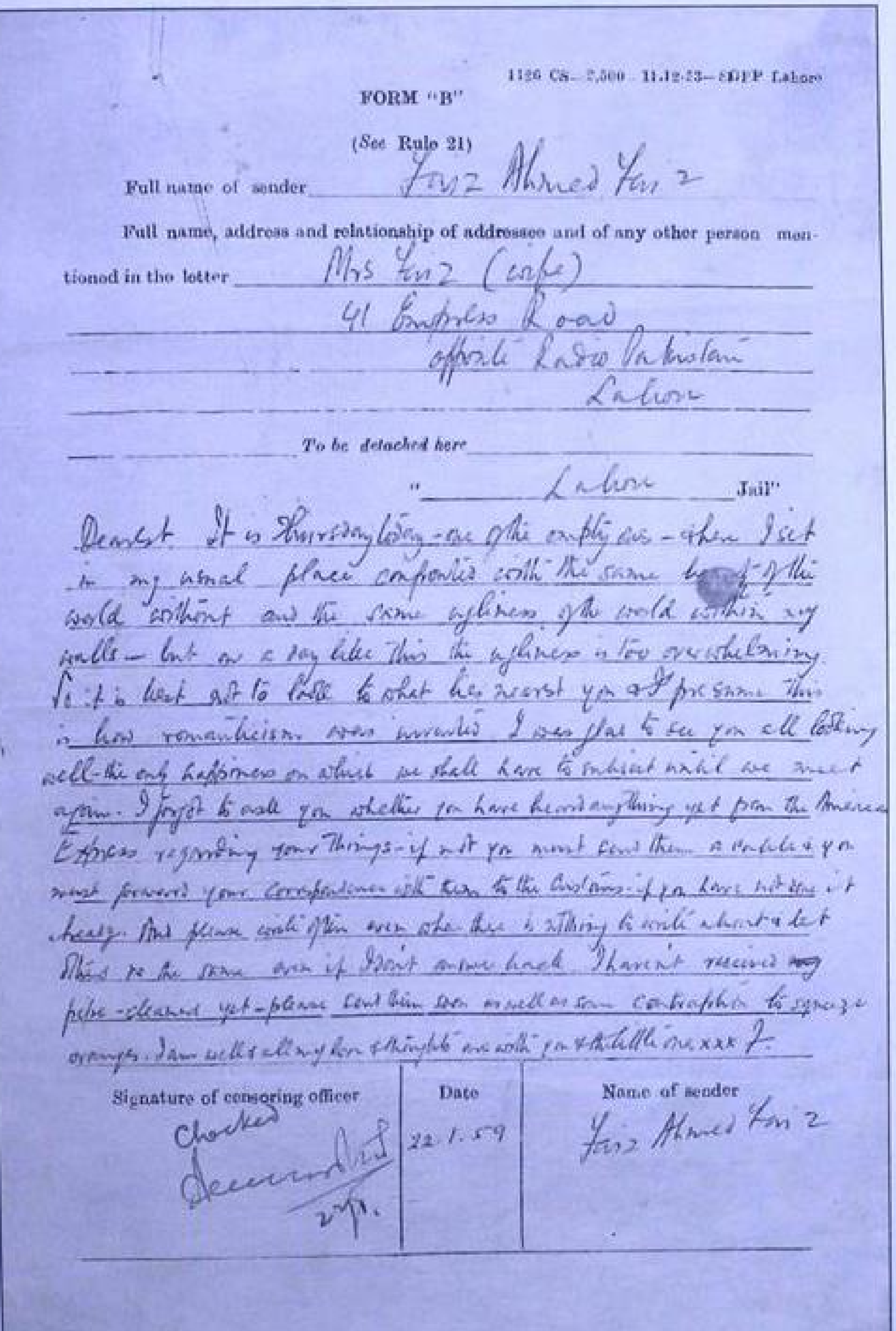

1126 Cs.—2,500—11-12-53—SGPP Lahore

FORM "B"

(*See* Rule 21)

Full name of sender: Faiz Ahmed Faiz

Full name, address and relationship of addressee and of any other person mentioned in the letter: Mrs Faiz (wife)
41 Empress Road
opposite Radio Pakistan
Lahore

To be detached here

"Lahore Jail"

Dearest. It is Thursday today – one of the empty ones – when I sit in my usual place confronted with the same beauty of the world without and the same ugliness of the world within my walls – but on a day like this the ugliness is too overwhelming & it is best not to look to what lies nearest you and I presume this is how romanticism was invented. I was glad to see you all looking well – the only happiness on which we shall have to subsist until we meet again. I forgot to ask you whether you have heard anything yet from the American Express regarding your things – if not you must send them a cable & you must forward your correspondence with them to the Customs – if you have not done it already. And please write often even when there is nothing to write about & let this be the same even if I don't answer back. I haven't received my pipe-cleaners yet – please send them soon as well as some contraption to squeeze oranges. I am well & all my love & thoughts are with you & the little ones xxx F.

Signature of censoring officer	Date	Name of sender
Checked [illegible signature]	22.1.59	Faiz Ahmed Faiz

Faiz to Ayls from Lahore Jail, 1959.

فیض کا آخری وقت

(میو ہسپتال، لاہور)

یہ سچ ہے کہ موت کا دن معین ہے لیکن سائنسی نقطہ نظر سے یہ معلوم کرنا کہ کیا فیض کو موت کے پنجے سے کچھ مدت تک رہا کیا جا سکتا تھا، بھی ضروری ہے۔ ''ذکرِ فیض'' میں سید مظہر جمیل نے ''کس طرح آئے گی جس روز قضا آئے گی'' کے ذیل میں فیض کی زندگی کی آخری رات آخری دن کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے۔ ہم یہاں اس اقتباس کو اس لیے بھی پیش کر رہے ہیں کہ ان حقائق سے فیض کے آخری علاج پر گفتگو کرنے میں مدد ملتی ہے۔

کس طرح آئے گی جس روز قضا آئے گی

''19 نومبر 1984ء کو فیض کی زندگی کا آخری سورج طلوع ہوا تو سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا کہ ایک دن پہلے تھا۔ فیض نے معمول کے مطابق دن کا آغاز کیا تھا۔ منیزہ اور حمیر ہاشمی نے اپنی شادی کی سترھویں سالگرہ کی تقریب منعقد کی تھی، کھانے پر دو چار دوست بھی بلا رکھے تھے۔ فیض اور ایلس کو بھی شریک ہونا تھا۔ فیض ایسے موقعوں پر خاصے الرٹ رہا کرتے تھے۔ حسب معمول وقت سے پہلے تیار ہو گئے تھے۔ اس موقعے پر انہوں نے نائجیریا کا بنا ہوا کوئی خوبصورت برتن تحفے میں دیا تھا لیکن وہ سارا وقت الگ تھلگ بیٹھے رہے۔ کھانا کھانے سے بھی انکار کیا۔ کہنے لگے، مجھے ذرا سانس میں تکلیف محسوس ہو رہی ہے، کچھ دیر آنکھیں بند کیے بیٹھے رہے، پھر اچانک کھڑے ہو گئے اور معذرت چاہتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چل دیے۔ منیزہ اور بچے اس کیفیت کو دیکھ کر گھبرا گئے کیونکہ اس سے پہلے کبھی یہ صورت حال پیدا نہ ہوئی تھی۔ منیزہ اور حمیر مہمانوں سے معذرت کر کے انہیں گھر تک چھوڑنے آئے لیکن فیض نے انہیں واپس بھجوا دیا کہ تم جاؤ اور you carry on۔ ایلس بھی ساتھ اٹھ آئی تھی۔

فیض کے چہرے پر شدید کرب کے اثرات تھے جیسے وہ شدید تکلیف کو ضبط کر رہے ہوں جیسا کہ عام طور پر کیا کرتے تھے۔ لیکن دیکھتے دیکھتے طبیعت اور بگڑ گئی اور ایلس نے فوراً حمیر کو فون پر اطلاع دی کہ فیض کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ سب لوگ آناً فاناً پہنچ گئے، یہ کوئی نصف شب کی گھڑی ہوگی کہ یہ لوگ انہیں کار میں ڈال کر فوراً میو ہسپتال لے گئے۔ میو ہسپتال جانے کا یہ کوئی پہلا موقع تو تھا نہیں، اس سے پہلے کئی مرتبہ وہ یہاں کے چکر لگا گئے تھے اور یہاں کے معالجین فیض کے مزاج اور عارضے کی شدت سے کما حقہ آگاہ تھے۔ چنانچہ ہسپتال پہنچتے ہی بحالی صحت کی کوششیں جاری ہو گئی تھیں۔ لیکن معالجین خود بھی دیکھ رہے تھے کہ اس بار معاملہ قدرے مختلف معلوم ہوتا ہے۔

فوراً انتہائی نگہداشت کے شعبے میں لے جایا گیا، لیکن صورت حال میں کوئی مثبت تبدیلی نہ ہوئی۔ کوئی رات کے دو بجے حمیر اور علی مدیح نے خون دیا، لیکن حالت صبح تک مزید بگڑتی گئی، ڈاکٹروں نے کارڈک استھما (Cordicaestheme) کے شدید حملے کی تشخیص کی تھی جس میں دمے کی وجہ سے دل کی حرکات خطرناک حد تک متاثر ہو جاتی ہیں۔ یہی کیفیت دوسرے دن صبح تک قائم رہی۔ فیض نیم غنودگی کی کیفیت میں تھے اور چہرے پر تکلیف اور تشنج کے اثرات نمایاں تھے۔ میو ہسپتال میڈیکل وارڈ کی راہداریوں میں، ہسپتال کے باہر لان پر، گزرگاہوں میں ہر جگہ فیض کے چاہنے والوں کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے کیونکہ فیض کی علالت کی خبر دوستوں میں پھیل چکی تھی اور جس جس کو اطلاع ملی تھی وہ میو ہسپتال کا رخ کرتا تھا۔ فیض اس وقت جس تکلیف دہ صورت حال سے گزر رہے تھے اس کے آثار ان کے چہرے سے ہویدا تھے، حالانکہ ڈاکٹروں نے انہیں مختلف نلکیوں اور دوسرے آلات سے جکڑ رکھا تھا لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ فیض کا حوصلہ مند دل زندہ رہنے کا عزم رکھتا ہے اور وہ اس کٹھن گھڑی کا مقابلہ کر رہا ہے، لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا، ویسے ویسے معالجین کی پیشانی بھی عرق آلود ہوتی جاتی تھی، کئی گھنٹوں کی معرکہ آرائی کے بعد بھی فیض اس آخری گھڑی کو نہ روک سکے، اور ڈاکٹروں نے پوری رات اور آدھے دن کی شدید جدوجہد کے بعد دوپہر ایک ڈیڑھ بجے ان کے انتقال کا اعلان کر دیا تھا، وہ منگل کا دن اور 20 نومبر 1984ء کی تاریخ تھی۔''

آج ہماری نظروں کے سامنے فیض کا Death Certificate ہے جو میو ہسپتال کے ایسٹ میڈیکل وارڈ سے رجسٹر نمبر 625 کے تحت صادر ہوا ہے، جس پر ڈاکٹر جاوید گردیزی میڈیکل آفیسر کے دستخط ثبت ہیں۔ اس میں فیض کی عمر 73 سال، ہسپتال داخلہ 19 نومبر رات کے 11:30 بجے اور تاریخ انتقال 20 نومبر دن کے ایک بج کر بیس منٹ لکھا گیا ہے۔ فیض کی علالت کی تشخیص Status Asthamatics اور Respiratory Failure بتائی گئی ہے اور انتقال کی وجہ Cardio Respiratory Failure لکھی گئی ہے۔

- سب جانتے ہیں کہ فیض سگریٹ نوشی کرتے تھے اسی سبب انہیں مسلسل برونکائٹس کے حملے اور بعض اوقات نمونیا بھی ہو جاتا تھا، چنانچہ وہ پاکستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں خاص طور پر ماسکو میں زیر علاج بھی رہے، ان عفونتی حملوں نے ان کے پھیپھڑوں کو کمزور اور خراب کر دیا تھا اور انہیں ام فی زما ہونے کی وجہ سے سانس لینے میں دشواری ہوتی تھی جس کا اثر ان کے قلب پر بھی پڑتا تھا۔ فیض کا دل بھی کمزور تھا اور Heart Attack ہو چکا تھا۔
- فیض چودہ گھنٹے ہسپتال میں زندہ رہے یعنی چودہ گھنٹے فیض نے ڈاکٹروں کو دیے، اسی شدید حالت میں مغربی ہسپتالوں میں ہر گھنٹہ نہیں بلکہ ہر دس پندرہ منٹ سے علاج کے پروٹوکال پر غور کیا جاتا ہے، ڈاکٹروں کا ایک کمیشن بنایا جاتا ہے اور جونیئر ڈاکٹروں کو مسلسل ہدایتیں دی جاتی ہیں۔
- ہمارا چالیس سالہ تجربہ بحیثیت فزیشن یہ بھی ہے کہ اگر مریض معتبر یا معروف ہو تو اس کی دیکھ بھال اور خصوصی علاج کے لیے ہسپتال کے تمام اہم ڈاکٹر اور اسٹاف موجود ہوتے ہیں، یہ سچ ہے کہ فیض کے چاہنے والوں کا ہجوم ہسپتال کے باہر لان پر تھا مگر کیا ہسپتال کے اندر وارڈ پر تجربے کار ڈاکٹروں کا گروہ موجود تھا؟
- انتقال کے بعد فوری جسد وارثوں کو دیا گیا تا کہ جسد خاکی پیوند خاک ہو سکے، کسی قسم کی بھی مزید تحقیق یا پوسٹ مارٹم نہیں ہوا۔

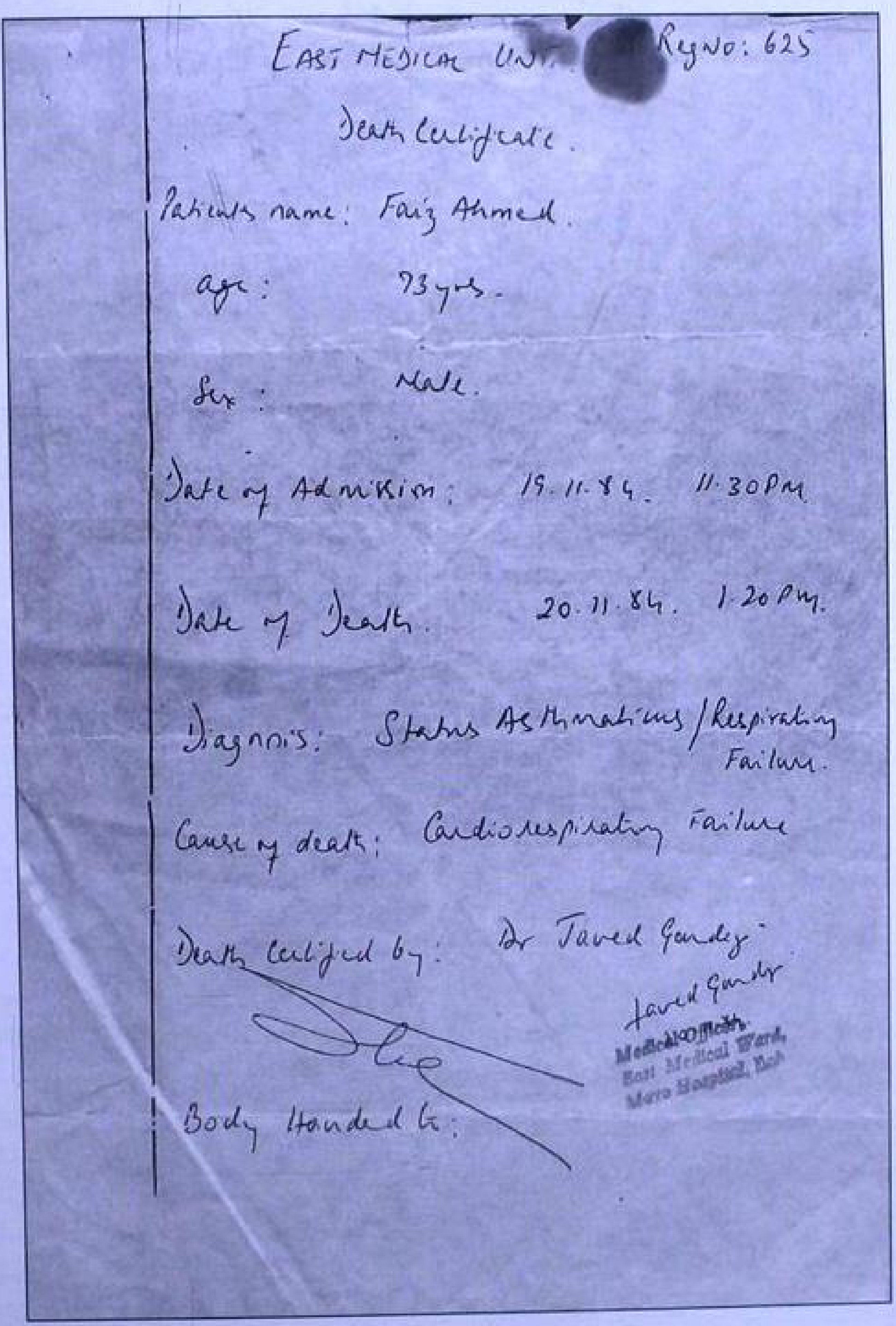

EAST MEDICAL UNIT Reg no: 625

Death Certificate.

Patients name: Faiz Ahmed.

age: 73 yrs.

Sex: Male.

Date of Admission: 19.11.84. 11.30 PM

Date of Death. 20.11.84. 1.20 PM.

Diagnosis: Status Asthmaticus / Respiratory Failure.

Cause of death: Cardiorespiratory Failure

Death certified by: Dr Javed Gondez

Javed Gondez
Medical Officer,
East Medical Ward,
Mayo Hospital, Lah

Body Handed to:

ڈیتھ سرٹیفکیٹ میو ہسپتال، لاہور

نقل مطابق اصل از رجسٹر اموات سنہ 1984ء

۱	۲	۳	۴	۵	۶		۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
نمبر شمار	تاریخ اندراج موت	تاریخ وفات	نام ولدیت، ذات، مذہب رہائش متوفی	نام والد متوفی بصورت منکوحہ عورت نام شوہر	جنس		عمر متوفی	باعث موت	جائے موت	نام ولدیت اور پتہ اطلاع دہندہ	دستخط اطلاع دہندہ	کیفیت
					مرد	عورت						
388	27/11/84	20/11/84	فیض احمد فیض 101-M-[illegible]	ولد سلطان [illegible]	[illegible]	[illegible]	73 سال	دل کا دورہ	میو ہسپتال لاہور	شعیب ہاشمی	[illegible]	[illegible]

102-M ماڈل ٹاؤن لاہور

مصدقہ نقل

لاہور میونسپل کارپوریشن

LAHORE MUNICIPAL CORPORATION

نقل رجسٹر اموات، لاہور

فیض احمد فیض کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا

نماز جنازہ میں آغا شاہی، ڈاکٹر جاوید اقبال، سیاستدانوں اور دانشوروں نے شرکت کی

لاہور ۲۰ نومبر (نمائندہ جسارت) فیض احمد فیض کو آج سہ پہر ماڈل ٹاؤن کے قبرستان میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ایک اندازے کے مطابق ان کے جنازے میں مختلف شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے تقریباً دس ہزار افراد شریک ہوئے۔ آج صبح سے فیض کے مداحوں کی عظیم اکثریت ان کی رہائش گاہ ۱۰۲ ۔ ایچ بلاک ماڈل ٹاؤن میں پہنچنا شروع ہو گئی۔ گزشتہ رات بھی مقامی شاعروں ادیبوں اور دانشوروں کی بڑی تعداد فیض کی رہائش گاہ پر رہی۔ خواتین رات بھر ان کی میت کے پاس قرآن خوانی کرتی رہیں۔ ان کی صاحبزادی منیزہ ہاشمی اپنے عظیم باپ کے سرہانے نفل پڑھتی رہیں اور تسبیح کرتی رہیں۔ آج صبح سے ہی خواتین کی بڑی اکثریت جنازہ اٹھنے تک فیض کی میت کے قریب قرآن خوانی میں مصروف رہیں جب کہ سوگوار مرد ان کی باتیں یاد کر کے روتے اور رلاتے رہے۔ جب فیض کی میت پوری تیار ہو چکی تو آخری دیدار کے لئے ان کی کوٹھی کے لان میں رکھ دی گئی۔ آخری دیدار کرنے کے لئے پنجابی کے معروف شاعر استاد دامن بھی سروسز اسپتال سے جہاں وہ داخل ہیں ڈاکٹروں کے منع کرنے کے باوجود پہنچ گئے۔ اور دیر تک اپنے دوست کے سرہانے بیٹھے رہے۔ اس موقع پر استاد دامن کی حالت پھر بگڑ گئی اور انہیں دوبارہ اسپتال پہنچا دیا گیا۔ کلمہ شہادت کے ورد کے ساتھ ساڑھے گیارہ بجے فیض کا جنازہ اٹھا۔ اس موقع پر چاروں طرف سر ہی سر نظر آتے تھے۔ نہایت محتاط اندازے کے مطابق جنازے کے جلوس میں دس ہزار افراد شریک ہوئے۔ فیض کی نماز جنازہ ان کی رہائش گاہ سے کچھ فاصلے پر واقع ایک اسکول کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ علامہ احسان اللہ فاروقی نے پڑھائی اور اس میں جن لوگوں نے شرکت کی ان میں سابق وزیر خارجہ آغا شاہی، لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال، ہائی کورٹ کے ایک اور جج غلام مجدد مرزا، ریٹائرڈ جسٹس آفتاب فرخ، ممتاز قانون دان ایس ایم ظفر، بزرگ سیاستدان میاں ممتاز دولتانہ، احمد سعید کرمانی، ملک محمد قاسم، عبدالرشید قریشی، چوہدری خالد محمود ایڈووکیٹ، اعجاز بٹالوی، شیخ رفیق فاروقی قریشی، عابد حسن منٹو، حافظ رشید، ڈاکٹر مبشر حسن، عبدالحفیظ کاردار، ملک معراج خالد، ملک حاکمین، سابق سینیٹر میاں احسان، پروفیسر عثمان، میاں عبدالخالق، محمود مرزا، ڈاکٹر احمد سعید، پروفیسر سجاد، محمد اقبال ہوکل، محمود مرزا، مسعود صدیقی، اسمٰعیل قریشی، ملک امجد حسین، پروفیسر صالح (?)، محمد حنیف رامے، سابق ٹیسٹ کرکٹر فضل محمود، سلمان تاثیر، میاں ساجد پرویز، افتخار احسان، کامریڈ لئیق عسکری، ڈاکٹر سید علی احمد طاہر، خواجہ ظہیر، حسن عسکری، اللہ نسیم، علیم، ایم اے، ایس ایم منصور، قومی [illegible] حفیظ تائب، الحسین فراقی، سعادت سعید، فلمی اداکاروں میں سے محمد علی، طالش اور قوی شریک ہوئے۔ نماز جنازہ میں گورنر پنجاب کی نمائندگی ان کے ملٹری سیکرٹری لیفٹیننٹ کرنل یعقوب ڈوگر نے کی۔ فیض احمد فیض کو بارہ بج کر پانچ منٹ پر ماڈل ٹاؤن کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کے دوست حفیظ جالندھری بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔

Faiz is dead

Dawn Lahore Bureau

LAHORE, Nov 20: Faiz Ahmad Faiz died here on Tuesday afternoon leaving a whole people in bereavement. He was 73.

The greatest Urdu poet of his time, Faiz became a legend in his lifetime for his intrepid struggle against what he himself once described as "the dark and dastardly superstitions of centuries untold". He understood the agony of the dispossessed and the disinherited and he sang of them and for them to the last.

His deep compassion for the suffering of fellow human beings found expression in verse after poignant verse, in poem after poem, in collection after collection. Faiz protested against the iniquitous system into which he was born, but it was not the protest of the prostrate, but of the defiant.

Faiz did not believe in the unnecessary word. He was too well-read for that. He spoke when he had to and then every syllable fell in place, was integral to the man that was Faiz.

Faiz had not been keeping good health for some time and had to be hospitalized for extended periods at home and abroad soon after his 72nd birthday in 1984. However, 1911, at Kala Qadir. After primary After his release in 1955 he re-

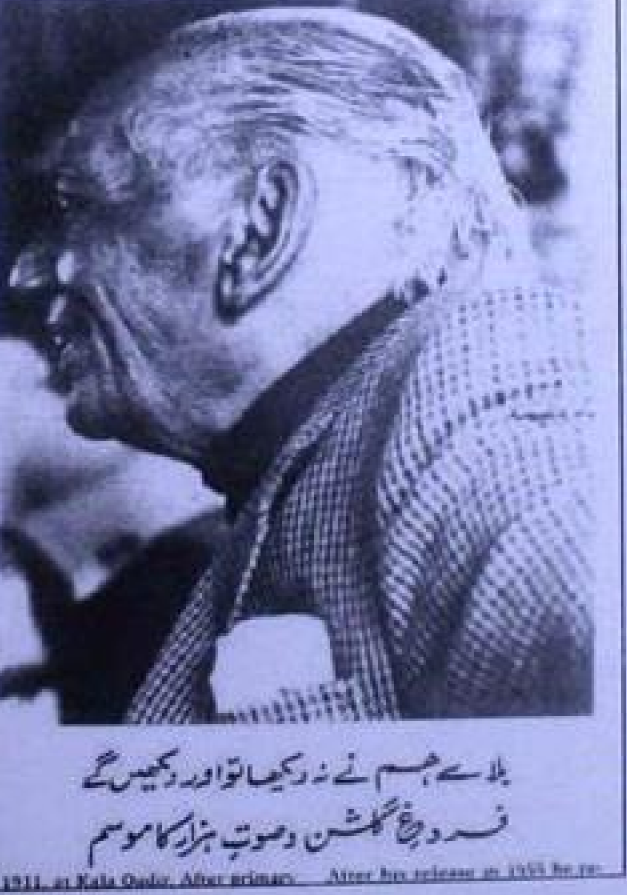

بلا سے ہم نے نہ دیکھا تو اور دیکھیں گے
فروغِ گلشن و صوتِ ہزار کا موسم

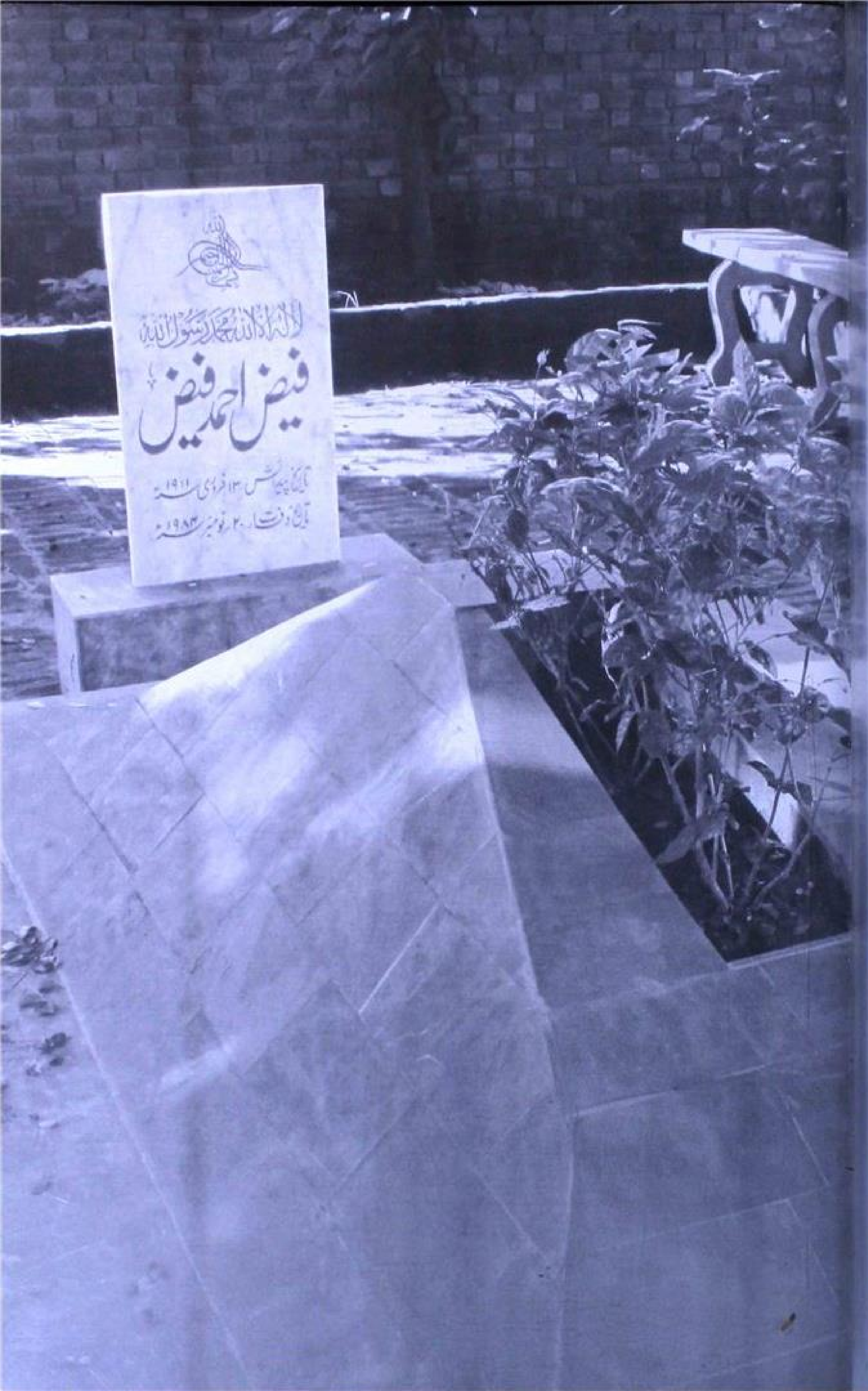
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فیض احمد فیض
تاریخ پیدائش ۱۳ فروری سنہ ۱۹۱۱

From

The District Magistrate,
Lahore.

To

Mrs. Alys Faiz Ahmed Faiz,
r/o 102-H Block, Model Town,
Lahore.

No.RDM/ 20943 Dated. 12-12-84

Subject:- Permission for holding a private get together in connection with Mr. Faiz Ahmed Faiz at ~~8xx~~ 8-Durand Road, P.S. Qilla Gujjar Singh Lahore on 17-12-1984 from 2.00 P.M. to 6.00 P.M, alongwith use of microphones.

Memo.

With reference to your application dated 10-12-1984 on the subject noted above.

This Office has no objection for holding a private get together in connection with the sad edmise of Mr. Faiz Ahmed Faiz within forewalls of 8-Durand Road, P.S. Qilla Gujjar Singh, Lahore on 17-12-1984 from 2.00 P.M. to 6.00 P.M. alongwith use of microphones subject to the conditions that the microphones shall be used on low tone for above said purpose only and no politcal/sectarian/objectionable issue shall be touched.

for District Magistrate, Lahore.

No.RDM/ Dated. 12/12

A copy is forwarded to:-

1. The Officer On Special Duty (Home) Home Department, Govt. of the Panjab, Lahore for information.
2. The Assistant Commissioner, Cantt. Lahore.
3. The Supdt. of Police, Cantt. Lahore.

for information and necessary action.

for District Magistrate, Lahore.

NOC from The District Magistrate Lahore for a Condolence Reference being held for Faiz Ahmed Faiz, 1984.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN

General M. Zia-ul-Haq

ISLAMABAD
57/2/CMLA
26 Safar 1405 A H
21 November 1984

Mrs Alys Faiz
102-H, Model Town
Lahore

Dear Begam Faiz,

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

On hearing the distressing news of the passing away of your husband on 20th November, I issued an official condolence message which, I trust, you have received.

I write these few lines to convey my personal sense of loss and grief at the sad demise of Mr Faiz Ahmad Faiz, and my profound admiration for his poetic genius. He was undoubtedly among the greatest poets and intellectuals of our times. He had many fields of creative interest, including teaching and journalism, but his life-long passion remained Urdu poetry and literature. He cast the Urdu ghazal into a new mould, and aligned it to the needs of contemporary idiom and expression. Urdu ghazal, through his pen, acquired a new vigour and finesse, and thus became a powerful and distinct medium of expression.

Faiz was an intellectual of international stature, and the appeal of his poetic works trancended the boundaries of Pakistan. He has left behind innumerable friends and admirers, at home and abroad, to mourn his death.

I share your grief in this hour of bereavement, and offer my heartfelt condolences. May Allah rest the departed soul in peace, and give you the strength to bear this irreparable loss. Ameen.

Yours sincerely,

M. Zia-ul-Haq

General
(M. Zia-ul-Haq)

تعزیتی خطوط

منظمة التحرير الفلسطينية اسلام آباد - باكستان

PALESTINE LIBERATION ORGANIZATION ISLAMABAD – PAKISTAN

Date: التاريخ :-
Ref: الرقم :-

Honourable sister,

With a heart filled and with deep sadness, I received the news of the disastrous loss of my brother and friend late Faiz Ahmad Faiz. He was a real Palestinian and International Freedom Fighter. He had a great belief in our people and their just cause and struggle.

It was not enough for him to express his belief in our cause by words but he shared us all our problems by being with us in all the critical times, which faces our revolution and its just cause and during the zionist seige around Beirut he was standing side by side with his brothers, the Palestinians defending the city and the cause and refused to leave us alone facing the zionist aggression.

On my behalf and my brothers in the Executive Committee of the P.L.O., I convey my condolence to your kind and your true beloved two daughters and wish him to lie in peace in the paradise.

Mrs. Allys Faiz Ahmad Faiz.

YASSIR ARAFAT
Chairman of the Executive Committee of the P.L.O. and the General Leader of the Palestinian Revolution.

P.O.BOX No. 1061, Tel: 51389 TELEX No. 5610 P.L.O.PK.

منظمة التحرير الفلسطينية اسلام آباد - باكستان

PALESTINE LIBERATION ORGANIZATION ISLAMABAD – PAKISTAN

Date: 21st November, 1984 التاريخ :-
Ref: الرقم :-

Madame,

I am deeply grieved to learn of the sudden and sad demise of your illustrious husband Mr. Faiz Ahmed Faiz. In his death, we have lost one of the most original, creative and reknowned poets. He was a scholar, a man of his own convictions and was a source of inspiration both at home and abroad. We can never forget the services rendered by him to the Palestinian people towards their sacred cause and struggle against the zionism. Above all, he was a great man and intellectual of great quality who was most respected.

Please accept our heartfelt sympathies and condolences. May the departed soul rest in enternal peace and may Almighty Allah grant you and the family to bear this irreparable loss, Ameen.

Mrs. Faiz Ahmed Faiz,
Model Town,
Lahore.

MUEEN SALEH HUZZAD
Charge d'Affaires a.i.

P.O.BOX No. 1061, Tel: 51389 TELEX No. 5610 P.L.O.PK.

Palestine Liberation Organization
PAKISTAN
KARACHI OFFICE
P.O. Box [illegible]

منظمة التحرير الفلسطينية
مكتب باكستان
كراتشي

No. PLO/327/84
Date 21st Nov., 1984.

We are deeply grieved to learn of the sudden and sad demise of your illustrious husband Mr. Faiz Ahmad Faiz. He was an intellectual of international stature, with particular reference to Palestinians. His poetry is immortal. He expressed and put the exact suffering of Palestinian people through his literature and gave courage and determination to them in their just cause of liberation.

He was a crusader against exploitation of man by man. His heart beats in unison with human sorrow and suffering. He loved freedom and sang for freedom.

He stood up fight against tyranny of man-wether in Vietnam, Palestine or any part of Africa and Latin America. His message was universal to the common man, the world over. His passing away is a loss to the struggling masses, and he will always be remembered for his relentless fight against social injustice tyranny and exploitation. He spoke for the poor, humble and dispossessed, not only in Pakistan but in the third world. He was of Pakistan's greatest sons we honour his memory which has brought so much pride to this country.

Please accept our heartfelt sympathies and condolence. May the departed soul rest in eternal peace and Al-mighty Allah grants you and the family, the courage to bear the loss with fortitude.

With the assurance of our highest consideration.

Mrs. Alys Faiz,
106, Block E Model Town,
Lahore.

([illegible] AL-[illegible])
Acting [illegible] Sec.

منظمة التحرير الفلسطينية اسلام آباد - باكستان

PALESTINE LIBERATION ORGANIZATION ISLAMABAD – PAKISTAN

Date: التاريخ :-
Ref: الرقم :-

Honourable Dear Sister,

I was shocked to receive the news of disastrous loss of my distinguished brother who was filled with principles, humanity and faith in our just cause.

He as a great Urdu poet and one of the distinguished international poets all over the world. So, to you my dear Allys, who knew our feelings closely allow me to express our respects and love to our dear brother Faiz Ahmad Faiz, the Palestinian and International Freedom Fighter.

We all once have to face the same destiny but his loss means a lot for us while our cause is passing through this critical stage.

Dear Allys, our heartiest, condolences to you and to your beloved daughters, wish you and us the patience for the great loss and May God keep him in peace.

Mrs. Allys Faiz Ahmad Faiz.

FIRST VICE PRESIDENT OF LOTUS CHIEF EDITOR.

P.O.BOX No. 1061, Tel: 51389 TELEX No. 5610 P.L.O.PK.

AMERICAN CONSULATE GENERAL
LAHORE

Nov. 21 1984

Dear Mrs. Faiz:

I wish to convey my deep sympathy and condolences on the death of your husband.

When we met at Salman's home some time ago, I had no idea of course that it would be my only opportunity for a tete-a-tete with him. But I will always remember that discussion which revealed so much of his spunk and good humor, which lives on in his work.

Please convey my sympathies to all others in the family.

With special regards

U.S. Consul General

FROM THE OFFICE OF
ABDUL RAZZAK RAJWANI
MEMBER FEDERAL COUNCIL
(MAJLIS-E-SHOORA)
GOVT. OF PAKISTAN

Karachi 21st Nov.84

Mrs.Alys Faiz,
151-H, Model Town,
LAHORE.

MADAM,

I AM DEEPLY GRIEVED to learn of the sudden and sad demise of your illustrious husband Mr.Faiz Ahmed Faiz.

Mr.Faiz Ahmed Faiz was a leading intellectual. He gave a new direction to Urdu Poetry and literature. He was also an outstanding educationist and an eminent journalist.

May his soul rest in peace and may Allah grant preservenace and fortitude to you and other members of the family to bear this great loss. Amen.

With sincere regards,

Sincerely yours,

(Abdul Razzak Rajwani)

Brigadier Saeed uz Zaman Janjua
Commandant
OFFICERS TRAINING SCHOOL
MANGLA CANTONMENT
Telephone : Military-41
PF/6209/PA
21 November 1984

Mrs Salima Hashmi
150 C. Model Town
Lahore

Dear Mrs Hashmi,

I am deeply grieved to hear of the sad demise of your illustrious father. He was a great intellectual and a leading Urdu poet. I pray to the Allah Almighty to rest the departed soul in eternal peace and give fortitude to you and to other members of the bereaved family to bear this irreparable loss.

Meeting you at the PAF Academy Officers Mess on 4th November 1984 reminded me of your husband; a friend from College days. Kindly convey my feeling to Mr Hashmi on this sad occasion.

With regards.

Yours sincerely

کمیونسٹ پارٹی پاکستان
(مرکزی کمیٹی — مرکزی سکریٹریٹ)

Communist Party of Pakistan
(C.C. — C.S.)

Dated. 23rd, 84

It is shocking that comrade Faiz Ahmad Faiz passed away in Lahore on Nov. 20th, 1984.

The Central Committee of the Communist Party of Pakistan deeply mourns the demise of renowned poet and Lenin Laureate.

The C.C. appreciate his services to the cause of the world Peace and national liberation movements all over the world.

All his life he was a valient fighter for the cause of the working people, social justices and emancipation of the down-trodden people.

He was a literary giant and one of the founders and architects of the progressive writers movement in the sub-continent.

He inspired and led the working class movement and as an editor of the Daily The Pakistan Times set the pattern and tradition of independent journalism in Pakistan.

We feel that in his passing away the party and the democratic forces of Pakistan have suffered an irreparable loss.

We are confident that his legacy will continue to inspire the people who are seeking the truth.

The C.C. of the CPP conveys its deep condolences to the members of the bereaved family.

For GENERAL SECRETARY.

Copy for
Mrs. Faiz Ahmad Faiz
Lahore.

تعزیتی خطوط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

From: Mr. Abbas Haider Zaidi
Director(India) Ministry of Foreign Affairs
Islamabad

No. Ind/II/P/7/84

5 December 1984.

Dear Mrs. Faiz,

I enclose copy of a telegram received through our Embassy in New Delhi from Mr. Amjad Ali Khan conveying condolences on the death of our beloved Faiz Ahmad Faiz. Mr. Amjad Ali Khan is a leading exponent of Sarod and lives in New Delhi.

2. Please accept my personal regards and convey my love and affection to Salima and Shoaib Hashmi.

Sincerely,

(Abbas Haider Zaidi)

Mrs. Alys Faiz.
102-H Model Town.
LAHORE.

भारत का राजदूत
इस्लामाबाद
AMBASSADOR OF INDIA
ISLAMABAD

21 November 198[illegible]

Dear Begum Sahiba,

I was deeply shocked to learn of the passing away of Faiz Saheb whom I had the honour of knowing personally.

I have the honour to enclose a condolence message received from the President of India, Giani Zail Singh. I am also enclosing copy of a message received from Professor Nurul Hasan, who is at present India's Ambassador in the Soviet Union.

With heartfelt condolences,

Yours sincerely,

(K.D. Sharma)

Begum Alys Faiz,
102-H, Model Town,
Lahore

MESSAGE

I feel sorry to learn about the passing away of Faiz Ahmad Faiz, a Urdu Poet of world renown, at Lahore today. His death is an irreperable loss to the literary and intellectual life in the whole sub-continent. His poems will live for ever and keep his memory alive. I convey my heartfelt condolences to all members of the bereaved family.

GIANI ZAIL SINGH.

भारत का राजदूत
इस्लामाबाद
AMBASSADOR OF INDIA
ISLAMABAD

No.ISL/AMB/13/85

7 January, 1985

Dear Madam Faiz,

It was indeed with a deep sense of sorrow and grief that I called on you in Lahore after the sad demise of your respected husband. The commitment of Faiz Sahib to the well being and prosperity of the peoples of the sub-continent will long be remembered and cherished by us. His spontaneous warmth and affection won him innumerable friends and admirers in India, like indeed in other parts of the world.

2. We will always remember and cherish Faiz Sahib's commitment to the promotion of Indo-Pakistan friendship and goodwill. His death was deeply mourned all across India. Our Television had produced a special programme in honour of Faiz Sahib on the day immediately after his sad demise. I am enclosing herewith a video cassette recording of television programme which had been produced in India in his memory. It is a vivid portrayal of the affection and regard in which he was held by the people of India.

With affectionate [illegible]

Yours sincerely,

(Krishna D. Sharma)

Mrs. Alys Faiz,
Lahore.

✓ 24/1/85

Embassy of the German Democratic Republic
in the Islamic Republic of Pakistan

The Ambassador

Islamabad, Nov. 24, 1984

Mrs. Alice Faiz
102-H, Model Town,
Lahore

9-12-84

Dear Madame,

With deep grievance I have learnt of the sad and untimely demise of your husband Faiz Ahmed Faiz. He has left behind in-numerable friends and admirers also in the German Democratic Republic who mourn his death. Please accept the expression of my profound condolences and heartfelt sympathy.

The following is a message of condolences from the Solidarity Committee of the German Democratic Republic :

"

Dear Mrs. Faiz,

With deep regret we got the news of the sad demise of your revered husband. The late Faiz Ahmed Faiz was not only a distinguished poet but was also known as a staunch fighter for peace and international understanding. He has played an outstanding role in the Afro-Asian Solidarity Movement. As the editor-in-chief of the magazine Lotus he made tremendous contribution to the Cultural Life of the Afro-Asian people. He has left behind many friends and admirers also in the German Democratic Republic who mourn his death.

Achim Reichert
General Secretary of the
Solidarity Committee of the
German Democratic Republic "

Please Madame, accept the expression of my highest sympathy.

Hans-Joachim Rebmer

AMBASSADOR

EMBASSY OF PAKISTAN
ATHENS

November 30, 1984.

My dear Shoaib,

The sudden demise of Faiz Sahab came to me as a great shock. Having had the privilege of knowing him personally and on occasions enjoyed his company, do permit me to share your grief as a consequence of this irreparable loss. May his soul rest in peace, Ameen. I shall be grateful if you could also kindly pass on my sentiments and condolences to Begum Faiz and all other members of the bereaved family.

Sincerely,

Mr. Shoaib Hashmi,
102-H, Model Town,
Lahore.

SYED ABID ALI

Karachi
8 Dec 84

Dear Alys,

Herewith a message of condolence from Toya Pettigrew.

I hope you have received the bank form for opening of account in London. Unfortunately my Secretary sent the letter by registered post instead of by PIA cargo. This must have delayed delivery as the holiday intervened.

I am sorry I won't be able to attend the memorial meeting on the 13th as I have to be present for a meeting in Karachi on 13th morning. I hope to be with you the same evening and would stay until Friday evening.

Love from Nazi and self to all.

Affly
Abid

Telegrams PEACEIND

Office:

ALL INDIA PEACE & SOLIDARITY ORGANISATION

December 8, 1984

My dear Alys.

I do not know what to write & how to send you my love & sympathy. You have always been such a brave woman & I know this great loss you will bear with your remarkable courage.

Faiz's passing away has left us all feeling bereft — of a friend, of a fine person who was loved hearts & minds. I cannot believe I will not see him again & hear him, & think back with him of the many happy times of the past.

As you must already know, everyone here has been totally grief stricken. Faiz had a special place in everyone's heart.

Please Alys convey my

اردو مرکز

Urdu Markaz

2A Sackville Street, Piccadilly, London W1X 2DA
Telephone: 01-734 [illegible]

March 5, 1985

Mrs. Alys Faiz,
102-U, Model Town,
LAHORE - 14
(Pakistan)

Dear Begum Saheba!

I have received this morning an envelope addressed to Faiz Saheb and I hasten to send it on to you. Similar communications received in the past have all along been transmitted to your Lahore address.

I understand from Moniza's letter last month that she is busy in forming Faiz Foundation and that she had also met Mr. Altaf Gauhar when he was there on a short visit. The admirers of Faiz in this country quite often enquire from me about the Foundation, and I would be grateful if I could be informed of the progress so far made in this direction.

I learnt that you are currently in Karachi. Since I do not have your Karachi address, I am sending this letter to your Lahore address.

I would deem it an honour if I could be of any service from here. I was and continue to be a devout admirer of Faiz Saheb. In Faiz we have lost a friend, a poet and a philosopher who will be remembered with admiration and highest esteem, not only in the sub-continent but throughout the literary world. Faiz was kindness personified indeed!

My kindest regards.

Yours sincerely,

Iftikhar Arif

Encl: as above

LOTUS — لوٹس

F 7 Hauz Khas Enclave, New Delhi
16 December 1984

Dear Alys Bhabhijan,

Faiz Bhaijan has already become a memory. But it is going to be a memory which we are going to preserve and cherish for ever and ever. In the first instance we propose to devote the next issue of Lotus to him. I need hardly say that I shall need a lot of your guidance and assistance to make it worthy of Faiz's eminence. You may have to lend us pictures, transparencies etc. for use and also do an article.

From India Inder Gujral, Somnath Chib, Dr Qamar Rais and Ali Sardar Jafri are doing main articles. From Pakistan I am asking Javed Iqbal, Prof. Mumtaz Hussain and Mohd Ali Siddiqi. Incase you have any one else in view you would suggest him on our behalf or let me know and I shall write to him. In England I have written to Kiernan and Ralph Russell. From Paris I am asking Victor.

Please do let me know if I can be of any help or assistance at this end.

With deep regards,

Yours sincerely,

K S Duggal

انا للہ و انا الیہ راجعون!

محترمہ بیگم صاحبہ!

علامہ فیض کی شاعری ناقابلِ فراموش ہے اور اس اعتبار سے ان کی موت ایک بڑا نقصان ہے۔ اردو ادب کی زندگی میں اضافہ کرنے والے موت سے نہیں مر سکتے البتہ وہ ہم سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

آپ کا غم غمِ عالم ہے کہ یہ وہ راستہ سب کیلئے ہے [illegible]

محسن

[illegible]

۱۲۷-[illegible] روڈ حیدرآباد [illegible]

فون: 371676

حسرت موہانی میموریل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

HASRAT MOHANI MEMORIAL SOCIETY (REGD.)
A-[illegible], North Nazimabad, Karachi-33
Telephone: [illegible]

محترمہ بیگم فیض احمد فیض ۔ ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور

آپ کے شوہرِ نامدار محترم جناب فیض احمد فیض کے سانحۂ ارتحال پر حسرت موہانی میموریل سوسائٹی کی مجلسِ عاملہ کے ارکان اور سوسائٹی کے ممبران آپ سے اور فیض مرحوم کی صاحبزادیوں اور دیگر اہلِ خاندان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور آپکے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

[illegible]

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کو صبرِ جمیل عطا کرے۔
آمین۔

مخلص

انعام الحسن موہانی

(انعام الحسن موہانی)
اعزازی سیکرٹری جنرل

Karachi
19th Dec 84

Dear Mrs. Faiz! Salaamalaikum!
I have no words, I don't know any thing, A condolence letter I am unable to write, After the journey of Faiz Sahab to heaven, I think and think, imagine & contemplate, countless times than before. Faiz Sahab was and is my GURU, my peer. In my thoughts most of the time I write to you, and sometimes I write to you a letter on papers which I don't post you. This is the situation where spoken or written words are meaningless.

One thing in spite of myself I will write to you that the grief is my sacred & precious treasure, and it is in the custody of my heart, I don't want to waste it in the air, the grief is going to still it has started being transformed, being translated into colour & form based on the verses of your immortal husband. I will write if I remain alive another letter after one year to tell you that a Museum of Faiz verses in paintings is there, you will inaugurate it. The grief will be transformed into painting rendering the poetry of Faiz Sahab.

I tell every body that Faiz Ahmed is no more today, But Faiz is many times more alive today than during his physical life.

19/XII/84
Yours: [illegible]

WRITERS FORUM OF PAKISTANI CANADIANS

DATE

جاوید عالم
احمد اسمٰعیل [illegible]
[illegible]
[illegible]
Lalvy
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عبدالرحمٰن
Shahid Thom[illegible]
[illegible]
[illegible]
Salma Latif
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
انور جلیل

80 RICHMOND STREET WEST, SUITE 204, TORONTO, ONTARIO, CANADA M5H2A4

WRITERS FORUM OF PAKISTANI CANADIANS

DATE ۲۱ نومبر ۸۴ء

قراردادِ تعزیت۔ جناب فیض احمد فیض

[illegible]

فیض صاحب [illegible] اردو سے تعلق رکھنے والے [illegible]

جناب فیض کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر سے [illegible] جو دکھ محسوس کیا ہے اس کا اظہار ممکن نہیں۔ ان کے مرنے سے اردو ادب اور انسانیت کی دنیا میں جو خلا پیدا ہو گیا ہے اس کا آسانی سے پُر ہونا ممکن نہیں۔

مجلس عاملہ کی حیثیت سے [illegible] جناب فیض احمد فیض کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

[illegible signatures]

80 RICHMOND STREET WEST, SUITE 204, TORONTO, ONTARIO, CANADA M5H2A4

تعزیتی خطوط

AFKAR

UNIQUE LITERARY CULTURAL & FAMILY JOURNAL
MAKTABA-I-AFKAR ROBSON ROAD KARACHI
PHONE: [illegible] GRAMS: "AFKAR"

سہ شنبہ
۲۲ نومبر

محترمہ ایلس بھابی
آداب

یہ کیا غضب ہوا کہ اچانک فیض بھائی آپ سب کو اور لاکھوں چاہنے والوں کو
بے سہارا چھوڑ کر دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)
وہ پاکستان میں رہتے یا بیرونِ پاکستان ہمارے لیے سائبان تھے
اور ہمیں ہمت اور تقویت تھی کہ وہ ہماری پشت پناہی کے لیے موجود ہیں۔
اب تو چاروں طرف گھور اندھیرا اور سناٹا چھایا ہوا ہے۔
بھابی — آپ کا غم کیسے بٹاؤں اور وہ کون سے الفاظ ہیں جو
آپ کا غم بانٹ سکیں — سچ تو ساری زندگی کا غم ہے جسے آپ کو
ہم سب کو سہنا ہوگا اور برداشت کرنا ہوگا۔
بس اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو اور متعلقین کو اس ناقابلِ تلافی
نقصان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔
میں اور میری بیوی آپ کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔
اللہ تعالیٰ فیض بھائی کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

شریکِ غم
صہبا لکھنوی — محمود صہبا

روایت

○ سہ ماہی

مدیر: محمد سہیل اختر

کراچی
۲۳ نومبر ۱۹۸۴ء

[illegible]

فیض صاحب کی ایک نظم

شباب کو بھی اشکوں کی احتیاج سہی
بساطِ دہر پہ جور و ستم کا راج سہی
یہ مانا کہ قلب سرفراز و دیدہ [illegible] ہیں
کہ آرزو ہے کہ شرمندہ [illegible] ہیں
کہ بادِ صبح پیامِ بہار لائے گی
[illegible] دل بے تاب آمرزش کب تک
کبھی تو سوختہ جانوں کو نیند آئے گی

— . —

محررہ — شریف کنجاہی
۲۲- نومبر ۱۹۸۴

شریف کنجاہی
۱۰۳- مرغزار کالونی، گجرات

سفیرِ نور

لبانِ قطرۂ شبنم بہ گلزار
گہی گُل، فیضؔ رامکن گہی خار
دریغا آں سفیرِ نور ما شد
تبیلِ راہ کی تیرہ و تار

۱۹۸۴

شریف کنجاہی
۲۱- نومبر ۱۹۸۴

National Bank of Pakistan

PRINCIPAL OFFICE, LAHORE. Telegrams : "PRESIBANK" Telephones : 54086, 54087, 54088, 211218

Your Ref : Our Ref :

Telex Message from Mr. Jamiluddin Aali
Camp Toronto - Canada,
To
Mrs. Alys Faiz and Family.

"NOVEMBER 21, 1984 - I HAVE JUST LEARNT FROM LONDON ABOUT THE SAD DEMISE OF MR FAIZ AHMED FAIZ (.) I AM SHOCKED AND GRIEVED (.) HE WAS THE GREATEST LIVING POET NOT ONLY OF PAKISTAN BUT OF ENTIRE URDU SPEAKING WORLD (.) WE SHALL BE HOLDING OBITUARY GATHERINGS (.) IT IS IMPOSSIBLE FOR US JUST NOW TO RECONCILE WITH THE LOSS WE HAVE SUFFERED (.) I OFFER MY HEARTFELT CONDOLENCES (.) MAY HIS SOUL REST IN PEACE (.)"

انجمن ترقی اردو پاکستان

بابائے اردو روڈ کراچی۱

فیض احمد فیض کی یاد میں تعزیتی جلسہ

انجمن ترقی اردو پاکستان کے زیر اہتمام مشہور و ممتاز شاعر فیض احمد فیض مرحوم کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔

اراکین اور کارکنان انجمن نے شرکت کی۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور دعائے مغفرت کی گئی۔

(شبیر علی کاظمی)
ڈپٹی معتمد
انجمن ترقی اردو پاکستان

M. R. Shahid
12. Punj Mahal Rd. Mozang
Lahore-3

DATED 23-11-84
No. 1

محترمہ بیگم فیض ایلس صاحبہ

السلام علیکم

فیض احمد فیض صاحب کی موت کا سن کر ان کے لاکھوں پرستاروں کو بہت غم ہوا ہے۔ ان کی موت کی خبر ہم پر بجلی بن کر گری اور آنے کی آس میں فیض صاحب کا دیدار حاصل کرنے کی تمام آرزوئیں جل کر راکھ ہو گئیں۔ ان کی موت سے جو اردو ادب میں خلا پیدا ہوا ہے۔ وہ پُر نہ ہو گا۔ مرحوم ایک اچھے شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔ فیض صاحب کی زندگی سے ادبی لوگوں نے بے شمار فیض حاصل کیا۔ اردو ادب میں ان کی گرانقدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ایسی شخصیت دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ ان کی شاعری آنے والی نسلوں کے لیے ایک ہدایت کی راہ ہے۔ فیض ادب کا بہتا ہوا ایک ایسا اتھاہ سمندر تھے۔ جس کے رک جانے سے اس سمندر کی تمام مچھلیاں ماہیِ بے آب کی طرح تڑپ رہی ہیں۔ ان کی تعریف کرنا گویا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے ہم دعا گو ہیں کہ فیض صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور تمام گھر والوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین

ایک پرستار
ایم۔ آر۔ شاہد

TALENT CLUB LAHORE — Life Member, Talent Club, P.O. Box. 9087, Lahore

---

URDU DICTIONARY BOARD
ST-18/A, GULSHAN-E-IQBAL, BLOCK-8
OFF UNIVERSITY ROAD, KARACHI
TEL : 46 60 07 - 46 60 07

اردو لغت بورڈ

Dated 8.12.84

Dear Mrs. Alys Faiz,

At its last meeting the Urdu Dictionary Board Karachi passed a condolence resolution, a copy of which (alongwith its translation in English) is enclosed.

May I add to this my own deep sorrowful feeling of a personal loss. Little did I realise that our travel together to Karachi will be my last meeting with him. We have lost a great Pakistani and a great humanist.

With deep regards,

Yours sincerely
[illegible]
President.

The Editorial Committee of the Urdu Dictionary Board expressed its profound grief on the death of late Faiz Ahmed Faiz, the renowned poet, author and thinker. In his death the country has lost a great intellectual. His death is a great loss to people of Pakistan and Urdu Language.
Never dies one whose heart has been kindled with love.
My name is inscribed on the page of eternity.

May God give him grace.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان رائٹرز گلڈ

(ادارۂ مصنفین پاکستان)

پنجاب زون، لاہور

ٹیلیفون نمبر: 69244

حوالہ نمبر............ تاریخ: ۲۱-۱۱-۸۴

فیض احمد فیض کی وفات پر پاکستان رائٹرز گلڈ کی قرارداد تعزیت

پاکستان رائٹرز گلڈ کے ایک تعزیتی اجلاس میں بین الاقوامی شہرت یافتہ دانشور، شاعر، ادیب اور صحافی فیض احمد فیض کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ ان کا نام اپنی ادبی تخلیقات کی وجہ سے ہمیشہ تاباں رہے گا۔ ان کی وفات سے ادب میں جو خلا پیدا ہوا ہے ممکن نہیں کہ وہ پر ہو سکے۔ اس لیے کہ ان کے کلام میں انفرادیت ہے اور عوام کے دلوں کی دھڑکنیں سموئی ہوئی ہیں۔ مرحوم کی مغفرت کے لیے دعا کی گئی اور ان کی بیگم مسز ایلس فیض اور دیگر عزیزوں سے گہری ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

(آفس سیکرٹری)

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ " " لاہور

کاپی نقل بخدمت مسز ایلس فیض

۱۰۲- ایچ ماڈل ٹاؤن، لاہور

غالب لائبریری

پوسٹ بکس ۴۳۹۸

ادارۂ یادگارِ غالب، ناظم آباد کراچی

حوالہ:

مورخہ: ۲۳ نومبر ۱۹۸۴ء

محترمہ بیگم ایلس فیض صاحبہ،

تسلیمات

مرحوم فیض احمد فیض کی یاد میں ادارۂ یادگارِ غالب کراچی میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا، جس میں ایک تعزیتی قرارداد منظور کی گئی۔ یہ قرارداد آپ کے ملاحظے کے لیے پیشِ خدمت ہے۔

مشفق خواجہ

اعزازی معتمد، ادارۂ یادگارِ غالب

ماہنامہ **فنون**

۴۲- میکلوڈ روڈ، لاہور

فون: 69580

۲۳- دسمبر ۸۴ء

محترمہ ہمشیرہ مکرمہ - عزیز خالد احمد نے، جو خدیجہ مستور (مرحومہ) اور ہاجرہ مسرور کے بھائی ہیں اور بڑے اچھے شاعر ہیں، برادرم فیض صاحب کی رحلت پر یہ قطعہ کہا ہے۔ وہ مجھ سے کہا ہے کہ آپ تک پہنچا دوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق بخشے۔

دعاگو

احمد ندیم قاسمی

تعزیتی خطوط

اقبال انسٹی ٹیوٹ ، کشمیر یونیورسٹی ، سری نگر

محترمہ ، تسلیم

فیض کی انتقال سے آپ پر اور آپ کی بچیوں پر جو کچھ گزر گئی ہوگی ، اس کا اندازہ ہے ۔ ہم سب بلکہ پوری اردو دنیا اور عالمی برادری ، آپ کی اس غم میں آپ کی شریک ہے ۔

فیض سے 1942ء سے ملاقات تھی ۔ نومبر 1983ء میں ان سے آخری بار ملاقات ہوئی تھی تو ہم لوگوں میں یہ بحث چلی تھی کہ کون عمر میں بڑا ہے ۔ بالآخر یہ کھلا کہ فیض مجھ سے چند مہینے بڑے تھے ۔ فیض ادھر تو پہلے سے بہتر معلوم ہوتے تھے ۔ غالباً کھانسی بڑھ گئی تھی جس کا اثر دل پر پڑا ۔ وہ ایسا بڑا شاعر ، ایسی دلکش اور پاکیزہ شخصیت رکھنے والا انسان اور ایسا اچھا اور محبت کرنے والا دوست تھا کہ اسکی یاد کبھی بھلائی نہ جا سکے گی ۔

بے ساختہ ایک شعر موزوں ہوگیا جو آپ کی نذر ہے

فیض کیا رخصت ہوئے ، اک دور رخصت ہوگیا
شعر کا جادو گیا ، نغمے کی رعنائی گئی

اقبال انسٹی ٹیوٹ کی قرارداد تعزیت ارسال خدمت ہے ۔
خدا آپ کو اس غم کا بار اٹھانے کی توفیق دے ۔

مخلص
[signature]
پروفیسر آل احمد سرور
ڈائریکٹر ، اقبال انسٹی ٹیوٹ
کشمیر یونیورسٹی سرینگر

محترمہ ایلس فیض احمد فیض
ماڈل ٹاؤن
لاہور ، پاکستان

DAWN
CORRESPONDENT

Ivan Rajkumar Banerjie
"Lolita Villa," Habib Jalib Street, Blyth Ganj P.O. Box 58,
SAHIWAL - PAKISTAN.

Ref. No. Condolence Dated 21-11-1984.

Respected Mrs. ALYS FAIZ & Family,

Hope these lines from me & my family console you all on the sad-demise and unfortunate death of our beloved MR. FAIZ AHMAD FAIZ, who was a Chapter in the history of literature, which has been closed.

We whole-heartedly were stunned to hear this sad and heart-rendering news which came to us like a shock and grief for the whole of our life.

I hope you'll accept our heartfelt grievance at this hour of agony and grief. I close this aggrieved lines herewith this verse from our beloved Faiz Ahmad Faiz, written during his detention at Sahiwal Central Jail

گلوں میں رنگ بھرے باد نو بہار چلے
چلے بھی آؤ کہ گلشن کا کاروبار چلے

Yours Own Aggrieved
[signature]
(Ivan Rajkumar Banerjie)
& Family
Sahiwal 21.11.1984.

راجہ افراسیاب خان
ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان

ٹیلیفون : ۲۱۲۵۸۰
۱۳-۱۴ ، غازی علم الدین شہید روڈ لاہور

حوالہ نمبر ____
تاریخ 21/11/84

محترمہ بیگم صاحبہ !
السلام علیکم !

مجھے آپ کے عظیم خاوند جناب فیض احمد فیض کی موت پر گہرا دکھ اور صدمہ ہوا ہے ۔ پاکستان [illegible] سے محروم ہو گیا ہے ۔ [illegible] زندہ رہیں گے [illegible] زندہ رہیں گے [illegible] ہے ۔

[illegible]

والسلام
[signature]

EXPRESS TELEGRAM

BEGUM FAIZ AHMAD FAIZ
109 H BLOCK MODEL TOWN
LAHORE

DEEPLY GRIEVED TO LEARN OF SUDDEN AND SAD DEMISE OF YOUR ILLUSTRIOUS HUSBAND MR FAIZ AHMAD FAIZ STOP AT THIS TIME OF SORROW OUR HEARTS GO OUT TO ALL THOSE OF YOU STOP WITH HIS DEPARTURE YOUR HUSBAND AND FATHER NATION HAS BEEN DEPRIVED OF ONE OF THE GREATEST POET OF INTERNATIONAL STATURE STOP HIS POETRY CAST IN NEW DIRECTION WILL BE READ AND GAZALS IN NEW MOOD WILL BE SUNG AS LONG AS URDU POETRY AND LITERATURE LIVES AS A LANGUAGE STOP HIS MESSAGE OF LOVE AND LIBERTY WAS TO THE WHOLE WORLD AND WILL ENDURE FOR EVER STOP MAY ALMIGHTY GOD REST HIS SOUL IN ETERNAL PEACE AND MAY GRANT PERSEVERANCE AND FORTITUDE TO YOU AND OTHER MEMBERS OF THE FAMILY TO BEAR THIS IMMENSE LOSS AMEN

DR & MRS MUNIR AHMAD
CHAIRMAN PAEC

NOT TO BE TELEGRAPHED

(MUNIR AHMAD)
Principal Public Relations Officer,
(Camp Office), PAEC, A.E.Minerals Centre,
P.O.Box No.658, Ferozepur Road, Lahore.

ATOMIC ENERGY MINERALS CENTRE, LAHORE.

No.PPRO(1)/84-Tel. Dated: 21-11-1984.

Copy by post in confirmation to:-
Begum Faiz Ahmad Faiz,
109 H-Block, Model Town,
Lahore.
and [illegible]
Pakistan Atomic Energy Commission,
P.O.Box No.1114,
Islamabad.

(MUNIR AHMAD)
Principal Public Relations Officer,
P.O.Box No.658, Ferozepur Road, Lahore.

41—K. BLOCK-6.
P.E.C.H.S.
KARACHI-29

CHHATARI

Dated November 21, 1984

Dear Begum Sahiba

I am dismayed and distressed and totally at a loss for words which may convey my sentiments and feelings to you. We had known each other since our Army days in Simla during Second World War. Distance and absence only made my heart grow fonder in the past but today the awareness seems to crush me. It may sound very formal but do allow me to offer to you and yours my heart felt condolences. May the departed soul rest in peace.

Yours in Sorrow

(K.S. CHHATARI)

Begum Faiz Ahmad Faiz,
Model Town,
Lahore.

فیض احمد فیض کے نام خراجِ عقیدت!

[illegible]

(NSO)

(NSO)

ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی

۲۰ نومبر ۱۹۸۴

ایک ادارہ ایک تاریخ ایک نام

ینگ تھنکرز اکیڈمی - ڈیرہ غازی خان ڈویژن

ہمارا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے
بنی نوع انسان کی خدمت کیلئے ہمارے ساتھ ہاتھ بڑھائیے

سرپرست - سردار نوازش علی خان مزینگ
چیئرمین - شاہد قیصرانی
وائس چیئرمین - خلیل الرحمان خان
سیکرٹری جنرل - صاحب زادہ رحیم آصف مجددی
جوائنٹ سیکرٹری - ڈاکٹر محمد خالد خان

[illegible]

انجمنِ ساداتِ امروہہ، پاکستان، کراچی

ریزولیشن

[illegible]

MARKAZ SADATE AMROHA, [illegible]

THE OLD RAVIANS' ASSOCIATION

(A Forum for Old Students of the Government College, Lahore - the Oldest College of Pakistan)

To

Mrs. Alys Faiz, Lahore.

Dear Madam,

The news of the sad demise of Faiz Sahib was extremely shocking. An emergent meeting of the Managing Committee of the Old Ravians' Association, Karachi was held at 11.30 p.m. on Tuesday, the 20th November 1984. As a mark of respect to the departed soul, it was resolved that the Annual Dinner of the Association scheduled for Thursday, 22nd November 1984 at Sheraton Hotel, Karachi be postponed.

A condolence meeting of the Managing Committee was held on Thursday, November 22, 1984 and after offering "Fateha", a resolution was passed to pay homage to the great man. Copy of the resolution is being enclosed.

May God bless the departed soul with peace and grant sufficient strength to you, Mrs. Saleema Hashmi and Mrs. Muneeza Hashmi to bear the irreparable loss.

Yours faithfully,

[illegible]

Secretary.

Encl: As above.

AHSAN ALI QURESHI
DIRECTOR
RAWALPINDI - ISLAMABAD
TELEVISION CENTRE
CHAKLALA

28/11/84

محترمہ سلیمہ ہاشمی صاحبہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپکے والد بزرگوار جناب فیض احمد فیض صاحب کی وفات کا سن کر دلی صدمہ ہوا۔
(انا للہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم نے اپنی زندگی میں جس طرح اپنے علم اور اپنی شخصیت سے انسانوں کی خدمت کی۔ یقیناً وہ اسکا اجر بھی اپنے خدا کے ہاں اس کا سکون اور مغفرت پائیں گے۔ خدا آپکو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی ہمت دے۔ اور آپکو اپنے عظیم باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

آپکا مخلص

احسن علی

کامریڈ فیض کو سرخ سلام

رضی الدین رضی
۸۳۔ اے جلیل آباد کالونی۔ ملتان

محترمہ ایلیس فیض صاحبہ

السلام علیکم

[illegible]

والسلام

[illegible]

ملتان
21-11-198[illegible]

پیاری ماما جان!

[illegible]

آپکا مخلص

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پنجابی ادبی مرکز ۔ ساہیوال

جناح چوک ۔۔۔ فون : 4201

تاریخ ____

سادم ادبی فیض

ہم ... آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ جس طرح حضرت فیض [illegible] ۔ اس طرح [illegible] ... لیکن ان کی یاد ہمیشہ آتی رہتی ہے ... [illegible] ... انسانوں کے خاطر تھے ۔ ان [illegible] ... دل موہ لیتے تھے ۔
[illegible] ... کا اعتراف ہے ۔ لیکن ایک خوبی ۔ جسے [illegible] ... اپنے جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ۔ وہ [illegible] شاعری اور ای [illegible] ... اگر زمانہ ہم سے حضرت [illegible] ... تو ہم [illegible] ... حضرت فیض کی طرف دیکھیں گے ۔

ایک نظم ۔ جب عقیدت کے پھولوں کے طور پر حضرت فیض کی نذر کیا ہے

آپ [illegible]

ا ۔ شاب کاوش
عقیدت مند

۸ دسمبر ۱۹۸۴ء ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پنجابی ادبی مرکز ۔ ساہیوال

جناح چوک ۔۔۔ فون : 4201

نمبر ____ تاریخ ۸۴-۱۱-۲۰

بنام فیض

جس کی دنیا سے بے نیاز ہوئی — تیری آواز عہد ساز ہوئی
تیرا اخلاص کر بلند ہوا — عاجزی تیری سرفراز ہوئی
تجھ سے دار و رسن کی رسم بحال — باعث فخر و وجہ ناز ہوئی
قلم ناکام ہوا ہے اکثر بار — تیری تحریر کارساز ہوئی
شور و شر تیرے میں چلی تجھ سے — وہ گلستان میں دل نواز ہوئی
[illegible] — وقت کے ساتھ سرفراز ہوئی
داغ سجدہ تیری جبیں پہ نہیں — دل ہی دل میں تیری نماز ہوئی
فیض جلوہ تیرے کمال کا ہے — فکر تیری سخن نواز ہوئی
آگئی یاد ملتفت بار بار — جب طبیعت ذرا گداز ہوئی

تو وہاں ا ۔ شاب لایا جہاں
زلف تیری شبی دراز ہوئی

ا ۔ شاب کاوش

مجلسِ تنویرِ ادب ۔ منڈی بہاوالدین (ضلع گجرات)

دفتر ____ مکان نمبر ۵/۱۲۶ ۔ وارڈ نمبر ۷
تاریخ 23 نومبر 1984ء

سید محمد عاصم حسین شاہ
سیکرٹری نشر و اشاعت
مجلسِ تنویرِ ادب منڈی بہاوالدین

محترمہ ۔
السلام علیکم ۔ آپ کے نامور شوہر جناب فیض احمد فیض کی وفات ہمارا [illegible] مجلس تنویرِ ادب کو دلی صدمہ ہوا ۔ [illegible] انتقال ہے ۔ [illegible] ... شاعر [illegible] کا اندازہ تو آپ کو اپنے مرحوم شوہر کی رفاقت میں بخوبی ہو گیا ہوگا ۔ مرحوم [illegible] ... ہر شخص [illegible] ... محسوس کر رہا ہے ۔ وہ تمام باتیں سب ہوئی ۔ خداوند قدوس آپ کو صبر عطا فرمائے ۔ مرحوم کی روح کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ۔ آمین ۔

[illegible]

بنام ۔ محترمہ بیگم فیض احمد فیض صاحبہ

لاہور ۔

مجلسِ تنویرِ ادب ۔ منڈی بہاوالدین (ضلع گجرات)

دفتر ____ تاریخ ____

منیض احمد فیض

۱ ۔ [illegible] فیض احمد فیض
[illegible] فیض احمد فیض

۲ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۳ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۴ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۵ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۶ ۔ [illegible]

۷ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۸ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۹ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۱۰ ۔ [illegible]
[illegible] فیض احمد فیض

۱۸ دسمبر ۱۹۸۴ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Aslam Yousufi
UNICEF FAME

1208 Sher Shah Road,
MULTAN (Pakistan)
۲۸-۱۱-۸۴

محترمہ و مکرمہ بیگم ایلس فیض صاحبہ

سلام مسنون۔ جس دن فیض صاحب کی رحلت کی خبر [illegible] ریڈیو پر سنی [illegible] ایک صدمہ سا ہوا [illegible] فیض صاحب [illegible] نے [illegible] اردو ادب [illegible]

یہ [illegible] فیض مرحوم [illegible] کے [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] قطعہ [illegible]

قطعہ

وہ شہزادۂ [illegible] ہے جو [illegible]
اک [illegible] ہے [illegible]
اے فیض [illegible] دیا [illegible]
[illegible] تو

اسلم انصاری

[illegible] اسلم انصاری

S. Nasiruddin Fahmi
Q. 110, ... H/Col
Khalishpur Khulna
Bangladesh

محترمہ بیگم فیض صاحبہ!
بعد خلوص و محبت [illegible]

[illegible] فیض صاحب [illegible] اردو [illegible] ہے [illegible]

[illegible] مرحوم [illegible]

[illegible] آپ [illegible] اللہ [illegible] آمین۔

خلوص کیش

[signature]
(سید نصیرالدین فہمی)
خالص پور، کھلنا، بنگلہ دیش۔

حلقہ ارباب غالب
[illegible]

قرارداد تعزیت

"حلقہ ارباب غالب جنڈیالہ" کا یہ اجلاس نئی دنیا کے عظیم دانشور، ادیب، شاعر فیض احمد فیض کے انتقال پر انتہائی رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور مرحوم کی ادبی، صحافتی خدمات نیز عالمی امن کے لئے آپ کی گرانقدر کاوشوں کے اعتراف میں زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے آپ کی روح کی بلندی اور پسماندگان کے لئے اس غم کو برداشت کرنے کی توفیق کے لئے دعا کرتا ہے۔

تاریخ: ۲۰-۱۱-۸۴

شرکاء اجلاس:-

۱۔ حمید ملک [signature]
۲۔ [illegible]
۳۔ حسن [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ [illegible]
۶۔ [illegible]
۷۔ محمد سلیمان
۸۔ [illegible]
۹۔ محمد اعجاز [illegible]
۱۰۔ محمد یونس [illegible]
۱۱۔ [illegible]
۱۲۔ [illegible] حسین
۱۳۔ ملک عبدالرحیم
۱۴۔ [illegible]
۱۵۔ [illegible]
۱۶۔ اشرف [illegible]
۱۷۔ [illegible]
۱۸۔ [illegible] حمید
۱۹۔ [illegible]

Government College
LAHORE

PHONE [illegible]

قرارداد تعزیت

شعبۂ معاشیات کے اساتذہ، طلباء اور طالبات کا یہ اجلاس (منعقدہ ۲۲ نومبر) ہر دلعزیز شعیب ہاشمی کے والد [illegible] جناب فیض احمد فیض کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ وہ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

[signature]
صدر شعبہ

[illegible] برائے شعیب ہاشمی
156-بی ماڈل ٹاؤن
لاہور

تعزیتی خطوط

THE CENTRAL
Aligarh Old Boys Association
ISLAMABAD

PRESIDENT
Maj Gen (Retd) Syed Ali Nawab,
HI(M), S.Bt.
B.Sc. Eng. MIMechE, C.Eng.

21/56th Street,
F-7/4, Islamabad
Phone: 823392

عزیزم سعود فیض صاحب۔ السلام علیکم

سنٹرل علیگڑھ اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اسلام آباد نے ۱۳ دسمبر ۱۹۸۴ء
کو ایک تعزیتی جلسہ اور محفلِ مشاعرہ فیض احمد فیض مرحوم کی یاد میں منعقد کیا۔
جس کی صدارت [illegible] جناب آفتاب احمد خان نے فرمائی۔ سید ضمیر جعفری،
صادقہ نسیم، پروفیسر کرم حیدری، جناب محمد الحسینی، سلطانہ رشک، جمیل ملک
اور راولپنڈی و اسلام آباد کے بہت سے مشہور شعراء نے اپنا کلام پیش کیا۔
ڈاکٹر افضل اقبال اور ڈاکٹر [illegible] نے مقالے پڑھے۔
جلسے کے شروع میں ایک تعزیتی قرارداد بھی منظور کی گئی جو
آپکی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہے۔

خیر اندیش
(سید علی نواب)
پریذیڈنٹ

مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۴ء

محترمہ ایلس کلثوم فیض صاحبہ

السلام علیکم!

آج جب مجھے جناب فیض احمد فیض صاحب کی اچانک انتقال ناگہانی موت کی خبر ملی تو دل کو شدید دھچکا ہوا مجھے تو مرحوم کی اچانک انتقال موت پر یقین ہی نہیں آتا لیکن پھر دیکھتا ہوں کہ آخر کار ہر انسان نے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جانا ہے اللہ تعالیٰ سے میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو پیارے حبیب کے صدقے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ سب سوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جناب فیض کی موت سے ملک اور قوم کو نہ پورا ہونے والا نقصان پہنچا ہے مرحوم کی خدمات قوم ہمیشہ یاد رکھے گی۔ یقیناً میں آپکے اس دکھ درد میں برابر کا شریک ہوں میری طرف سے عزیزہ منیزہ صاحبہ۔ عزیزہ سلیمہ صاحبہ سے بھی دلی تعزیت کر دیں۔ وطن واپسی پر میں خود بھی حاضری دوں گا۔

خدا حافظ
آپکا مخلص
محمد اعظم خان

Rawalpindi
Nov: 20th/84

عزیزم شعیب!

نیاز!

"Now cracked a noble heart. – Good-night sweet Faiz,
And flights of angels sing thee to thy rest!"

میری بدنصیبی کہ اپنے محترم اور دیرینہ دوست کی [illegible] میں
شریک نہیں ہو سکا میں [illegible] میں گرفتار [illegible]
میں ہوں۔ مستقبل قریب میں لاہور آؤں گا۔ محترمہ اور
عزیز [illegible] کی تعزیت کی جسارت [illegible]
غم میں شرکت [illegible] کو کم نہیں کر سکتی۔

دعا گو مسعود

چوہدری مسعود احمد ([illegible])
رکن ضلع کونسل
رکن ضلع [illegible] کمیٹی
لیاقت پور (رحیم یار خان)

تاریخ 22/11/84

برادر عزیز

السلام علیکم۔ یہاں اپنے گاؤں میں جناب فیض صاحب کی اچانک وفات کا سن کر
انتہائی دکھ اور رنج ہوا۔ جو لفظ بیان سے باہر ہے۔ ایسے عظیم انسان
صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ
جناب فیض صاحب سے ملاقات کراچی [illegible] پر کئی سال پیشتر
جب وہ اپنا [illegible] سے واپس [illegible] تھے [illegible]
آپ بھی ہمراہ تھے۔ ایسا عظیم انسان اب کہاں! آپ کا غم
بیان سے باہر ہے۔ لیکن یہ [illegible] ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ
مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مخلص
مسعود احمد

تعزیتی خطوط

محترم ہاشمی صاحب! السلام علیکم،

میں معذرت چاہتا ہوں کہ بوجہ علالت، اتفاقاً آپ کے دو عدد رجسٹری شدہ خطوط؟ اظہار رنج و غم

نہ کر سکا۔ سچ مانیے، مجھے جناب حنیف/خلیل؟ شفیق جیسی عہد آفریں شخصیت کے بچھڑ جانے

کا دکھ ہے۔ میں خوش قسمت ہوں کہ جب آپ کی (اپنا؟) خانہ آبادی ہو رہی تھی،

تو ماڈل ٹاؤن والی کوٹھی کا صحیح نام میں نے تحریر کیا تھا،

اور مجموعہ "مسودہ" مرحوم نے بالاخر مطالعہ کیا، اور اس میں مناسب ترمیم و تنسیخ

بھی کی تھی۔ وہ میرے لیے ایک سرمایہ حیات ہے،

شفیق صاحب بچوں کی طرح معصوم تھے، اور یہ ان کی روح کی سچائی کی مظہر و واضح

دلیل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں

اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق (دے)۔ حالانکہ [illegible]

صبر کریں، [illegible]

سوگوار،

(منیفی پیرزادہ)

179/B گل زیب کالونی،

مین سمن آباد

لاہور،

24/11/89

"إنا لله وإنا إليه راجعون"

والا محترم [illegible] — السلام علیکم

[illegible]

والسلام

[illegible]

بزمِ ادب و ثقافت پاکستان اوکاڑہ

سرپرست: اقبال صلاح الدین — صدر: عبدالستار شاہد — سیکرٹری جنرل: نجم الثاقب

[illegible]

پیغامِ تعزیت

محترم [illegible] صاحب

السلام علیکم

جناب خلیل الرحمٰن کی موت سے ہم سب کو بڑا گہرا صدمہ ہوا ہے۔ خلیل صاحب [illegible]

تھے۔ ادب کے [illegible] بہت [illegible] ہے۔ وہ نہ صرف اچھے شاعر تھے بلکہ اچھے انسان بھی

تھے۔ ان کی موت سے اردو ادب کے آسمان سے ایک ستارہ ٹوٹ گیا ہے۔ وہ [illegible]

[illegible] اگرچہ خلیل صاحب [illegible] ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن

وہ ہمیشہ [illegible] رہیں گے۔ [illegible] دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب خلیل صاحب کو جنت الفردوس

میں مقام عطا فرمائے اور آپ کو اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

پنجابی ادبی بورڈ

محترم [illegible] صاحب

السلام علیکم

مجھے آپ کے [illegible] جناب خلیل [illegible] کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

صبر جمیل [illegible]۔

بیگم صاحبہ!

[illegible]

والسلام

[illegible]

تعزیتی خطوط

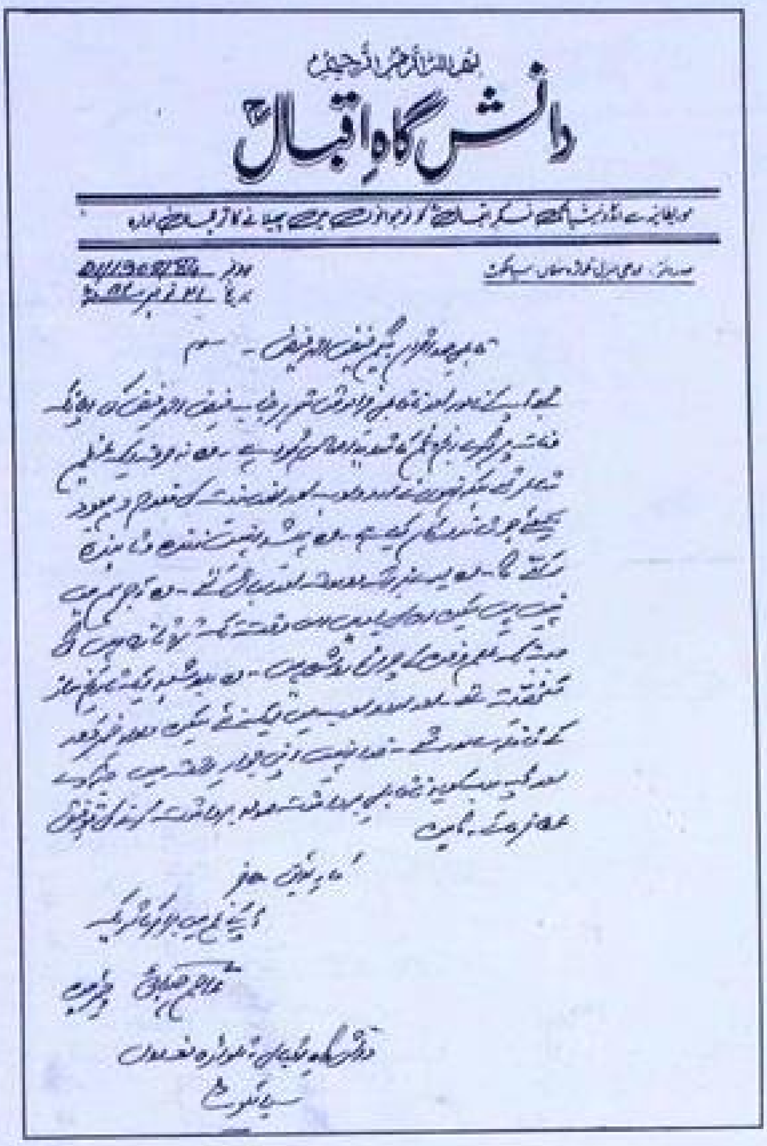

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دانش گاہِ اقبال

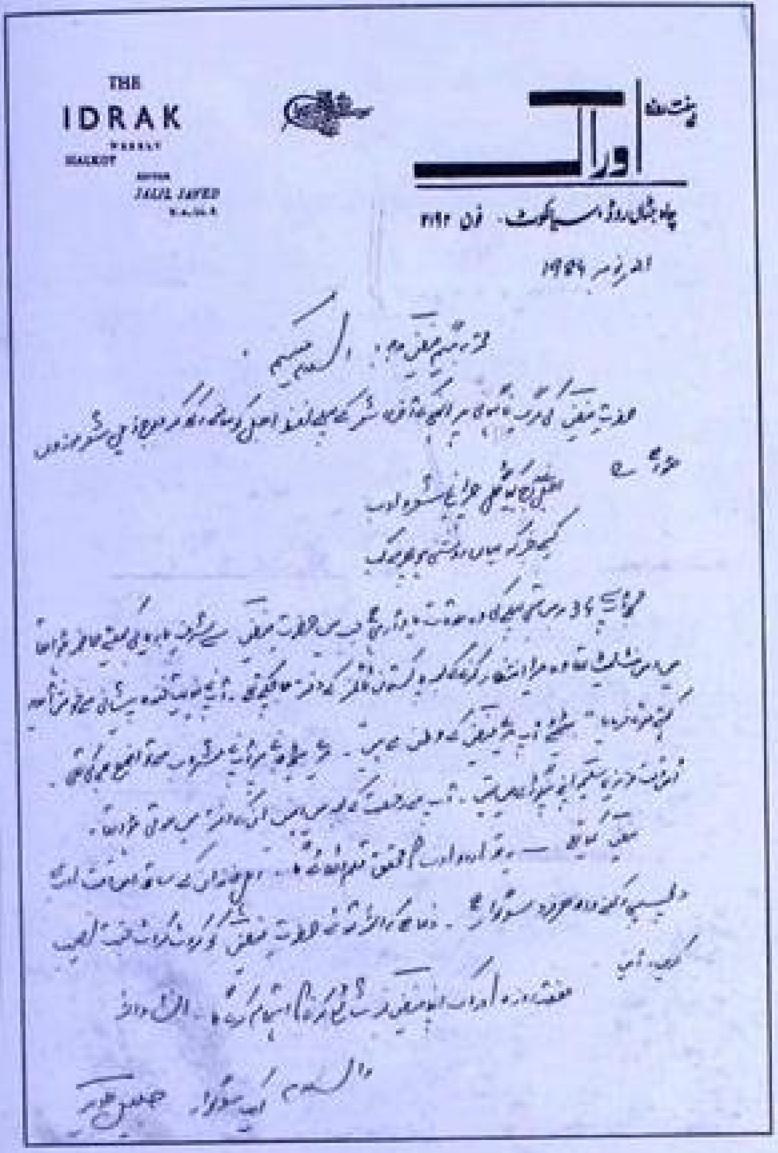

THE
IDRAK
WEEKLY
SIALKOT
EDITOR
JALIL JAFED

ہفت روزہ ادراک

پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن
(ضلع راولپنڈی)
ملحقہ
ورلڈ فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز

امن - آزادی - ترقی - سوشلزم
کے-1 مری روڈ راولپنڈی

25-11-84
Taxila

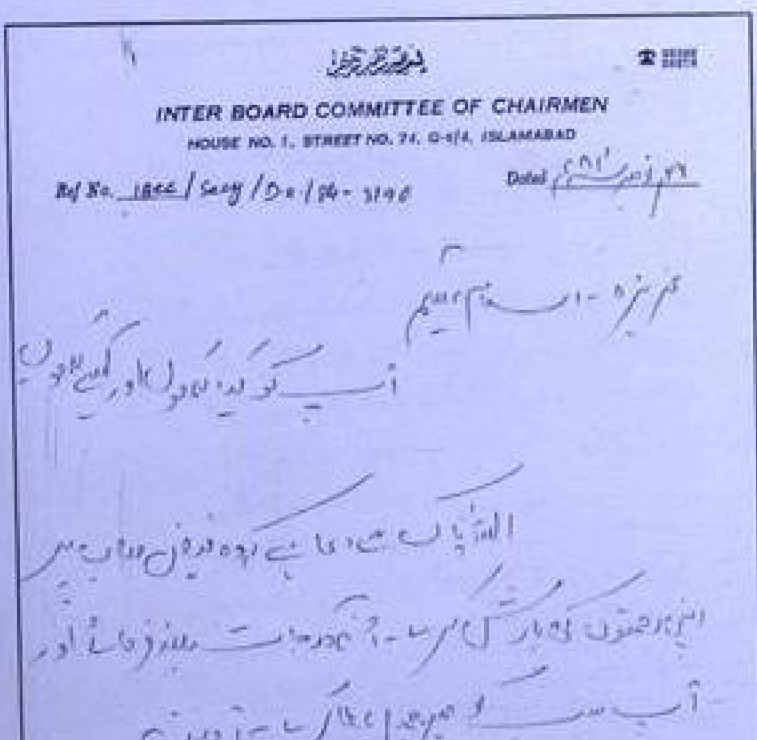

بسم اللہ الرحمن الرحیم

INTER BOARD COMMITTEE OF CHAIRMEN
HOUSE NO. 1, STREET NO. 71, G-6/4, ISLAMABAD

Ref No. 1866/Secy/DO/84-3196

Dated

محترمہ - السلام علیکم

تعزیتی ٹیلی گرافس

C.-3. (T&T)

PAKISTAN TELEGRAPH & TELEPHONE DEPARTMENT

No.

Received here at———H. M.

=== X 2030 AD 73 RAWALPINDI 20 212 ==

MRS FAZ AHMED FAIZ 102 H MODEL TOWN LAHORE =

= I AM DEEPLY GRIVED TO LEARN OF THE SUDDEN AND SAD DEMISE OF YOUR ILLUSTRIOUS HUSBAND MR FAIZ AHMAD FAIZ STOP DURING THE LAST HALF CENTURY HE WAS AMONGST THE LEADING INTELLECTUALS AND URDU POETS PARA HE NOTONLY GAVE A NEW DIRECTION TO URDU POETRY AND LITERATURE BUT ALSO CAST THE GAZAL IN A NEW MODE AND ALIGNED IT TO THE NEEDS OF CONTEMPRARY IDIOM AND EXPRESSION STOP URDU GHAZAL THROUGH HIS PEN ACQUIRED A NEW VIGOUR AND AND FINESSE AND THUS BECAME A POWERFULL AND DISTINCT MEDIUM PARA MR FAIZ AHMED FAIZ WAS AN INTELLCTUAL OF

C=1

This form must accompany any enquiry ...

PCPPL—440 DCS&F—12-7-84—50,000 Pads.

146

C.-3. (T&T)

PAKISTAN TELEGRAPH & TELEPHONE DEPARTMENT

No.

Received here at———H. M.

INTERNATIONAL STATURE STOP HIS POETIC WORKS HAVE BEEN OR ARE BEING TRANLATED INTO VARIOUS LANGUAGES OF THE WORLD PARA HE WAS ALSO JOURNLASIT STOP HE LEFT HIS MAR IN BOTH THE FILEDS PARA HE WILL BE LONG REMEMBERED AS A GREAT INTELLAECTUAL AND A DISTINGUISHED PEOET SOP HIS LOSS IS MOURNED BY HIS COUNTLESS ADMIRERS WITHIN THE COUNTRY AND OUTSIDE PARA MAY HIS SOUL REST IN PEACE AND MAY ALLAH GRANT PERSEVERENCE AND FORTITUDE TO YOU AND OTHER MEMBERS OF THE FAMILY TO BEAR THIS IMMENSE LOSS STOP AMEN END = GENERAL MOHAMMAD ZIA UL HAQUE PRESIDEN OF PAKISTAN ==

The sequence entries at the beginning ... are handed in, serial number, office of origin date service instructions (if any), and ...

This form must accompany any enquiry respecting this telegram.

PCPPL—440 DCS&F—12-7-84—50,000 Pads.

146

PAKISTAN T & T TELEGRAM

15/1 CF-13

IDS 32/22 XF 1655 APF 6 NEW DELAHI 21 34:-
: MRS FAIZ 102 H MODEL TOWN LAHORE PAK:-
OUR PEARTS GO TO YOU AT THIS
TRAGES MOMENT FAIZ HAS INDEED
~~LET~~ LEFT AN IRRPROABLE VOID MAY
YOU BE ~~GAVTE~~ GRANTED COURAGE TO WITH
STAND THIS CALAMITY:-
INDER GUJRAL

157

PAKISTAN T & T TELEGRAM

CF-3

IDS 13/24 XF NIL AP 1016 BOMBAY 23 59
MRS FAIZ AHMED FAIZ WIFE OF LATE FAIZ AHMED FAIZ URDU POET LAHORE
PAKISTAN
DEEPLY SHOCKED TO GRIEVED TO LEARN PAKISTAN:
DEEPLY SHOCKED TO GRIVED TO LEARN OF THE SAD AND SUDDEN
DEMISE OF YOUR HUSBAND STOP HE WAS A AGAINST IN URDU
LITERATURE AND A GREAT POET STOP ALL INTELLIGENTIA
WILL MISS HIM STOP MAY HIS SOUL REST IN PEACE(.)
SUNIL DUTT

99

PAKISTAN T & T TELEGRAM

CF-17

IDS 82/22 XF 1800 APM 849 BOMBAY 21 VIA ND 28/31
BEGUM FAIZ AHMED FAIZ LAHORE PAK-
FAIZ SAHIB IS GONE STOP IT IS GREATLOSS TO THE LITERURY
WORLD ACCEPT HEARTFELT CONDOLANCES
RAJA KAPOR BOMBAY-

162

भारतीय डाक-तार विभाग
INDIAN POSTS AND TELEGRAPHS DEPARTMENT
तार
TELEGRAM

0158

HIS EXCELLENCY AMBASSADOR OF PAKISTAN
EMBASSYSOF PAKISTAN SHANTIPATH NEW DELHI

X 2345 AP 2332 NEW DELHI 22 37
KINDLY CONVEY OUR HEARTFELT CONDOLENCES TO THE BEREAVED FAMILY OF GREAT
FAIZAHMAD FAIZ (+) HE WILL ALWAYS BE REMEMBERED (+) REGARDS -- AJ--
AMJADALIKHAN --LN 13 AP 2332

تعزیتی ٹیلی گرافس

PAKISTAN E-T-TELEGRAM

X 1200 AN6 ISLAMABAD 21 65
:- MRS FAIZ AHMED FAIZ(LATE POET)
LAHORE
MADAM AHMED FAIZ
TO BE SHOCKED TO LEARN THAT THE
PROMIMENT PAKISTANI POET AND
WRITER MR FAIZ AHMED FAIZ
PASSED AWAY OF A HEAT
~~AT~~ HEART ATTACK I FEEL DEEPOY
SORROW AND WOUL LIKE TO EXTEND MY
SYMPATHY TO YOU AND OTHER MEMBERS
OF THE FAMILY ~~WANG~~
WAGN CHAUNASIN ~~AMASA~~ AMBASSADOR
EMBASSY OF THE PEOPE'S REPUBLIC OF
CHINA IN PAKISTAN:-

14/55

59

---

copy

EXPRESS ALICE FAIZ AHMED FAIZ
BLOCK G
MODEL TOWN
LAHORE (PAKISTAN)

WE HAVE LOST OUR DEAREST FRIEND A GREAT POET REVOLUTIONARY
HUMANIST CHAMPION FOR WORLD PEACE YOUR LOSS IS OURS
PROFOUNDEST SYMPATHY LOVE HIS WORDS WILL LOVE FOREVER

RASHEEDUDDIN KHAN CHANDRAJIT YADAV
PALIWAL PERIN
ALL INDIA PEACE AND SOLIDARITY ORGANISATION

Nov.21,1984

PAKISTAN E.T.T.

01505 A46KARACHI 22 93/90:
THREE ADRESS:
MRS ALYS FAIZ 102 H MODELTOWN LAHORE:
MR AND MRS HUMAIR HASHMI 102 H MODEL TOWN LAHORE:
MR AND MRS SHOAIB HASHMI 102 H MODEL TOWN LAHORE:
~~LEAS~~ PLEASE ACCEPTOUR CONDILENCES ON THE PASSING AWAY OF
A MAN WHO WAS ABOVE ALL A COMPASSIONATE AND GENTELE HUMAN BEING
A PERSON WITHOUT WHOM THE ~~WORLD~~ WORLD IS A ~~PO~~ PRORER
LACE MAY ALAH REST HIS SOUL INPEACE GIVE
YOU ALLSTRENGTH TO BEAR THIS LOSS AND TO HEL ADAVANCE
THE GREAT CAUSES ARTICULATED SO MEMORABL BY
FAIZ SAHIB:
SHABANAM AND JAVEDJABBAR:

103

PAKISTAN E.T.T.

X 1010 A5 4 RPINDI TOWN 22 45
:- MRS FAIZ AHMED FAIZ AND
MRS SALIMA ~~HAST~~ HASHMI 102 - H
MODEL TOWN LAHORE
:- ~~LEASE~~ PLEASE ACCEPT
HEART FELT CONDOLENCE ON THE SAD
DEMISE OF FAIZ AHMED FAIZ (.)
MAY GOD ~~R~~ REST HIS SOUL IN PEACE
AND GRANT STRENGTH YOU AND
FAMILY TO BEAR LOSS
G. A. G. A. ALLANA

تعزیتی ٹیلی گرافس

PAKISTAN T&T TELEGRAM

NNNN
ZCZC KLFD11 ASQ989
XF 1614 CAIRO 25 66/64

MR FAIZ AHMZD FAIZ
C/O ISHWAR NAHID DIRZCTOR PAKISTAN
NATIONAL CENTER LAHORE PAKISTAN

WITH GRZAT SORROW JUST KNZW YUDDEN DEMISE OF MYDEAR
FRIEND GREAT PAKISTAN POET FAIZ WHO PASSED AWAY FOUR
DAYS AGO STOP MY GREAT RESPECT TO HIS EMEMORY EXPRESSING
MY CONDOLENCES TOYOU AND FWMILYHSTOP.9
ABDEL AZIZ SADEK DEPUTY SECRETARY GENERAL
AFROASIAN WRITERS AND CHAIRMAN
INTERNATIONAL COMMITTEE FEDZRATION OF WRITERS IN EGYPT

11

PAKISTAN T&T TELEGRAM

KLF 33 RKI 673
XF 1930 MOSCOU URSS 22 16/154 DEVIE
V MRS ALICE FAIZ PAKISTAN SOVIETN FRIENDSHIP SOECITY
V C/ O MAZGAR ALIKHAN EDITOR VIEWPOINT
Y PO BOX 540 LAHORE PAKISTAN=
PRESIDIUM OF UNION OF ~~SOIETY~~ SOEIT SOCITIES FOR
V FRIENDSHIP AND CULRAL RELATIONS WITH FOREIGN COUNTRIES AND
EXECUTIVE COMMITTEE OF SOVIET PAKISTAN CULTURAL RELATIONS
SOCEITY EXPRESS PROFOUND CONDOLANCES
V ON THE DEMISE OF OUTSTANDIN POET
PAGE 2
CONTRIBUTION TO NBOBLE CAUSE
OF STRENGHTENING AND DEVELOPMENT OF FREINDSHIP BETWEEN
FEOPLE OF OUR COU TRIES .
BRIGHT ~~OF~~ IMAGE OF FAIZ AHMAD FAIZ WILL LIVE
FOREEVER IN OUR MEMORES.
ZINADA KGUGLOVA CHAIRPRESON OF PRESIDIUM

OF SOVIET SOCIETIES FOR FREINDSHIP AND CULURAL
RELATIONS WITH FORIGN COUNTRIES.
BW
QF YURI GANKOVSKY ACTING PRESIDENT OF SOVIET
PAKISTAN CULTURAL RELATIONS
SOCIETY:

49

PAKISTAN T.&T. TELEGRAM

8/30 CF-1

KLF 34 8KI 669
XF 175 MOSCU URSS 22 63/62:
DEVIE
URGENT
MME ALYS FEIZ 102 A MODELTOWN LAHORE:
ON BEHALF VAST CIRCLES SOVIET PUBLIC WE EXPRESS DEEP SORROW
AND CONDILENCES WITH DECASE PROMINET POET AND
PUBLIC FIGUNE OF PAKISTAN AND ENTIRE WORLD COMMA
OUR DEAR BROTHER IN ARMS
FAIZ AHMED FAIZ STOP WE SHALL ALWAYS KEEP IN OUR
P 2
HEARTS
HIS NAME AND NOBLE DEEDS STOP
PRESIDIUM SOVIET AFROASIAN SOLIDARITY COMMITTEE

48

PAKISTAN T.&T. TELEGRAM

X ٣٣٣٠ AE.٣٩ DIKHAN ٣٩ ١٢٣/١٢٥ :
DEAR MRS FAIZ MODEL TOWN LAHORE :
THE NEUS THAT OUR BELOVED POET FAIZ
AHMED FAIZ HAS PASSED AWAY, HAS SHOCKED US
BEYOND THE CONFINES OF EXPRESSION . CERTAINLY HIS
DEMISE HAS CREATED SUCH VACUUM IN THE FIELD OF LITERATURE.
WHICH CAN HARDLY BE FILLED BY ANY LITERARY
PERSANAGE . INDEED PROBITY AND INTEGRITY OF PEN WAS
HIS DISTR+ DISTINGUISHED TRAIT OF CHARACTER.
HE WHOLE LIFE WAS MARKED WITH THE LOGHT THAT
STRE+ STRUGGLE FOR THE ELEVATION OF POOR MESSES
OF THE WORLD .HE RETAINED A CONSPICUOUS STATION
AMONG THE LEADERS OF PEACE AND PROGRESS. OF
COURSE , PROGREW+ PROGRESSIVE FORCES
WOULD MISS HIS HONEST , SAGICIOUS AND VERACIOUS
GUIDE IN THEIR SHU+ STRUGGLE AGAINST IMPERIALISM.
DEAR MRS FAIZ THE PEACE O+ LOVING POET
WOULD NOT ONLY LIVE IN THE WORLD OF LITERATURE
BUT HE WOULD LIVE IN THE HEARTS AND MINDS OF ALL
THOSE WHO HAVE DEDICATED THEIR LIVES FOR THE
CAUSE OF PROSPERITY EQUIALITY AND PROMOTION AMONG
THE DOWNTRODDEN PEOPLE ALL
OVER THE WORLD . ON THE LAST WE WILL PRAY
THAT YOU MAY BE ABDLY BEAR THIS IRREPARABLE LOSS
YOUR WELLWISHERS
UMAR FAROOQ AND FAZAL REHMAN :
MIAN KHAIL HOUSE RANG MAHAL DIKHAN NWF :
NWFP :

00578
26 NOV 84

25

O 1310 AP 16 RPINDI 21 30/37=
MRS ELIS RIAZ 102 MODELTOWN LAHORE
PROFAAMILY SHOCKED TO LEARN THE TRAGIC
NEWS (.) GREAT LOSS TO URDU LITRATURE AND HUMAN THO
HE WILL BE WIDELY MISED AND MOUNDED (.)
SULTAN HASHKARAND ZAMEER JAFFARY=

KLF 210 BSQ 164
XF 1407 LONDON 20 24
MRS FAIZ AHMED FAIZ
102 H BLOCK MODELTOWN LAHORE
MY DEEPEST SYMPATHY AND ~~OR~~ PRAYERS AT THIS TIME OF
DISTRESS IFTIKHAR ARIF AND FAMILY=

X 2030 APM 75 KARACHI 20 46
MRS MUNEEZA HASHMI 102H MODELTOWN LAHORE

I AM DEEPLY GRIVED TO KNOW THE SAD DEMISE OF YOUR
FATHER I PRAY ~~THE~~ THAT ALMIGHTY GOD MAY
GRANT ~~O~~ TO REST HIS SOUL IN PEACE
Q AND GIVE STRENGTH TO YOU
AND AND FAMILY TO BEAR THE LOSS

ATHAR WAQAR AZEEM

KLF 5 ASQ 035
XF 1518 BIRMINGHAM 20 23 2

MRSFAIZ AHMED FAIZ G BLOCK MODEL TOWN LAHORE
WE ALL FEEL A GREAT PERSONAL LOSS STOP WITH MY
SINCERE CONDOLENES
ZIA MOHYEDDIN

X 1120 A 19 KARACHI 23 29=
MRS FAIZ SALEEMA MUNEEZA SHOAIB HUMAIR 102-
MODELTOWN LAHORE=
WE HAVE NO WORDS TO EXPRESS OUR FEELINGS
MAY GOD GIVE YOU COURAGE BEAR IRREPRABLE
LOSS HAJIRA MANSOOR AHAMDALI=

O 1200 A 23 ABBOTABAD 21 36=
MRS ALYS FAIZ 102 H MODELTOWN LAHORE
TO BE AWAY TODAY ADDSS GREATLY TO THE SORROW
N THE DEATH OF
A GRETMAN (.)=
HIS VERSES WILL LIVE WITH US FOREVER (.)=
AITZAZ AHSAN=

A POEM FOR FAIZ

I will sing of you later,
When the tread of a thousand feet,
the unending roll of sorrows,
the breath of roses enfolding,
the eulogies, the warranted praise,
the drawn-out memories of others,
the grief of recalling, the total acceptance of death
are over
Then will I sing, not to the tread
of a thousand feet, nor to the roll of
sorrow
Nor will I lift the roses
nor echo praise
nor recall, nor accept.
My song neither begins nor ends
It is eternity

Alys Faiz

267
F. 7.
Islamabad
20th Dec 1984

My dear Mrs Faiz Ahmed Faiz

On the 40th day of Faiz's sad demise
Illness ~~prevented~~ debarred me from being at his graveside
I write this one line
To my tribute to a friend fine

Faiz's Yaad

Reckless steeds of greed Trample the Earth
A ~~torch~~ torch of hope decorates the heavens zenith
In the pitch dark gloomy night
Glow worm throws a Trail of light
Rainbows arch over the horizon
Beckons all lovers to march on
On the desert in the burning heat
I build my own green oasis
Oh mourn me not as a dead man
I live in memory to welcome new dawn.

Sadiq

Yours Sincerely
M Sadiq Khan

Rimma Kazakova

رِمّا کازاکووا

ترجمہ - لدمیلا واسی لیوا

اے فیض تیرے ساز کی شیریں صدا
جو غیروں کیلئے شاید تھی اَن سُنی
میرے دل میں ہر وقت راگ گاتی رہی ...
کچھ بھی کہے بغیر ہم گزارتے تھے شام ...
تیرے ساتھ کتنی خاموشی کا تھا ہر لمحہ
کس قدر خوشگوار، کس قدر چین بھرا۔

کہاں گرج کے آبشار کا مزہ اب کہاں؟
شور سے آئے - گئے، کچھ پتہ نہ چلا۔
تیرے دھیمے لہجے نے کیا کیا غضب
سب دلوں، سب ملکوں، کائنات کو جیتا
تو زندگی کا مداوا، خوشی میں شریک
گر رہے ہیں خاموش، تو سمجھا میرا ہوش

- ۲ -

خاموشی، پیار کی ہے ایک پرانی زبان۔
جب پیار میں چپ چاپ مسکرائے گی
سب سمجھیں گے یہ ہے کس جذبے کا اظہار:
زندگی سے محبت، سا سوم بے پناہ —
بولنے والی خاموشی — زبان پر مجاز
کس قدر موثر، عام فہم، دل گداز

اے فیض کتنے تھے پرسکون لمحات
جب تیری بولنے والی خاموشی کی ساتھ تھی
یہ خاموشی تیری کتنی ہے خوفناک
تیرے جانے پر عالم پر جو چھا گئی
کس خاموشی کی تاب کیسے لاؤں حبیب؟

تیرا جادو بھرا ساز سنوں اب کہاں؟
لے گیا ہے، چھوڑ کر کتاب بے آواز
ہے وہی اب میری ہم کلام و ہم ساز
ناصح بے صدا، ابد و دم گسار ...
اور یہی ہے فیض کی لافانی یادگار

Translation
Ludmeela Vasilyeva

واحد رشیدی -
ایڈیٹر [illegible] نگار

رشید منزل -
خداداد کالونی - کراچی ۵
۲۲ نومبر ۱۹۸۴ء

فیض صاحب!
لوگ کہتے ہیں کہ فیض صاحب مر گئے -
غلط کہتے ہیں -
فیض صاحب آپ ہمیشہ زندہ رہیں گے -
ہمارے دلوں میں
ہمارے لفظوں میں -
فیض صاحب آپ [illegible] -
[illegible] آپ ہمیں پیار سکھاتے تھے -
زندہ رہنا [illegible] -
ہمارا سرخ سلام قبول کیجئے -
فیض صاحب!
آپ ہمیشہ سرخرو رہے اور رہیں گے -
آپ کا جو [illegible] تھا
زندگی کا آئینہ ہے -

آپ کا عقیدتمند اور خوشہ چین
واحد رشیدی

MINTOS

4 - A Model Town
LAHORE
۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء

یہ کیسا [illegible]
آسمان پہ سیاہی کی تہہ
ازل کے سوگواروں کی
[illegible] -
یہ اپنی ازل کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
اپنے سانسوں کی [illegible]
[illegible] اور دکھ کی چادر ہے
[illegible] آج کے روز
[illegible] -
یہ کہیں جائیں تو شاید پھر اسے دیکھ سکیں
[illegible]
[illegible] کی نئی شکل میں
وہ ابد تک [illegible] کو آئے -

بلال حسن [illegible]
۲۲ نومبر ۱۹۸۴ء

نوحہ! (جناب فیض کی رحلت پر)

ہمیں کس بے اماں لمحوں
کی مٹھی میں
[illegible]
[illegible] نیندوں کے [illegible]
بچھڑنے میں
[illegible] آشناؤں
کی رداؤں پر
ازل [illegible] لفظوں کے [illegible]
[illegible] ہے مگر —
اور — یہ موسم،
[illegible]
[illegible] — موسم [illegible]
عزاداری، جیسے نوحہ خوانی
سینہ کوبی
[illegible]
اک مسافت پر رواں
[illegible] — [illegible] کی مسافت پر
ہمیں [illegible] شام غریباں
ہم [illegible] میں [illegible] ہیں،
[illegible] — ؟ ؟ ؟
تم کوئی پیغام بھیجو!
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] جہلم

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارہ
اقبال

اللہ [illegible]
یکم ربیع الاول
۱۴۰۵ھ

محمد [illegible] بیگ

قطعہ

بیادگار [illegible] فیض احمد فیض [illegible]

[illegible]

دنیائے ادب کیلئے وہ ماہِ مبیں تھا
تابندہ و درخشندہ تھا سجادہ نشیں تھا
کیا بات ہے اے فیض ترے ذوقِ سخن کی
انگشتریٔ ذوقِ سخن کا تو نگیں تھا

[illegible]

راقم [illegible] آبادی
ملتان [illegible]

مُبلغِ انقلاب آہ فیض ! حامی و ناصرِ انسانیت

؎

مُوت اُس کی ہے کرے جس کا زمانہ ماتم
یُوں تو دُنیا میں سبھی آتے ہیں مرنے کے لئے

دلفگار دبیر حسین رضوی علیگ
37/C رضویہ سوسائٹی ۔ کراچی ع 18

؎

فیض ہرگز مُوت کی ٹھوکر سے مٹ سکتا نہیں
زندۂ جاوید چُھپ سکتا ہے مر سکتا نہیں

دبیر حسین رضوی علیگ
37/C رضویہ سوسائٹی ۔ کراچی ع 18

آہ
فیض احمد فیض

دل سا سرور جو اپنی آنکھوں کا نور تھا
وہ اپنے وطن کے لیے فخر و غرور تھا

افسوس آج لال وہ مٹی میں مل گیا
صاحب قلم تھے ہر بات میں سرور تھا

فیض میں تھیں بے شمار خوبیاں یارو
نہ چھ خودی تھی نہ ہی غرور تھا

اک جگمگاتا ستارا پل بھر میں بجھ گیا
جسے علم کی روشنی سے ہی شعور تھا

بجھ گیا دل سا دیا اندھیرا چھا گیا
کیسے کریں شکوہ یہی خدا کو منظور تھا

وقت بدل نہیں سکتا کبھی قضا کا رشید
قضا لے گئی جو عالم میں مشہور تھا

رشید احمد رشید، نقشبندی
کریانہ بازار ساہیوال۔

(۲)

فیض احمد فیض کے لیے ایک نظم

آج یاس سوگوار؛
اب کہاں وہ اہلِ دل
جو قفس و خاشاک کو
بے پناہ شفقت سے [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سرنگوں لوح و قلم؛
[illegible]

احسن بھورانہ
AHSAN BHURANA

Palestine Liberation Organization — منظمة التحرير الفلسطينية

London Office — مكتب لندن

Telephone: 01.491 8872
01.629 8394

52 Green Street, London W1, England

تليفون: ٠١-٤٩١ ٨٨٧٢
٠١-٦٢٩ ٨٣٩٤

Dear friends, brothers and sisters,

On the memorable occasion of the first anniversary of the martyrdoom of the great progressive and international figure Fayez Ahmad Fayez, I want to express in my personal capacity and in the namef the P.L.O and the Palestinian people, our esteem and respect to the martyr and to the role he played in the political and cultural scenes. He has aleays struggled on the side of just causes including the just cause of the Palestinian people.

I want to express my pride at having been a personal friend of Fayez. I felt enourmous sorrow at the loss of a great militant and friend, and realised once again the importance of such people in the modern world in the fight for freedom, justice and the aspiration to return to the homeland.

On the occasion of the anniversary of the death of Fayez Ahmad Fayez, I renew my plege to continue our struggle against imperialism, and zionism and all other forms of oppression, colonialism and apartheid. I renew my pledge to my friend to stand side by side united with all the struggling peoples of Africa, Asia, Latin America and wherever people suffer from oppression, apartheid, imperialism and facism.

This is my loyal pledge to my dear friend Fayez Ahmad Fayez, martyr for freedom, progress, martyr of the committed word and the lasting solidarity between people working for noble causes and aims.

Yaser Arafat

ABU AMMAR. Chairman of the Executive Committee

Condolence Reference on Faiz's First Death Anniversary by Yasser Arafat, 1985.

نئی دہلی، 3رجولائی 2011 اتوار

نیویارک میں سیّد تقی عابدی کی کتاب ''فیض فہمی'' کی رسم اجرا

نیویارک (خالق حسین صدیقی)
پانچویں عالمی اردو کانفرنس اور فیض کے صد سالہ جشن کے موقع پر جو اردو ٹائمز کی سرپرستی میں نیویارک میں منعقد ہوا، ممتاز محقق، شاعر، دانشور ڈاکٹر سید تقی عابدی کی کتاب 'فیض فہمی' کی رسم رونمائی ادا کی گئی۔ اس کتاب میں 162 مضامین کے ذریعہ عظیم شاعر فیض احمد فیض کی شخصیت، شاعری، نثری تخلیقات کا ہر زاویہ نظر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ فیض احمد فیض کی چھوٹی بیٹی منیزہ ہاشمی اور پروفیسر گوپی چند نارنگ نے افتتاحیہ اجلاس کے دوران اس کتاب کی رونمائی کی۔ منیزہ ہاشمی نے کتاب کو فیض سے محبت رکھنے اور فیض کو پڑھنے والوں کے لئے ایک انمول تحفہ قرار دیا۔ پروفیسر نارنگ نے 'فیض فہمی' کو عظیم ترین اور تاریخی تحفہ قرار دیا اور کہا کہ یہ کتاب فیض پر تحقیق کرنے والوں کے لئے ایک بڑا خزانہ ہے۔ یہ کتاب ڈاکٹر تقی عابدی نے اپنے ذاتی خرچ سے شائع کروائی ہے تاکہ بغیر کسی قیمت کے فیض کے چاہنے والوں اور فیض پر کام کرنے والوں کو تحفہ کے طور پر پیش کی جا سکے۔ اس کتاب میں تقریباً 50 سے زیادہ مضامین ڈاکٹر تقی عابدی نے لکھے ہیں۔ کتاب کے پیچھے مشہور آرٹسٹ ایم ایف حسین کی قلم سے بنائی ہوئی 1976 کی تصویر بھی چمڑے کی جلد پر پرنٹ کی گئی ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں فیض کا غیر مدون کلام بھی موجود ہے جو ان کے کلیات میں شامل نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید تقی عابدی اور فیض شناسی

اعجاز فرخ

کسی بھی شاعر کی قدر و قیمت کے تعین کے لئے یہ بات بہت اہم ہے کہ اس کی شاعری کا کتنا حصہ عالمی ادب کے سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہے۔ اس کے پیش نظر اردو کے کئی شعرا صف اول میں شمار کئے جاسکتے ہیں، لیکن یہ نہیں طے کیا جاسکتا کہ ان میں بڑا شاعر کون ہے۔ اس ضمن میں صرف تخیل کی بلندی ہی واحد معیار نہیں، بلکہ خیال کا تعمق، اس کی گیرائی، خیال کو محسوس بنا دینے کی صلاحیت، موضوع کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ جذبہ کی جس آنچ میں شاعر تپ رہا ہے، اس کی تپش کو دوسرے تک پہنچانے کی قدرت، الفاظ کو معنی کے نئے پیراہن عطا کرنے کی اہلیت، مانوس خیال کی تہہ میں جدت اور انوکھے خیال کو مانوس کر دینے کی استطاعت بھی کچھ شامل ہیں۔ شاعری نہ صرف صحیفۂ اخلاق ہے نہ سیاست کی آماجگاہ، لیکن اگر شاعری انسانیت کے رازہائے سربستہ کو منکشف کرتی ہے اور زندگی کی گتھیوں کو سلجھانے یا کائنات کے اسرار کی عقدہ کشائی کرتے ہوئے قاری کو نہ صرف حرف آگہی عطا کرے، بلکہ اپنی وجدانی کیفیت کے زیر اثر جہان نو کی سیر کروائے، تب اس سے اخلاق، اقدار اور سیاست کے سرچشمے فیض حاصل کر سکتے ہیں اور کرتے بھی رہے ہیں۔ مرثیہ کے کسی شاعر کو محض اس لئے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی اساس مذہبی اقدار پر ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی فکر اشتراکیت اساس ہے تو اس سے وہ بڑا شاعر یا ادیب نہیں بن جاتا۔ اگرچہ کہ ہر نظریہ حیات کی ادب میں گنجائش ہے، لیکن بقول غالب: "ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہئے"۔

فیض بلاشبہ ہمارے عہد کے بڑے شاعر ہیں۔ کیت کے اعتبار سے کم کم، بلاغت، اثر آفرینی، قبولیت، رسائی و ابلاغ اور تہہ داریوں کے باوصف کون ذی شعور اور حساس دل ایسا ہوگا، جہاں فیض نہ بستے ہوں۔ ایک سادہ سے جملہ میں یہ بات آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ فیض کو جانتے سب ہیں، لیکن فیض شناسی کا مدار و قرار نہ صرف اس کے فہم پر منحصر ہے، بلکہ یہ بھی کہ قاری کے اپنے ماحول، اطراف و اکناف، تجربات و کیفیات کے پس منظر میں فیض کا کونسا شعر کیا معنی پیدا کرتا ہے، کتنا اثر پذیر ہے اور قاری کے خیال میں اس کی بازگشت کی کیا صورت ہے۔

فیض کی شاعری میں تناسب حسن اور حسن تناسب نے کتنا زندگی کا حوصلہ بخشا ہے، یا کتنی آزادیاں مہیا کی ہیں، کن تحریکوں کا آغاز کیا اور کن تحریکوں میں نئی روح پھونکی ان تمام پر نقادان سخن نے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ لیکن بلا جھجک یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ فیض کی شاعری میں اسالیب کی جدت اور ادبی اجتہاد کی صورت گری موجود ہے۔ ان اسالیب نے فیض کے مداحوں، نقادوں اور سخن فہموں کو متوجہ کیا، جس کے نتیجے میں جو مقالے اور بیش قیمت مضامین جمع ہوئے، وہ فن سے فنکار اور فنکار سے فن تک رسائی کا خوبصورت وسیلہ ثابت ہوئے۔

برصغیر میں یہ کیفیت اکثر دکھائی دے جاتی ہے کہ ذوق اور پیشے میں ہم آہنگی کم کم پائی جاتی ہے۔ کچھ یہی حال ڈاکٹر تقی عابدی کا ہے۔ پیشے کے اعتبار سے وہ جسمانی امراض کے طبیب ہیں، لیکن ادب ان کی زندگی ہے، ادب ان کی صحت مندی کا راز بھی ہے اور صحت مند ادب سے انھیں بے پناہ محبت بھی ہے۔ ان کے وسیع مطالعہ کا حاصل یہ ہوا کہ وہ تحقیق کی طرف مائل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ چاہ خود راہ پیدا کر دیتی ہے۔ ان کی آمدنی کا بیشتر حصہ قدیم کتب کی خریدی میں ضرور صرف ہوا، لیکن ان کی شبانہ روز محنتوں کا حاصل یہ نکلا کہ جو کام صدیوں میں نہ ہوسکا، وہ چند برسوں کی قیمتی ساعتوں نے مکمل کر لیا۔ چنانچہ 30 برس کے مختصر سے عرصہ میں 35 کتابیں، 37 شہید، جوش مودت، گلشن رویا، اقبال کے عرفانی زاویے، انشاء اللہ خاں انشا، رموز شاعری، اظہار حق، مجتہد نظم مرزا دبیر، طالع مہر، سلک سلام دبیر، تجزیہ یادگار انیس، ابواب المصائب، ذکر دُر باران، عروس سخن، مصحف فارسی دبیر، مثنویات دبیر، کائنات نجم، روپ کنور کماری، دو بار رسالت، فکر مطلعہ، خوشۂ انجم، دردریائے نجف، تاثیر ماتم، بھی مایا، روشن انقلاب، مصحف تغزل، جواہر نجم، تحقیق لکھنوی، ادبی معجزہ، غالب دیوان، نعت و منقبت، چوں مرگ آید، رباعیات دبیر، سید سخن، کلیات غالب فارسی (دو جلد)، کلیات غالب فارسی (ایران ایڈیشن)، فیض فہمی، اس کے علاوہ چار اور کتابیں زیر تالیف ہیں، جس میں تجزیہ شکوہ جواب شکوہ، فانی لافانی، تجزیہ رباعیات فراق، دو شاہکار نظمیں اور اقبال کے چار مصرعے شامل ہیں۔ خود ان کے خیال میں یہ "رو میں رخش عمر ہے منزل تو ابھی بہت دور ہے"۔

فیض پر بہت لکھا گیا، بہت کچھ لکھا گیا۔ وہ تمام بھی جو فیض کا حق تھا، وہ بھی جو کم قامتوں نے فیض پر لکھ کر خود کو بلند قامت کرنے کی کوشش ناکام کی۔ کچھ یوں بھی ہوا کہ مختلف مقالوں سے کتر بیونت کر کے نئے عنوانات تراشے گئے، لیکن فیض کی صد سالہ سالگرہ کے موقع پر ایک ایسی مستند دستاویز کی تیاری، جو شائقین ادب، مداحان فیض کے ساتھ ساتھ محققین کے لئے بھی سود مند ثابت ہو، ایک سنگ گراں بار سے کم نہ تھی۔ کم حوصلہ تو شاید "بوجھ کس ناتواں سے اٹھتا ہے" کے مصداق اس بھاری پتھر کو چوم کر ہٹ گئے۔ اردو دنیا کے وہ نامور اہل قلم جن پر اردو کو بجا طور پر ناز ہے، انھوں نے فیض کو دریافت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ چنانچہ ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض پر 120 صاحبان علم و فن کے وہ مقالے جمع کئے، جو نہ صرف مستند کتابیاتی حوالوں کے ساتھ تھے، بلکہ فیض فہمی کے باب میں ایک عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

جب سب کچھ جمع کیا جاچکا اور ترتیب کا مرحلہ درپیش ہوا تو ڈاکٹر تقی عابدی کی باریک بینی نے کائنات فیض میں ان 42 جزیروں کو دریافت کیا، جن پر ابھی کسی کی نظر ہی نہیں گئی تھی۔ اس تلاش نے ڈاکٹر تقی عابدی کو ایک نئی جولانی کے ساتھ آمادۂ سفر کیا۔ غیر مانوس جزیرے، اجنبی زمینیں، تلاش مسلسل، ایسے میں آبلہ پائی تو مقدر ہو ہی جاتی ہے، لیکن ہزار ہزار آبلہ پائی کے باوجود ڈاکٹر تقی عابدی نے یہ مہم سر کی اور تجاہر کی۔ ان جزیروں سے جو دفینے برآمد ہوئے، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

فیض کا زندگی نامہ، جس میں فیض کی تاریخ پیدائش 13/فروری 1911ء سے ان کی زندگی کے اہم کوائف موجود ہیں۔ فیض مشاہیر کی نظر میں 82 پھولوں کے گلدستے کی صورت میں موجود ہے۔ ان 42 موضوعات پر ڈاکٹر تقی عابدی نے جس غیر جانبدارانہ انداز میں خامہ فرسائی کی ہے، اس سے "ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں" پوری طرح صادق آتا ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کا لہجہ کبھی تند نہیں پایا گیا۔ وہ اکثر و بیشتر شیریں سخن اور شیریں کلام ہیں، لیکن اگر کہیں کوئی بات انھیں حقیقت کے خلاف نظر آجائے تو اسے دلائل کے ساتھ رد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کے مضامین میں وہ اہم انٹرویو بھی شامل ہے، جس میں 28 اشخاص نے فیض سے 450 سوالات کئے۔ اس انٹرویو کے نتیجے میں فیض کی پوری زندگی، شخصیت اور فن یوں شفاف اور واضح دکھائی دیتے ہیں کہ انھیں نہ صرف نقوش فیض کہا جاسکتا ہے، بلکہ اس کے ہر نقش پر سیر حاصل مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔

ڈاکٹر تقی عابدی موضوعات کے انتخاب میں بھی ایک نازک فنکار ہیں، انھیں اندازہ تو یقیناً رہتا ہے کہ کونسا موضوع ان سے کتنے حساب جاں کا طلبگار ہے۔ لیکن چونکہ اچھوتا پن ان کی طبیعت کا خاصہ ہے، اس لئے ان کا دل طوفان شکن نہ صرف اسے قبول کرتا ہے، بلکہ اپنی پوری سعی اور خلوص کے ساتھ اسے تکمیل کے مرحلے تک پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھنا چاہتا۔ فیض کی دولت تنہائی، فیض مصور نقوش خد و خال حسن، فیض اور اختر شیرانی کی مشترک قدریں، فیض اور بادہ و ساغر یا دیار مہرباں، فیض اور مصطفےٰ زیدی (رشتہ جو موتیوں سے دھکا رہا)، فیض بنام افکار عارف (مفید، مختصر اور مستند دستاویز)، فیض کا مرثیہ امام، اے بسا آرزو کہ خاک شدہ اور جو میرا تمہارا رشتہ ہے، یہ وہ نازک موضوعات ہیں، جن پر ایک ذرا سی لغزش قلم ساری محنتوں پر پانی پھیر سکتی ہے، لیکن ڈاکٹر تقی عابدی نے ان منزلوں کو سر کرنے میں اپنی پوری متاع قلم صرف کی ہے۔

جناب زاہد علی خاں مدیر سیاست کی نظر انتخاب نے ڈاکٹر تقی عابدی کی اس تحقیق اور جانفشانی کو ادب دوستوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر صاحبان نظر اور اہل ذوق یہ محسوس کریں گے:

بام پر سینۂ مہتاب کھلا آہستہ

وسیم افتخار انصاری (برہان پوری)
اسسٹنٹ گورنمنٹ گرلس پی۔ جی۔ کالج
قلعہ میدان، اندور (ایم۔ پی)

ڈاکٹر سیّد تقی عابدی

کا تجدیدی کارنامہ: ''فیض فہمی''

اردو ادب کے عالمی شہرت یافتہ فن کاروں میں فیض کا شمار ہوتا ہے۔ ترقی پسند شعراء کے ہجوم میں انھیں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ترقی پسند تحریک، جسے اردو ادب میں تہلکہ، جوش، ولولہ اور نعرے بازی سے تعبیر کیا گیا، فیض اسی سے وابستہ تھے۔ لیکن تعجب ہوتا ہے کہ ترقی پسند تحریک سے وابستگی کے باوجود، فیض کے یہاں وہ جوش، وہ ولولہ اور وہ گھن گرج موجود نہیں ہے۔ پھر بھی فیض اپنے عہد کے اہم شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں؟ اس شہرت اور مقبولیت کے پس پردہ فیض کی اپنی ذاتی، شخصی صلاحیت اور اور جتنی پوشیدہ ہے۔ جس میں ان کے امن پسندانہ مزاج کو بڑا دخل حاصل رہا ہے۔ شاید اس امن پسندانہ رویے ہی کی بنا پر انھوں نے نرم و نازک اور ملائم لب ولہجہ اختیار کیا۔ ترقی پسندی کے ساتھ ادبی روایت کو قائم رکھا، ماضی کے نہاں خانوں میں جھانکا، حال پر نظر رکھتے ہوئے اس کا تجزیہ کیا اور مستقبل کے خواب بھی دیکھے۔

لہٰذا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ فیض کی اپنی شعری کائنات ہے، جو اپنے ہم عصر شعراء سے مختلف ہے۔ ان کی شاعری جذبات، احساسات، تفکرات کا خزانہ ہے۔ غم جاناں اور غم روزگار کا آئینہ خانہ ہے۔ رومان اور انقلاب کا حسین سنگم ہے۔ شاعری کے مختلف ذائقے ان کے یہاں ملتے ہیں۔ نغمگی، ریشمی الفاظ اور لہجے کے دھیمے پن نے ان کے یہاں بلا کی تاثیر پیدا کر دی ہے۔ یہ تاثیر ان کے عمیق جذبات گہرے احساسات کی بدولت ہے۔ جس کی ترجمانی میں فیض نے ایسے عام فہم، دلکش اور دلنشین الفاظ کا انتخاب کیا ہے۔ جس سے تاثرات اور تشریحات کے کئی مثبت پہلو نکلتے ہیں۔ عام فہم اور سلیس زبان کے استعمال کے سبب ان کی شاعری رواں دواں معلوم ہوتی ہے۔ قاری کے دل کے تاروں کو چھیڑتے ہوئے اس کے احساسات کی تہوں تک پہنچ جاتی ہے۔

یہ سب اس لئے بھی ہے کہ فیض نے جن لفظوں کا انتخاب کیا ہے، ان میں ایک طرح کی غنائیت اور موسیقیت پائی جاتی ہے۔ گویا موسیقی دنیا کی محبوب ترین لطیف ہے، اس لئے فیض کے خیالات اور احساسات قاری کے دل میں پیوست ہونے لگتے ہیں۔ رومان و انقلاب پسند لوگوں کی غم جاناں اور غم روزگار کے ماروں کی دنیا میں بھی کوئی کمی نہیں رہی ہے، جس کی بنا پر فیض اور قاری کے جذبات اور احساسات ہم آہنگ ہونے لگتے ہیں اور فیض کا قاری کے ساتھ مسلسل رشتہ قائم رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب فیض کے کلام کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا تو اسے بے شمار لوگوں نے پسند کیا۔ یہ فیض کی مقبولیت اور کامیابی کا بین ثبوت ہے اور اس بات کی بھی روشن دلیل ہے کہ فیض کو عالمی شعراء کی صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔

ان سب کے علاوہ فیض کی مختلف جہتیں ہیں، مختلف پہلو ہیں۔ مثلاً وہ بڑے شاعر تو تھے ہی، مدرس بھی تھے، ترقی پسند تحریک کے اہم معمار تھے، فوج کے کرنل، سیاسی کارکن، ٹریڈ یونین لیڈر، براڈ کاسٹر اور ایک روشن خیال صحافی بھی تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ایک کثیر صفات شخصیت کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا جائے۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے اس ہمہ گیر کام کو انجام دینے کا عزم مصمم کیا اور کتاب فیض فہمی کی شکل میں ایک قابل دید، واجب داد، لائق رشک، مناسب تنقید اور مستحق ستائش کارنامہ انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر سید تقی حسن عابدی، عالمی سطح پر ابھرنے والا اردو کا ایک بڑا نام ہے۔ وہ شاعر و ادیب، محقق و ناقد، ماہر رثائی ادب اور شگفتہ بیان مقرر کے روپ میں علم و ادب میں اپنی شناخت قائم کر چکے ہیں۔ ان پر گفتگو کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ مشت از خروارے ان کی علمی و ادبی خدمات کا مختصر ترین تعارفی خاکہ ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر سید تقی عابدی، سیماب صفت، متجسس، پہلو دار اور نہایت سرگرم شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی شخصیت کی تعمیر میں ہندوستانی خمیر پوشیدہ ہے۔ وہ حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں، جو ہمارے ادب کا قدیم مرکز رہا ہے۔ یہیں سے انھوں نے ایم بی بی ایس کی سند پائی اور ایم ایس (برطانیہ) ایف سی اے پی (امریکہ) ایف آر سی پی (کینیڈا) سے بھی اسناد حاصل کیں۔ ہندوستان اور دیگر ممالک سے حاصل کیا ہوا علمی سرمایہ سعودی عرب، ایران، امریکہ اور فی الحال کینیڈا میں ایک طبیب کی حیثیت سے تقسیم کر رہے ہیں۔ ایک طرف جہاں وہ جسم و صحت کے طبیب ہیں، وہیں اردو ادب کے شدید امراض کے بھی معالج ہیں۔ یہ بات کم تعجب خیز نہیں کہ بیک وقت ایک شخصیت میں دو مخالف اور متضاد جہتیں کس طرح موجود ہو سکتی ہیں۔ معالج کی مصروف ترین زندگی میں وہ ادب کے کاموں کے لئے کس طرح وقت نکالتے ہیں اور وہ بھی شاعری، تحقیق، تنقید، تدوین، ترتیب، تالیف وغیرہ جیسے مختلف و متضاد میدان کے لئے۔ لیکن ڈاکٹر تقی عابدی حیرت انگیز طور پر اس عمل میں برسہا برس سے مصروف عمل ہیں۔ گذشتہ تقریباً پچیس برس میں ان کی تقریباً چالیس کتابیں طباعت کی روشنی دیکھ کر منصۂ شہود پر آ چکی ہیں اور یہ سفر جاری ہے۔

یہ سب کتابیں کئی اہم موضوعات اور اصناف کا احاطہ کرتی ہیں۔ جن میں حیات و شخصیات، فنون، کلام کے مجموعے، دیوان، فنکاروں کی شعری و ادبی خدمات، کلام کی تشریحات، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ جات، قصائد، مراثی، مثنویات، منظومات، رباعیات، الطبیات، قطعات، متفرقات، نیز غالبیات، میریات، اقبالیات اور انجم آفریدی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کی مختلف شائع شدہ کتابیں اور ان کی متنوع عالمی خدمات پر دنیا کے مختلف اداروں اور انجمنوں نے انھیں انعامات و اعزازات سے سرفراز کیا ہے۔ ان ہی فیضیات پر مشتمل ایک کتاب "فیض فہمی" کا ذیل میں جائزہ لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب "فیض فہمی" ۹۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب تک فیضیات پر شائع ہونے والی کتابوں میں ہر لحاظ سے سب سے زیادہ ضخیم اور جامع کتاب ہے بلکہ انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ کتاب میں شامل ۴۹ مضامین و مقالات کے تحت فیض کی شعری، نثری خدمات، حیات و کائنات اور مختلف جہات کے تمام تر پہلوؤں پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے۔

"فیض فہمی" کے ذریعے ڈاکٹر تقی عابدی نے فیض کے ان گوشوں کو تلاشنے کی کوشش کی ہے جو دھندلے رہ گئے تھے۔ انھوں نے غیر جانب دار ہو کر فیض کی شخصیت کے متنوع پہلوؤں کو کیا ہے اور اس عمل میں کہیں بھی جانب داری یا تعصب کی حد کو نہیں چھوا ہے بلکہ بڑی عرق ریزی، بے پناہ خلوص، بالغ نظری اور تنقیدی بصیرت کے ساتھ "فیض فہمی" مرتب کی ہے۔ فیض کے متعلق مختلف ادوار کے محققین اور ناقدین کے مضامین و مقالات کو جمع کر کے اس طرح ترتیب دیا ہے کہ فیض کے متعلق فکر سے عبارت ایک دستاویز ترتیب پیش کر دیا ہے۔

جن محققین نے فیض پر کوئی تحقیقی کام کرنے کا خواب دیکھا ہوگا "فیض فہمی" صحیح معنوں میں ان تمام خوابوں کی تعبیر ہے۔ خصوصاً ان ریسرچ اسکالرس کے لئے، جو فیض پر تحقیقی کام کر رہے ہیں یا کریں گے، ان کے لئے ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ تحفہ بیش بہا تحفہ ہے۔

ڈاکٹر تقی عابدی کی زیر نظر تالیف دیگر مرتب کردہ کتابوں سے مختلف اور بہتر ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ کتابوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی خاطر مرتبین حضرات اکثر کتابوں میں مقدمہ، پیش لفظ، تعارف یا اسناد وغیرہ عنوانات کے ذریعے کوئی مضمون تحریر کر دیتے ہیں اور دیگر اہل قلم کے مضامین و مقالات کو شامل کر کے خود صاحب کتاب بن جاتے ہیں۔ ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب "فیض فہمی" دیگر مرتبہ کتابوں سے اس لئے بھی مختلف ہے کہ خود انھوں نے اس کتاب میں فیض پر تقریباً ۱۵ مضامین سپرد قلم کئے ہیں۔ جو تنقیدی، تحقیقی اور تشریحی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر "فیض فہمی" سے ڈاکٹر تقی عابدی کے مضامین کو علاحدہ بھی کر دیا جائے تب بھی موصوف کی فیض پر باقاعدہ ایک کتاب بن سکتی ہے۔ علاوہ اس کے موصوف نے جن ادباء کے مضامین کو "فیض فہمی" میں یکجا کیا ہے، ان کے فیض پر دیگر کئی مضامین ملتے ہیں۔ بلکہ ہندو پاک کی فیض پر کتابیں بھی موجود ہیں لیکن جس باریک بینی کے ساتھ ڈاکٹر تقی عابدی نے مضامین کا انتخاب کیا ہے، وہ خوب سے خوب تر ہے۔ ان سب کے علاوہ اس میں فیض کا غیر مدون کلام بھی موجود ہے۔ جو ان کے کلیات "نسخہ ہائے وفا" میں بھی موجود نہیں ہے۔ نیز فیض پر لکھے گئے مضامین، مقالات اور کتب و رسائل کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ جس سے موصوف کے وسیع مطالعہ اور تحقیقی شعور کا اندازہ ہوتا ہے۔ یقیناً ان کی مرتب کردہ مضامین و مقالات اور کتب و رسائل کی فہرست فیض پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

فیض کو ترقی پسند تحریک کا اہم علمبردار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اپنے عہد کے بڑے شعراء میں ان کا شمار ہوتا ہے لیکن ان کی نثر نگاری اور خصوصاً صحافت کے متعلق اردو ادب میں سیر حاصل گفتگو کا فقدان نظر آتا ہے۔ جب کہ فیض کو صحافت سے بھی خاصہ لگاؤ تھا۔ مثال کے طور پر جب کلکتہ میں "اقبال چیئر" قائم ہوئی تو سب سے پہلے فیض کا ہی انتخاب کیا گیا تھا۔ لیکن انھوں نے امارت کو اولیت دی تھی۔ اس طرح ان کے بعد ڈاکٹر مظفر حنفی کو فائز کیا گیا تھا۔ اس نتیجے پر پہنچ کر فیض کی زندگی میں صحافت کی اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی "فیض فہمی" میں پیش نظر خود مواد دستیاب ہے۔ اور فیض کی نثری، صحافتی خدمات کے متعلق بھی گفتگو کی ہے تاکہ حق ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر تقی عابدی نے "فیض فہمی" میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ جس کے بغیر فیض شناسی اور فیض فہمی نا گزیر ہے۔ مثلاً فیض کو سمجھنے کے لئے ان کے سیاسی افکار کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر عابدی کا مضمون "فیض اور ایرانی انقلاب" بڑے خاصہ کی چیز ہے۔ یہی نہیں فیض شناسی کے لئے انھوں نے اس کتاب میں فیض کی بعض اہم تصاویر اور خطوط کو بھی شامل کیا ہے۔ جس کے آئینے میں فیض کو زیادہ نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ ایسے حالات و واقعات بھی خود فیض کے ذریعے سامنے آجاتے ہیں، جو مضامین و مقالات اور کتابوں میں نہیں ملتے۔ اس لئے کہنا مناسب ہوگا کہ واحد اس کتاب میں کئی کتابوں کی خوبیاں اور عرق موجود ہے۔ فیض کی ادبی، شعری، نثری، صحافتی خدمات، اس کی اہمیت و افادیت، زندگی کے حالات واقعات، سیاسی، سماجی، مذہبی افکار و خیالات اور سوانح حیات کا تفصیلی مطالعہ کرنا ہو تو اردو ادب میں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں مل سکے گی۔

واقعی ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ بے مثال ادبی کارنامہ ہے۔ اردو ادب کے سرمایہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ جس کی اردو ادب میں یقیناً پذیرائی ہوگی۔ جس طرح فیض اپنے دور سے آگے کی چیز تھے، اسی طرح ڈاکٹر تقی عابدی کا یہ کارنامہ فیضیات پر موجودہ عہد سے آگے کی چیز ہے۔ مرور ایام کے ساتھ اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Faiz Fahmi— Encyclopaedic Work on Life & Thought of Faiz

By Ayub Khan

Pigeon-holing writers and poets in particular literary schools or movements has been the great tragedy of Urdu literature. Such neat compartmentalization has resulted in the failure to capture the depth and breadth of a poet's message which has often tended to transcend such boundaries. This is best reflected in the critical appraisal of poets who were associated with the Progressive Writer's Movement. Despite the fact that they drew on a diversity of inclinations and inspirations they are often relegated or alternatively celebrated for their rejection of tradition and conformism. Dr. Taqi Abedi, the Toronto based scholar, bucks this trend by offering a more holistic review of the life, thought, and work of Faiz Ahmed Faiz in the new book *Faiz Fahmi*.

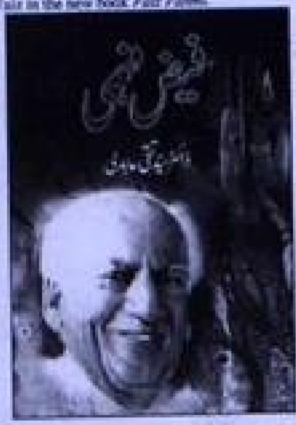

In this 1800 page chest-breaking tome are 161 articles on various aspects of Faiz by both Abedi and other scholars including Gopi Chand Narang, Shams ur Rahman Faruqi, Shan ul Haq Haqqi, Shamim Hanafi, Sajjad Zaheer, etc. While all articles are worth reading, the 41 articles written by Abedi stand out for their exploration of many untouched aspects of Faiz.

On the sensitive issue of Faiz's religion Abedi shows that despite his Marxist inclinations he remained a Muslim and often drew on Islamic themes in his poetry. He had memorized around three parts of the Holy Qur'an in his childhood and regretted later that he couldn't do it in its entirety due to the strain in his eyes. His first public appearance was at the age of five as a qari at the annual function of Anjuman-e-Islamia. From the age of eight to the year he first went to college he would regularly pray at the local mosque and listen to dars of Maulana Ibrahim Sialkoti. He had even completed a year long course of Jamia Ashrafia taught by Mufti Muhammad Hussain. All his life events, including his marriage to Ellis Catherine, were conducted according to Islamic rites. He himself claimed, and this was testified by others, that he would give lessons of Qur'an and hadith to fellow prisoners. The strict categorization of Faiz into the "Communist camp" limits one's understanding of his multidimensional personality. Perhaps his religious inclinations are best represented in his claim (in a letter to his wife) that he was an "inhibited sufi."

His Islamic identity came into full force in his poetry when during the Arab-Israeli war of 1967 he wrote his famous nazm "Sar Wadi-e-Sina." His other nazm "Mujahideen-e-Falstin Kay Naam" has Qur'anic verses interspersed throughout. "Haqqa hum jantengay/Qad jaa al

Haq wa zahqal batil." His nazm on the Islamic revolution in Iran has the title from the Qur'anic verse "Wa Yabqa Wajhu Rabbik." Abedi brings to light the much neglected religious poetry of Faiz including hamd, naat, and marsiya.

Abedi's admiration of Faiz doesn't in any way come in his unbiased analysis and is reflected in the chapter dedicated to mistakes in his poetry. In his comparison of Faiz and Josh he lists their strengths and weaknesses with falling in the groupist trap of "Faiz Bada Ya Josh Bada."

Following in his earlier work on Iqbal's diaspora Abedi has a complete chapter on Faiz's compiled from his letters. He has also compiled a list of all the books that Faiz had read in his later years. This gives keen insights into the development of his thought. It appears he was voracious reader who devoured everything from the poems of Shah Abdul Latif Bhitai and the works of Sarvepalli Radhakrishna to the works of Upton Sinclair and Arnold Toynbee.

To supplement the exhaustive text *Faiz Fahmi* comes with scores of rare pictures of Faiz with various luminaries. It also has illustrations of his works by Sadequain and other prominent artists. This exhaustive work is truly an encyclopaedia and is destined to prove indispensible to anyone planning to understand Faiz.

Its value could have been even more enhanced had it included a chapter on Faiz's adversaries. As is well known Faiz had a jovial personality and did not liked to entangle himself in personality clashes. His adversaries, however, were not kind. Ismat Chughtai, for instance, knew Faiz and deeply disliked him. It is often said that in her semi-autobiographical *Terhi Lakir* the unacharitable portrayal of the progressive poet is based on Faiz. This character in his zeal to portray a progressive image (unkempt hair)becomes inactive in conventional politics. It would have been interesting to see how his other adversaries viewed and portrayed him.

Title : Faiz Fahmi
Author: Dr. Syed Taqi Abidi
Pages: 1424
Publisher: Multi Media Affairs, 21-Nand St, Sham Nagar, Chowburji, Lahore-54501

Share

Syed Taqi Abidi's 'Faiz Fehmi' launched

PAKISTAN TODAY

October 5, 2011 on 2:38 AM

Source: **Xari Jalil**

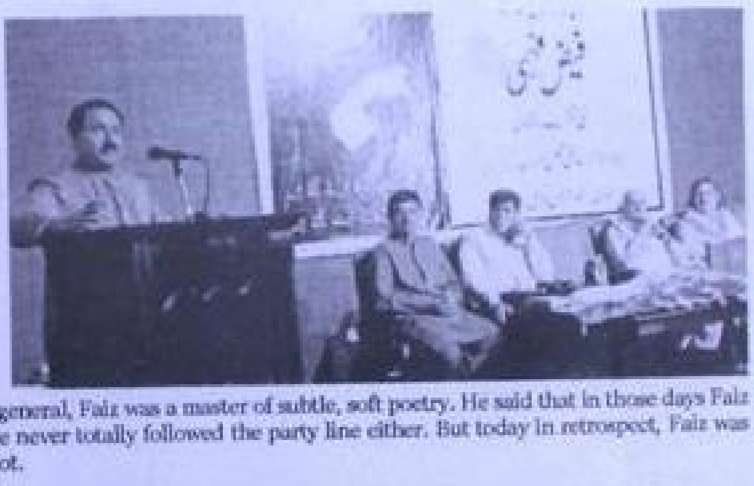

Syed Taqi Abidi's book on poet Faiz Ahmed Faiz and his poetry was launched, titled 'Faiz Fehmi'. The book launch was held at the Alhamra Arts Council, organised by the Lahore Arts Council, with eminent guests including Intizar Hussain, Faiz's daughter Muneeza Hashmi, drama writer Asghar Nadeem Syed and senior columnist Ataul Haq Qasmi.

During the book launch, Intizar said that although many books and articles had been printed on this great poet, it was important to read and understand each of these pieces, because with each piece of writing, a new side of Faiz was brought forward. "It is a must to understand him," said the famous writer and intellectual. "And for this, it is important to read everything written on him. This book took has brought a lot forward," he said.

Intizar said that Faiz's poetry style was soft and gentle and hardly ever loud and aggressive. Sometimes, his tone became slightly assertive, but in general, Faiz was a master of subtle, soft poetry. He said that in those days Faiz was never understood by many of the thinkers of his party line because he never totally followed the party line either. But today in retrospect, Faiz was considered more a progressive than many of the one who thought he was not.

Taqi Abidi said that Faiz was always a very controversial poet, who was hardly ever accepted in many circles. "He was a romantic poet whose imagery never died, in fact was immensely powerful," said Abidi. He quoted Faiz's poem Shaam that gave the imagery of Hindu symbols all in one poem. The tree as a mandir, the orange setting sun spread all over the sky as the sindoor on the forehead of a saint, and its gray, the ashes that a sagoo rubs all over his body.

"Today we have brought forward Faiz as a man, but we have hardly studied his poetry," says Abidi. "His personality and poetry are both equally important to know. But his poetry is so layered that we can attain a PhD degree in his poems," he said.

He also pointed out that Faiz 'resolved' the problem of 'tarseel and iblaagh' (understanding and communication) by writing the simplest poetry. "Although some writers have said that he almost never used Persian words, this is wrong. Faiz probably used the most Persian words, but despite this, his allegories and his imagery was far easier to understand than was Iqbal's," said Abidi.

He pointed out Javednama by Iqbal, where the poetry style is highly complex. "Faiz also wrote some splendid verses for the Iranis in Persian but they know nothing of it, until I introduced these in Tehran some time back. We should bring forth our heroes so that others also know of them and their magnificence."

Abidi said that today about 1,800 books have been written on Faiz, but if he was a Persian, some 4,000 books would have been written. It was unfortunate that we ourselves never studied and learnt about our own writers.

http://www.pakistantoday.com.pk/?p=126807

PAKISTAN TODAY
"Dedicated to the legacy of the late Hameed Nizami"
Arif Nizami (Editor)

Copyright © 2011 Nawa Media

ALSO BY BOOK CORNER

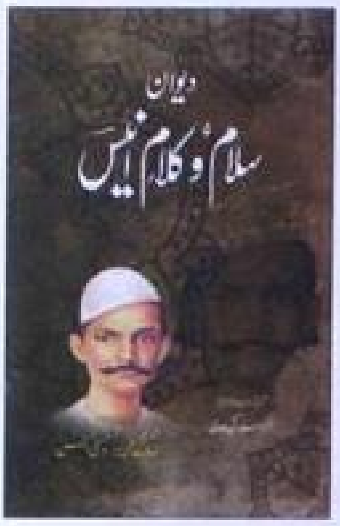

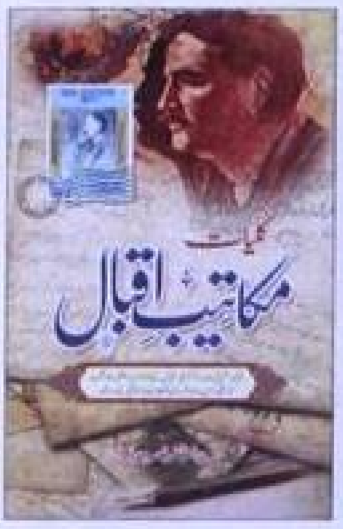

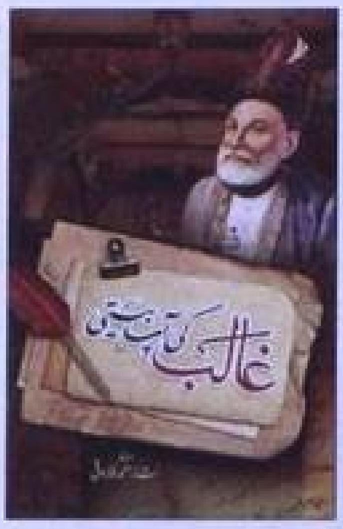

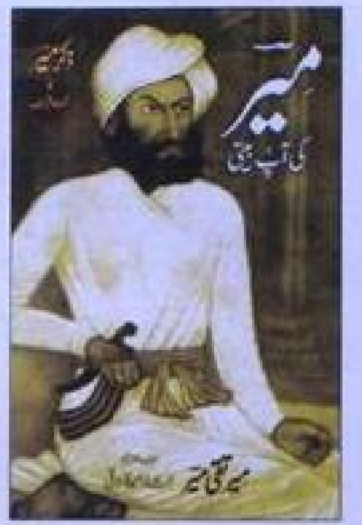

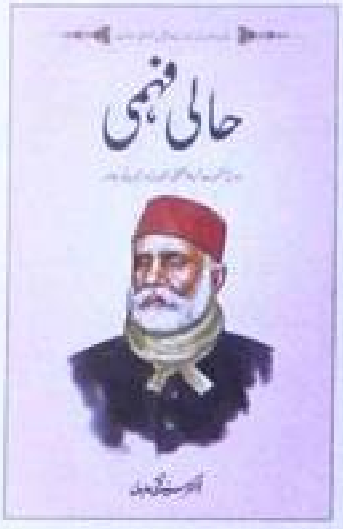

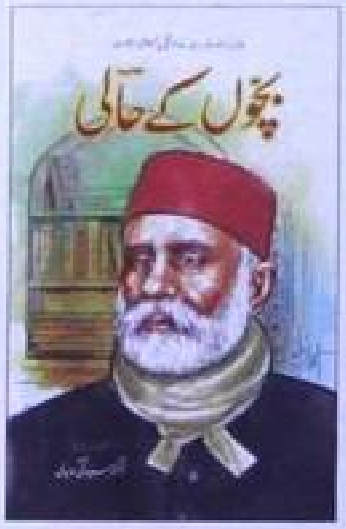

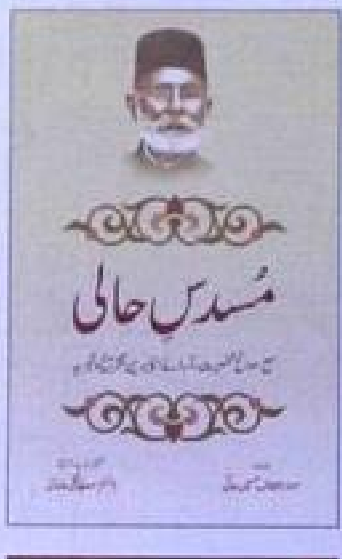

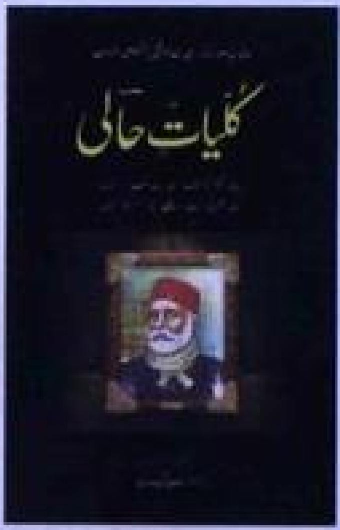

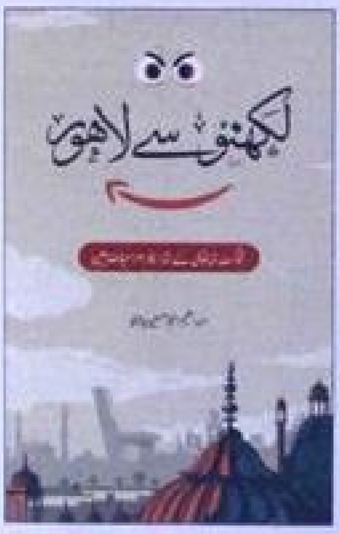

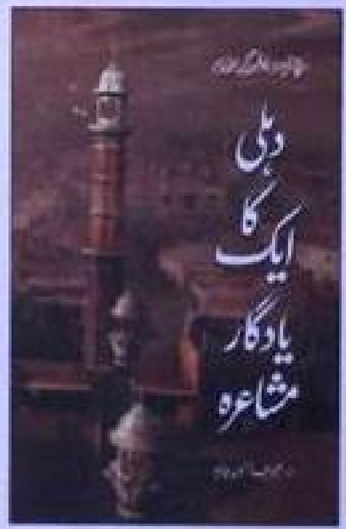

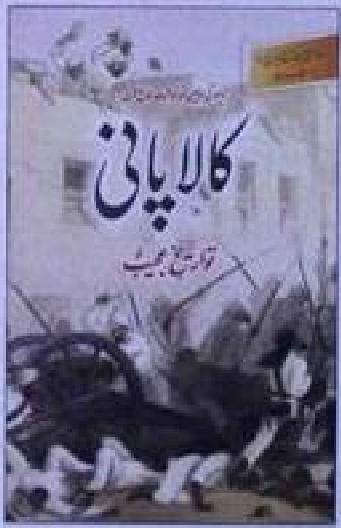

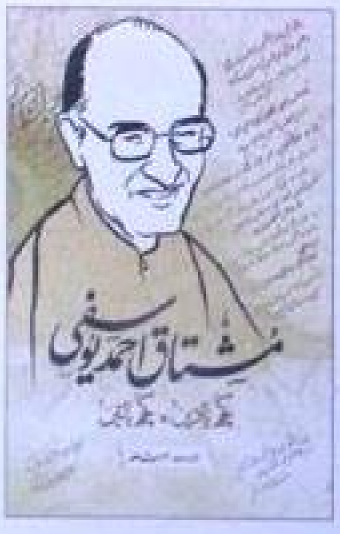

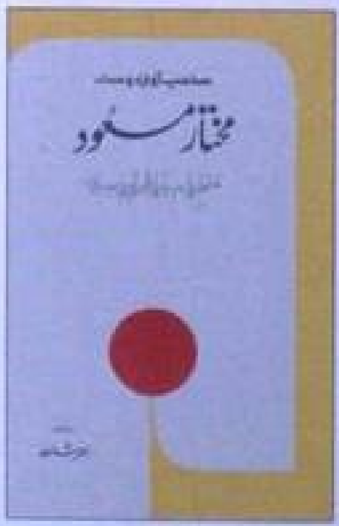

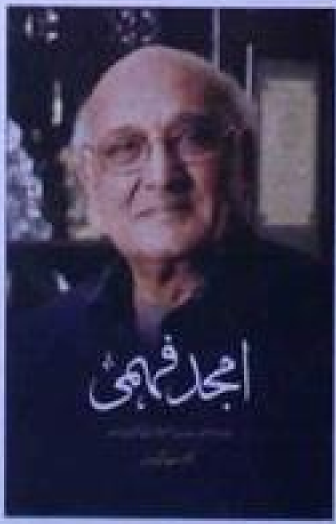

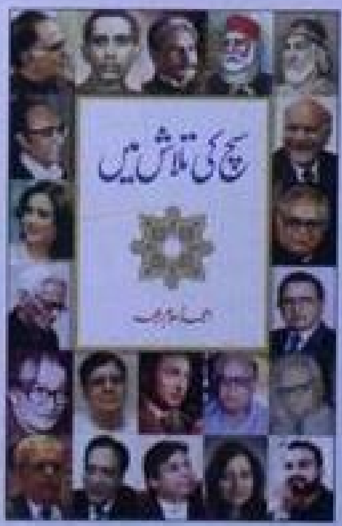

www.bookcorner.com.pk bookcornershowroom bookcornerjhelum

ALSO BY BOOK CORNER

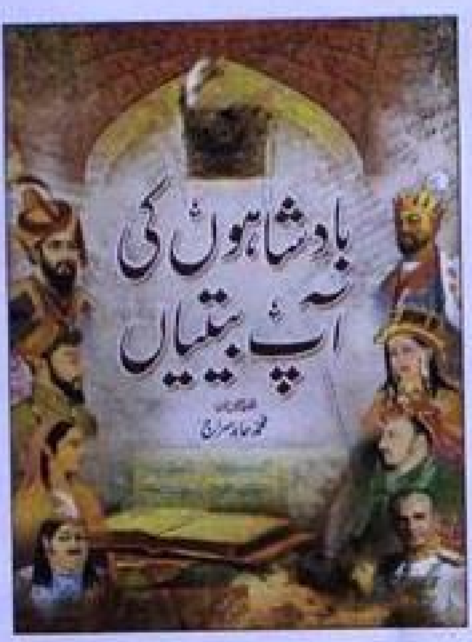

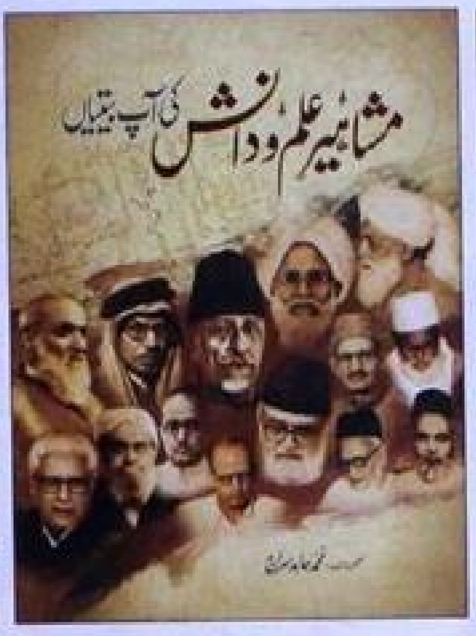

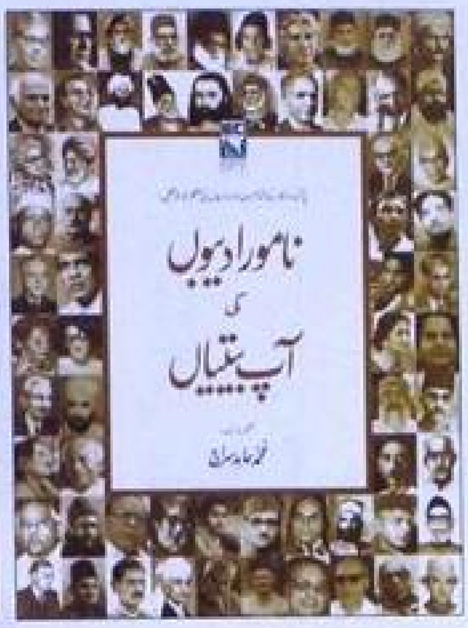

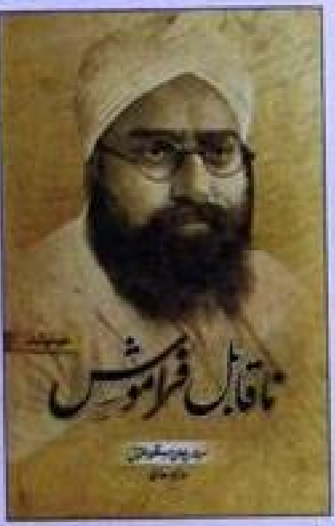

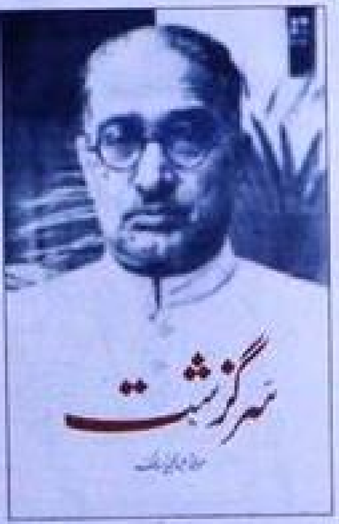

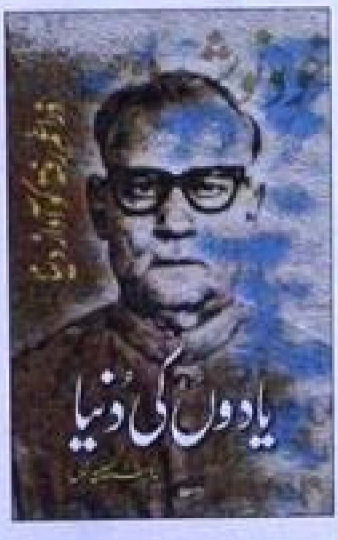

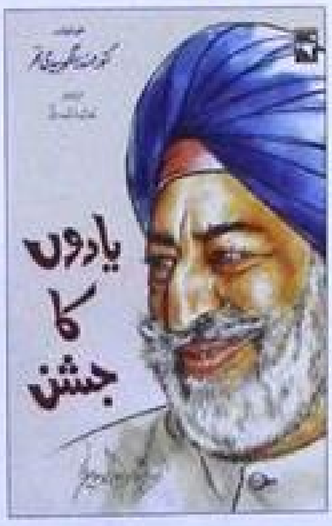

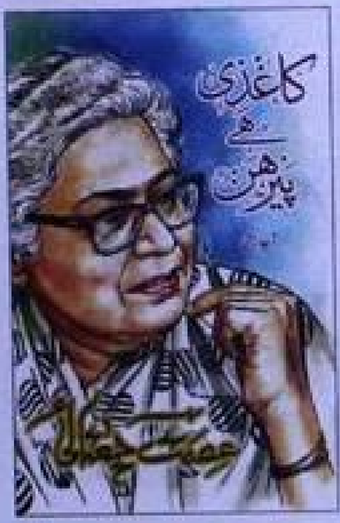

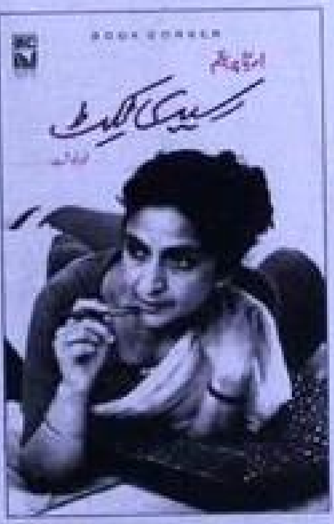

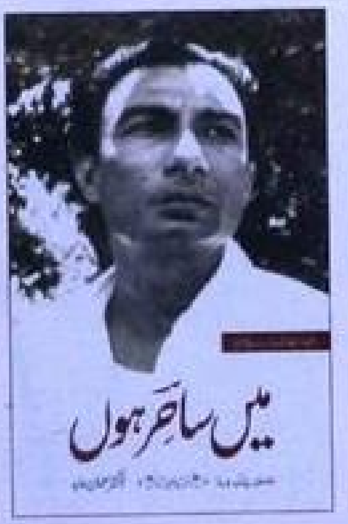

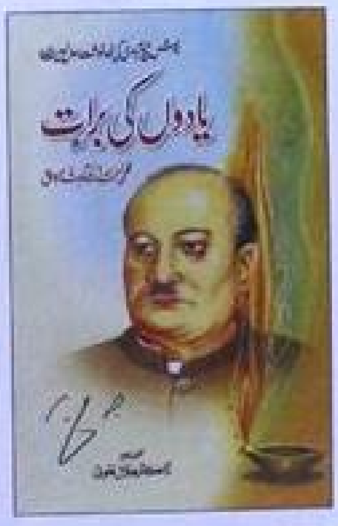

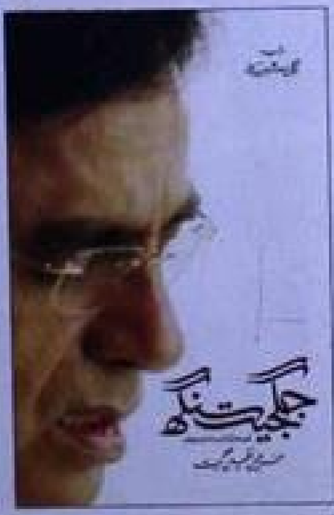

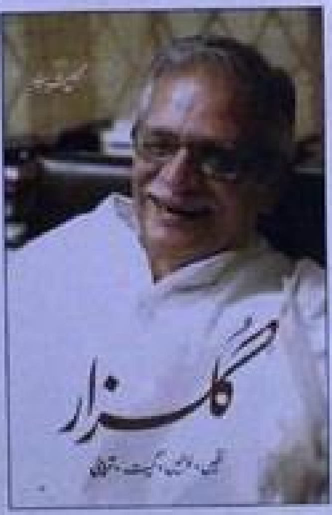

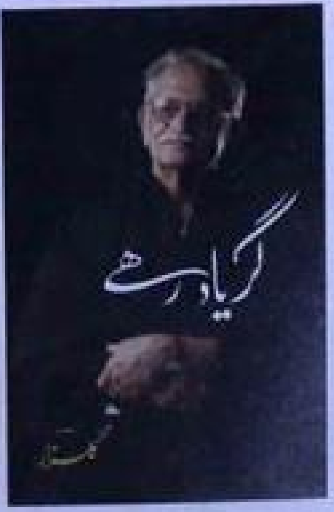

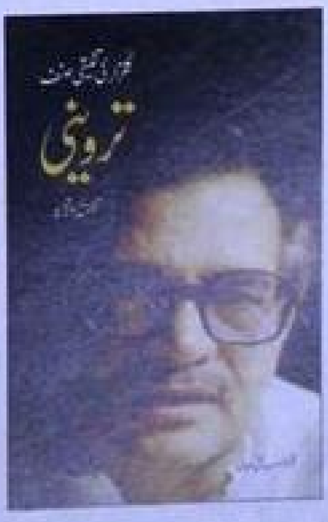

www.bookcorner.com.pk bookcornershowroom bookcornerjhelum

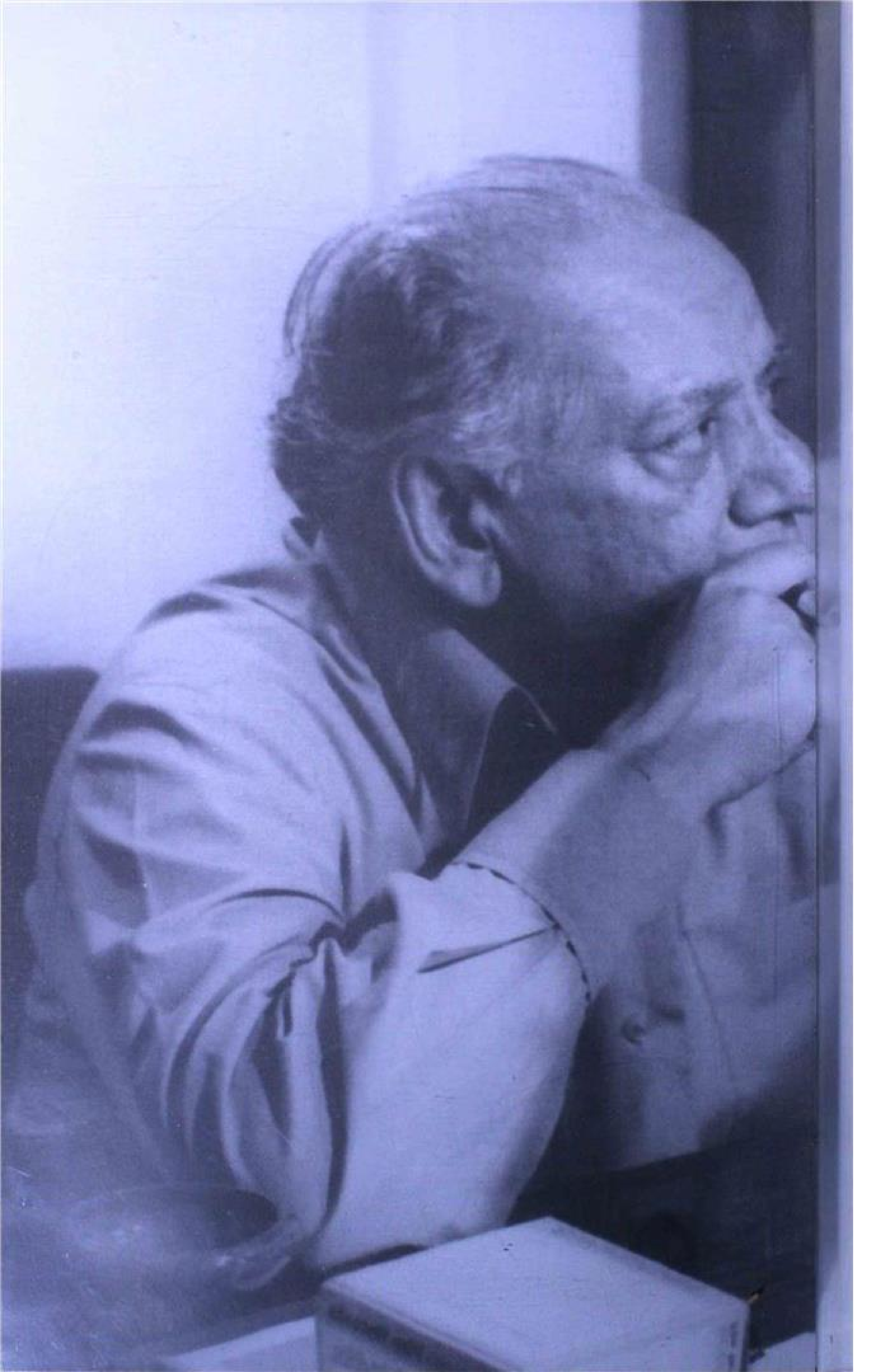

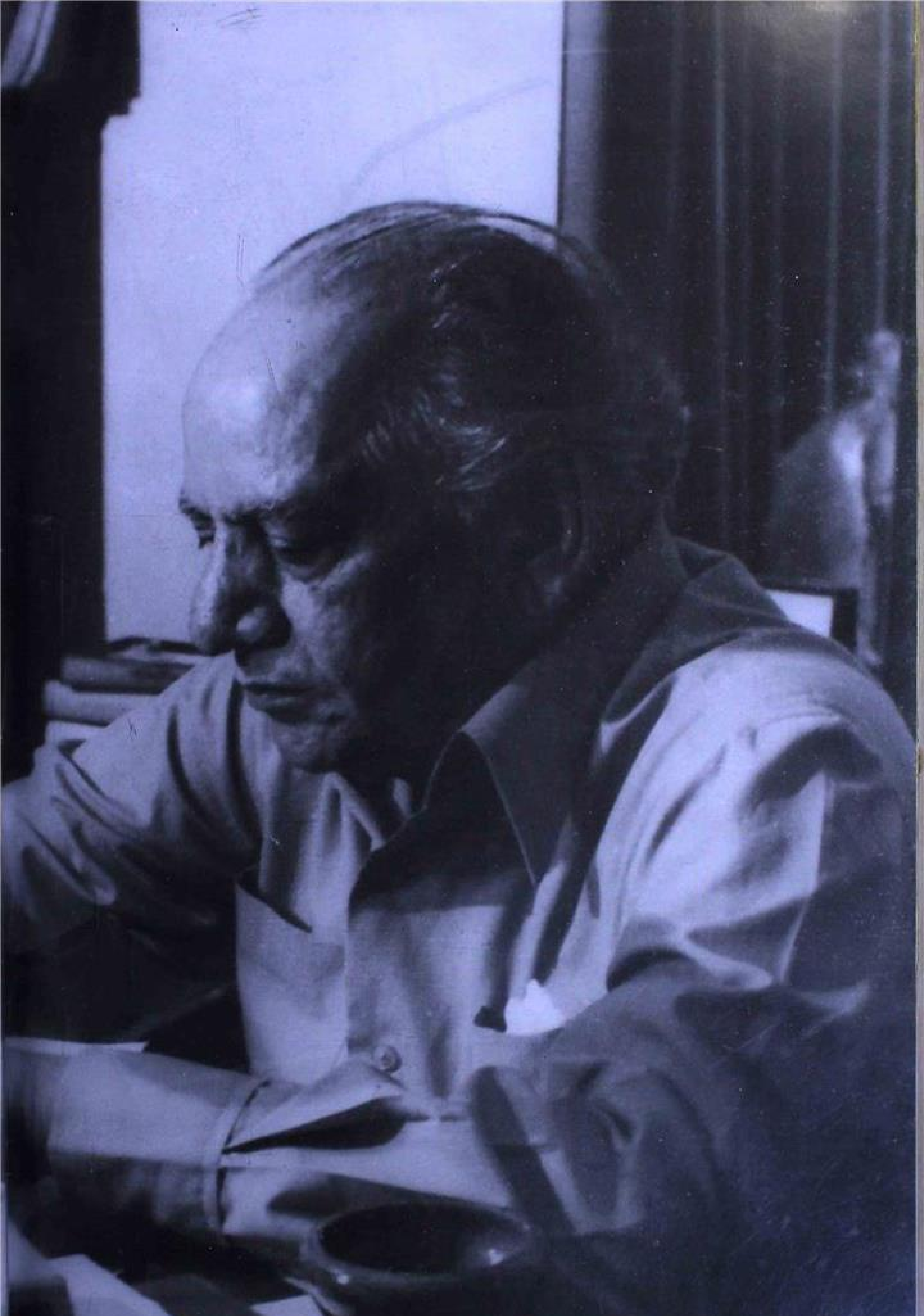

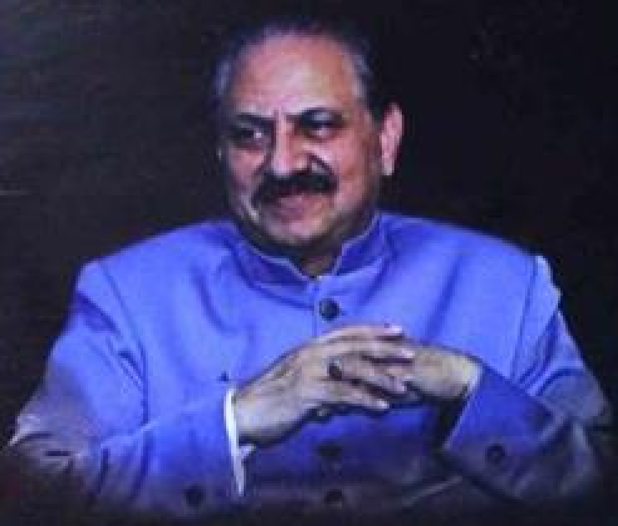

رو میں ہے رخشِ عمر

نام : سید تقی حسن عابدی

ادبی نام : تقی عابدی

تخلص : تقی

والد کا نام : سید سبط نبی عابدی (مرحوم)

والدہ کا نام : زبیدہ بیگم (مرحومہ)

تاریخ پیدائش : یکم مارچ 1952ء

مقام پیدائش : دہلی (ہندوستان)

تعلیم : ایم بی بی ایس (حیدرآباد، انڈیا) — ایم ایس (برطانیہ)

: ایف سی اے پی (امریکہ) — ایف آر سی پی (کینیڈا)

پیشہ : طبابت

ذوق : شاعری، ادبی تحقیق و تنقید

شریکِ حیات : کیتی

اولاد : دو بیٹیاں (معصومہ اور رویا)

دو بیٹے (رضا و مرتضیٰ)

تصانیف:

(1) شہید، 1982ء، جوشِ مودت، گلشنِ رویا، اقبال کے عرفانی زاویے، انشاء اللہ خاں انشا، رموزِ شاعری، اظہارِ حق، مجتہدِ نظم مرزا دبیر، طالعِ مہر، سلکِ سلامِ دبیر، تجزیہ یادگارِ انیس، ابواب المصائب، ذکرِ دُربا ران، عروسِ سخن، مصحفِ فارسی دبیر، مثنویاتِ دبیر، کائناتِ نجم، روپ کنور کماری، دربارِ رسالت، فکرِ مشتعل، خوشۂ انجم، اردو رباعیات، تاثیرِ ماتم، تجلی، روشن مہتاب، مصحفِ تغزل، سوانحِ انجم، تحقیق لکھنوی، ادبی تحقیق، غالب، دیوانِ نعت و منقبت، چوں مرگ آید، رباعیاتِ دبیر، سید سخن، دیوانِ غالب فارسی، شعر فہمی، مطالعۂ دبیر کی روایت، اردو کی دو شاہکار نظمیں، رباعیاتِ رشید لکھنوی، کلیاتِ سعید شہیدی، فیض فہمی، حالی فہمی، مسدسِ حالی، کلیاتِ حالی، بچوں کے حالی، رباعیاتِ حالی، حالی کی نعتیہ شاعری، حالی کی نظمیں، قطعاتِ حالی، حالی کے قصیدے، حالی کے مخمس مرثیے، دیوانِ سلامِ دبیر، رباعیاتِ انیس، امجد فہمی، فکرِ رسا، تقی عابدی ...

زیرِ طبع:

تجزیہ شکوہ جوابِ شکوہ، فانی ادبی تجزیہ، رباعیاتِ فراق گورکھپوری، اقبال کے چار مصرعے، رباعیاتِ بیدل۔

Dr. Syed Taqi Abedi
1110, Secretariate Rd. New Market, ON
L3X 1M4 Canada

Dr. Syed Taqi Abedi

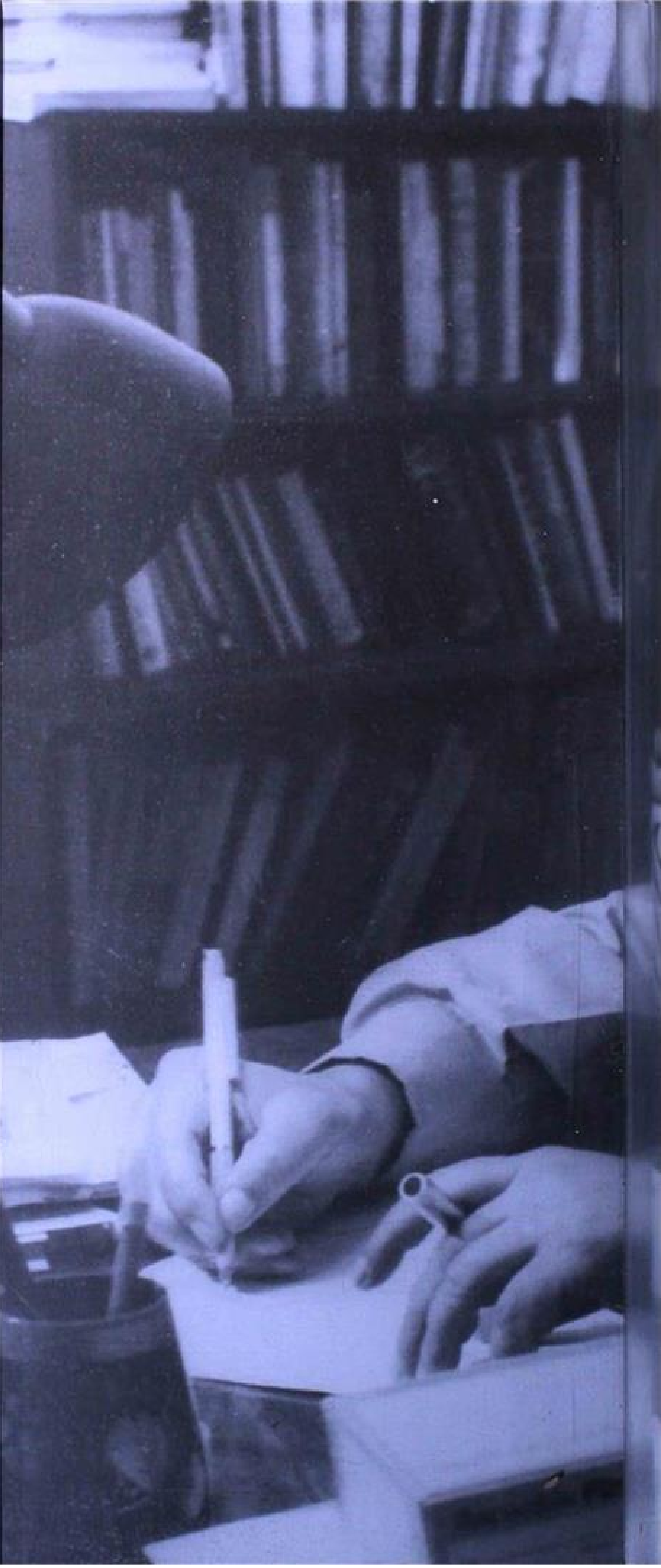

سچ تو یہ ہے کہ کسی بھی شاعر کی باقیات کامل ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ خود شاعر کو اس کا مکمل علم نہیں رہتا کہ اس نے اپنے شعری سفر میں کب اور کہاں کیا کیا کھویا ہے۔ یہاں ہم اس رُوداد کو ذیل کے تضمینی مصرعے میں بیان کر سکتے ہیں:

'یہ باقیات ابھی نا تمام ہے شاید'

اسی لیے اس میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت کچھ نہ کچھ نئی تخلیقی تصنیف ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ فیض احمد فیض اگرچہ ایک ممتاز، معروف، مستند فطری شاعر تھے مگر اُردو کے دوسرے بڑے شاعروں کی نسبت کم گو تھے۔ فیض کے مجموعی اشعار کی تعداد دو ہزار سے بھی کم ہے جبکہ اُردو کہکشاں میں بعض ایسے بھی شاعر ہیں جن کے اشعار کی تعداد ایک لاکھ کے قریب یا اس سے بھی زیادہ ہے۔ فیض کے پہلے مجموعے ''نقشِ فریادی'' کی اشاعت کے بعد ان کے دوستوں اور پرستاروں کو ان کے کلام کا انتظار رہتا تھا چنانچہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی تخلیقی فن پارہ منظرِ عام پر آئے اور آنکھوں سے اوجھل رہے۔ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ چند مصرعوں کو بعد میں حذف کر دیا گیا اور چند مصرعوں کا اضافہ بھی کیا گیا جن کی نشاندہی ہم نے باقیات کے چند نکات اور غیر مدوّن کلام کے ذیل کی ہے۔ خود فیض نے کہا تھا کہ انہوں نے اپنا ابتدائی کلام اپنے مجموعوں میں شامل نہیں کیا، چنانچہ وہ صرف بعض اخباروں اور رسالوں کی نذر ہو کر رہ گیا۔ ہم نے فیض کے ابتدائی کلام کو جو ''راوی'' میگزین میں شائع ہوا، باقیات میں شامل کیا ہے۔ ہم نے باقیات میں ان تمام نکات کی طرف اشارہ کر کے وہ کلام جس میں کچھ ترمیم اور تنسیخ کی گئی ہے پیش کیا ہے، جو اگرچہ زیادہ نہیں مگر اہمیت کا حامل ہے۔ ہم نے اپنے چند مضامین جو باقیات کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں، فیض کے متعلقات کے طور پر اس میں شامل کیے ہیں۔

فیض چونکہ ہمہ جہت شخصیت تھے اس لیے ان کی کئی جہات میں عمدہ تخلیقی تحریریں تھیں مگر ہمیں تلاش کرنے پر بھی کچھ تحریریں حاصل نہ ہوئیں اور ہمیں ان کے لیے مزید انتظار کرنا بے سود لگا چنانچہ پاکستان ٹائمز، ادبِ لطیف اور لیل و نہار کراچی کے اداریے جو مرزا ظفر الحسن مرتب کر رہے تھے دستیاب نہ ہو سکے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ رزمیہ نظم جو جیل میں لکھنے کی خواہش کر رہے تھے وہ لکھی گئی یا نہیں۔ ''Pillers of Community'' کا جو نصف ترجمہ کر لیا تھا اس کا پتہ نہیں ملتا اور اسی طرح کئی دوسری تحریریں، ایک دو فلم کی اسکرپٹ کے اشارے تو ملتے ہیں لیکن اصلی تحریر نہیں ملتی۔ ہم نے اپنے مضمون ''اے بسا آرزو کہ خاک شد'' مطبوعہ ''فیض فہمی'' میں ان تخلیقوں اور تحریروں کا مفصل ذکر کیا ہے۔ شاید مستقبل میں فیض کے محققین اور فیض شناسوں تک آئندہ کبھی ان کی رسیدگی ہو سکے۔

یہاں سب سے پہلے خصوصی طور پر ہم محترمہ سلیمہ ہاشمی، محترمہ منیزہ ہاشمی اور ڈاکٹر علی مدیح ہاشمی کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے خطوط کے ہمراہ اسناد مدارک اور ضروری نادر تصاویر بھیجیں جسے ہم نے اس باوقار صحیفہ کا جزو کیا۔ ہم ڈاکٹر بیدار بخت، ڈاکٹر بیدار مجید، جناب ایوب اولیاء، ڈاکٹر ضیاء الدین شکیب، جناب لطیف اویسی اور جناب سجاد حیدر کے ممنون ہیں جنہوں نے خطوط کے ساتھ تصاویر بھی مرحمت کیں۔ ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق جناب سلمان احمد ہیں جو صادقین فاؤنڈیشن کے روحِ رواں ہیں۔ فیض فاؤنڈیشن کی انچارج محترمہ یمین زاہرہ صاحبہ اور سمیرا خلیل صاحبہ کی کوششوں سے ہمیں اس پراجیکٹ میں مدد ہوئی، ہم ان کے شکرگزار ہیں۔ ''باقیات و نادرات فیض احمد فیض'' کا بیان مکمل نہ ہوگا اگر ہم **بک کارنر** جو اس دورِ حاضر میں جہلم سے دُنیائے اُردو ادب میں اپنی شناخت کی خوشبو بکھیر چکا ہے، کا ذکر نہ کریں۔ جناب امر شاہد اور گگن شاہد نے دن رات محنت اور دلجوئی سے اپنی ادبی اور ثقافتی تہذیبی صلاحیتوں کے ساتھ جو طباعت کی فن کاری کے کرشمے دکھائے ہیں ہماری نظروں کے سامنے موجود ہیں۔

آخر میں خواہش مند ہوں اگر کچھ مطالب رہ گئے ہیں تو ضرور مطلع کریں اور ہماری کوتاہیوں کو درگزر کریں۔

ڈاکٹر سید تقی عابدی

WWW.
BOOK CORNER
.COM.PK
Pakistan's Biggest Bookstore

BAQIAT O NADIRAT FAIZ AHMED FAIZ
ISBN: 978-969-662-220-8
Rs.7500.00

BOOK CORNER
Jhelum (Pakistan)
bookcornerjhelum
bookcornershowroom
info@bookcorner.com.pk